SOCIAL SCIENCE

CLASS - 9 SEMESTER -1

S. No.	SUBJECT	Page No.
1.	CONTEMPORARY INDIA - 1 عصری ہندوستان - 1	1-53
2.	INDIA AND THE CONTEMPORARY WORLD - 1 ہندوستان اور عصری دنیا - 1	54-153
3.	DEMOCRATIC POLITICS - 1 جمہوری سیاست - 1	154-267
4.	ECONOMICS معاشیات	268-325

© Government of Andhra Pradesh, Amaravati

First Published 2024

New Impression : 2025,2026

DISCLAIMER

Any form of copying of the content, information and illustrations from this text book is a punishable offence.

All rights reserved

No part of this publication may be reproduced, stored in a retrieval system, or transmitted, in any form or by any means without the prior permission in writing of the publisher, nor be otherwise circulated in any form of binding or cover other than that in which it is published and without a similar condition including this condition being imposed on the subsequent purchaser.The copyright holder of this book is the Commissioner of School Education, Amaravati, Andhra Pradesh.

This book has been printed on 70 G.S.M S.S. Maplitho. Title Page 200 G.S.M. White Art Card.

ACKNOWLEDGEMENT : Providing quality education is the prestigious flagship programme of Government of Andhra Pradesh. We are happy to adapt NCERT curriculum in the state to make Andhra Pradesh as knowledge Society to conquer global opportunities. We express our heartfelt gratitude to NCERT for their meticulously designed resources and pedagogical insights, which have greatly enriched the quality of this textbook. The collaborative spirit and expertise of NCERT have ensured that the content aligns with National Educational Standards fostering meaningful learning experiences for students to achieve class specific learning outcomes in the light of NEP 2020. We also extend our thanks to the entire team involved in designing these textbooks.

Published by Samagra Shiksha, Government of Andhra Pradesh, Amaravati.

NATIONAL ANTHEM

Jana gana mana adhinayaka jaya he
Bharata bhagya vidhata
Panjaba Sindhu Gujarata Maratha
Dravida Utkala Banga
Vindhya Himachala Yamuna Ganga
uchchala jaladhi taranga

Tava Subha name jage,
tava subha asisa mage,
gahe tava jaya gatha.
Jana gana mangala dayaka jaya he
Bharata bhagya vidhata.
Jaya he, Jaya he, Jaya he,
jaya jaya jaya jaya he.

`Rabindranath Tagore

قومی ترانہ

جن گن من ادھی نا یک جیا ہے
بھارت بھاگیہ ودھاتا
پنجاب، سندھ، گجرات، مراٹھا، ڈراوڈ، اتکل، ونگا
وندھیا، ہما چل، یمنا، گنگا، اُچ چھل جل دھی ترنگا
تواشبھ نامے جاگے، تواشبھ آشش ماگے
گاہے تو جیا گاتھا
جن گن منگل دایک جیا ہے
بھارت بھاگیہ ودھاتا
جیا ہے، جیا ہے، جیا ہے
جیا جیا جیا جیا ہے

راہندرا ناتھ ٹیگور

PLEDGE | عہد

India is my country. All Indians are my brothers and sisters.
I love my country and I am proud of its rich and varied heritage.
I shall always strive to be worthy of it.
I shall give my parents, teachers and all elders respect,
and treat everyone with courtesy. I shall be kind to animals.
To my country and my people, I pledge my devotion.
In their well-being and prosperity alone lies my happiness.

- Pydimarri Venkata Subba Rao

ہندوستان میرا وطن ہے۔ مجھے اپنے وطن سے پیار ہے اور میں اس کے عظیم اور گوناگوں ورثے پر فخر کرتا ہوں / کرتی ہوں۔
میں ہمیشہ اس ورثے کے قابل بننے کی کوشش کرتا رہوں گا / کرتی رہوں گی۔ میں اپنے والدین، استادوں اور بزرگوں کی
عزت کروں گا / کروں گی اور ہر ایک کے ساتھ خوش اخلاقی کا برتاؤ کروں گا / کروں گی۔
میں اپنے وطن اور ہم وطنوں کی خدمت کے لیے اپنے آپ کو وقف کرنے کا عہد کرتا ہوں / کرتی ہوں۔

پائیڈی مرّی وینکٹا سبّا راؤ

Printed in India
at the A.P. Govt., Text Book Press
Amaravathi, Andhra Pradesh

SOCIAL SCIENCE

GEOGRAPHY

Contemporary India - I

عصری ہندوستان- I

SEMISTER - 1

Contents

باب نمبر	نام	مہینہ	صفحات
Chapter 1	India Size and Location ہندوستان - جسامت اور محل وقوع	June جون	3 - 14
Chapter 2	Physical Features of India ہندوستان کے طبعی خدوخال	August اگست	15 - 34
Chapter 3	Drainage پانی کی نکاسی	October اکٹوبر	35 - 52

I3I3D1
اساتذہ کے لیے

J9Y1W8
طلباء کے لیے

APSCERT

اکتسابی نتائج

سبق کے اختتام پر طلباء

1. ہندوستان - جسامت اور محل وقوع

1. ریاستیں، دارالحکومتیں، مرکزی زیر انتظامی علاقے، سرحدیں، پڑوسی ممالک اور آبی وسائل وغیرہ کو ہندوستان کے نقشہ میں نشاندہی کریں گے۔
2. ہندوستان کے طول البلد اور عرض البلد کے وسعت کی نشاندہی کریں گے۔
3. جنوبی ایشیائی ممالک میں ہندوستان کی حکمت کی صورتحال کا تجزیہ کریں گے۔
4. معیاری وقت کے تصور کی وضاحت کریں گے اور ہندوستان کے معیاری وقت کو محسوب کریں گے۔
5. ہندوستان کے قدرتی وسائل کی توصیف کرتے ہوئے ان کے اطلاق کا جائزہ لیں گے۔

2. ہندوستان کے طبعی خدوخال

1. ہندوستان کے طبعی خصوصیات میں تفرق کریں گے۔
2. ہندوستان کے طبعی خدوخال کو پڑوسی ممالک سے موازنہ کریں گے۔
3. ملک کے اناج کے گودام کے طور پر شمالی میدان کے کردار پر بحث ومباحثہ کرتے ہوئے سطح مرتفع کو معدنیات کے گودام کے طور پر توصیف کریں گے۔
4. مغربی اور مشرقی ساحلی میدانوں کا موازنہ اور ان کریں گے اور ان میں فرق بتائیں گے۔
5. ہندوستان کا عظیم ریگستان، جزائر اور وہاں پر مقیم لوگوں کی طرز زندگی کا تجزیہ کرتے ہوئے تشخیص کریں گے۔

3. پانی کی نکاسی

1. ہندوستان کے پانی کے نکاسی کے نظام کی تعریف کرتے ہوئے ہندوستان کے نقشہ میں دریائی نظام کی نشاندہی کریں گے۔
2. ہمالیائی اور سطح مرتفاعی دریاؤں کے مابین فرق کو سمجھیں گے۔
3. ہندوستان کے معاشی نظام میں دریاؤں کے کلیدی رول کی وضاحت کریں گے۔
4. دریاؤں کی آلودگی کے وجوہات اور عوام کی طرز زندگی پر اس کے اثرات کا تجزیہ کریں گے۔
5. دریاؤں کے ساحل پر سیاحی مراکز اور جھیلوں کے نظاروں کی ستائش کریں گے۔

APSCERT

LEARNING OUT COMES

The Students will be able to

1. India - Size and Locaton

1. Locate the States, their capitals, Union territories, borders, neighbouring countries and water bodies etc on the map of India.
2. Identify the longitudinal and latitudinal extent of India.
3. Analyse the strategic position of India in South Asian countries.
4. Explain the concept of the standard time and calculate the Indian Standard Time.
5. Appreciate the natural resources of India and evaluate its usage.

2. Physical Features of India

1. Differentiate between the physical features of India.
2. Compare the relief features of India with its adjacent countries.
3. Discuss the role the Northern Plains as the granary of the country and appreciate the plateau as the store house of minerals.
4. Compare and differentiate between the Western and the Eastern coastal plains.
5. Analyse and evaluate the Great Indian Desert, Islands and life styles of people living there.

3. Drainage

1. Appreciate the drainage system in India and locate the river system on the map of India.
2. Understand the differences between the Himalayan and the Peninsular rivers.
3. Describe the key role of rivers in the Indian economy.
4. Analyse the causes of river pollution and its impact on the lifestyle of the people.
5. Appreciate the tourist spots on the banks of the rivers and lake views.

APSCERT

1

ہندوستان – جسامت اور محل وقوع

ہندوستانی تہذیب دنیا کی قدیم تہذیبوں سے ایک ہے۔ اس نے گذشتہ پانچ دہائیوں کے دوران کثیر جہتی سماجی اور معاشی ترقی حاصل کی ہے۔ اس نے زراعت، صنعت، ٹکنالوجی اور بحیثیت مجموعی اقتصادی ترقی کے میدانوں میں قابل ذکر ترقی کرتے ہوئے آگے قدم بڑھایا ہے۔ ہندوستان نے دنیا کی تاریخ بنانے میں بھی اہم کردار ادا کیا ہے۔

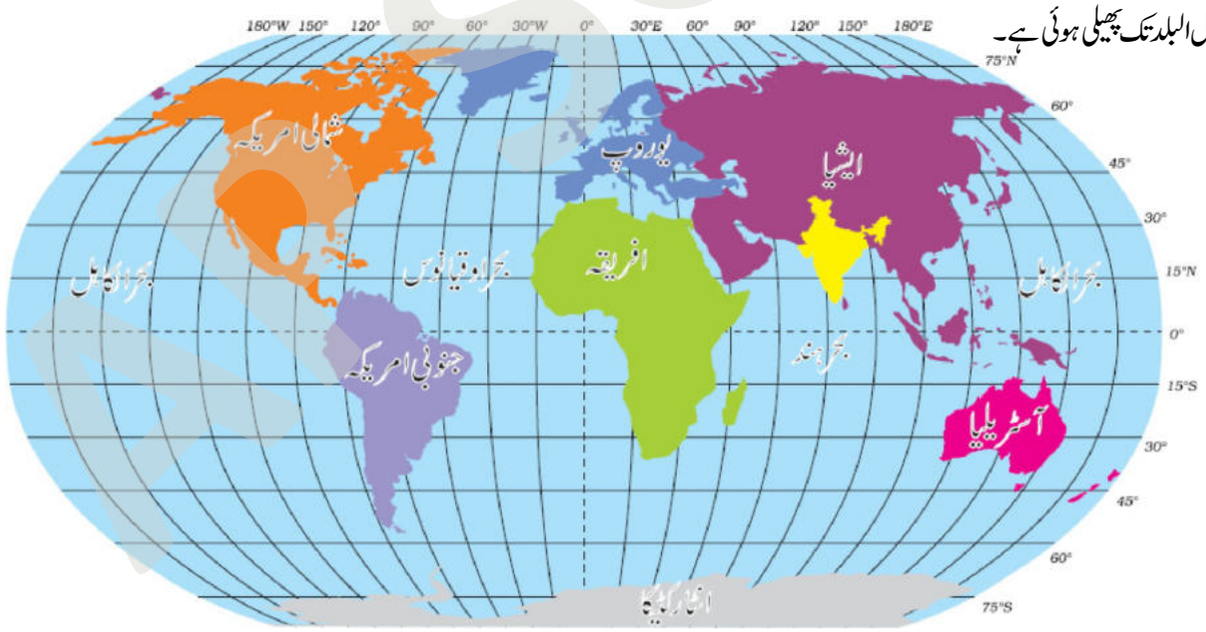
محل وقوع

ہندوستان ایک وسیع ملک ہے۔ یہ مکمل طور پر شمالی نصف کرہ میں واقع ہے (شکل 1.1) ملک کی اہم سرزمین '8°4 شمالی عرض البلد سے '37°6 شمال عرض البلد تک اور '68°7 مشرقی طول البلد سے '97°25 مشرق طول البلد تک پھیلی ہوئی ہے۔ خط سرطان ('23°30 شمال) ملک کو تقریباً دو مساوی حصوں میں تقسیم کرتا ہے۔ اس کی اہم سرزمین کے جنوب مشرق اور جنوب مغرب میں بالترتیب خلیج بنگال اور بحیرۂ عرب میں جزائر انڈمان نکوبار اور لکش دیپ واقع ہیں۔ اپنے اٹلس سے جزائر کے ان گروپوں کی وسعت معلوم کیجیے:

کیا آپ جانتے ہیں؟ انڈین یونین کی جنوبی حد کا 'اندرا پوائنٹ' 2004 میں سنامی سمندری طوفان کے دوران زیر آب رہا تھا۔

جسامت

ہندوستان کی زمین کا کل رقبہ 3.28 لاکھ مربع کلومیٹر ہے۔ ہندوستان کا کل رقبہ دنیا کے کل جغرافیائی رقبہ کا 2.4 فیصد ہے۔ شکل 1.2 سے یہ



شکل 1.1 : دنیا میں ہندوستان

M4A6H9

1

India – Size and Location

India is one of the ancient civilisations in the world. It has achieved multi-faceted socio-economic progress during the last five decades. It has moved forward displaying remarkable progress in the field of agriculture, industry, technology and overall economic development. India has also contributed significantly to the making of world history.

Location

India is a vast country. Lying entirely in the Northern hemisphere (Figure 1.1) the main land extends between latitudes 8°4'N and 37°6'N and longitudes 68°7'E and 97°25'E.

The Tropic of Cancer (23° 30'N) divides the country into almost two equal parts. To the southeast and southwest of the mainland, lie the Andaman and Nicobar islands and the Lakshadweep islands in Bay of Bengal and Arabian Sea respectively. Find out the extent of these groups of islands from your atlas.

Do You Know?

- The southernmost point of the Indian Union– 'Indira Point' got submerged under the sea water in 2004 during the Tsunami.

Size

The land mass of India has an area of 3.28 million square km. India's total area accounts for about 2.4 per cent of the total geographical

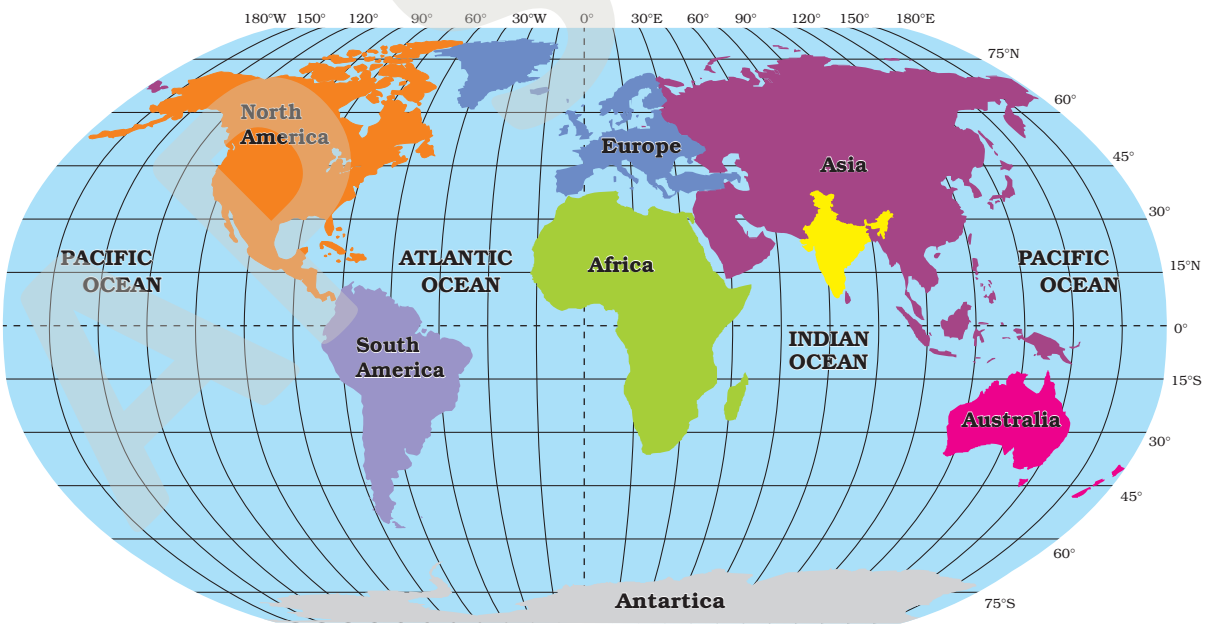


Figure 1.1 : India in the World

بات واضح ہوتی ہے کہ ہندوستان دنیا کا ساتواں سب سے بڑا ملک ہے۔ ہندوستان کی زمینی سرحد تقریباً 15,200 کلومیٹر طویل ہے اور اس کی اہم سرزمین کے ساحلی خط کی کل لمبائی بشمول انڈمان اور نکوبار اور لکش دیپ 7,516.6 کلومیٹر ہے۔

ہندوستان شمالِ مغرب، شمال اور جنوب مشرق میں نوخیز تہہ دار پہاڑوں سے گھرا ہوا ہے۔ جنوب کی جانب تقریباً 22° شمال عرض البلد سے یہ پتلا ہوتا جاتا ہے اور بحرِ عرب کی جانب پھیل کر اس کو دو سمندروں، یعنی مغرب میں بحیرۂ عرب اور مشرق میں خلیج بنگال میں تقسیم کرتا ہے۔

شکل 1.3 پر نظر ڈالیے اور نوٹ کیجیے کہ اہم سرزمین کی عرض البلدی اور طول البلدی سرحد تقریباً 30° ہے۔ اس حقیقت کے باوجود اس کی مشرق و مغرب وسعت اس کی شمالِ جنوبی سرحد سے چھوٹی معلوم ہوتی ہے۔

گجرات سے اروناچل پردیش تک وقت میں دو گھنٹے کا فرق ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ مرزاپور (تراپردیش) کے درمیان سے گزرنے والی ہندوستان کے معیاری نصف النہار (82°30' مشرق) کو پورے ملک کا معیاری وقت مانا جاتا ہے۔ جوں جوں جنوب سے شمال کی جانب جائیں، عرض البلدی وسعت دن اور رات کے وقفہ پر اثر انداز ہوتی ہے۔

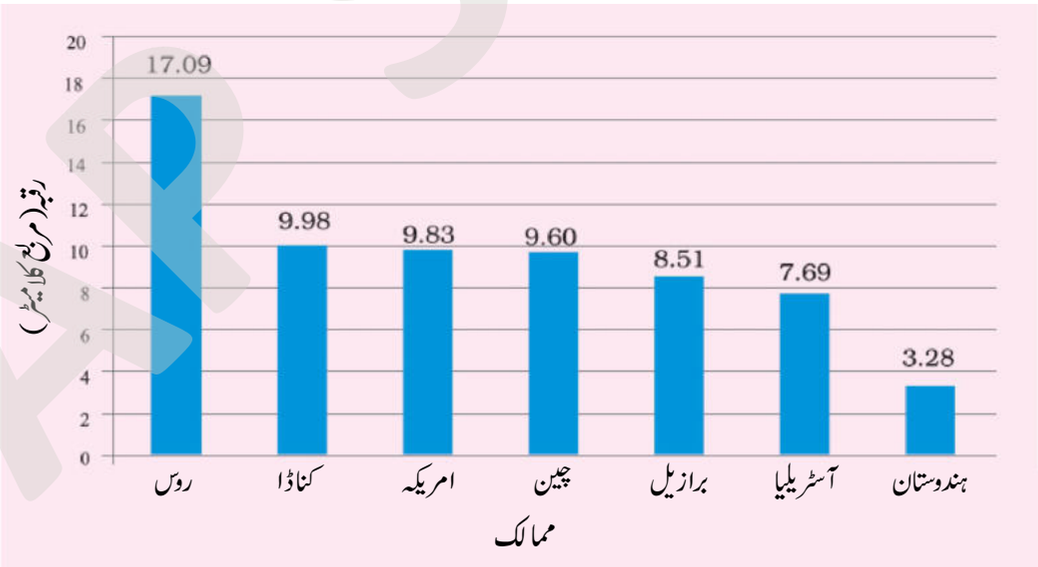
معلوم کیجیے

- 82°.30'E مشرق کو ہندوستان کے معیاری دائرہ نصف النہار کے طور پر کیوں منتخب کیا گیا ہے؟
- دن اور رات کے وقفے میں فرق کنیا کماری میں کم اور کشمیر میں زیادہ کیوں ہوتا ہے؟

ہندوستان اور دنیا

مشرق اور مغربی ایشیا کے درمیان ہندوستانی خطۂ زمین کا محل وقوع مرکزی حیثیت کا حامل ہے۔ ہندوستان براعظم ایشیا کے جنوب کی طرف پھیلا ہوا ہے۔ بحرِ ہند کے پار کے راستے جو مغرب میں یوروپی ممالک اور مشرقی ایشیا کے ممالک کو جوڑتے ہیں، ہندوستان کو ایک کلیدی وقوع مہیا کرتے ہیں۔ نوٹ کیجیے کہ جزیرہ نما دکن بحرِ ہند میں دور تک پھیلا ہوا ہے جو مغربی ساحل سے مغربی ایشیاء، افریقہ اور یوروپ کے ساتھ اور مشرقی ساحل سے جنوب مشرقی اور مشرقی ایشیا کے ساتھ قریبی روابط قائم کرنے میں ہندوستان کی مدد کرتا ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ بحرِ ہند پر کسی بھی ملک کے پاس اتنا طویل ساحل نہیں ہے جتنا ہندوستان کو میسر ہے۔ بلاشبہ بحرِ ہند میں ہندوستان کی یہ ممتاز حیثیت ہے جو اس سمندر کا نام اس ملک کے نام پر رکھنے کا جواز پیش کرتی ہے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟ 1869 میں نہر سویز کے کھلنے کے بعد سے یوروپ اور ہندوستان کے درمیان فاصلہ 7,000 کلومیٹر کم ہو گیا ہے۔



ماخذ : یونائٹیڈ نیشنز ڈیموگراف ایئر بک 2015 – **شکل 1.2**: دنیا کے سات سب سے بڑے ممالک

area of the world. From Figure 1.2 it is clear that India is the seventh largest country of the world. India has a land boundary of about 15,200 km and the total length of the coastline of the mainland, including Andaman and Nicobar and Lakshadweep, is 7,516.6 km.

India is bounded by the young fold mountains in the northwest, north and northeast. South of about 22° north latitude, it begins to taper, and extends towards the Indian Ocean, dividing it into two seas, the Arabian Sea on the west and the Bay of Bengal on its east.

Look at Figure 1.3 and note that the latitudinal and longitudinal extent of the mainland is about 30°. Despite this fact, the east-west extent appears to be smaller than the north-south extent.

From Gujarat to Arunachal Pradesh, there is a time lag of two hours. Hence, time along the **Standard Meridian of India** (82°30'E) passing through Mirzapur (in Uttar Pradesh) is taken as the standard time for the whole country. The latitudinal extent influences the duration of day and night, as one moves from south to north.

Find out

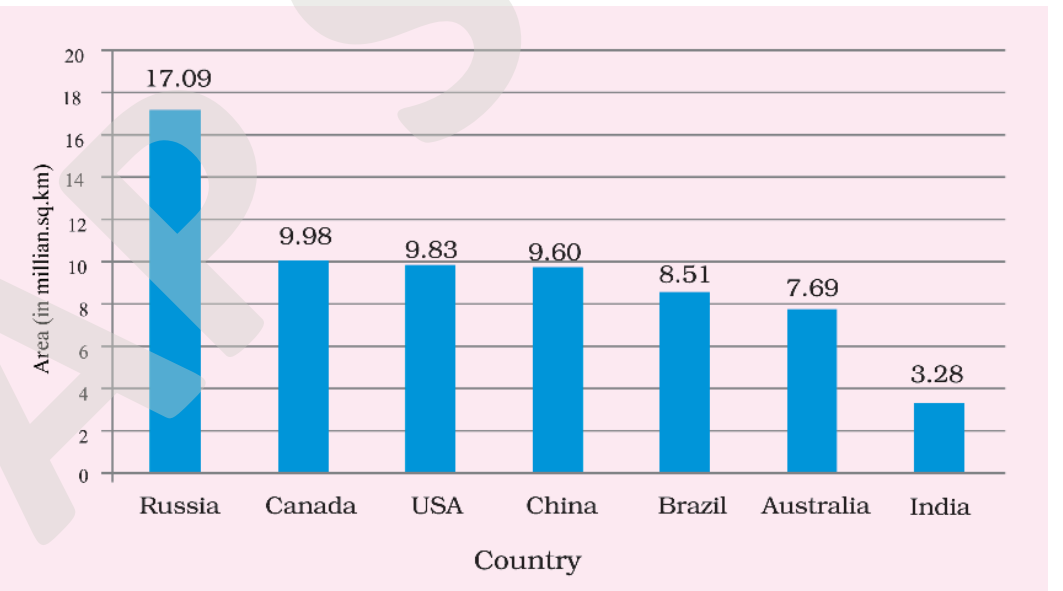
- Why 82°30'E has been selected as the Standard Meridian of India?
- Why is the difference between the durations of day and night hardly felt at Kanniyakumari but not so in Kashmir?

India and the World

The Indian landmass has a central location between the East and the West Asia. India is a southward extension of the Asian continent. The trans Indian Ocean routes, which connect the countries of Europe in the West and the countries of East Asia, provide a strategic central location to India. Note that the Deccan Peninsula protrudes into the Indian Ocean, thus helping India to establish close contact with West Asia, Africa and Europe from the western coast and with Southeast and East Asia from the eastern coast. No other country has a long coastline on the Indian Ocean as India has and indeed, it is India's eminent position in the Indian Ocean, which justifies the naming of an Ocean after it.

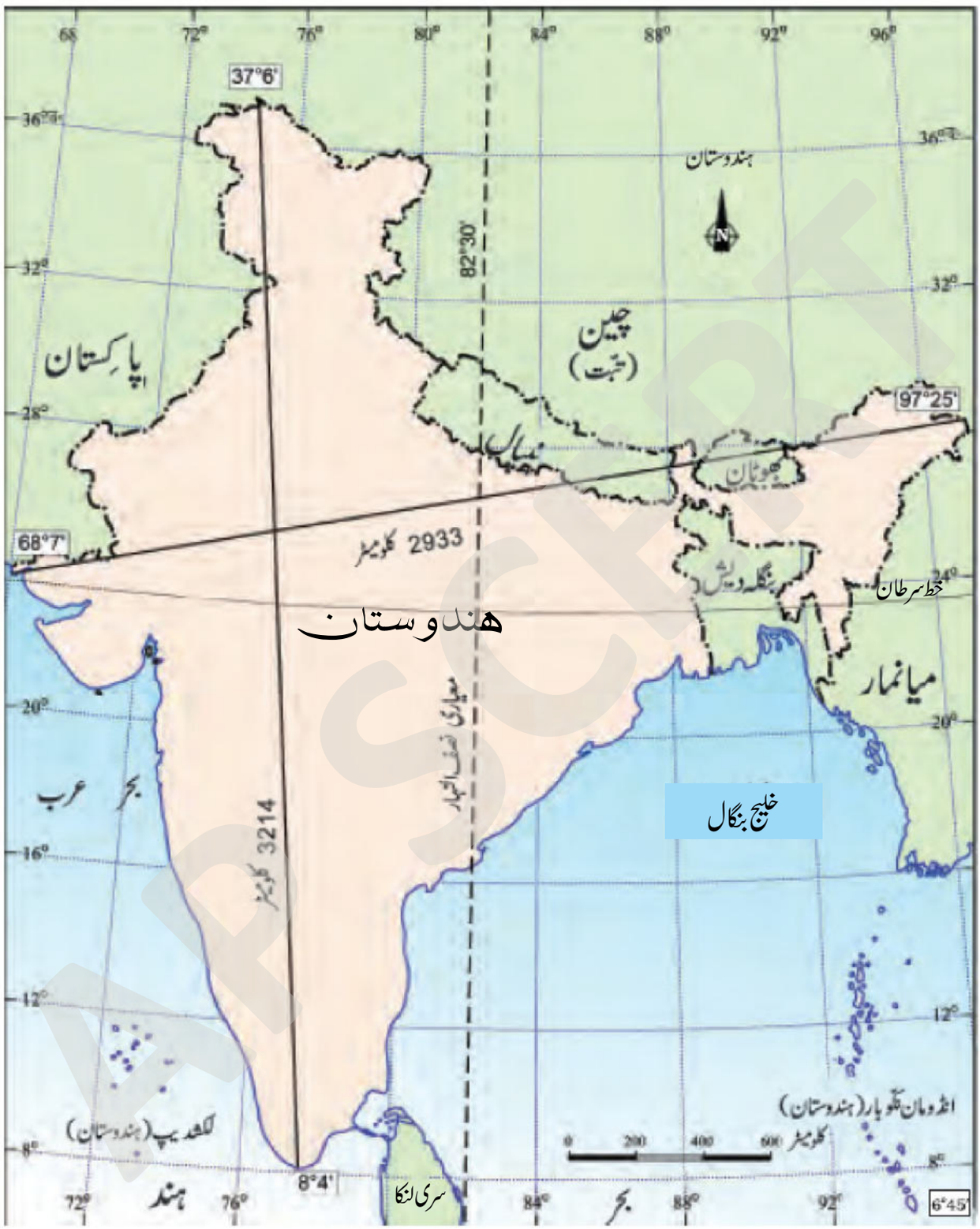
Do You Know?

Since the opening of the Suez Canal in 1869, India's distance from Europe has been reduced by 7,000 km.



Source : United Nations Demographic Year Book 2015

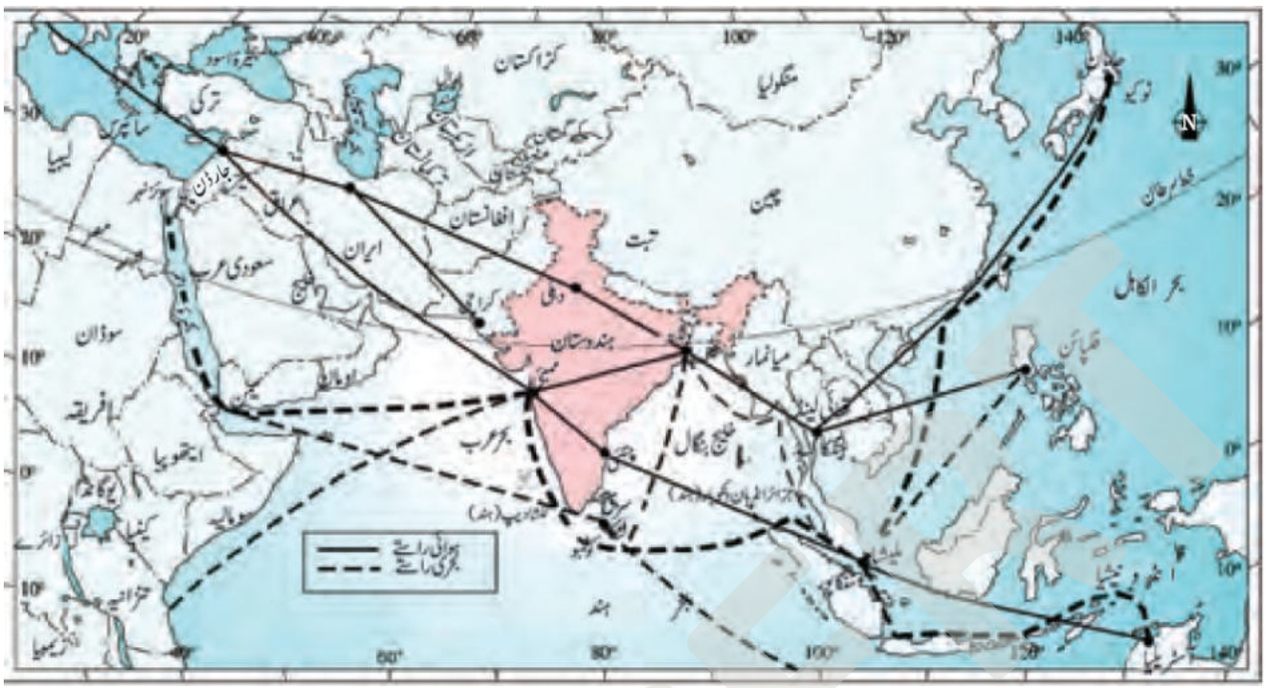
Figure 1.2 : Seven Largest Countries of the World



شکل 1.3 : ہندوستان حدودی وسعت اور معیاری دائرہ نصف النہار



Figure 1.3 : India : Extent and Standard Meridian



شکل 1.4 : بین الاقوامی شاہراہ پر ہندوستان کا تجارتی کاروبار

دنیا کے ساتھ ہندوستان کے روابط مدتوں سے چلے آ رہے ہیں، لیکن خشکی کے راستے سے اُس کے تعلقات سمندری راستوں کے تعلقات سے کہیں زیادہ پرانے ہیں۔ پہاڑوں کے درمیان واقع متعدد درّوں نے قدیم زمانے کے سیاحوں کو راستے مہیا کئے ہیں، جبکہ سمندروں نے ایسے باہمی تعلق کو مدتوں تک محدود رکھا۔

ان راستوں نے قدیم زمانے سے ہی خیالات اور اشیاء کے تبادلے میں مدد بہم پہنچائی ہے۔ اپنشد اور رامائن، پنچ تنتر کی کہانیوں، ہندوستانی اعداد اور اعشاری نظام اس طرح سے دنیا کے بیشتر حصوں تک پہنچے۔ مصالحے، ململ اور دوسرا مالِ تجارت دنیا کے مختلف ممالک میں لے جائے جاتے تھے۔ اس کے برعکس یونانی سنگ تراشی کا اثر اور مغربی ایشیا کے گنبد اور میناروں کی طرز تعمیر ہمارے ملک کے مختلف حصوں میں دیکھی جا سکتی ہیں۔

ہندوستان کے پڑوسی ممالک

ہندوستان جنوبی ایشیا میں کلیدی حیثیت رکھتا ہے۔ ہندوستان میں 28 ریاستیں اور 8 مرکزی علاقے ہیں۔ (شکل 1.5)

معلوم کیجیے

- مغربی اور مشرقی ساحلوں کے ساتھ ساتھ مرکزی زیرانتظام علاقوں کی تعداد۔
- رقبے کے اعتبار سے سب سے چھوٹی اور بڑی ریاست کونسی ہے؟
- وہ ریاستیں جن کی بین الاقوامی سرحد نہیں ہے یا وہ ساحل پر واقع نہیں ہیں؟
- چار گروپوں میں ان ریاستوں کی درجہ بندی کیجیے جن کی درج ذیل ممالک کے ساتھ مشترک سرحد ہے۔

(i) پاکستان، (ii) چین، (iii) میانمار، (iv) بنگلہ دیش

ہندوستان کی زمینی سرحد شمال مغرب میں پاکستان، افغانستان اور شمال میں چین (تبت) نیپال اور بھوٹان سے اور مشرق میں میانمار اور بنگلہ دیش سے ملتی ہے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

1947 سے پہلے ہندوستان میں دو قسم کی ریاستیں تھیں۔ صوبے اور شاہی حکومتیں۔ صوبوں پر براہِ راست وائسرائے کے مقرر کردہ افسران کی حکومت تھی، شاہی حکومتوں پر مقامی، موروثی حکمرانوں کی حکومت تھی، جنہوں نے مقامی خودمختاری کے بدلے برطانوی قتدار اعلیٰ کو تسلیم کر لیا تھا۔

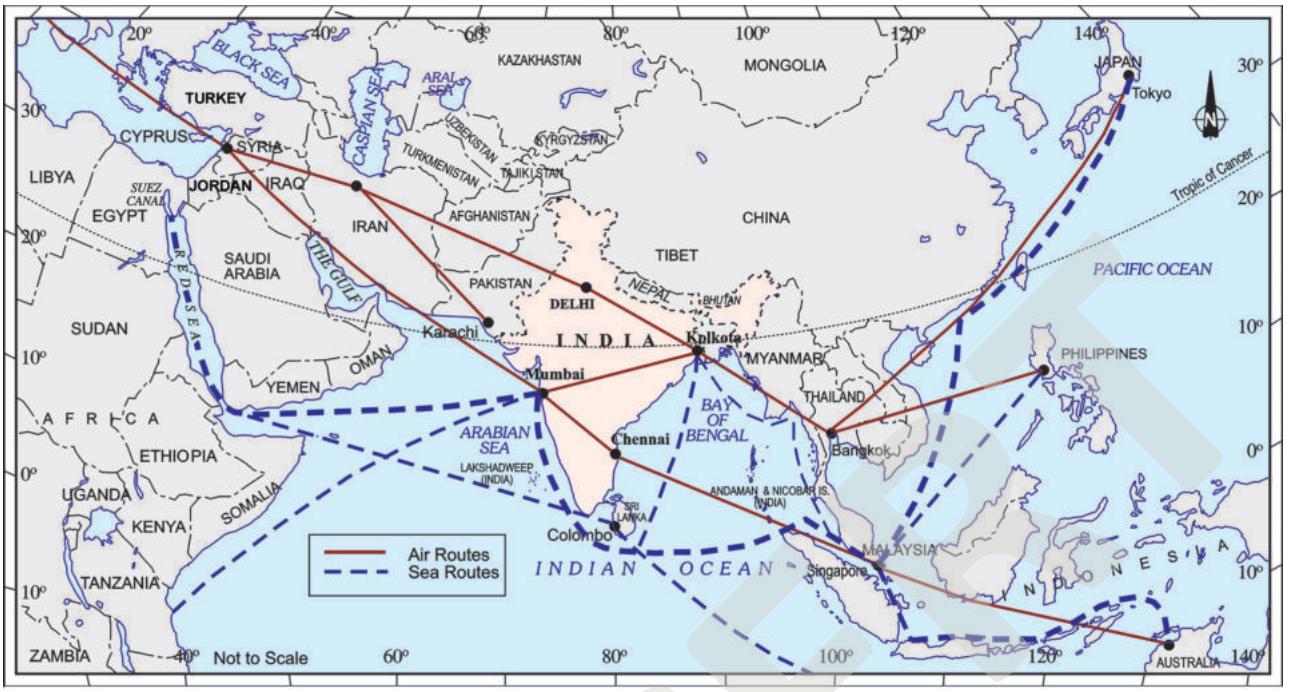


Figure 1.4 : India on International Highway of Trade and Commerce

India's contacts with the World have continued through ages but her relationships through the land routes are much older than her maritime contacts. The various passes across the mountains in the north have provided passages to the ancient travellers, while the oceans restricted such interaction for a long time.

These routes have contributed in the exchange of ideas and commodities since ancient times. The ideas of the *Upanishads* and the *Ramayana*, the stories of *Panchtantra*, the Indian numerals and the decimal system thus could reach many parts of the world. The spices, muslin and other merchandise were taken from India to different countries. On the other hand, the influence of Greek sculpture, and the architectural styles of dome and minarets from West Asia can be seen in different parts of our country.

India's Neighbours

India occupies an important strategic position in South Asia. India has 28 states and Eight Union Territories (Figure 1.5).

Find out

- The number of Union Territories along the western and eastern coasts.
- Area-wise which is the smallest and which is the largest state?
- The states which do not have an international border or lie on the coast.
- Classify the states into four groups each having common frontiers with (i) Pakistan, (ii) China, (iii) Myanmar, and (iv) Bangladesh.

India shares its land boundaries with Pakistan and Afghanistan in the northwest, China (Tibet), Nepal and Bhutan in the north and Myanmar and Bangladesh in the east. Our southern neighbours across the sea consist of the two island countries, namely

Do You Know?

Before 1947, there were two types of states in India — the provinces and the Princely states. Provinces were ruled directly by British officials, who were appointed by the Viceroy. Princely states were ruled by local, hereditary rulers, who acknowledged sovereignity in return for local autonomy.



شکل 1.5: ہندوستان اور پڑوسی ممالک

سمندر پار ہمارے جنوبی پڑوسیوں میں دو جزائری ممالک آتے ہیں جن کے نام سری لنکا اور مالدیوز ہیں۔ سری لنکا ہندوستان سے آبنائے پاک اور خلیج میانمار سے بنی سمندر کی ایک تنگ رود ہار سے الگ ہوتا ہے اور جزائر مالدیوز، لکش دیپ جزائر کے جنوب میں واقع ہیں۔

ہندوستان کے اپنے پڑوسیوں کے ساتھ مضبوط جغرافیائی اور تاریخی تعلقات ہیں۔ اپنے اٹلس میں ایشیا کے طبیعی نقشہ پر نظر ڈالیے اور نوٹ کیجیے کہ ہندوستان بقیہ ایشیا سے کس طرح الگ معلوم ہوتا ہے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟ اسکول بھون ایک ایسا پورٹل ہے جو نقشہ پر مبنی تعلیم فراہم کرتا ہے تاکہ طلباء میں ملک کے قدرتی وسائل، ماحولیات اور پائیدار ترقی میں ان کے کردار سے متعلق شعور پیدا کیا جا سکے۔ اس کو NCERT کے نصاب کی بنیاد پر ISRO / NRSC کے اشتراک سے تشکیل دیا گیا ہے۔ آپ ہندوستان کے ثانوی سطح سے متعلق کئی نقشے اس ویب سائٹ پر دیکھ سکتے ہیں۔

http://bhuvan-appl.nrsc.gov.in/mhrd-ncert/



Figure 1.5 : India and Adjacent Countries

Sri Lanka and Maldives. Sri Lanka is separated from India by a narrow channel of sea formed by the **Palk Strait** and the **Gulf of Mannar,** while Maldives Islands are situatedto the south of the Lakshadweep Islands.

India has had strong geographical and historical links with her neighbours. Look at the physical map of Asia in your atlas, and note how India stands apart from the rest of Asia.

Do You Know?

School Bhuvan is a portal providing map-based learning to bring awareness among the students about the country's natural resources, environment and their role in sustainable development. It is an initiative of Bhuvan — NRSC/ISRO based on NCERT syllabus. You can explore various maps of India related to the secondary stage on https://bhuvan-app1.nrsc.gov.in/mhrd_ncert/

مشق

1. ذیل میں دیئے گئے چار متبادلوں میں سے صحیح جواب کا انتخاب کیجیے۔

(i) خطِ سرطان.....سے ہوکر نہیں گزرتا ہے

(a) راجستھان (b) اُڑیسہ (c) چھتیس گڑھ (d) تری پورہ

(ii) ہندوستان کی مشرقی حد کا طول البلد.....ہے۔

(a) 97° 25' مشرق (b) 68° 7' مشرق (c) 77° 6' مشرق (d) 82° 32' مشرق

(iii) اُتراکھنڈ، اُتر پردیش، بہار، مغربی بنگال اور سکم.....کے ساتھ مشترکہ سرحد رکھتے ہیں۔

(a) چین (b) بھوٹان (c) نیپال (d) میانمار

(iv) اگر آپ اپنی موسم گرما کی تعطیلات کے دوران کوارتّی دیکھنے کا ارادہ رکھتے ہیں تو آپ کس مرکزی زیرِ انتظام علاقے کو جائیں گے؟

(a) پانڈیچری (b) لکش دیپ (c) انڈومان اور نکوبار (d) دیو اور دمن

(v) میرے دوست کا تعلق ایک ایسے ملک سے ہے جس کی سرحد ہندوستان سے نہیں ملتی۔ اس ملک کا نام شناخت کیجیے۔

(a) بھوٹان (b) تاجکستان (c) بنگلہ دیش (d) نیپال

2. مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جواب دیجیے۔

(i) بحرۂ عرب میں واقع مجمع الجزائر کا نام بتایئے۔ (ii) اُن ممالک کے نام بتایئے جو ہندوستان سے بڑے ہیں۔

(iii) ہندوستان کا کون سا مجمع الجزائر اُس کے جنوب مشرق میں واقع ہے؟ (iv) کون سے جزائری ممالک ہمارے جنوبی پڑوسی ہیں؟

3. مغرب میں واقع گجرات کے مقابلے اروناچل پردیش میں سورج دو گھنٹے پہلے طلوع ہوتا ہے، لیکن گھڑیاں ایک ہی وقت دکھاتی ہیں۔ یہ کیسے ہوتا ہے؟

4. بحرِ ہند کے مرکزی مقام میں ہندوستان کا محلِ وقوع ہونے کی وجہ سے بہت اہمیت کا حامل سمجھا جاتا ہے۔ کیوں؟

نقشہ کی مہارتیں

1. نقشہ پڑھنے کی مدد سے مندرجہ ذیل کی شناخت کیجیے۔

(i) بحیرۂ عرب اور خلیج بنگال میں واقع ہندوستان کے مجمع الجزائر۔

(ii) وہ ممالک جو برصغیر ہندوستان کی تشکیل کرتے ہیں۔

(iii) وہ ریاستیں جن کے درمیان سے ہوکر خطِ سرطان گزرتا ہے۔

(iv) ہندوستان کی سرزمین کا سب سے آخری شمالی عرض البلد (ڈگریوں میں)

(v) ہندوستان کی سرزمین کا سب سے آخری جنوبی عرض البلد (ڈگریوں میں)

(vi) مشرقی اور مغربی حد کا طول البلد۔ (ڈگری میں)

(vii) تین سمندروں پر واقع مقام۔

(viii) ہندوستان سے سری لنکا کو الگ کرنے والی آبنائے کا نام۔

(ix) ہندوستان کے زیرِ مرکز انتظامی علاقے۔

منصوبہ کام / مشغلہ

(i) اپنی ریاست کی طول البلدی اور عرض البلد کی وسعت معلوم کیجیے۔

(ii) ''شاہراہ ریشم'' کے بارے میں معلومات اکٹھا کیجیے۔ اُن نئی ایجادات کو بھی معلوم کیجیے جو بلندی والے خطوں میں ذرائع ترسیل کو بہتر بنا رہی ہیں۔

AP SCERT

Exercise

1. Choose the right answer from the four alternatives given below.
   (i) The Tropic of Cancer does not pass through
   (a) Rajasthan (c) Chhattisgarh
   (b) Odisha (d) Tripura
   (ii) The easternmost longitude of India is
   (a) 97° 25' E (c) 77° 6' E
   (b) 68° 7' E (d) 82° 32' E
   (iii) Uttarakhand, Uttar Pradesh, Bihar, West Bengal and Sikkim have common frontiers with
   (a) China (c) Nepal
   (b) Bhutan (d) Myanmar
   (iv) If you intend to visit Kavarati during your summer vacations, which one of the following Union Territories of India you will be going to
   (a) Puducherry (c) Andaman and Nicobar
   (b) Lakshadweep (d) Daman and Diu
   (v) My friend hails from a country which does not share land boundary with India. Identify the country.
   (a) Bhutan (c) Bangladesh
   (b) Tajikistan (d) Nepal
2. Answer the following questions briefly.
   (i) Name the group of islands lying in the Arabian Sea.
   (ii) Name the countries which are larger than India.
   (iii) Which island group of India lies to its south-east?
   (iv) Which island countries are our southern neighbours?
3. The sun rises two hours earlier in Arunachal Pradesh as compared to Gujarat in the west but the watches show the same time. How does this happen?
4. The central location of India at the head of the Indian Ocean is considered of great significance. Why?

Map Skills

1. Identify the following with the help of map reading.
   (i) The island groups of India lying in the Arabian Sea and the Bay of Bengal.
   (ii) The countries constituting Indian subcontinent.
   (iii) The States through which the Tropic of Cancer passes.
   (iv) The northernmost latitude in degrees.
   (v) The southernmost latitude of the Indian mainland in degrees.
   (vi) The eastern and the western-most longitude in degrees.
   (vii) The place situated on the three seas.
   (viii) The strait separating Sri Lanka from India.
   (ix) The Union Territories of India.

Project/Activity

(i) Find out the longitudinal and latitudinal extent of your state.
(ii) Collect information about the 'Silk Route'. Also find out the new developments, which are improving communication routes in the regions of high altitude.

© NCERT

2

H8Q9C1

ہندوستان کے طبعی خدوخال

آپ پہلے ہی پڑھ چکے ہیں کہ ہندوستان ایک وسیع ملک ہے جہاں کی زمین مختلف وضع کی ہے۔آپ کس قسم کے زمینی علاقے میں رہتے ہیں؟ اگر آپ میدانی علاقے میں رہتے ہیں تو ہموار زمین کے وسیع میدانوں سے واقف ہوں گے۔اس کے برعکس اگر آپ کسی پہاڑی علاقے کے باشندے ہیں تو وہاں ناہموار زمین اور پہاڑیاں اور وادیاں وہاں کے عام نقوش ہوں گے۔ درحقیقت ہمارے ملک میں عملی طور پر کرّۂ ارض کے تمام اہم طبعی خدو خال موجود ہیں یعنی پہاڑ، میدان، سطح مرتفع اور جزائر۔

ہندوستان کی سرزمین عظیم طبعی تنوع کا اظہار کرتی ہے۔ارضیاتی نقطۂ نظر سے جزیرہ نما کا سطح مرتفع سطح ارض کے قدیم ترین بڑے اراضی خطوں میں سے ایک ہے۔اس کے بارے میں خیال تھا کہ یہ اراضی قطعوں میں سے ایک سب سے مستحکم قطعہ ہے۔ ہمالیہ اور شمالی میدان نہایت جدید اراضی اشکال ہیں۔ارضیاتی نقطۂ نظر سے ہمالیہ کا خطہ سب سے زیادہ غیر مستحکم ہے۔ ہمالیہ کے سارے کوہستانی نظام کی وضع بہت ہی کم عمر ہے، جس میں اونچی چوٹیاں، گہری وادیاں اور تیز رو دریا ہیں۔شمالی میدان سیلابی مٹی اور ریت سے بنے ہیں۔ جذیرہ نما کا سطح مرتفع رفتہ رفتہ بلند ہوتے ہوئے پہاڑ، گہری وادیاں، آتشی چٹانیں اور متغیر چٹانوں سے بنا ہے۔

بڑے طبعی جغرافیائی خطے

ہندوستان کی طبعی خصوصیات کو درج ذیل جغرافیائی گروپوں میں درجہ بندی کی جاسکتی ہے۔(شکل 2.2) :

(1) کوہ ہمالیہ
(2) شمالی میدان
(3) جزیرہ نما سطح مرتفع (یا) برصغیر سطح مرتفع
(4) ہندوستانی ریگستان
(5) ساحلی میدان
(6) جزائر

کوہ ہمالیہ

ہمالیہ کے پہاڑ جو ارضیاتی اعتبار سے نوعمر اور ساخت کے اعتبار سے تہہ دار پہاڑ ہیں جو ہندوستان کی شمالی سرحد پر پھیلے ہوئے ہیں۔ یہ کوہستانی سلسلہ مغرب سے مشرق کی جانب دریائے سندھ سے برہم پُتر تک پھیلا ہوا ہے۔ ہمالیہ دنیا کے بلند ترین اور سب سے زیادہ ناہموار کوہستانی سرحد رکھتے ہیں۔ یہ ایک قوس کی شکل میں ہیں جو تقریباً 2400 کلومیٹر تک پھیلے ہوئے ہیں۔ ان کی چوڑائی کشمیر میں 400 کلومیٹر سے اروناچل پردیش میں 150 کلومیٹر تک مختلف ہوتی ہے۔سطح سمندر سے بلندی کے تغیرات مشرقی نصف حصے میں مغربی نصف کے مقابلے زیادہ ہیں۔ ہمالیہ کے پہاڑ طولی وسعت میں تین متوازی سلسلوں پر مشتمل ہیں۔ان سلسلوں کے درمیان کئی وادیاں ہیں۔شمالی سلسلہ کو عظیم ہمالیہ، اندرونی ہمالیہ یا ہمادری کے ناموں سے جانا جاتا ہے۔ یہ سب سے زیادہ متواتر سلسلۂ کوہ ہے جو بلند ترین چوٹیوں پر مشتمل ہے، جن کی اوسط اونچائی 6000 میٹر ہے۔ ہمالیہ کی تمام مشہور چوٹیاں اسی سلسلے میں واقع ہیں۔

H3W6R3

2

Physical Features of India

You have already learnt earlier that India is a vast country with varied land forms. What kind of terrain do you live in? If you live in the plains, you are familiar with the vast stretches of plain land. In contrast, if you live in hilly region, the rugged terrain with mountains and valleys are common features. In fact, our country has practically all major physical features of the earth, i.e., mountains, plains, deserts, plateaus and islands.

The land of India displays great physical variation. Geologically, the Peninsular Plateau constitutes one of the ancient landmasses on the earth's surface. It was supposed to be one of the most stable land blocks. The Himalayas and the Northern Plains are the most recent landforms. From the view point of geology, Himalayan mountains form an unstable zone. The whole mountain system of Himalaya represents a very youthful topography with high peaks, deep valleys and fast flowing rivers. The northern plains are formed of alluvial deposits. The peninsular plateau is composed of igneous and metamorphic rocks with gently rising hills and wide valleys.

Major Physiographic Divisions

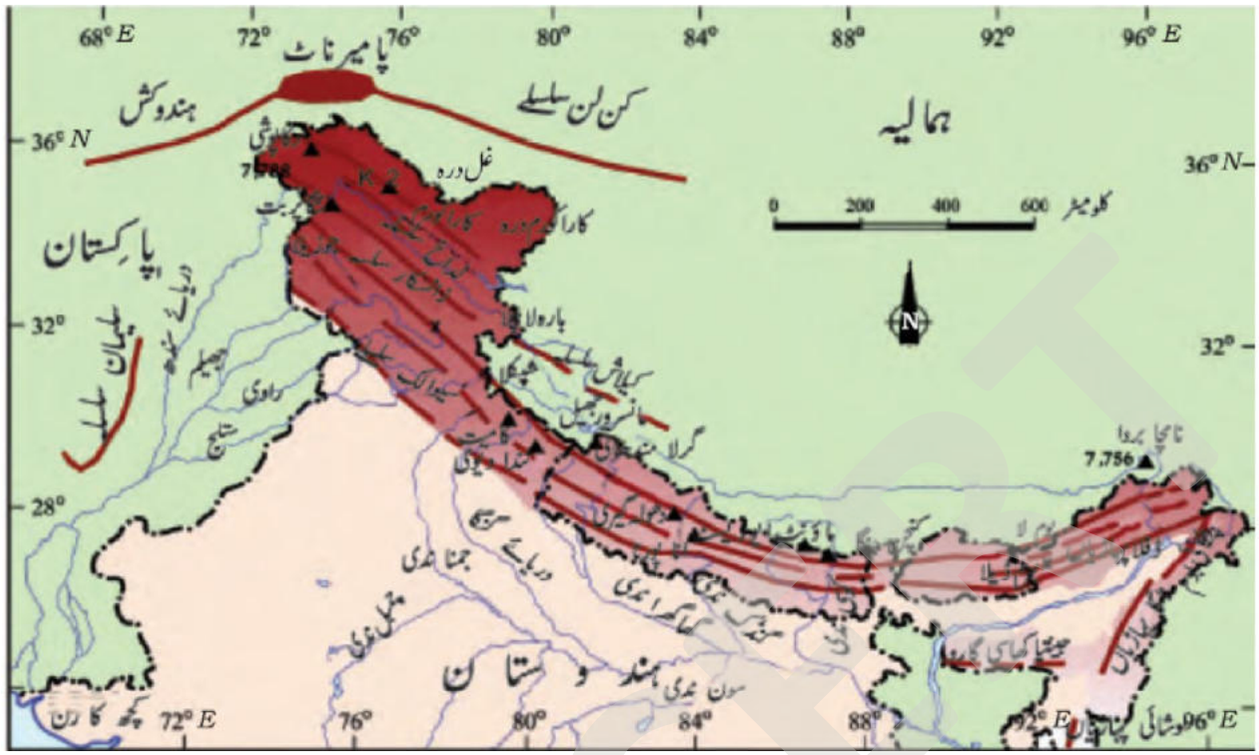
The physical features of India can be grouped under the following physiographic divisions (Figure 2.2):

(1) The Himalayan Mountains
(2) The Northern Plains
(3) The Peninsular Plateau
(4) The Indian Desert
(5) The Coastal Plains
(6) The Islands

The Himalayan Mountains

The Himalayas, geologically young and structurally fold mountains stretch over the northern borders of India. These mountain ranges run in a west-east direction from the Indus to the Brahmaputra. The Himalayas represent the loftiest and one of the most rugged mountain barriers of the world. They form an arc, which covers a distance of about 2,400 Km. Their width varies from 400 Km in Kashmir to 150 Km in Arunachal Pradesh. The altitudinal variations are greater in the eastern half than those in the western half. The Himalaya consists of three parallel ranges in its longitudinal extent. A number of valleys lie between these ranges. The northern-most range is known as the Great or Inner Himalayas or the *Himadri.* It is the most continuous range consisting of the loftiest peaks with an average height of 6,000 metres. It contains all prominent Himalayan peaks.

© NCERT



شکل 2.1 : ہمالیہ پہاڑ

چوٹی	ملک	اونچائی (میٹروں میں)
ماؤنٹ ایورسٹ	نیپال	8848
کنچن گنگا	ہندوستان	8598
مکالو	نیپال	8481
دھولاگری	نیپال	8172
نگا پربت	ہندوستان	8126
انا پورنا	نیپال	8078
نندا دیوی	ہندوستان	7817
کامت	ہندوستان	7756
نامچا برُوا	ہندوستان	7756
رلا منڈھاٹا	نیپال	7728

فطری طور پر عظیم ہمالیہ کی تہہ بے ترتیب نوعیت کی ہیں۔ ان میں یکسانیت نہیں ہے۔ ہمالیہ کے اس حصے کا قلب سنگ خارہ یا گرانائیٹ سے بنا ہوا ہے۔ یہاں سال بھر برف جمی رہتی ہے اور پہاڑوں کے اس سلسلے سے نچلا

معلوم کیجیے

- ان گلیشیروں اور دروں کے نام جو عظیم ہمالیہ میں واقع ہیں۔
- ان ریاستوں کے نام جہاں سب سے اونچی چوٹیاں واقع ہیں۔

ہمادری کے جنوب میں واقع پہاڑی سلسلہ سب سے زیادہ کوہستانی نظام کو تشکیل دیتا ہے جو اور اسے ہماچل یا چھوٹا ہمالیہ کے نام سے جانا جاتا ہے۔ یہ سلسلہ زیادہ تر بے حد دباؤ اور تغیر پذیر چٹانوں پر مشتمل ہے۔ ان کی سطح سمندر سے بلندی 3700 تا 4500 میٹر کے درمیان ہے اور ان کی اوسط چوڑائی پچاس میٹر ہے۔ جب کہ پیر پنچال کا کوہستانی سلسلہ سب سے طویل اور اہم ہے، دھولا دھار اور مہابھارت کے سلسلے بھی اہم ہیں۔ اِس پہاڑی سلسلے میں مشہور وادی کشمیر اور کانگڑا اور کلو (ہماچل پردیش) کی وادیاں بھی شامل ہیں۔ یہ علاقہ اپنے پُر فضا پہاڑی سیاحی مقامات کے لیے معروف ہے۔

معلوم کیجیے

اپنے اٹلیس کی مدد سے مسوری، نینی تال، رانی کھیت کے محل وقوع، ساتھ ہی اس ریاست کا نام بھی بتائیں جہاں یہ واقع ہیں۔

ہمالیہ کا سب سے باہر پہاڑی سلسلہ **شوالِک** کے نام سے جانا جاتا ہے۔

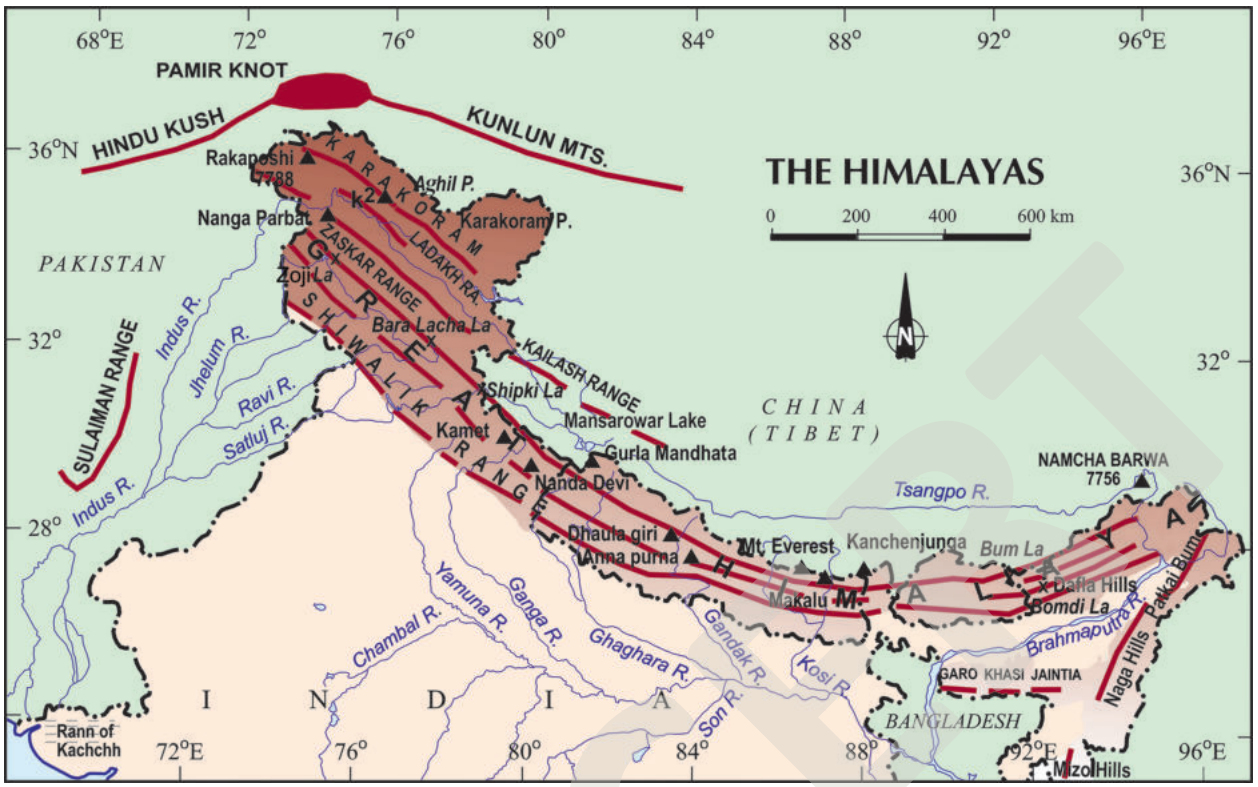


Figure 2.1 : Himalayas

Some Highest Peaks of the Himalayas

Peak	Country	Height in metres
Mt. Everest	Nepal	8848
Kanchenjunga	India	8598
Makalu	Nepal	8481
Dhaulagiri	Nepal	8172
Nanga Parbat	India	8126
Annapurna	Nepal	8078
Nanda Devi	India	7817
Kamet	India	7756
Namcha Barwa	India	7756
Gurla Mandhata	Nepal	7728

The folds of the Great Himalayas are asymmetrical in nature. The core of this part of Himalayas is composed of granite. It is perennially snow bound, and a number of glaciers descend from this range.

Find out

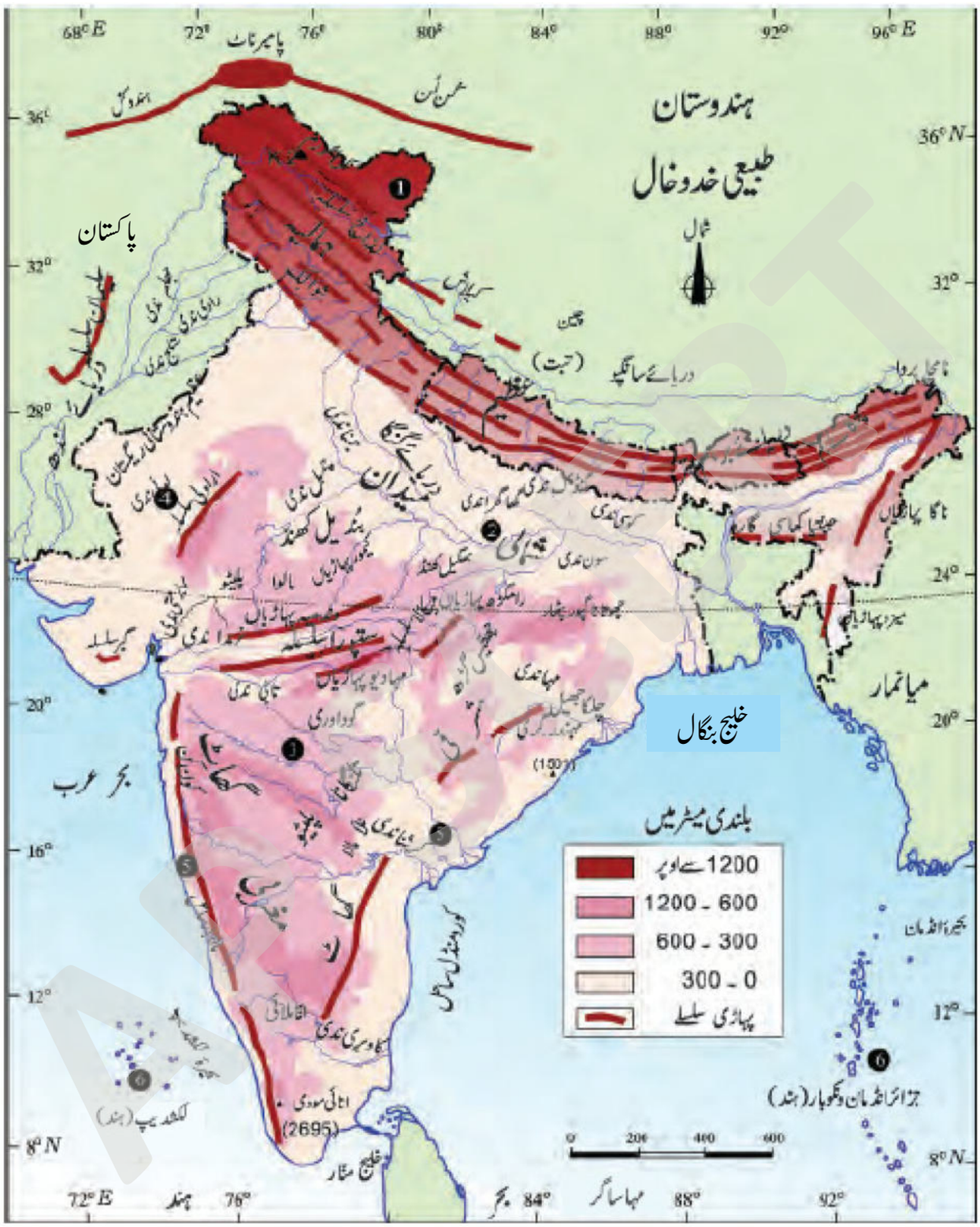
- The names of the glaciers and passes that lie in the Great Himalayas.
- The name of the states where the highest peaks are located.

The range lying to the south of the Himadri forms the most rugged mountain system and is known as *Himachal* or lesser Himalaya. The ranges are mainly composed of highly compressed and altered rocks. The altitude varies between 3,700 and 4,500 metres and the average width is of 50 Km. While the *Pir Panjal range* forms the longest and the most important range, the *Dhaula Dhar* and the *Mahabharat* ranges are also prominent ones. This range consists of the famous valley of Kashmir, the Kangra and Kullu Valley in Himachal Pradesh. This region is well-known for its hill stations.

Find out

- Location of Mussoorie, Nainital, Ranikhet from your atlas and also name the state where they are located.

The outer-most range of the Himalayas is called the **Shiwaliks.** They extend over a



شکل 2.2 : طبعی خدوخال

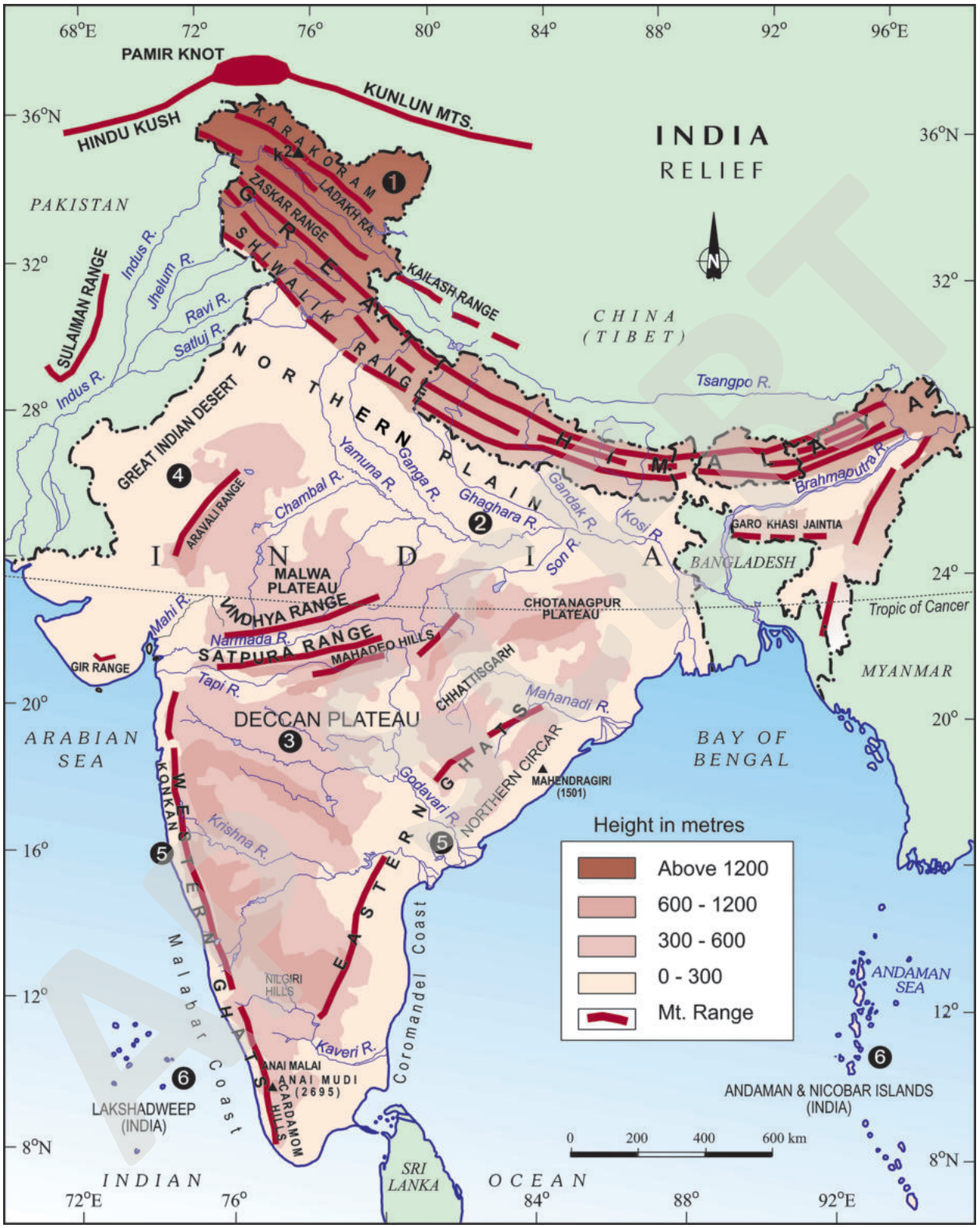
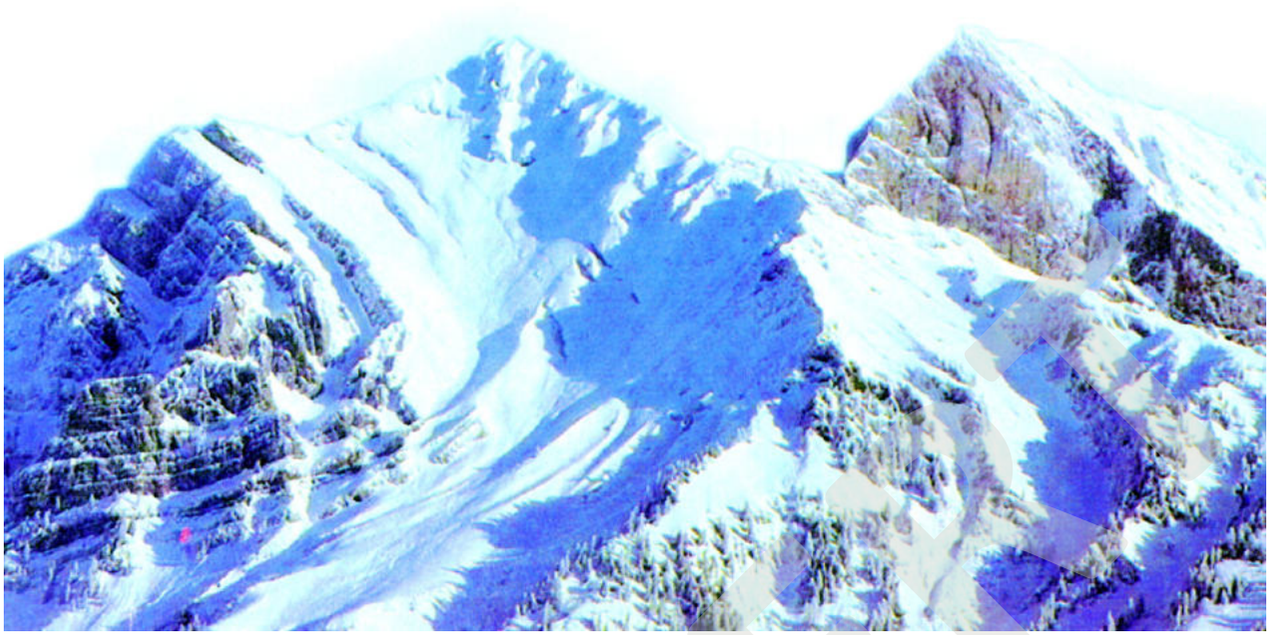


Figure 2.2 : Relief



شکل 2.3 : ہمالیہ

یہ 10 تا 50 کلومیٹر کے رقبے میں پھیلے ہوئے ہیں اور ان کی سطح سمندر سے بلندی 900 سے 1100 میٹر کے درمیان ہے۔ یہ سلسلے دور شمال میں ہمالیہ کے دریاؤں سے لائے ہوئے غیر مربوط تلچھٹ پر مشتمل ہیں۔ ان کی وادیاں موٹی کنکریوں اور پتھر کے باریک ذروں سے ڈھکی ہوئی ہیں پست ہمالیہ اور شوالک کے درمیان واقع طویل البلدی وادیاں دون کے نام سے جانی جاتی ہیں۔ دہرہ دون، کوٹلی دون اور پاٹلی دون چند معروف دون ہے۔

طول البلد تقسیم کے علاوہ ہمالیہ کو مغرب سے مشرق تک خطوں کی بنیاد پر تقسیم کیا گیا ہے۔ ان تقسیموں کی حد بندی دریائی وادیوں کے مطابق کی گئی ہے۔ مثال کے طور پر ہمالیہ کا وہ حصہ جو دریائے گنگا اور دریائے ستلج کے درمیان واقع ہے، روایتی طور پر پنجاب ہمالیہ کے نام سے جانا جاتا ہے لیکن مقامی طور پر اس کو مغرب سے مشرق تک علی الترتیب کشمیر ہمالیہ اور ہماچل ہمالیہ بھی کہتے ہیں۔ ہمالیہ کا وہ حصہ جو ستلج اور کالی دریاؤں کے درمیان واقع ہے، کماؤں ہمالیہ کہلاتا ہے۔ کالی اور تیستا ندیاں نیپال ہمالیہ کی حد بندی کرتی ہیں اور ہمالیہ کا تیستا اور دیہانگ ندیوں کے درمیان کا علاقہ آسام ہمالیہ کے نام سے جانا جاتا ہے۔

ان وسیع خطوں کے علاقائی نام بھی ہوتے ہیں۔ آپ ان میں سے کچھ نام معلوم کیجیے۔

مشرق کی سمت میں ہمالیہ کی آخری حد دریائے برہم پُتر ہے۔ دیہانگ کی تنگ گھاٹی کے آگے ہمالیہ یکا یک جنوب کی طرف مڑ جاتے ہیں اور ہندوستان کی مشرقی سرحد کے ساتھ ساتھ پھیل جاتے ہیں۔ یہاں اِن کو پوروآنچل یا مشرقی پہاڑ اور پہاڑی سلسلے کہتے ہیں۔ شمال مشرقی ریاستوں میں سے گزرنے والے یہ پہاڑ مضبوط بلوا پتھر یا سنگ ریت کے بنے ہوئے ہیں، جو دراصل تلچھٹ چٹانیں ہیں اور گھنے جنگلوں سے ڈھکے ہیں۔ یہ ہمالیائی پہاڑیاں زیادہ تر متوازی سلسلوں اور وادیوں کی شکل میں پھیلے ہوئے ہیں۔ پوروانچل میں پٹکل پہاڑ، ناگا پہاڑ، منی پور پہاڑ اور میزو پہاڑ واقع ہیں۔



شکل 2.4 : میجو پہاڑیاں

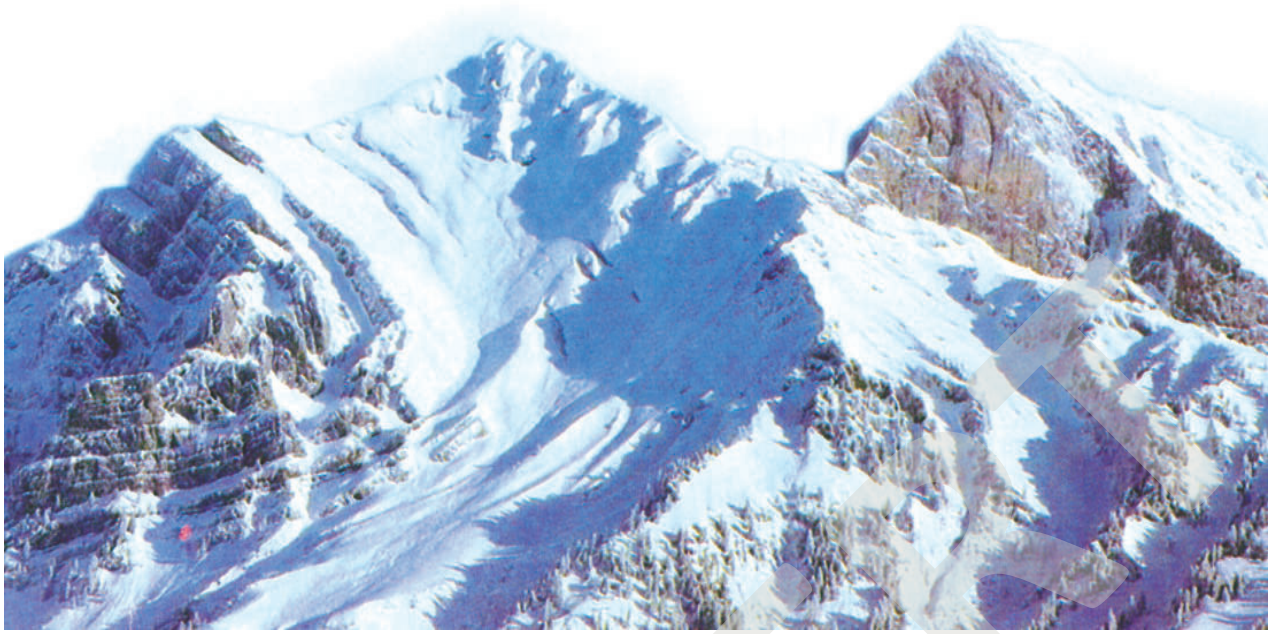


Figure 2.3 : The Himalayas

width of 10-50 Km and have an altitude varying between 900 and 1100 metres. These ranges are composed of unconsolidated sediments brought down by rivers from the main Himalayan ranges located farther north. These valleys are covered with thick gravel and alluvium. The longitudinal valley lying between lesser Himalaya and the Shiwaliks are known as Duns. Dehra Dun, Kotli Dun and Patli Dun are some of the well-known Duns.

Besides the longitudinal divisions, the Himalayas have been divided on the basis of regions from west to east. These divisions have been demarcated by river valleys. For example, the part of Himalayas lying between Indus and Satluj has been traditionally known as Punjab Himalaya but it is also known regionally as Kashmir and Himachal Himalaya from west to east respectively. The part of the Himalayas lying between Satluj and Kali rivers is known as Kumaon Himalayas. The Kali and Teesta rivers demarcate the Nepal Himalayas and the part lying between Teesta and Dihang rivers is known as Assam Himalayas. There are regional names also in these broad categories. Find out some regional names of the Himalayas

The Brahmaputra marks the eastern-most boundary of the Himalayas. Beyond the Dihang gorge, the Himalayas bend sharply to the south and spread along the eastern boundary of India. They are known as the *Purvachal* or the Eastern hills and mountains. These hills running through the north-eastern states are mostly composed of strong sandstones, which are sedimentary rocks. Covered with dense forests, they mostly run as parallel ranges and valleys. The *Purvachal* comprises the *Patkai hills*, the *Naga hills, the Manipur hills* mizo hills.



Figure 2.4 : Mizo Hills

شمالی میدان

ہندوستان کا شمالی میدان تین بڑے دریائی نظاموں سندھ، گنگا اور برہم پترا اوران کے معاون دریاؤں کے آپسی ربط وضبط اور باہمی عمل سے تشکیل پاتا ہے۔ یہ میدان سیلابی مٹی سے تشکیل پایا ہے۔ گروڑوں سال سے ہمالیہ کے پائے کوہ میں واقع ایک وسیع وعریض طاس میں ذخیرہ شدہ سیلابی مٹی نے اس میدان کو بنایا ہے۔ یہ سات لاکھ مربع کلومیٹر میں پھیلا ہوا ہے۔ میدان جو تقریباً 2400 کلومیٹر لمبا اور 240 تا 320 کلومیٹر چوڑا گھنی آبادی والا طبعی جغرافیائی حصہ ہے۔ زرخیز زمین اور وافر مقدار میں پانی کی فراہمی نیز معاون آب و ہوا کی وجہ سے زراعتی اعتبار سے یہ ہندوستان کا بڑا زرعی پیداواری علاقہ ہے۔



شکل 2.5 : شمالی میدان

شمال کے پہاڑوں سے آنے والے دریا مٹی کی ذخیرہ کاری میں لگے رہتے ہیں۔ راہ گزر کے نچلے حصوں کی ڈھلان کم ہونے کی وجہ سے دریا کی رفتار اور تیزی میں کمی آجاتی ہے جس کے نتیجے میں دریائی جزیرے بن جاتے ہیں۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

دریائے برہم پُتر میں واقع مجولی نام کا جزیرہ دنیا کا سب سے بڑا آباد دریائی جزیرہ ہے۔

اپنے نشیبی علاقوں میں دریائی رسوب کے جمع ہوجانے کی وجہ سے یہ بہت سی شاخوں یا نہروں میں منقسم ہوجاتے ہیں جنھیں شاخی نہریں کہا جاتا ہے۔

شمالی میدان کو وسیع طور پر تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ شمالی میدان کا مغربی حصہ پنجاب کے میدانوں کے نام سے مشہور ہے۔ دریائے سندھ اور اس کی معاون ندیوں سے بنے ہوئے اس میدان کا زیادہ حصہ پاکستان میں واقع ہے۔ سندھ اور اس کے معاون دریا، جہلم، چناب، راوی، بیاس اور ستلج ہمالیہ سے نکلتی ہیں۔ میدان کا یہ حصہ دوآب سے گھرا ہے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

دوآب دو لفظوں سے بنا ہے۔ دو اور آب یعنی دو پانی۔ اسی طرح پنجاب بھی دو لفظوں سے مل کر بنا ہے۔ پنج یعنی پانچ اور آب یعنی پانی۔

گنگا کا میدان گھاگرا اور تیستا ندیوں کے درمیان پھیلا ہوا ہے۔ یہ شمالی ہندی ریاستوں ہریانہ، دہلی، اتر پردیش، بہار، جھاڑکھنڈ کے کچھ حصوں اور مشرق میں مغربی بنگال تک پھیلا ہوا ہے اور خاص طور پر آسام میں برہم پُترا کا میدان واقع ہے۔

عام طور پر وضاحت کی جاتی ہے کہ شمالی میدان ایک ہموار زمینی خطہ اور اس کے طبعی خصوصیات میں کوئی فرق نہیں ہے۔ لیکن یہ بات صحیح نہیں ہے۔ اِن وسیع وعریض میدانوں میں بھی متنوّع طبعی خصوصیات موجود ہیں۔ اوپری سطح کے تنوع کے اعتبار سے شمالی میدانوں کو چار خطوں میں تقسیم جاسکتا ہے۔ پہاڑوں سے نیچے اتر کر دریا تقریباً 8 سے 16 کلومیٹر چوڑی پٹی میں، جو شیوالک کی پہاڑیوں کے ڈھلانوں کے متوازی واقع ہے، کنکریاں لاکر جمع کر دیتے ہیں۔ اس پٹی کو بھابھر کہا جاتا ہے۔ تمام چھوٹی چھوٹی ندیاں اور نہریں اس بھابھر پٹی میں آکر غائب ہوجاتے ہیں۔ اس پٹی کے جنوب میں یہ ندیاں اور دریا دوبارہ اوپر آکر ظاہر ہوجاتے ہیں اور ایک نم، دلدلی اور کیچڑ کے خطے کی تخلیق کرتے ہیں جسے ترائی کا علاقہ کہا جاتا ہے۔ کسی وقت یہ گھنے جنگلوں کا علاقہ تھا جہاں جنگلی جاندار بڑی تعداد میں موجود تھے۔ لیکن زراعت کے لیے زمین حاصل کرنے اور ملک کی تقسیم کے بعد پاکستان سے آئے ہوئے مہاجروں کو بسانے کے لیے اب ان جنگلوں کو کاٹ کر صاف کر دیا گیا ہے۔ اس خطے میں واقع دودھوا نیشنل پارک کے وقوع کا پتہ لگائیے۔

شمالی میدان کا سب سے بڑا حصہ پرانی سیلابی مٹی سے بنا ہے۔ یہ میدان دریاؤں کے طغیانی میدانوں سے اوپر (شمال میں) واقع ہیں اور چھت نما تصویر پیش کرتے ہیں۔ اس حصے کو بانگر کہا جاتا ہے۔ اس علاقے کی مٹی میں چونے کے ذخائر جمع ہیں جنھیں مقامی لوگ کنکر کہتے ہیں۔

The Northern Plain

The northern plain has been formed by the interplay of the three major river systems, namely — the Indus, the Ganga and the Brahmaputra along with their tributaries. This plain is formed of alluvial soil. The deposition of alluvium in a vast basin lying at the foothills of the Himalaya over millions of years, formed this fertile plain. It spreads over an area of 7 lakh sq. km. The plain being about 2400 km long and 240 to 320 km broad, is a densely populated physiographic division. With a rich soil cover combined with adequate water supply and favourable climate it is agriculturally a productive part of India.



Figure 2.5 : The Northern Plains

The rivers coming from northern mountains are involved in depositional work. In the lower course, due to gentle slope, the velocity of the river decreases, which results in the formation of riverine islands.

Do You Know? Majuli, in the Brahmaputra river, is the largest inhabited riverine island in the world.

The rivers in their lower course split into numerous channels due to the deposition of silt. These channels are known as *distributaries*.

The Northern Plain is broadly divided into three sections. The Western part of the Northern Plain is referred to as the Punjab Plains. Formed by the Indus and its tributaries, the larger part of this plain lies in Pakistan. The Indus and its tributaries — the Jhelum, the Chenab, the Ravi, the Beas and the Satluj originate in the Himalaya. This section of the plain is dominated by the *doabs*.

Do You Know? 'Doab' is made up of two words — 'do' meaning two and 'ab' meaning water. Similarly 'Punjab', is also made up two words — 'Punj' meaning five and 'ab' meaning water.

The Ganga plain extends between Ghaggar and Teesta rivers. It is spread over North India in Haryana, Delhi, U.P., Bihar, partly Jharkhand and West Bengal. In the East, particularly in Assam lies the Brahmaputra plain.

The northern plains are generally described as flat land with no variations in its relief. It is not true. These vast plains also have diverse relief features. According to the variations in relief features, the Northern plains can be divided into four regions. The rivers, after descending from the mountains deposit pebbles in a narrow belt of about 8 to 16 km in width lying parallel to the slopes of the Shiwaliks. It is known as *bhabar*. All the streams disappear in this *bhabar* belt. South of this belt, the streams and rivers re-emerge and create a wet, swampy and marshy region known as *terai*. This was a thickly forested region full of wildlife. The forests have been cleared to create agricultural land and to settle migrants from Pakistan after partition. Locate Dudhwa National Park in this region.

The largest part of the northern plain is formed of older alluvium. It lies above the floodplains of the rivers and presents a terrace-like feature. This part is known as *bhangar*. The soil in this region contains calcareous deposits, locally known as *kankar*. The

سیلابی میدانوں کے زیادہ نئے اور کم عمر ذخائر کو کھادر کہا جاتا ہے۔ تقریباً ہر سال اس میں نئی مٹی کے ذخائر جمع ہو جاتے ہیں اور اسی لیے یہ زرخیز ہیں اور تشدیدی کاشت کاری کے لیے بہترین ہوتے ہیں۔

جزیرہ نما کا سطح مرتفع

جزیرہ نما کا پٹھاری علاقہ ایک اونچی زمین ہے جو بلوری (Crystalline)، آتشی (Igneous) اور متغیرہ (Metamorphic) چٹانوں سے بنا ہوا ہے۔ یہ گونڈوانا لینڈ کے ٹوٹنے اور اپنی جگہ سے ہٹنے کی وجہ سے بنا تھا اور اس طرح یہ قدیم ترین زمینی خطے (Landmass) کا ایک حصہ بنا۔ اس سطح مرتفع میں چوڑی اور اتھلی یعنی کم گہری وادیاں اور دائروی شکل کے پہاڑ ہیں۔ اس سطح مرتفع کے دو بڑے حصے مرکزی کوہستان اور سطح مرتفع دکن ہیں۔ جزیرہ نما سطح مرتفع کا وہ حصہ جو نرمدا کے شمال میں واقع ہو کر مالوہ سطح مرتفع کے بڑے حصہ کو گھیرا ہوا ہے جو مرکزی کوہستان کے نام سے جانا جاتا ہے۔ وندھیا پہاڑی سلسلہ جنوب میں ست پڑا رینج سے اور شمال مغرب میں اراولی کے پہاڑوں سے گھرا ہوا ہے۔ مغرب کی سمت کے آگے کا علاقہ رفتہ رفتہ راجستھان کے ریتیلے اور چٹانی ریگستان میں مل جاتا ہے۔ اس خطے کو سیراب کرنے والے دریاؤں یعنی چمبل، سندھ، بیتوا اور کین کا بہاؤ جنوب مغرب سے شمال مشرق کی جانب ہے جس سے ڈھلان کا پتہ چلتا ہے۔ وسطی کوہستان مغرب میں چوڑے اور مشرق میں تنگ ہیں۔ اس سطح مرتفع کے مشرق میں پھیلے ہوئے علاقوں کو باگیل کھنڈ اور بُندیل کھنڈ کے نام سے جانا جاتا ہے۔



شکل 2.6 : چھوٹا ناگپور کا ایک آبشار

چھوٹا ناگپور کا سطح مرتفع مشرقی جانب پھیلا ہوا ہے۔ جس سے دریائے دامودر بہتی ہے۔

دکن کا سطح مرتفع ایک تکونہ زمینی خطہ ہے جو دریائے نرمدا کے جنوب میں واقع ہے۔ شمال میں اس کی وسیع بنیاد کے طور پر ست پُڑا کے پہاڑی سلسلے دیوار بنائے کھڑے ہیں۔ جبکہ مہادیو، کائمور کی پہاڑیاں اور مائیکال کے پہاڑی سلسلہ اس کی مشرقی توسیع ہیں۔ ہندوستان کے طبعی نقشے میں ان پہاڑوں اور پہاڑی سلسلوں کے وقوع کا پتہ چلائیے۔ دکن کا سطح مرتفع مغرب میں نسبتاً زیادہ اونچا ہے اور مشرق کی جانب تبدریج ڈھلوان ہوتا جاتا ہے۔ یہ سطح مرتفع شمال مشرق میں بھی پھیلا ہوا نظر آتا ہے جسے مقامی طور پر میگھالیہ، سطح مرتفع کربی۔ انگ نارتھ کچار ہلس نام سے جانا جاتا ہے۔ یہ چھوٹا ناگپور سے ایک پٹھے ہوئے پہاڑ یا فالٹ (Fault) کے ذریعہ الگ ہوتا ہے۔ مغرب سے مشرق کی جانب تین نمایاں پہاڑی سلسلے گارو، کھاسی اور جینتیا کے پہاڑ واقع ہیں۔

مغربی گھاٹ اور **مشرقی گھاٹ** علی الترتیب سطح مرتفع دکن یا سطح مرتفع دکن کے مغربی اور مشرقی کناروں کی نشاندہی کرتے ہیں۔ مغربی گھاٹ مغربی ساحل کے متوازی تسلسل میں واقع ہیں۔ اس لیے صرف دروں سے ہو کر ہی انھیں پار کیا جاسکتا ہے۔ ہندوستان کے طبعی نقشے میں تھال، بھور اور پال گھاٹ کی نشاندہی کیجیے۔

مغربی گھاٹ مشرقی گھاٹوں کے مقابلے زیادہ بلند ہیں۔ سطح سمندر سے ان کی اوسط اونچائی 900 سے 1600 میٹر ہے۔ اس کے مقابلے میں مشرقی گھاٹوں کی اوسط بلندی 600 میٹر ہے۔ مشرقی گھاٹ مہاندی گھاٹی سے جنوب میں نیل گری تک پھیلے ہوئے ہیں۔ یہ غیر مسلسل اور بے ترتیب ہیں اور خلیج بنگال کی طرف بہنے والے دریاؤں نے انھیں جگہ جگہ تقسیم کر رکھا ہے۔ مغربی گھاٹ بارش لانے والی نم ہواؤں کو روک کر کوہستانی بارش کا سبب بنتی ہیں۔ مغربی گھاٹوں کو مختلف مقامی ناموں سے جانا جاتا ہے۔ ان کی اونچائی شمال سے جنوب کی طرف بڑھتی ہے۔ سب سے بلند چوٹیوں میں اَنائی مُڑی (2965 میٹر) اور ڈوڈابٹّا (2637 میٹر) شامل ہیں۔ مہیندراگری (1501 میٹر) مشرقی گھاٹ کے جنوب مشرق میں واقع ہیں۔ شیوارائے پہاڑ اور جاوڈی پہاڑ مشرقی گھاٹ کے جنوب مشرق میں واقع ہیں۔

newer, younger deposits of the floodplains are called *khadar*. They are renewed almost every year and so are fertile, thus, ideal for intensive agriculture.

The Peninsular Plateau

The Peninsular plateau is a tableland composed of the old crystalline, igneous and metamorphic rocks. It was formed due to the breaking and drifting of the Gondwana land and thus, making it a part of the oldest landmass. The plateau has broad and shallow valleys and rounded hills. This plateau consists of two broad divisions, namely, the Central Highlands and the Deccan Plateau. The part of the Peninsular plateau lying to the north of the Narmada river, covering a major area of the Malwa plateau, is known as the Central Highlands. The Vindhyan range is bounded by the Satpura range on the south and the Aravalis on the northwest. The further westward extension gradually merges with the sandy and rocky desert of Rajasthan. The flow of the rivers draining this region, namely the Chambal, the Sind, the Betwa and the Ken is from southwest to northeast, thus indicating the slope. The Central Highlands are wider in the west but narrower in the east. The eastward extensions of this plateau are locally known as the *Bundelkhand* and *Baghelkhand*. The Chotanagpur plateau marks the further eastward extension, drained by the Damodar river.



Figure 2.6 : A Waterfall in Chotanagpur Plateau

The Deccan Plateau is a triangular landmass that lies to the south of the river Narmada. The Satpura range flanks its broad base in the north, while the Mahadev, the Kaimur hills and the Maikal range form its eastern extensions. Locate these hills and ranges in the Physical map of India. The Deccan Plateau is higher in the west and slopes gently eastwards. An extension of the Plateau is also visible in the northeast, locally known as the Meghalaya, Karbi-Anglong Plateau and North Cachar Hills. It is separated by a fault from the Chotanagpur Plateau. Three prominent hill ranges from the west to the east are the Garo, the Khasi and the Jaintia Hills.

The **Western Ghats** and the **Eastern Ghats** mark the western and the eastern edges of the Deccan Plateau respectively. Western Ghats lie parallel to the western coast. They are continuous and can be crossed through passes only. Locate the Thal, Bhor and Pal Ghats in the Physical map of India.

The Western Ghats are higher than the Eastern Ghats. Their average elevation is 900–1600 metres as against 600 metres of the Eastern Ghats. The Eastern Ghats stretch from the Mahanadi Valley to the Nigiris in the south. The Eastern Ghats are discontinuous and irregular and dissected by rivers draining into the Bay of Bengal. The Western Ghats cause orographic rain by facing the rain bearing moist winds to rise along the western slopes of the Ghats. The Western Ghats are known by different local names. The height of the Western Ghats progressively increases from north to south. The highest peaks include the Anai Mudi (2,695 metres) and the Doda Betta (2,637 metres). Mahendragiri (1,501 metres) is the highest peak in the Eatern Ghats. Shevroy Hills and the Javadi Hills are located to the southeast of the

مشرقی گھاٹ میں 'اداگا منڈلم' مشہور ہے۔ اوٹی اور کوڈیکنال کے طور پر جانے جانے والے اداگا منڈلم کے مشہور سیاحی علاقوں کی نشاندہی کیجیے۔

جزیرہ نما سطح مرتفع کی ایک ممتاز خصوصیت میں سے ایک کالی مٹی کا علاقہ ہے جسے دکن ٹریپ (Deccan Trap) کہا جاتا ہے۔ یہ آتش فشانی نسب کا ہے، اس لیے یہاں کی چٹانیں آتشی قسم کی ہیں۔ دراصل یہ چٹانیں وقت کے ساتھ ناکارہ ہوگئی ہیں اور کالی مٹی کی تشکیل کے ذمہ دار ہیں۔ اراولی کے پہاڑ جزیرہ نما کے سطح مرتفع کے مغربی اور شمالی مغربی کناروں پر واقع ہیں۔ یہ ایسے پہاڑ ہیں جن کا بھاری کٹاؤ ہو چکا ہے اور اب یہ ٹوٹے ہوئے پہاڑ ہیں۔ یہ گجرات سے دہلی تک جنوب مغربی اور شمال مشرقی سمت میں پھیلے ہوئے ہیں۔

ہندوستانی ریگستان

ہندوستانی ریگستان اراولی پہاڑیوں کے مغربی کناروں کی طرف واقع ہے یہ ایک لہردار ریتیلا میدان ہے جو ریت کے ٹیلوں سے ڈھکا ہوا ہے۔ اس خطے میں بہت کم بارش ہوتی ہے۔ یعنی سال میں 150 ملی میٹر سے بھی کم۔ یہاں کی آب وہوا خشک ہے اور نباتات بھی بہت کم ہیں۔ ندیاں برسات کے موسم میں نمودار ہوتی ہیں اور جلد ہی ریگستان میں غائب ہوجاتی ہیں کیونکہ ان میں اتنا پانی نہیں ہوتا کہ سمندر تک پہنچ سکیں۔ اس علاقے میں صرف لونی ایک بڑا دریا ہے۔



شکل 2.7 : ہندوستانی ریگستان

برقان (ہلال کی شکل کے ریتیلے ٹیلے) زیادہ تر اس علاقے کو ڈھکے ہوئے ہیں لیکن ہندو پاک کی سرحد کے قریب طویل ٹیلے نمایاں ہیں۔ اگر آپ جیسلمیر کا دورہ کریں تو برقان کے سلسلے دیکھ سکتے ہیں۔

ساحلی میدان

جزیرہ نما کا سطح مرتفع تنگ ساحلی پٹیوں سے گھرا ہوا ہے جو مغرب میں بحیرۂ عرب تک اور مشرق میں خلیج بنگال تک پھیلا ہوا ہے۔ مغربی ساحل جو بحیرۂ عرب اور مغربی گھاٹ کے بیچ پھنسا ہوا ایک تنگ میدان ہے۔ اس کے تین حصے ہیں۔ ساحل کا شمالی حصہ کونکن (ممبئی، گوا) کہلاتا ہے، مرکزی حصے کو کنّڑ کا میدان کہا جاتا ہے، جب کہ جنوبی حصے کو مالا بار ساحل کہتے ہیں۔



شکل 2.8 : ساحلی میدان

خلیج بنگال کے کناروں پر واقع میدان چوڑے اور ہموار ہیں۔ شمالی حصے میں ان میدانوں کو شمالی سرکار کے نام سے جانا جاتا ہے، جبکہ جنوبی حصے کو کورومنڈل ساحل کہتے ہیں۔ بڑے دریا جیسے مہاندی، گوداوری، کرشنا اور کاویری نے اس ساحل پر وسیع ڈیلٹا بنایا ہے۔ مشرقی ساحل کی ایک اہم خدو خال چلکا جھیل ہے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

چلکا جھیل ہندوستان میں نمکین پانی کی سب سے بڑی جھیل ہے۔ یہ ریاست اڈیشہ میں مہاندی کے ڈیلٹا کے جنوب میں واقع ہے۔

Eastern Ghats. Locate the famous hill stations of Udagamandalam, popularly known as Ooty and the Kodaikanal.

One of the distinct features of the Peninsular plateau is the black soil area known as Decean Trap. This is of volcanic origin, hence, the rocks are igneous. Actually, these rocks have denuded over time and are responsible for the formation of black soil. The Aravali Hills lie on the western and northwestern margins of the Peninsular plateau. These are highly eroded hills and are found as broken hills. They extend from Gujarat to Delhi in a southwest-northeast direction.

The Indian Desert

The Indian desert lies towards the western margins of the Aravali Hills. It is an undulating sandy plain covered with sand dunes. This region receives very low rainfall below 150 mm per year. It has arid climate with low vegetation cover. Streams appear during the rainy season. Soon after they disappear into the sand as they do not have enough water to reach the sea. Luni is the only large river in this region.



Figure 2.7 : The Indian Desert

Barchans (crescent-shaped dunes) cover larger areas but longitudinal dunes become more prominent near the Indo-Pakistan boundary. If you visit Jaisalmer, you may go to see a group of barchans.

The Coastal Plains

The Peninsular plateau is flanked by stretch of narrow coastal strips, running along the *Arabian Sea* on the *west* and the *Bay of Bengal* on the *east*. The *western coast*, sandwiched between the Western Ghats and the Arabian Sea, is a narrow plain. It consists of three sections. The *northern* part of the coast is called the *Konkan* (Mumbai – Goa), the central stretch is called the *Kannad Plain*, while the *southern* stretch is referred to as the *Malabar coast*.



Figure 2.8 : The Coastal Plains

The plains along the Bay of Bengal are wide and level. In the northern part, it is referred to as the *Northern Circar*, while the *southern* part is known as the *Coromandel Coast*. Large rivers, such as the Mahanadi, the Godavari, the Krishna and the Kaveri have formed extensive delta on this coast. Lake Chilika is an important feature along the eastern coast.

Do You Know?

The Chilika Lake is the largest salt water lake in India. It lies in the state of Odisha, to the south of the Mahanadi delta.

© NCERT not to be republished

جزائر

آپ پہلے ہی دیکھ چکے ہیں کہ ہندوستان کی اہم سرزمین بہت وسیع ہے۔اس کے علاوہ ملک میں جزیروں کے دو بڑے گروپ ہیں۔کیا آپ جزائر کے ان گروپوں کو پہچان سکتے ہیں؟



شکل 2.9 : ایک جزیرہ

جزائر لکش دیپ کے گروپ کا محل وقوع معلوم کیجیے۔ یہ جزیرے کیرلا کے مالا بار ساحل کے قریب واقع ہیں۔جزیروں کا یہ گروپ چھوٹے چھوٹے مونگے کے جزائر سے بنا ہوا ہے۔ پہلے انھیں لکادیو، منی کوائے اور امین دو کہا جاتا تھا۔1973ء میں ان کا نام بدل کر لکش دیپ رکھ دیا گیا۔ان کا رقبہ چھوٹا سا یعنی صرف 32 کلومیٹر ہے۔لکش دیپ کا صدر مقام کراوتی کا جزیرہ ہے۔ جزیروں کے اس گروپ میں نباتات و جمادات کا بہت تنوع پایا جاتا ہے۔ ایک غیر آباد جزیرہ پٹّی (Pitti) میں پرندوں کی ایک بڑی سینکچوری ہے۔

مرجان یا مونگے

مرجانی پولپ بہت چھوٹے اجسام نامی ہیں جن کی زندگی بے حد مختصر ہوتی ہے۔ یہ اپنی کالونی بنا کر ان میں رہتے ہیں۔ یہ کم گہرے، کیچڑ سے پاک اور گرم پانی میں زندہ رہتے اور پتلے ہیں۔ان کے جسم سے کیلشیم کاربونیٹ نکلتا ہے۔مرجانوں کے جسموں سے نکلا ہوا یہ مادہ اور ان کے ڈھانچے مل کر ماجانی سنگستان بناتے ہیں۔ یہ سنگستان تین قسم کے ہوتے ہیں یعنی اولی سدی ریف، دوئم حاشیائی مرجانی سنگستان اور سوئم جزیرہ مرجان۔آسٹریلیا کا عظیم سدی سنگستان مرجانی سنگستان کی قسم اول کی ایک اچھی مثال ہے۔مرجانی جزیرے گول یا گھوڑے کی نعل کی شکل کے مرجانی ریف ہیں۔

اب آپ خلیج بنگال میں شمال سے جنوب کی جانب پھیلے ہوئے طویل جزائر کے زنجیر کو دیکھیں۔ یہ جزائر انڈومان ونکوبار ہیں۔ یہ نسبتاً بڑے جزیرے ہیں اور یہ کافی تعداد میں بکھرے ہوئے ہیں۔ جزیروں کے اس پورے گروپ کو دو بڑے زمروں میں تقسیم کیا گیا ہے۔شمال میں انڈومان اور جنوب میں نکوبار۔ یہ قیاس کیا جاتا ہے کہ یہ جزائر سمندر میں غرقاب پہاڑوں کا اوپر اُٹھا ہوا ایک حصہ ہیں۔ ملک کے لیے ان جزیروں کی جنگلی وقوع کے اعتبار سے بڑی اہمیت ہے۔ان جزیروں میں بھی بہت سی مختلف قسم کی نباتات اور جمادات موجود ہیں۔ یہ خطِ استوا کے قریب واقع ہیں ۔ اس لیے یہ استوائی یا گرم آب وہوا رکھتے ہوئے گھنے جنگلات سے بھرپور ہیں۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

ہندوستان کا واحد فعال آتش فشاں جزائر انڈومان اور نکوبار کے بَیرن جزیرے میں واقع ہے۔

مختلف طبعی جغرافیائی اکائیوں کے تفصیلی بیان سے ہر خطے کی عجیب و غریب اور یکتا خصوصیات اجاگر ہوتی ہیں۔ بہرحال یہ بات صاف ہے کہ ہر خطہ دوسرے خطوں کی کمی کو پورا کرتا ہے اور ملک کو قدرتی وسائل سے مالا مال کرتا ہے۔کوہستان آبی اور جنگلاتی وسائل کا بڑا وسیلہ ہیں۔شمالی میدان ملک کے اناج کی ذخیرہ گاہ ہیں۔ یہ قدیم تہذیبوں کا گہوارہ ہیں۔سطح مرتفع کا علاقہ معدنیات کی ذخیرہ گاہ ہے، جس نے ملک کی صنعت کاری میں کلیدی کردار ادا کیا ہے۔ساحلی خطہ اور جزائر کے گروپ ماہی گیری اور بندرگاہ کی سرگرمیوں کے لیے ضروری جگہ فراہم کرتے ہیں۔اس طرح ہمارے ملک کی سرزمین کے متنوع طبعی خدوخال مستقبل میں ہمہ جہتی ترقی کے لیے مواقع فراہم کرتے ہیں۔

© NCERT not to be republished

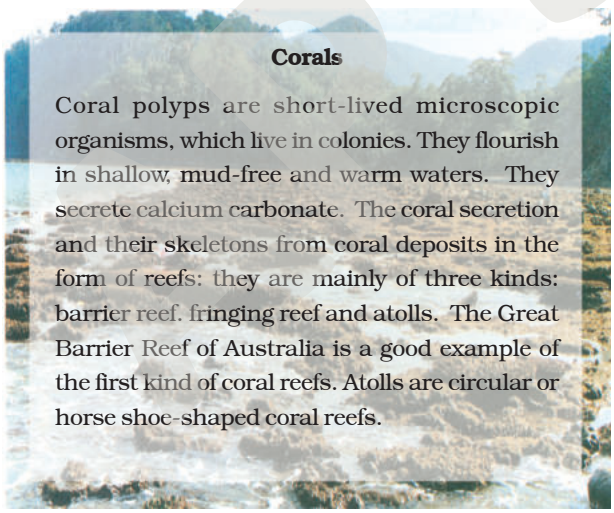
The Islands

You have already seen that India has a vast mainland. Besides this, the country has two groups of islands. Can you identify these island groups?



Figure 2.9 : An Island

Locate the Lakshadweep Islands group lying close to the Malabar coast of Kerala. This group of islands is composed of small coral isalnds. Earlier they were known as Laccadive, Minicoy and Amindive. In 1973, these were named as Lakshadweep. It covers small area of 32 sq km. Kavaratti island is the administrative headquarters of Lakshadweep. This island group has great diversity of flora and fauna. The Pitti island, which is uninhabited, has a bird sanctuary.



Corals

Coral polyps are short-lived microscopic organisms, which live in colonies. They flourish in shallow, mud-free and warm waters. They secrete calcium carbonate. The coral secretion and their skeletons from coral deposits in the form of reefs: they are mainly of three kinds: barrier reef, fringing reef and atolls. The Great Barrier Reef of Australia is a good example of the first kind of coral reefs. Atolls are circular or horse shoe-shaped coral reefs.

Now you see the elongated chain of islands located in the Bay of Bengal extending from north to south. These are Andaman and Nicobar islands. They are bigger in size and are more numerous and scattered. The entire group of islands is divided into two broad categories – The Andaman in the north and the Nicobar in the south. It is believed that these islands are an elevated portion of submerged mountains. These island groups are of great strategic importance for the country. There is great diversity of flora and fauna in this group of islands too. These islands lie close to equator and experience equatorial climate and has thick forest cover.

Do You Know? India's only active volcano is found on Barren island in Andaman and Nicobar group of Islands.

A detailed account of the different physiographic units highlights the unique features of each region. It would, however, be clear that each region complements the other and makes the country richer in its natural resources. The mountains are the major sources of water and forest wealth. The northern plains are the granaries of the country. They provide the base for early civilisations. The plateau is a storehouse of minerals, which has played a crucial role in the industrialisation of the country. The coastal region and island groups provide sites for fishing and port activities. Thus, the diverse physical features of the land have immense future possibilities of development.

مشق

1 نیچے دیئے گئے چار متبادلات میں سے جواب کا انتخاب کریں ۔

(i) مندرجہ ذیل بیانات پر غور کریں:

دعویٰ :(Assertion – A) بھارت کو جزیرہ نما (Peninsula) کہا جاتا ہے۔

وجہ :(Reason – R) جزیرہ نماوہ زمینی حصہ ہے جو تین اطراف سے سمندر سے گھرا ہو اور ایک طرف سے زمین (مین لینڈ) سے جڑا ہو۔

نیچے دیئے گئے اختیارات میں سے صحیح جواب منتخب کریں:

(a) A اور R دونوں درست ہیں اور R ، اے (A) کی صحیح وضاحت ہے۔

(b) A اور R دونوں درست ہیں لیکن R ، اے (A) کی صحیح وضاحت نہیں ہے۔

(c) A درست ہے لیکن R غلط ہے۔ (d) A غلط ہے لیکن R درست ہے۔

(ii) بھارت کے مشرقی حصے میں پہاڑی سلسلے جو میانمار کے ساتھ سرحد بناتے ہیں، مجموعی طور پر کہلاتے ہیں:

(a) ہماچل (b) اترانچل (c) پوروانچل (d) ان میں سے کوئی نہیں۔

(iii) گوا کے جنوب میں مغربی ساحلی پٹی کو کہا جاتا ہے:

(a) کورومنڈل (b) کونکن (c) کناڈ (d) ناردرن سرکار

(iv) مشرقی گھاٹ کی بلند ترین چوٹی ہے:

(a) انائی مودی (b) کنچن جنگا (c) مہندر گیری (d) کھاسی

2. مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات دیجیے:

(i) بھابھر کیا ہے؟

(ii) شمال سے جنوب تک ہمالیہ کے تین بڑے حصوں کے نام لکھیے۔

(iii) اراولی اور وندھیان پہاڑی سلسلوں کے درمیان کون سا سطح مرتفع واقع ہے؟

(iv) ہندوستان کے جزائر کے اس گروپ کا نام لکھیے جو مرجانی یا مونگے کی نسبت کا ہے۔

3. مندرجہ ذیل میں فرق بیان کیجیے:

(i) بھانگر اور کھادر

(ii) مغربی گھاٹ اور مشرقی گھاٹ

4. ہندوستان کے طبعی جغرافیائی خطوں کے نام لکھیے۔ ہمالیائی علاقے اور جزیرہ نما کے سطح مرتفع علاقے کا مقابلہ اور موازنہ کیجیے اور ان کے فرق کو واضح کیجیے۔

5. ہندوستان کے شمالی میدانوں کے بارے میں وضاحت کیجیے۔

6. مندرجہ ذیل پر مختصر نوٹ لکھیے۔

(i) ہندوستانی ریگستان

(ii) وسطی پہاڑی علاقے

(iii) ہندوستان کے جزائری گروپ

نقشہ کی مہارتیں

ہندوستان کے سرحدی نقشے میں مندرجہ ذیل کو ظاہر کیجیے۔

(i) کوہستانی اور پہاڑی سلسلہ - کاراکورم، زسکر، پتکائی بُم، جیتیا، وندھیا سلسلہ، اراولی، اور لاپچی کے پہاڑ

(ii) چوٹیاں- K_2، کنچن جنگا، نانگا پربت اور انائی مُڑی

(iii) سطح مرتفع - چھوٹا ناگپور اور مالوہ

(iv) ہندوستانی ریگستان، مغربی گھاٹ، لکش دیپ جزیرے۔

Exercise

1. Choose the right answer from the four alternatives given below.
   (i) Consider the following statements:
   Assertion(A): India is called a peninsula.
   Reason(R): A peninsula is a landmass bounded by sea on three sides and connected to the mainland on one side.
   Choose the correct answer from the options given below:
   (a) Both A and R are true and R is the correct explanation of A.
   (b) Both A and R are true but R is not the correct explanation of A.
   (c) A is true but R is false.
   (d) A is false but R is true.

   (ii) Mountain ranges in the eastern part of India forming its boundary with Myanmar are collectively called
   (a) Himachal (c) Purvachal
   (b) Uttarakhand (d) None of the above

   (iii) The western coastal strip, south of Goa is referred to as
   (a) Coromandel (c) Kannad
   (b) Konkan (d) Northern Circar

   (iv) The highest peak in the Eastern Ghats is
   (a) Anai Mudi (c) Mahendragiri
   (b) Kanchenjunga (d) Khasi

2 Answer the following questions briefly.
   (i) What is the *bhabar*?
   (ii) Name the three major divisions of the Himalayas from north to south.
   (iii) Which plateau lies between the Aravali and the Vindhyan ranges?
   (iv) Name the island group of India having coral origin.

3. Distinguish between
   (i) *Bhangar and Khadar*
   (ii) Western Ghats and Eastern Ghats

4. Which are the major physiographic divisions of India? Contrast the relief of the Himalayan region with that of the Peninsular plateau.

5. Give an account of the Northern Plains of India.

6. Write short notes on the following.
   (i) The Indian Desert
   (ii) The Central Highlands
   (iii) The Island groups of India

Map Skills

On an outline map of India show the following.
(i) Mountain and hill ranges – the Karakoram, the Zaskar, the Patkai Bum, the Jaintia, the Vindhya range, the Aravali, and the Cardamom hills.
(ii) Peaks – K2, Kanchenjunga, Nanga Parbat and the Anai Mudi.
(iii) Plateaus, Chotanagpur and Malwa
(iv) The Indian Desert, Western Ghats, Lakshadweep Islands

© NCERT

منصوبہ کام / مشغلہ

معمے میں پوشیدہ چوٹیاں، وادیاں، پہاڑی سلسلے، سطح مرتفع، پہاڑیاں اوران کے محل وقوع معلوم کیجیے۔ان کے محل وقوع کا پتہ لگانے کی کوشش کیجیے۔آپ اپنی تلاش افقی، عمودی یا ترچھی طریقہ سے کر سکتے ہیں۔

چ	ا	ک	ن	چ	ن	ج	ن	گ	ا
ھ	ے	ا	س	ک	ڈ	چ	ل	م	د
و	و	ر	ھ	و	و	پ	ن	س	ک
ٹ	ر	ا	ے	ن	ا	ا	و	ا	ل
ا	س	و	ا	ک	ن	ٹ	ن	ت	ھ
ن	ٹ	ی	د	ن	ے	ل	د	پ	ڈ
ا	ک	ڈ	ر	م	ل	ی	ھ	و	ع
گ	و	ل	ی	ا	گ	ل	ے	ڑ	ل
پ	ٹ	چ	د	ل	ے	س	ا	ا	پ
و	ل	ڈ	چ	و	ر	ت	ٹ	م	س
ر	ی	چ	س	ہ	ی	ھ	و	ث	ت

AP SCERT

Project/Activity

Locate the peaks, passes, ranges, plateaus, hills, and duns hidden in the puzzle. Try to find where these features are located. You may start your search horizontally, vertically or diagonally.

E	M	K	U	N	L	N	A	T	H	U	L	A	R	I	A	H	I	A	T
M	H	A	S	J	M	A	N	J	K	M	A	J	L	B	H	O	R	P	J
J	N	V	F	A	E	T	D	C	A	R	D	E	M	O	M	L	O	M	K
C	R	E	I	I	Q	H	M	O	I	F	T	N	X	M	A	X	F	C	T
N	M	T	S	N	A	U	Q	R	M	S	A	N	A	D	I	D	A	N	J
A	B	X	A	T	G	A	R	O	U	L	F	V	D	I	K	P	T	D	C
C	Y	C	H	I	G	A	M	M	R	D	T	I	Z	L	A	J	P	O	K
H	R	T	K	A	N	C	H	E	N	J	U	N	G	A	L	U	L	B	E
O	O	M	O	P	I	T	P	N	O	S	S	D	D	K	S	P	D	O	K
T	D	A	N	M	L	M	D	D	C	S	A	H	L	S	A	I	E	E	J
A	R	R	K	A	G	T	H	A	R	H	E	Y	D	H	H	A	I	A	R
N	S	A	A	L	I	A	T	L	E	I	Y	A	B	A	Y	T	H	R	L
A	Z	V	N	W	R	E	D	S	P	P	A	N	H	D	A	O	J	U	K
G	O	A	N	A	I	M	U	D	I	K	D	P	M	W	D	A	B	P	E
P	A	L	L	J	S	H	E	V	R	I	Y	E	V	E	R	E	S	T	M
U	O	I	M	Y	R	Y	P	A	T	L	I	G	J	E	I	T	H	A	R
R	K	I	Q	S	L	A	H	C	N	A	V	R	V	P	E	A	T	S	P

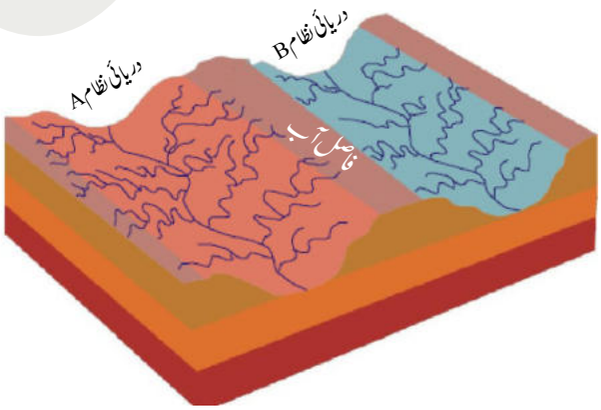
AP SCERT

3

P2C9T9

پانی کی نکاسی

پانی کی نکاسی کی اصطلاح کسی علاقہ کے دریائی نظام کو بیان کرتی ہے۔ طبعی نقشہ کا مطالعہ کیجیے۔ آپ مشاہدہ کریں گے کہ چھوٹی چھوٹی نہریں اور نالے جو مختلف سمتوں سے بہتے ہوئے ایک جگہ جمع ہو کر ایک دریا کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ جو آخر کار ایک بڑے آبی حصے جیسے ایک جھیل، یا سمندر میں جا ملتے ہیں۔ ایک دریائی نظام سے سیراب ہونے والا علاقہ **دریائی نکاس کا طاس** کہلاتا ہے۔ کسی نقشہ کا بغور مشاہدہ کرنے سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ سطح سمندر سے اونچا علاقہ جیسے کوئی پہاڑ یا زمین کا بلند علاقہ پانی کے نکاسی کے دو علاقوں کو الگ کرتا ہے۔ زمین کا یہ بلند علاقہ **فاصل آب** کہلاتا ہے۔ (شکل 3.1)۔



شکل 3.1 : فاصل آب

کیا آپ جانتے ہیں؟ دنیا کا سب سے طویل طاس دریائے آمیزن ہے۔

معلوم کیجیے

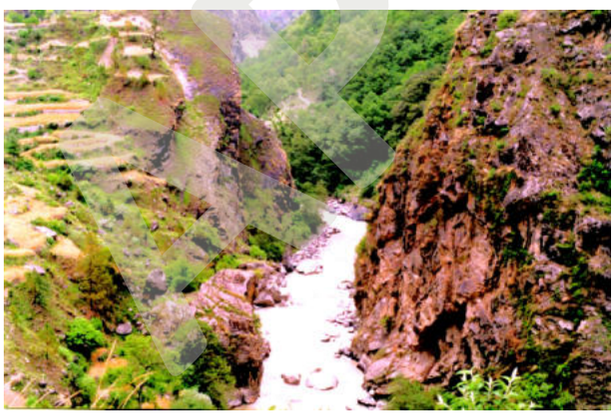
ہندوستان کا سب سے بڑا طاس کس دریا کا ہے؟

ہندوستان میں پانی کی نکاسی کا نظام

برصغیر ہندوستان کے پانی کی نکاسی کا نظام یہاں کی زمین کی خدوخال کے ماتحت ہوتا ہے۔ ہندوستان کی دریاؤں کو دو بڑے گروپ میں تقسیم کیا گیا ہے۔

- ہمالیائی دریا؛ اور
- جزیرہ نما کی دریا

اس کے باوجود کہ یہ ندیاں ہندوستان کے دو بڑے قدرتی جغرافیائی خطوں سے نکلتی ہیں، ہمالیائی اور جزیرہ نما دریاؤں کے بیشتر خصوصیات ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں۔ ہمالیہ سے نکلنے والے بیشتر دریا دائمی ہوتے ہیں، یعنی ان میں سال بھر پانی رہتا ہے۔ یہ دریا بارش کے پانی کے ساتھ ساتھ بلند پہاڑوں کی برف پگھلنے سے بھی پانی حاصل کرتے ہیں۔ ہمالیہ سے نکلنے والی دو خاص دریا سندھ اور برہم پترا پہاڑی سلسلے کے شمال سے نکلتی ہیں۔ یہ پہاڑوں کو کاٹ کر تنگ راستے (کھائیاں) بناتی ہیں۔ ہمالیہ سے نکلنے والی دریا اپنے منبع سے سمندر تک کا ایک لمبا سفر طے کرتی ہیں۔



شکل 3.2 : ایک تنگ گھاٹی

3

DRAINAGE

The term ***drainage*** describes the river system of an area. Look at the physical map. You will notice that small streams flowing from different directions come together to form the main river, which ultimately drains into a large water body such as a lake or a sea or an ocean. The area drained by a single river system is called a ***drainage basin***. A closer observation on a map will indicate that any elevated area, such as a mountain or an upland, separates two drainage basins. Such an upland is known as a ***water divide*** (Figure 3.1).

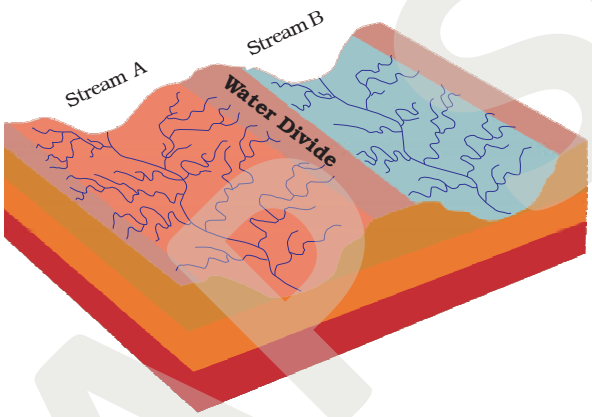


Figure 3.1 : Water Divide

Do You Know?

The world's largest drainage basin is of the Amazon river

Find out

- Which river has the largest basin in India?

DRAINAGE SYSTEMS IN INDIA

The drainage systems of India are mainly controlled by the broad relief features of the subcontinent. Accordingly, the Indian rivers are divided into two major groups:

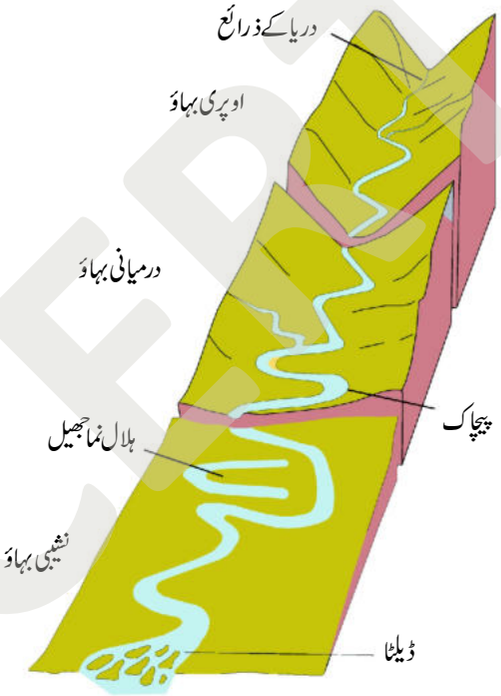
- the Himalayan rivers; and
- the Peninsular rivers.

Apart from originating from the two major physiographic regions of India, the Himalayan and the Peninsular rivers are different from each other in many ways. Most of the Himalayan rivers are **perennial**. It means that they have water throughout the year. These rivers receive water from rain as well as from melted snow from the lofty mountains. The two major Himalayan rivers, the Indus and the Brahmaputra originate from the north of the mountain ranges. They have cut through the mountains making gorges. The Himalayan rivers have long courses from their source to the sea.



Figure 3.2 : A Gorge

یہ بڑے پیمانہ پر مٹی اور پہاڑ کا کٹاؤ بھی کرتی ہیں۔ اپنے بالائی میدانی سفر کے دوران یہ اپنے ساتھ مٹی اور ریت کا بھاری حصہ لے جاتی ہیں۔ بہاؤ کے درمیانی اور نچلے سفر کے دوران، یہ دریا پیچ وخم اور بہت سی جھیلیں اور ان کے سیلابی میدانوں میں بہت سارے جماؤ کی شکلیں و بناوٹ تیار کرتی ہیں۔ یہ ترقی پذیر زرخیز ڈیلٹا بھی بناتی ہیں۔ (شکل 3.3)۔



شکل 3.3 : دریاؤں کے ذریعہ تشکیل شدہ زمینی خدوخال

جزیرہ نما دریاؤں کی ایک بڑی تعداد موسمی ہوتی ہے۔ اس لیے کہ ان کا بہاؤ بارش پر منحصر ہے۔ خشک موسم میں بڑی دریا بھی اپنی نہروں میں کم پانی لاتی ہیں۔ ہمالیہ کے دریاؤں کے مقابلے میں جزیرہ نما کی دریا مختصر اور اُتھلی یا کم گہری ہوتی ہے۔ بہرحال ان میں سے چند مرکزی اونچے علاقوں سے نکلتی ہیں اور مغرب کی جانب بہتی ہیں۔ کیا آپ ایسی دو بڑی دریاؤں شناخت کر سکتے ہیں؟ ہندوستان کی زیادہ تر دریا مغربی گھاٹ سے پیدا ہوتی ہیں اور یہ خلیج بنگال کی جانب بہتی ہیں۔

ہمالیائی دریا

ہمالیہ پہاڑ سے نکلنے والی دریاؤں میں سندھ، گنگا اور برہم پُتر ابڑے دریا ہیں۔ یہ طویل دریا ہیں ان کی راہ میں کئی بڑی اور اہم معاون ندیاں آ کر ان سے مل جاتی ہیں۔ ایک دریا اپنے معاون ندیوں کے ساتھ مل کر **دریا کے نظام** کو تشکیل دیتی ہے۔

دریائے سندھ کا نظام

دریائے سندھ کا منبع تبت میں مانسرور جھیل کے قریب ہے اور یہ مغرب کی جانب بہتا ہوا لداخ کے مقام پر ہندوستان میں داخل ہوتا ہے۔ اس مقام پر یہ دلکش کھائی بناتا ہے۔ کئی معاون دریا جیسے ڈاسکر، بنرا، شیوی اور ہونزا اس سے کشمیر کے خطہ میں آ کر ملتی ہیں۔ دریائے سندھ بلوچستان اور گلگت سے بہتا ہوا گزرتا ہے اور یہ اٹک کے نزدیک ظہور میں آتا ہے۔ ستلج، بیاس، راوی، چناب اور جہلم ندیاں آپس میں ضم ہو کر پاکستان کے میتھان کوٹ کے قریب سندھ میں مل جاتی ہیں۔ علاوہ ازیں سندھ جنوب کی جانب بہتا ہوا آخر کار کراچی کے مشرق میں بحیرۂ عرب میں جا ملتا ہے۔ سندھ کے میدانی علاقہ کا ڈھال بہت سیدھا ہے یعنی کُل 2900 کلومیٹر لمبا دریائے سندھ دنیا کی نہایت لمبی ندیوں میں سے ایک ہے۔ دریائے سندھ کے طاس کا تقریباً ایک تہائی حصہ ہندوستان کے صوبہ جموں اور کشمیر، لداخ، ہماچل پردیش اور پنجاب میں واقع ہے اور باقی حصہ پاکستان میں ہے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

- انڈس پانی معاہدہ (1960) کے اصولوں کے مطابق کل پانی کا صرف 20 فیصد ہی ہندوستان استعمال کر سکتا ہے جو پانی سندھ دریاؤں کے نظام کے ذریعہ لایا گیا ہے۔ اس پانی کا استعمال پنجاب، ہریانہ اور راجستھان کے جنوبی و مغربی حصوں میں آب پاشی کے لیے ہوتا ہے۔

دریائے گنگا کا نظام

دریائے گنگا کے سرآب کو بھاگیرتھی کہا جاتا ہے، اس کی آبی بھر پائی گنگوتری گلیشیئر سے ہوتی ہے الکھ نندا اور دیگر معاون دریا اتراکھنڈ کے دیوا پریاگ میں آ کر اس سے ملتی ہیں۔ یہ دریا ہری دوار میں گنگا پہاڑ سے نکل کر میدانی علاقہ میں داخل ہوتی ہے۔

They perform intensive erosional activity in their upper courses and carry huge loads of silt and sand. In the middle and the lower courses, these rivers form meanders, oxbow lakes, and many other depositional features in their floodplains. They also have well-developed deltas (Figure 3.3).

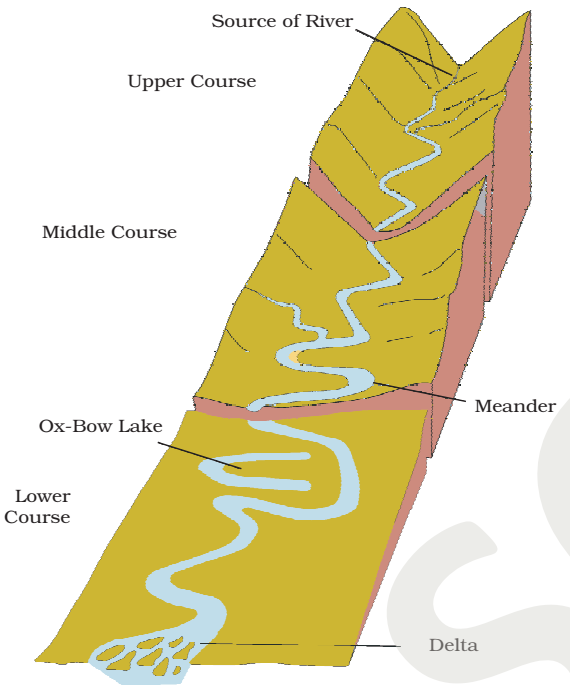


Figure 3.3 : Some Features Made by Rivers

A large number of the Peninsular rivers are seasonal, as their flow is dependent on rainfall. During the dry season, even the large rivers have reduced flow of water in their channels. The Peninsular rivers have shorter and shallower courses as compared to their Himalayan counterparts. However, some of them originate in the central highlands and flow towards the west. Can you identify two such large rivers? Most of the rivers of peninsular India originate in the Western Ghats and flow towards the Bay of Bengal.

The Himalayan Rivers

The major Himalayan rivers are the Indus, the Ganga and the Brahmaputra. These rivers are long, and are joined by many large and important tributaries. A river alongwith its tributaries may be called a **river system**.

The Indus River System

The river Indus rises in Tibet, near Lake Mansarowar. Flowing west, it enters India in the Ladakh. It forms a picturesque gorge in this part. Several tributaries, the Zaskar, the Nubra, the Shyok and the Hunza, join it in the Kashmir region. The Indus flows through Baltistan and Gilgit and emerges from the mountains at Attock. The Satluj, the Beas, the Ravi, the Chenab and the Jhelum join together to enter the Indus near Mithankot in Pakistan. Beyond this, the Indus flows southwards eventually reaching the Arabian Sea, east of Karachi. The Indus plain has a very gentle slope. With a total length of 2900 km, the Indus is one of the longest rivers of the world. A little over a third of the Indus basin is located in India Ladakh, Jammu and Kashmir, Himachal Pradesh and Punjab and the rest is in Pakistan.

Do You Know?

- According to the regulations of the **Indus Water Treaty (1960)**, India can use only 20 per cent of the total water carried by the Indus river system. This water is used for irrigation in Punjab, Haryana and the southern and the western parts of Rajasthan.

The Ganga River System

The headwaters of the Ganga, called the 'Bhagirathi' is fed by the Gangotri Glacier and joined by the Alaknanda at Devaprayag in Uttarakhand. At Haridwar, the Ganga emerges from the mountains on to the plains.

© NCERT not to be republished



شکل 3.4 : ہندوستان کی بڑی ندیاں اور جھیلیں



Figure 3.4 : Major Rivers and Lakes



شکل 3.5 : دیواپریاگ میں بھاگیرتھی اور الکھنندا کا سنگم

ہمالیہ سے نکلنے والی بہت ساری معاون دریا گنگا میں آکر ملتی ہیں۔ان میں سے کچھ بڑے دریا ہیں جیسے ہیں جمنا، گھاگھرہ، گنڈک اور کوسی۔ دریائے جمنا ہمالیہ کے گلیشیئر جمنوتری سے نکلتی ہے۔اور دائیں کنارے کی معاون دریا کے طور پر، گنگا کے متوازی بہتی ہے اور الہ آباد میں آکر گنگا سے مل جاتی ہے۔گھاگھرہ، گنڈک اور کوسی نیپال کے ہمالیہ سے نکلتی ہیں۔ یہ وہ دریا ہیں جن سے ہر سال شمالی میدانی علاقے میں باڑھ آتی ہے۔جس سے بڑے پیمانہ پر جانی و مالی نقصان ہوتا ہے تاہم یہ مٹی جمع کرکے زرخیز زراعتی زمین تیار کرنے کا کام کرتی ہیں۔

اس کی خاص معاون دریا جو جزیرہ نما کے اوپری علاقوں سے بہتی ہیں وہ ہیں چمبل، بیتوا اور سن۔ یہ ندیاں نیم خشک و بنجر علاقوں سے نکلتی ہیں۔ان کے راستے تنگ ہوتے ہیں اور ان میں زیادہ پانی نہیں ہوتا۔ پتہ لگائیے کہ یہ آخرکار گنگا سے کہاں اور کیسے جاملتی ہیں؟

کیا آپ جانتے ہیں؟

- نمامی گنگے پروگرام ایک مربوط تحفظی مشن ہے جسے مرکزی حکومت نے جون 2014 میں ایک فلیگ شپ پروگرام کے تحت منظوری دی تھی۔ اس پروگرام کا مقصد دریائے گنگا کی آلودگی کو مؤثر طریقے سے کم کرنا تھا۔ اس کی تفصیل کی تحقیق اس ویب سائٹ پر دیکھ سکتے ہیں۔

http://nmcg.nic.in/NamamiGanga.sspx#

اپنے دائیں اور بائیں کنارے کی معاون دریاؤں کے پانی سے لبالب بھری گنگا مشرق کی جانب فرّکا تک بہتی ہے۔ یہ گنگا کا انتہائی شمالی حصہ ہے۔اس مقام پر یہ دریا بھاگیرتھی-ہُگلی میں تقسیم ہوجاتی ہے اور ڈیلٹا والے میدان سے ہوتی ہوئی جنوب کی جانب بنگال کی کھاڑی تک بہتی ہے۔اس کا خاص بہاؤ، جنوب کی جانب بنگلہ دیش کی طرف ہوتا ہے اور اس میں برہم پُترا آکر شامل ہوجاتی ہے۔اس کا نشیبی بہاؤ، میگھنا کے نام سے جانا جاتا ہے۔ یہ طاقتور دریا جس میں گنگا اور برہم پُترا کا پانی شامل ہوتا ہے، بنگال کی کھاڑی میں گزرتی ان ندیوں کے ذریعہ بنائے گئے ڈیلٹا کو سندربن کے ڈیلٹا کے نام سے جانا جاتا ہے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

- سندربن ڈیلٹا کا نام سندری درخت سے اخذ کیا گیا ہے جو یہاں کے جنگلوں میں بہت پیدا ہوتا ہے۔
- یہ دنیا کا سب سے لمبا اور تیزی سے بڑھنے والا ڈیلٹا ہے۔ یہ رائل بنگال ٹائیگر کا گھر بھی ہے۔

گنگا کی لمبائی تقریباً 2500 کلومیٹر ہے۔شکل 3.4 پر غور کریں۔ کی طرف دیکھیے کیا آپ پانی کی نکاسی کے نظام کی قسموں کو جو دریائے گنگا کے نظام نے قائم کیا ہیں پہچان سکتے ہیں؟ سندھ اور گنگا کے فاصل آب پر انبالہ آباد ہے۔انبالہ سے سندربن تک کی میدانی وسعت تقریباً 1800 کلومیٹر ہے لیکن اس کے ڈھلان کا جھکاؤ مشکل سے 300 میٹر ہے۔ دوسرے لفظوں میں ہر ایک 6 (چھ) کلومیٹر کے لیے ڈھلان صرف ایک میٹر ہے۔ اس لیے یہ ندی بڑے بڑے گھماؤ بناتی ہے۔

دریائے برہم پتر کا نظام

برہم پُترا تبت میں مانسرور جھیل کی مشرق کی جانب سے نکلتی ہے جو سندھ اور ستلج منبع سے بہت قریب ہے۔ یہ سندھ سے تھوڑی لمبی دریا ہے اس کا زیادہ تر راستہ ہندوستان سے باہر واقع ہے۔ یہ ہمالیہ کے متوازی مشرق کی جانب بہتی ہے۔ نامچہ برو (7757 میٹر) پہنچ کر یہ ایک یو'U' ٹرن لیتی ہے اور اروناچل پردیش میں ایک گہری پہاڑی گھاٹی کے راستے ہندوستان میں داخل ہوتی ہے۔ یہاں اس ندی کو دیہانگ کے نام سے جانا جاتا ہے۔ کیوں کہ اس میں اس مقام پر دیبانگ ندی اس سے آکر ملتی ہے، لوہت اور بہت ساری معاون دریا مل کر آسام میں اسے برہم پُترا تشکیل دیتی ہیں۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

برہم پُترا کو تبت میں سانگ پو کے نام سے جانا جاتا ہے اور بنگلہ دیش میں جمنا کے نام سے۔

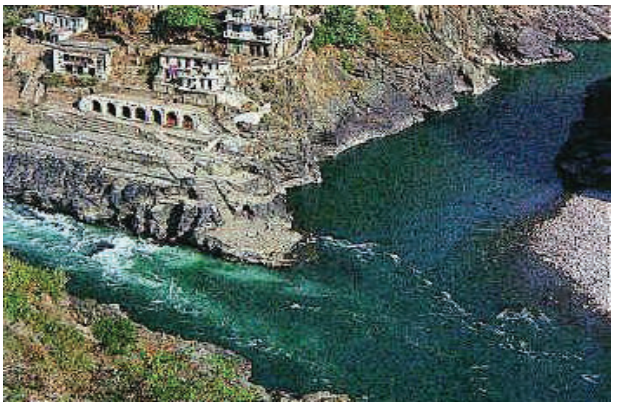


Figure 3.5 : Confluence of Bhagirathi and Alaknanda at Devaprayag

The Ganga is joined by many tributaries from the Himalayas, a few of them being major rivers, such as the Yamuna, the Ghaghara, the Gandak and the Kosi. The river Yamuna rises from the Yamunotri Glacier in the Himalayas. It flows parallel to the Ganga and as a right bank tributary meets the Ganga at Allahabad. The Ghaghara, the Gandak and the Kosi rise in the Nepal Himalaya. They are the rivers, which flood parts of the northern plains every year, causing widespread damage to life and property, whereas, they enrich the soil for agricultural use.

The main tributaries, which come from the peninsular uplands, are the Chambal, the Betwa and the Son. These rise from semi-arid areas, have shorter courses and do not carry much water in them. Find out where and how they ultimately join the Ganga.

Do You Know?

- The *Namami Gange Programme* is an Integrated Conservation Mission approved as a 'flagship programme' by the Union Government in June 2014 to accomplish the twin objectives of effective abatement of pollution, conservation and rejuvenation of the national river, Ganga. You may explore about this project at http://nmcg.nic.in/NamamiGanga.sspx#

Enlarged with the waters from its right and left bank tributaries, the Ganga flows eastwards till Farakka in West Bengal. This is the northernmost point of the Ganga delta. The river bifurcates here; the Bhagirathi-Hooghly (a distributary) flows southwards through the deltaic plains to the Bay of Bengal. The mainstream, flows southwards into Bangladesh and is joined by the Brahmaputra. Further downstream, it is known as the Meghna. This mighty river, with waters from the Ganga and the Brahmaputra, flows into the Bay of Bengal. The delta formed by these rivers is known as the *Sundarban Delta*.

Do You Know?

- The Sundarban Delta derived its name from the Sundari tree, which grows well in marshland.
- It is the world's largest and fastest growing delta. It is also the home of Royal Bengal tiger.

The length of the Ganga is over 2500 km. Look at Figure 3.4; can you identify the type of drainage pattern formed by the Ganga river system? Ambala is located on the water divide between the Indus and the Ganga river systems. The plains from Ambala to the Sunderban stretch over nearly 1800 km, but the fall in its slope is hardly 300 metres. In other words, there is a fall of just one metre for every 6 km. Therefore, the river develops large meanders.

The Brahmaputra River System

The Brahmaputra rises in Tibet east of Mansarowar lake very close to the sources of the Indus and the Satluj. It is slightly longer than the Indus, and most of its course lies outside India. It flows eastwards parallel to the Himalayas. On reaching the Namcha Barwa (7757 m), it takes a 'U' turn and enters India in Arunachal Pradesh through a gorge. Here, it is called the Dihang and it is joined by the Dibang, the Lohit, and many other tributaries to form the Brahmaputra in Assam.

Do You Know?

- Brahmaputra is known as the Tsang Po in Tibet and Jamuna in Bangladesh.

تبت میں یہ دریا پانی کی بہت کم مقدار لاتی ہے اور اس میں ریت بھی کم ہوتی ہے کیوں کہ یہ ایک سرد اور خشک علاقہ ہے۔ ہندوستان میں یہ زیادہ بارش والے علاقہ سے گزرتی ہے۔ یہاں یہ دریا بڑی مقدار میں اپنے ساتھ سیلابی مٹی لاتی ہے۔ دریائے برہم پترا آسام میں اپنی پوری لمبائی کے ساتھ نہروں کا جال بناتی ہے جس سے بہت سارے دریائی جزیرے وجود میں آئے ہیں۔ کیا آپ کو دنیا کے سب سے بڑے دریائی جزیرے کا نام یاد ہے، جسے برہم پُترا نے بنایا ہے؟

ہر سال موسم برسات میں دریا اپنے کناروں کو توڑ کر بہنے لگتی ہے جس کی وجہ سے آسام اور بنگلہ دیش میں بڑے پیمانہ پر باڑھ اور تباہی ہوتی ہے۔ جنوبی ہند کی دیگر دریاؤں کے برعکس برہم پُترا کی خصوصیت یہ ہے کہ سیلابی مٹی کے بڑی پرتیں جمع کرتی ہے، جس کی وجہ سے دریا کی تہہ موٹی اور سطح بلند ہو جاتی ہے، یہ دریا اپنی روانی کی راہ گو بھی اکثر تبدیل کرتی رہتی ہے۔

جزیرہ نما کی دریا یا برصغیر دریا

جزیرہ نما ہندوستان میں پانی کا بڑا فاصل آب مغربی گھاٹ نے بنایا ہے۔ جو مغربی ساحلی سمندر کے قریب شمال سے جنوب تک پھیلے ہوئے ہیں۔ جزیرہ نما کی زیادہ تر بڑی دریا مہاندی، گوداوری، کرشنا اور کاویری ہیں جو مشرق کی جانب بہتی ہوئی خلیج بنگال کی جا کر ملتی ہیں۔ یہ دریا اپنے دہانے پر ڈیلٹا بناتی ہیں، یہاں چھوٹے چھوٹے جھرنے ہیں جو مغربی گھاٹ سے جنوب میں بہتے ہیں۔ نرمدا اور تاپتی صرف ایسی لمبی ندیاں ہیں جو صرف مغرب کی جانب بہتی ہیں اور مدوجزر کے دہانے والی ندیاں کہلاتی ہیں۔ جزیرہ نما کی دریاؤں کے نکاسی طاس دوسروں کے مقابلے چھوٹے ہوتے ہیں۔

نرمدا کا طاس

نرمدا مدھیہ پردیش کے امرکنٹک پہاڑوں سے نکلتی ہے اور یہ رِفٹ یا شکاجی وادی میں سے ہوتی ہوئی جنوب کی جانب بہتی ہے۔ سمندر تک پہنچنے کے دوران نرمدا کئی قابل دید مقامات بناتی ہے۔ دریائے نرمدا گہری گھاٹی سے بہتی ہوئی جبل پور کے قریب واقع سنگ مرمر کی چٹانیں اور ڈھلوان چٹانوں پر سے چھلانگ مار کر گرنے والا ''دھودھار آبشار'' تشکیل دیتی ہے جو کہ قابل ذکر نظارہ ہے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

مدھیہ پردیش کی حکومت نے نرمدا تحفظ مشن کو 'نمامی دیوی نرمدا' نامی اسکیم کے تحت آغاز کیا ہے۔ اس سے متعلق مزید معلومات درج ذیل ویب سائیٹ دیکھیے۔

http://www.namamidevinarmade.mp.gov.in

نرمدا کی سبھی معاون دریا بہت چھوٹی ہیں ان میں سے زیادہ تر عمودی زاویہ پر خاص دھارا میں مل جاتی ہیں۔ نرمدا کا طاس مدھیہ پردیش اور گجرات کے کچھ علاقوں کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔

تاپتی کا طاس

دریائے تاپتی ستپورا کے پہاڑی سلسلہ سے نکلتی ہے جو مدھیہ پردیش کے بیتول ضلع میں واقع ہے۔ یہ نرمدا کے متوازی ایک کٹی پھٹی گھاٹی سے بہتی ہے لیکن یہ لمبائی میں بہت چھوٹی ہے۔ اس کا طاس مدھیہ پردیش، گجرات اور مہاراشٹرا تک پھیلا ہوا ہے۔

مغربی گھاٹ اور بحیرۂ عرب کے درمیان ساحلی میدان بہت تنگ ہوتے ہیں۔ جس کی وجہ سے ساحلی دریا بہت چھوٹی ہیں۔ مغرب کی جانب بہنے والی خاص دریا سابرمتی، ماہی، بھرت پور یا اور پیری یار ہیں۔ ان ریاستوں کا پتہ لگائیے جنھیں یہ دریا سیراب کرتی ہیں۔

گوداوری کا طاس

گوداوری جزیرہ نمائے ہند کا سب سے لمبا دریا ہے۔ یہ مہاراشٹر کے ضلع ناسک میں مغربی گھاٹ کے ڈھلانوں سے نکلتا ہے، اس کی لمبائی تقریباً 1500 کلومیٹر ہے۔ یہ خلیج بنگال میں ملتا ہے۔ اس کا طاس جہاں یہ ملتی ہے وہ بھی جزیرہ نما کی دریاؤں میں سب سے زیادہ طویل ہے۔ یہ طاس مہاراشٹر کے کچھ علاقوں کا احاطہ کرتا ہے۔ طاس کا (تقریباً 350 فی صد علاقہ مہاراشٹر میں واقع ہے) اور مدھیہ پردیش، اڈیسہ اور آندھرا پردیش کے علاقوں میں بھی پھیلا ہوا ہے۔ گوداوری میں متعدد معاون دریا آ کر ملتی ہیں، مثال کے طور پر پورنا، وردھا، پرن ہیٹا، منجرا، وین گنگا اور پین گنگا، آخری تین معاون دریا بہت طویل ہیں اور اپنی لمبائی اور رقبہ کی وجہ سے انھیں 'دکشن گنگا' کے نام سے جانا جاتا ہے۔

مہاندی کا طاس

مہاندی چھتیس گڑھ کے اونچے پہاڑی علاقے سے نکلتی ہے۔ یہ اڑیسہ سے بہتی ہوئی

In Tibet, the river carries a smaller volume of water and less silt as it is a cold and a dry area. In India, it passes through a region of high rainfall. Here the river carries a large volume of water and considerable amount of silt. The Brahmaputra has a braided channel in its entire length in Assam and forms many riverine islands. Do you remember the name of the world's largest riverine island formed by the Brahmaputra?

Every year during the rainy season, the river overflows its banks, causing widespread devastation due to floods in Assam and Bangladesh. Unlike other north Indian rivers, the Brahmaputra is marked by huge deposits of silt on its bed causing the riverbed to rise. The river also shifts its channel frequently.

The Peninsular Rivers

The main water divide in Peninsular India is formed by the Western Ghats, which runs from north to south close to the western coast. Most of the major rivers of the Peninsula, such as the Mahanadi, the Godavari, the Krishna and the Kaveri flow eastwards and drain into the Bay of Bengal. These rivers make deltas at their mouths. There are numerous small streams flowing west of the Western Ghats. The Narmada and the Tapi are the only long rivers, which flow west and make esturies. The drainage basins of the peninsular rivers are comparatively smaller in size.

The Narmada Basin

The Narmada rises in the Amarkantak hills in Madhya Pradesh. It flows towards the west in a rift valley formed due to faulting. On its way to the sea, the Narmada creates many picturesque locations. The 'Marble rocks', near Jabalpur, where the Narmada flows through a deep gorge, and the 'Dhuadhar falls, where the river plunges over steep rocks, are some of the notable ones.

Do You Know?

- The Narmada river conservation mission has been undertaken by the government of Madhya Pradesh by a scheme named *Namami Devi Narmade*. You may visit their website. http://www.namamidevinarmade.mp.gov.in to learn more about it.

All tributaries of the Narmada are very short and most of these join the main stream at right angles. The Narmada basin covers parts of Madhya Pradesh and Gujarat.

The Tapi Basin

The Tapi rises in the Satpura ranges, in the Betul district of Madhya Pradesh. It also flows in a rift valley parallel to the Narmada but it is much shorter in length. Its basin covers parts of Madhya Pradesh, Gujarat and Maharashtra.

The coastal plains between Western Ghats and the Arabian Sea are very narrow. Hence, the coastal rivers are short. The main west flowing rivers are Sabarmati, Mahi, Bharathpuzha and Periyar. Find out the states in which these rivers drain the water.

The Godavari Basin

The Godavari is the largest Peninsular river. It rises from the slopes of the Western Ghats in the Nasik district of Maharashtra. Its length is about 1500 km. It drains into the Bay of Bengal. Its drainage basin is also the largest among the peninsular rivers. The basin covers parts of Maharashtra (about 50 per cent of the basin area lies in Maharashtra), Madhya Pradesh, Odisha and Andhra Pradesh. The Godavari is joined by a number of tributaries, such as the Purna, the Wardha, the Pranhita, the Manjra, the Wainganga and the Penganga. The last three tributaries are very large. Because of its length and the area it covers, it is also known as the *Dakshin Ganga*.

The Mahanadi Basin

The Mahanadi rises in the highlands of Chhattisgarh. It flows through Odisha to reach

خلیج بنگال میں جا ملتی ہے۔اس دریا کی لمبائی تقریباً 860 کلومیٹر ہے۔اس کے نکاسی طاس میں مہاراشٹر، چھتیس گڑھ، جھارکھنڈ اور اڈیشہ حصہ دار ہیں۔

کرشنا کا طاس

دریائے کرشنا مہابلیشور کے قریب ایک قدرتی آبشارے سے نکلتی ہے۔ یہ 1400 کلومیٹر کا سفر طے کرتی ہوئی خلیج بنگال میں جا کر مل جاتی ہے۔ تنگبھدرا، کویانہ، گھاٹ پربھا، موسی اور بھیما اس کی کچھ معاون دریا ہیں۔اس طاس کے حصہ دار مہاراشٹرا، کرناٹک اور آندھرا پردیش ہیں۔

کاویری کا طاس

دریائے کاویری مغربی گھاٹ کے برہم گری پہاڑی سلسلہ سے نکلتی ہے اور یہ کڈالور کے جنوب میں تمل ناڈو میں خلیج بنگال میں گرتی ہے۔اس دریا کی کل لمبائی 740 کلومیٹر کے قریب ہے۔اس کی خاص معاون دریا امراوتی، بھوانی، ہیماوتی اور کابنی ہیں۔اس کے نکاسی طاس میں کچھ حصے کرناٹک، کیرالہ اور تمل ناڈو کے بھی شامل ہیں۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

- دریائے کاویری ہندوستان کا دوسرا سب سے بڑا (آبشار) بناتی ہے۔اسے شیوا سمندرم آبشار کے نام سے جانا جاتا ہے۔اس آبشار سے تیار کردہ بجلی میسور، بینگلور اور کولار کی سونے کی کھانوں کو فراہم کی جاتی ہے۔

معلوم کیجیے

- ہندوستان کے سب سے بڑے آبشار کا نام بتائیے

ان بڑی دریاؤں کے علاوہ یہاں کچھ چھوٹی دریا بھی ہیں جو مشرق کی جانب بہتی ہیں دامودر، برہمنی، بیتارنی اور سورن ریکھا اس کی کچھ قابل ذکر مثالیں ہیں۔ان مقامات کی اپنے ایٹلس میں نشاندہی کیجئے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

- دنیا کی کل زمین کا 71 فی صد حصہ پانی سے ڈھکا ہوا ہے۔لیکن اس میں سے 97 فی صد نمکین پانی ہے۔
- باقی صرف 3 فی صد پانی ہی پینے کے لائق ہے اور اس میں سے بھی تین چوتھائی برف کی شکل میں موجود ہے۔

جھیلیں

آپ وادی کشمیر اور یہاں کی مشہور ڈل جھیل، ہاؤس بوٹ اور چوٹیوں سے واقف ہوں گے جو ہزاروں سیاحوں کو ہر سال اپنی طرف راغب کرتے ہیں۔ اسی طرح آپ کسی جھیل کے قریب واقع کچھ اور سیاحتی مقامات کا بھی دورہ کیے ہوں گے۔وہاں آپ نے کشتی رانی، تیراکی اور پانی کے دیگر کھیلوں کا لطف بھی اٹھایا ہوگا۔ذرا سوچیے کہ اگر سری نگر، نینی تال اور دیگر سیاحتی مقامات پر کوئی جھیل نہ ہوتی تو کیا وہ اتنی دلکش ہوتیں جتنی اب ہیں؟ کیا آپ نے کبھی جھیلوں کی اہمیت کو جاننے کی کوشش کی ہے کہ یہ کس طرح ایک مقام کو سیاحوں کے لیے دلکش بنا دیتی ہیں؟ جھیلیں انسانوں کے لیے کئی طرح سے فائدہ مند ہیں۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

- بڑے پیمانے کی جھیلوں کو سمندر کہا جاتا ہے۔جیسے کیسپین، بحر مردار اور ارال کے سمندر۔

ہندوستان میں بہت ساری جھیلیں ہیں۔ یہ ایک دوسرے سے رقبہ اور کئی دیگر خصوصیات میں بالکل مختلف ہیں۔کچھ جھیلیں دائمی ہیں کچھ میں صرف موسم برسات میں پانی آتا ہے۔جیسے کے درون ملک گھاٹیوں کی جھیلیں جو خشک خطوں میں بنتی ہیں۔کچھ اور بھی جھیلیں ہیں جو گلیشئر کے عمل اور برف کی چادروں کی وجہ سے وجود میں آئی ہیں، جب کہ کچھ تیز ہواؤں، ندی کی حرکت اور انسانی سرگرمیوں سے تشکیل پائی ہیں۔

ایک سیلابی میدان کے پار ایک لہراتی بل کھاتی ندی ایک سرے سے دوسرے سرے تک، کچھ کٹے ہوئے حصے بناتی ہے، جو بعد میں ہلالی شکل کی جھیلوں میں تبدیلی ہو جاتے ہیں۔کلہاڑی یا نوپ کے چھڑ ساحلی علاقہ میں تالاب بناتے ہیں۔مثال کے طور چلکا جھیل، پلی کاٹ جھیل اور کولیر وجھیل درون ملک کے حصوں کی جھیلیں جو کبھی کبھی موسمی ہوتی ہیں مثال کے طور پر راجستھان کی سانبھر جھیل، جو نمکین پانی کی جھیل ہے اور اس کے پانی کا استعمال نمک بنانے کے لیے کیا جاتا ہے۔

میٹھے پانی کی زیادہ تر جھیلیں ہمالیہ کے خطے میں ہیں۔ان کی بنیاد گلیشئر پر ہے۔دوسرے لفظوں میں یہ اس وقت بنتے ہیں جب کہ کسی گلیشئر نے گھائی بناتے ہیں اور بعد میں اس میں برف بھر جاتی ہے۔اس کے برعکس جموں و کشمیر کی وولر جھیل ساختمائی عمل کے نتیجے میں بنی۔ یہ ہندوستان میں تازہ پانی کی طویل ترین جھیل ہے۔ڈل جھیل، بھیم طال، نینی تال، لوک ٹک اور بارہ پانی میٹھے پانی کی چند مشہور جھیلیں ہیں۔



تصویر 3.6 : لوک ٹک جھیل

the Bay of Bengal. The length of the river is about 860 km. Its drainage basin is shared by Maharashtra, Chhattisgarh, Jharkhand, and Odisha.

The Krishna Basin

Rising from a spring near Mahabaleshwar, the Krishna flows for about 1400 km and reaches the Bay of Bengal. The Tungabhadra, the Koyana, the Ghatprabha, the Musi and the Bhima are some of its tributaries. Its drainage basin is shared by Maharasthra, Karnataka and Andhra Pradesh.

The Kaveri Basin

The Kaveri rises in the Brahmagri range of the Western Ghats and it reaches the Bay of Bengal in south of Cuddalore in Tamil Nadu. The total length of the river is about 760 km. Its main tributaries are Amravati, Bhavani, Hemavati and Kabini. Its basin drains parts of Karnataka, Kerala and Tamil Nadu.

Do You Know?

- The river Kaveri makes the second biggest waterfall in India, known as Shivasamudram Falls. The hydroelectric power generated from the falls is supplied to Mysuru, Bengaluru and the Kolar Gold Field.

Find out

- The name of the biggest waterfall in India.

Besides these major rivers, there are some smaller rivers flowing towards the east. The Damoder, the Brahmani, the Baitarni and the Subarnrekha are some notable examples. Locate them in your atlas.

Do You Know?

- 71 per cent of the world's surface is covered with water, but 97 per cent of that is salt water.
- Of the 3 per cent that is available as freshwater, three quarters of it is trapped as ice.

LAKES

You may be familiar with the valley of Kashmir and the famous Dal Lake, the house boats and *shikaras*, which attract thousands of tourists every year. Similarly, you may have visited some other tourist spot near a lake and enjoyed boating, swimming and other water games. Imagine that if Srinagar, Nainital and other tourists places did not have a lake would they have been as attractive as they are today? Have you ever tried to know the importance of lakes in making a place attractive to tourists? Apart from attraction for tourists, lakes are also useful to human beings in many ways.

Find out

- Lakes of large extent are called seas, like the Caspian, the Dead and the Aral seas.

India has many lakes. These differ from each other in size and other characteristics. Most lakes are permanent; some contain water only during the rainy season, like the lakes in the basins of inland drainage of semi-arid regions. There are some lakes which are the result of the action of glaciers and ice sheets, while others have been formed by wind, river action and human activities.

A meandering river across a floodplain forms ***cut-offs*** that later develops into ***ox-bow*** lakes. Spits and bars form lagoons in the coastal areas, e.g. the Chilika lake, the Pulicat lake and the Kolleru lake. Lakes in the region of inland drainage are sometimes seasonal; for example, the Sambhar lake in Rajasthan, which is a salt water lake. Its water is used for producing salt.

Most of the freshwater lakes are in the Himalayan region. They are of glacial origin. In other words, they formed when glaciers dug out a basin, which was later filled with snowmelt. The Wular lake in Jammu and Kashmir, in contrast, is the result of tectonic activity. It is the largest freshwater lake in India. The Dal lake, Bhimtal, Nainital, Loktak and Barapani are some other important freshwater lakes.



Figure 3.6 : Loktak Lake

قدرتی جھیلوں کے علاوہ دریاؤں پر باندھ بنانے کی وجہ سے بھی چند جھیلیں وجود میں آجاتی ہیں۔ جیسے گروگو بند ساگر (بھاکڑہ ننگل پراجکٹ)۔

سرگرمی

قدرتی اور مصنوعی جھیلوں کی ایک فہرست اٹلس کی مدد سے تیار کیجیے۔

جھیلیں انسانوں کے لیے نہایت اہمیت اور قدر و قیمت کی حامل ہیں۔ جھیلیں ندی کی روانی کو تسلسل سے بہنے میں مدد دیتی ہیں۔ بھاری بارش کے دوران یہ طغیانی کو روکتی ہیں اور خشک موسم کے دوران یہ پانی کے مناسب بہاؤ میں مددگار ہوتی ہے۔ جھیلوں کا استعمال پن بجلی کی تیاری میں بھی کیا جا سکتا ہے۔ یہ آس پاس کے موسم کو معتدل بناتی ہیں اور مچھلیوں کے نظام کو برقرار رکھتی ہیں۔ ان سے قدرتی خوبصورتی میں اضافہ ہوتا ہے اور یہ سیر و تفریح اور سیاحت کے مواقع فراہم کرتی ہیں۔

معیشت میں دریاؤں کا کردار

انسانی تاریخ میں ابتدا ہی سے دریا بنیادی اہمیت کی حامل رہی ہیں۔ دریا کا پانی ایک بنیادی قدرتی وسیلہ ہے، جو انسان کی مختلف سرگرمیوں کے لیے لازمی ہے لہٰذا دریا کے حاشیے زمانہ قدیم سے ہی انسان کو اپنی جانب راغب کیا ہے۔ دریاؤں کے حاشیوں میں بسی یہ بستیاں اب بڑے شہر میں تبدیل ہو چکے ہیں۔ اپنی ریاست کے ایسے شہروں کی ایک فہرست تیار کیجیے جو کسی دریا کے کنارے آباد ہیں۔ آب پاشی، جہاز رانی اور پن بجلی پیدا کرنا وغیرہ دریاؤں کے چند استعمالات ہیں جو خاص طور پر ہندوستان جیسے ملک کے لیے اہم ہیں جہاں زراعت سب سے بڑا ذریعہ معاش ہے۔

دریاؤں کی آلودگی

گھریلو استعمال، شہری ضرورتوں، صنعتوں اور زراعت کے لیے دریاؤں کے پانی کی بڑھتی ہوئی مانگ نے پانی کے معیار کو فطری طور پر متاثر کیا ہے۔



قومی ندیوں کے تحفظ کا پلان (NRCP)

گنگا ایکشن پلان (GAP) 1985 کے تحت ملک میں ندیوں کی صفائی کا پروگرام شروع کیا گیا۔ گنگا ایکشن پلان قومی ندی تحفظ پروگرام 1995 کے تحت لایا گیا جس کے تحت دوسرے تمام ندیوں کو ڈھکنے اور تحفظ کے سلسلے میں اس کو وسعت دے دی گئی۔ این آر سی پی (NRCP) کا اہم مقصد آلودگی مخالف مہم کے تحت ان ندیوں کے پانی کے معیار کو بہتر بنانا تھا جو ملک میں پانی کے اہم ماخذ کی حیثیت رکھتی ہیں۔

Source : http://nrcd.nic.in/nrcp.pd as on 25.07.17

نتیجہ کے طور پر دریاؤں سے زیادہ سے زیادہ پانی حاصل کیا جا رہا ہے جس سے ان کے حجم میں کمی واقع ہو رہی ہے۔ دوسری جانب غیر عمل شدہ نالوں کا پانی اور کارخانوں سے نکلا گندہ پانی بھی دریاؤں میں چھوڑا جا رہا ہے جس نے پانی کے معیار کو ہی نہیں بلکہ دریاؤں کی از خود صاف کرنے کی صلاحیت کو بھی متاثر کرتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر گنگا کے پانی کو مناسب طور پر بہنے دیا جائے تو 20 کلومیٹر کے دائرے میں بڑے شہروں کے آلودگی کے بوجھ کو کم کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ بڑھتی ہوئی شہر کاری (Urbanisation) اور صنعت کاری اس بات کا موقع نہیں دیتی کہ ایسا ہو سکے اس لیے بہت ساری دریاؤں میں آلودگی کی سطح میں کافی اضافہ ہوا ہے۔ ہماری دریاؤں میں بڑھتی ہوئی آلودگی باعث تشویش ہے۔ اس نے مختلف قسم کے ایکشن پلان شروع کرنے کی جانب توجہ مبذول کی تا کہ ان ندیوں کی صفائی ہو سکے۔ کیا آپ نے ایسے کسی ایکشن پلان کے بارے میں سنا ہے؟ ندیوں کے کثافت اور آلودہ پانی سے ہماری صحت کس طرح متاثر ہو رہی ہے؟ ذرا غور کیجیے۔ ''بغیر میٹھے پانی کے انسان کی زندگی'' عنوان پر کلاس میں مباحثہ منعقد کیجیے۔

مشق

۱۔ نیچے دیے گئے چار متبادلات میں سے صحیح جواب چنیں۔

(i) ہندوستان میں کچھ جھیلوں میں صرف بارش کے موسم میں پانی کیوں ہوتا ہے؟

(a) یہ موسمی جھیلیں ہیں۔ (b) یہ گلیشیئرز سے بنی ہیں۔

(c) انہیں ہمیشہ دریاؤں سے پانی ملتا ہے۔ (d) یہ فطرت میں مستقل ہیں۔

Apart from natural lakes, the damming of the rivers for the generation of hydel power has also led to the formation of lakes, such as Guru Gobind Sagar (Bhakra Nangal Project).

Activity

Make a list of natural and artificial lakes with the help of the atlas.

Lakes are of great value to human beings. A lake helps to regulate the flow of a river. During heavy rains, it prevents flooding and during the dry season, it helps to maintain an even flow of water. Lakes can also be used for developing hydel power. They moderate the climate of the surroundings; maintain the aquatic ecosystem, enhance natural beauty, help develop tourism and provide recreation.

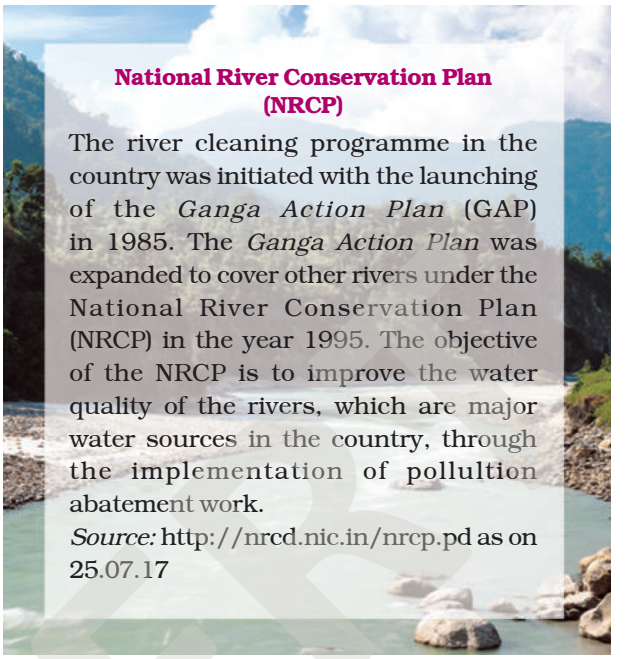
Role of Rivers in the Economy

Rivers have been of fundamental importance throughout the human history. Water from rivers is a basic natural resource, essential for various human activities. Therefore, riverbanks have attracted settlers from ancient times. These settlements have now become big cities. Make a list of cities in your state which are located on the bank of a river.

Using rivers for irrigation, navigation, hydro-power generation is of special significance — particularly to a country like India, where agriculture is the major source of livelihood of the majority of its population.

River Pollution

The growing domestic, municipal, industrial and agricultural demand for water from rivers naturally affects the quality of water. As a result, more and more water is being drained out of the rivers reducing their volume. On the other hand, a heavy load of untreated sewage and industrial effluents are emptied into the rivers. This affects not only the quality of water but also the self-cleansing capacity of the river. For example, given the adequate streamflow, the Ganga water is able to dilute and assimilate pollution loads within 20 km of large cities. But the increasing urbanisation and industrialisation do not allow it to happen and the pollution level of many rivers has been rising. Concern over rising pollution in our rivers led to the launching of various action plans to clean the rivers. Have you heard about such action plans? How does our health get affected by polluted river water? Think about "life of human beings without fresh water". Arrange a debate on this topic in the class.



National River Conservation Plan (NRCP)

The river cleaning programme in the country was initiated with the launching of the *Ganga Action Plan* (GAP) in 1985. The *Ganga Action Plan* was expanded to cover other rivers under the National River Conservation Plan (NRCP) in the year 1995. The objective of the NRCP is to improve the water quality of the rivers, which are major water sources in the country, through the implementation of pollultion abatement work.

Source: http://nrcd.nic.in/nrcp.pd as on 25.07.17

Exercise

1. Why do some lakes in India have water only during the rainy season ?

(a) They are seasonal lakes
(b) They are always fed by rivers
(c) They are formed by glaciers
(d) They are permanent in nature

(ii) نرمداندی.....سے نکلتی ہے۔

(a) ستپورا (b) امرکنٹک (c) برہماگری (d) مغربی گھاٹ کے ڈھلان

(iii) درج ذیل جھیلوں میں سے کون نمکین پانی کی جھیل ہے۔

(a) سانبھر (b) وولر (c) ڈل (d) گوبندساگر

(iv) درج ذیل میں سے ہندوستان کے جزیرہ نما کی ندیوں میں سے کون سی ندی طویل ترین ہے؟

(a) نرمدا (b) گوداوری (c) کرشنا (d) مہاندی

(v) درج ذیل میں سے کون سی ندی دراڑوں والی گھاٹی سے بہتی ہے؟

(a) دامودر (b) کرشنا (c) تنگ بھدرا (d) تاپی

2. درج ذیل سوالات کے مختصر جواب دیجیے۔

(i) فاصل آب کا کیا مطلب ہے؟ اس کی ایک مثال دیجیے۔

(ii) ہندوستان میں طویل ترین دریائی طاس کون سا ہے؟

(iii) دریائے گنگا اور سندھ کہاں سے نکلتی ہیں؟

(iv) گنگا کے خاص دو جھرنوں کے نام بتائیں۔ وہ کہاں ملتی ہیں اور گنگا کی تشکیل کرتی ہیں؟

(v) برہم پُترا میں تبت کے علاقہ میں ریت اور مٹی کم ہے جب کہ یہ ایک لمبی ندی ہے۔ ایسا کیوں ہے؟

(vi) کونسے دو جزیرہ نما دریا جو گھاٹی سے بہتی ہیں؟

(vii) جھیلوں اور ندیوں کے کچھ معاشی فوائد بیان کیجیے۔

3. ذیل میں ہندوستان کی چند جھیلوں کے نام دیے گئے ہیں۔ انہیں دو گروپ 'قدرتی' اور 'مصنوعی' جھیلوں میں میں درجہ بندی کیجیے۔

(a) وولر (b) ڈل (c) نینی تال (d) بھیم تال (e) گوبندساگر

(f) لوک ٹک (g) بارہ پانی (h) چلکا (i) سانبھر (j) رانا پرتاب ساگر

(k) نظام ساگر (l) پلی کاٹ (m) ناگ ارجن ساگر (n) ہیرا کنڈ

4. ہمالیائی دریاؤں اور جزیرہ نما کی دریاؤں کے درمیان اہم فرق پر بحث کیجیے۔

5. مغرب اور مشرق سے جزیرہ نما سطح مرتفع کی جانب بہنے والی دریاؤں کا موازنہ کیجیے۔

6. ملک کی معیشت کے لیے دریاؤں کی کیا اہمیت ہوتی ہے؟

نقشہ کی مہارتیں

(i) ہندوستان کے آؤٹ لائن نقشہ میں درج ذیل دریاؤں کی نشاندہی کیجیے اور ان کے نام لکھیے۔

گنگا، ستلج، دامودر، کرشنا، نرمدا، تاپی، مہاندی اور برہم پُترا

(ii) ہندوستان کے آؤٹ لائن نقشہ میں درج ذیل جھیلوں کی نشاندہی کیجیے۔

چلکا، سانبھر، وولر، پلی کاٹ اور کولیرو

(ii) The river Narmada has its source at

(a) Satpura (c) Amarkantak

(b) Brahmagiri (d) Slopes of the Western Ghats

(iii) Which one of the following lakes is a salt water lake?

(a) Sambhar (c) Wular

(b) Dal (d) Gobind Sagar

(iv) Which one of the following is the longest river of the Peninsular India?

(a) Narmada (c) Godavari

(b) Krishna (d) Mahanadi

(v) Which one amongst the following rivers flows through a rift valley?

(a) Mahanadi (c) Krishna

(b) Tungabhadra (d) Tapi

2. Answer the following questions briefly.

(i) What is meant by a water divide? Give an example.

(ii) Which is the largest river basin in India?

(iii) Where do the rivers Indus and Ganga have their origin?

(iv) Name the two headstreams of the Ganga. Where do they meet to form the Ganga?

(v) Why does the Brahmaputra in its Tibetan part have less silt, despite a longer course?

(vi) Which two Peninsular rivers flow through trough?

(vii) State some economic benefits of rivers and lakes.

3. Below are given names of a few lakes of India. Group them under two categories – natural and created by human beings.

(a) Wular (b) Dal

(c) Nainital (d) Bhimtal

(e) Gobind Sagar (f) Loktak

(g) Barapani (h) Chilika

(i) Sambhar (j) Rana Pratap Sagar

(k) Nizam Sagar (l) Pulicat

(m) Nagarjuna Sagar (n) Hirakund

4. Discuss the significant difference between the Himalayan and the Peninsular rivers.

5. Compare the east flowing and the west flowing rivers of the Peninsular plateau.

6. Why are rivers important for the country's economy?

Map Skills

(i) On an outline map of India mark and label the following rivers: Ganga, Satluj, Damodar, Krishna, Narmada, Tapi, Mahanadi, and Brahmaputra.

(ii) On an outline map of India mark and label the following lakes: Chilika, Sambhar, Wular, Pulicat, Kolleru.

APSCERT

منصوبائی کام / مشغلہ

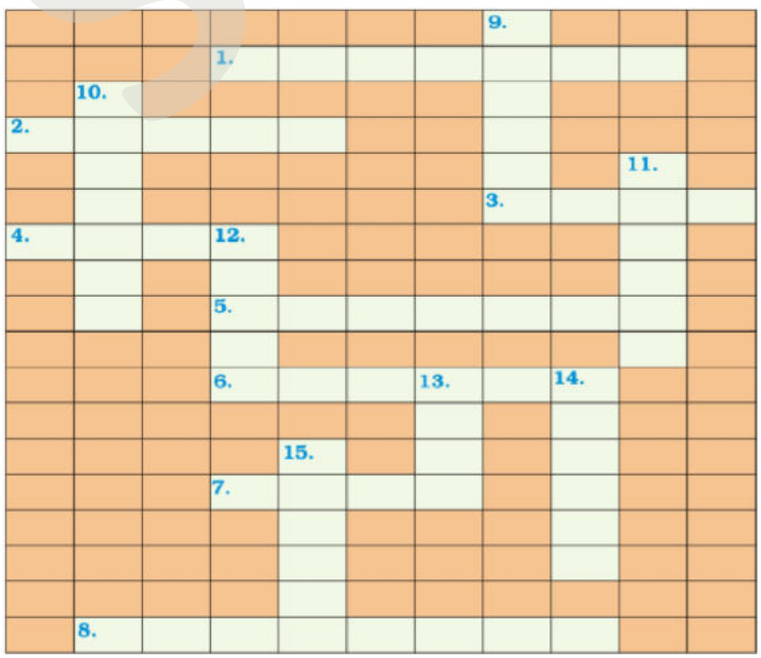
دیے گئے اشاروں کی مدد سے اس معمہ کو حل کیجئے۔

دائیں سے بائیں

1. ناگارجنا ساگر ایک دریا گھاٹی پروجیکٹ ہے۔اس دریا کا نام لکھئے۔
2. ہندوستان کی طویل ترین دریا
3. وہ دریا جو ایک مقام بیاس کنڈ سے نکلتی ہے۔
4. وہ دریا جو ضلع بیتول مدھیہ پردیش سے نکلتی ہے اور مغرب کی جانب بہتی ہے۔
5. وہ دریا جسے مغربی بنگال ''دکھ'' کہا جاتا تھا۔
6. وہ دریا جس پر اندرا گاندھی نہر کے لیے پانی کی ذخیرہ گاہ بنائی گئی ہے۔
7. وہ دریا جن کا منبع روہتانگ درہ کے پاس واقع ہے۔
8. جزیرہ نما بھارت کی طویل ترین دریا۔

اوپر سے نیچے

9. دریائے سندھ کی ایک معاون دریا جو ہماچل پردیش سے نکلتی ہے۔
10. دراڑوں سے بہنے والی دریا جو بحیرۂ عرب میں جا ملتی ہے۔
11. جنوبی ہند کی ایک دریا جسے گرمی اور سردی دونوں میں بارش کا پانی ملتا ہے۔
12. دریا جو لداخ، گلگت اور پاکستان سے ہو کر بہتی ہے
13. ہندوستانی ریگستان کی ایک اہم دریا
14. وہ دریا جو پاکستان میں چناب سے جا کر ملتی ہے
15. دریا جو یمنوتری گلیشئر سے نکلتی ہے۔



APSCERT

Project/Activity

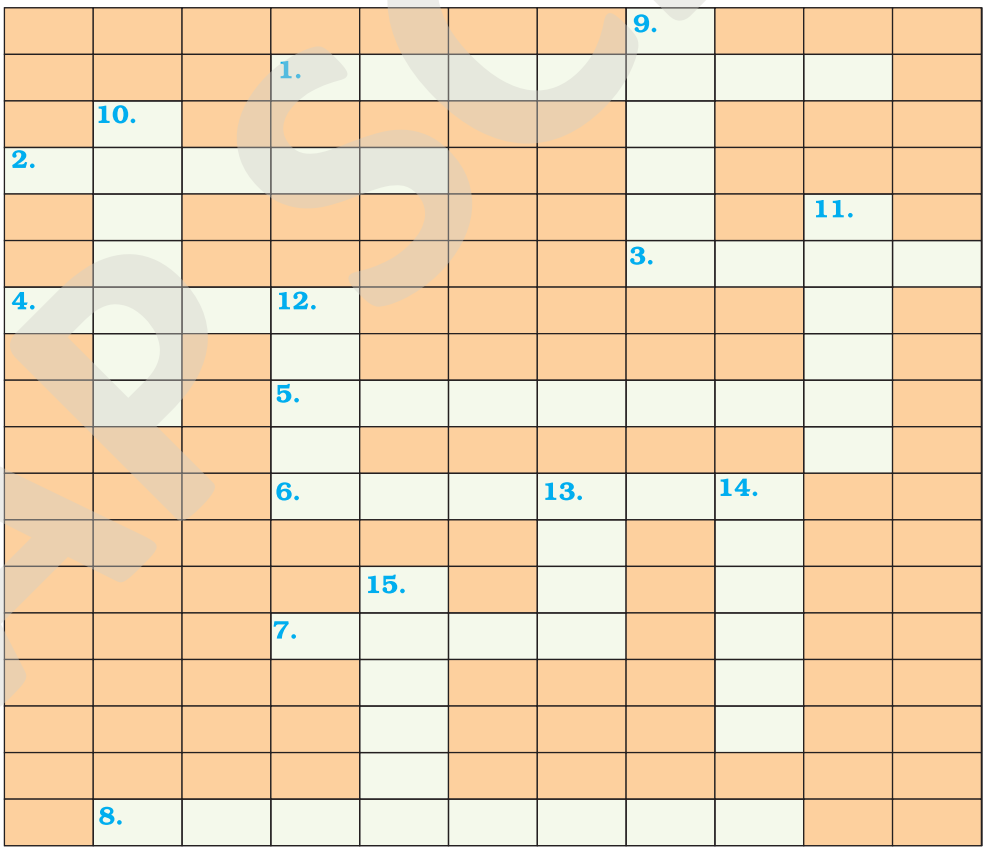
Solve this crossword puzzle with the help of given clues.

Across

1. Nagarjuna Sagar is a river valley project. Name the river?
2. The longest river of India.
3. The river which originates from a place known as Beas Kund.
4. The river which rises in the Betul district of MP and flows westwards.
5. The river which was known as the "Sorrow" of West Bengal.
6. The river on which the reservoir for Indira Gandhi Canal has been built.
7. The river whose source lies near Rohtang Pass.
8. The longest river of Peninsular India?

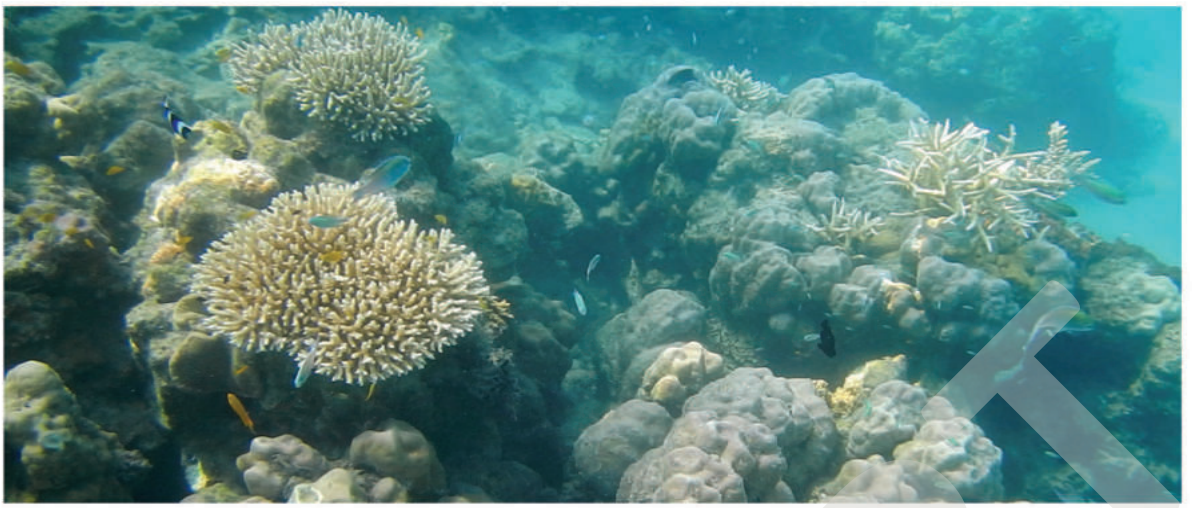
Down

9. A tributary of Indus originating from Himachal Pradesh.
10. The river flowing through fault, drains into the Arabian Sea.
11. A river of south India, which receives rainwater both in summer and winter.
12. A river which flows through Ladakh, Gilgit and Pakistan.
13. An important river of the Indian desert.
14. The river which joins Chenab in Pakistan.
15. A river which rises at Yamunotri glacier.



© NCERT

Coral Reefs



Kolleru Lake



Anaimudi (Highest Peak in South India)



APSCERT

HISTORY

India and the Contemporary World - I

ہندوستان اور عصری دنیا - I

SEMISTER - 1

Contents

Section I Chapter - 1	Events and Processes واقعات اور طریقہ کار The French Revolution فرانسیسی انقلاب	June جون	61
Chapter 2	Socialism in Europe and the Russian Revolution یورپ میں اشتراکیت اور روسی انقلاب	August اگست	105

U6R5Y2
طلباء کے لیے

U8U8C8
اساتذہ کے لیے

AP SCERT

اکتسابی نتائج

سبق کے اختتام پر طلباء

1. فرانسیسی انقلاب

1. 18ویں صدی کے آخر میں فرانسیسی سماج کے بارے میں بیان کریں گے۔
2. خوف وہراس کے دور کی وضاحت کریں گے۔
3. فرانسیسی انقلاب کا موازنہ دیگر انقلابوں سے کرتے ہوئے فرانسیسی انقلاب میں خواتین کے کردار کی توصیف کریں گے۔
4. دنیا کے نقشہ میں فرانس، انگلینڈ، جرمنی اور دیگر ممالک کی نشاندہی کریں گے۔
5. غلامی کے رواج کا جائزہ لیں گے اور اس کا خاتمہ کیسے کیا گیا، وضاحت کریں گے۔
6. سیاسی علامتوں کے کردار کی وضاحت کریں گے اور فرانسیسی انقلاب سے متعلق علامتوں کو جمع کریں گے۔

2. یورپ میں اشتراکیت اور روسی انقلاب

1. روس کی سماجی تبدیلی کے دور کے بارے میں فہم حاصل کریں گے۔
2. 1914 میں روسی سلطنت، معاشی نظام، سماج کے بارے میں بیان کریں گے۔
3. فروری اور اکٹوبر انقلابوں کا موازنہ فرانسیسی انقلاب سے کریں گے۔
4. خانہ جنگی کے تصاویر اکٹھا کریں گے اور دیواری رسالہ بنائیں گے۔
5. روسی انقلاب اور روس کے عالمی اثر ورسوخ کو سمجھیں گے۔
6. مختلف عظیم شخصیتوں کے کردار اور انقلاب پر ان کے اثرات کو پہچانیں گے۔

AP SCERT

LEARNING OUT COMES

The Students will be able to

I. The French Revolution

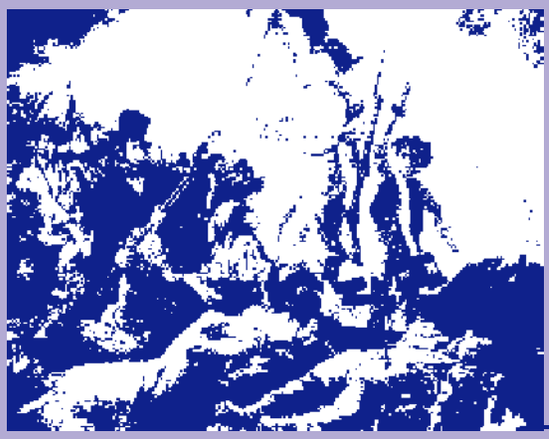
1. Describe the French society during the late 18th century
2. Explain the reign of terror.
3. Compare the French revolution with the other revolutions and appreciate the role of women in the French revolution.
4. Locate France, England, Germany and other countries on the world map.
5. Evaluate the practice of slavery and explain how it was abolished.
6. Explain the role of political symbols and collect the political symbols of french revolution.

2. Socialism in Europe and the Russian Revolution

1. Understand the age of social change in Russia
2. Describe about the Russian Empire in 1914, Russian economy and society.
3. Compare and contrast February and October revolutions with French revolution.
4. Collect the pictures of civil war and prepare a wall poster on it.
5. Outline the global influence of the Russian revolution and the USSR.
6. Identify the roles played by different great personalities and their influence on the revolution.

APSCERT

حصہ I



واقعات اور طریقہ کار

پہلے حصے میں آپ فرانسیسی انقلاب، روسی انقلاب اور نازی ازم کے عروج کے بارے میں مطالعہ کریں گے۔ جدید دنیا کی تشکیل میں یہ تمام واقعات کئی طرح سے اہم تھے۔

پہلا باب فرانسیسی انقلاب کے بارے میں ہے۔ آج ہم حریت، آزادی اور مساوات جیسے نظریات کو اکثر دھیان میں رکھتے ہیں لیکن ہم کو یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ ان خیالات کی بھی ایک تاریخ ہے۔ فرانسیسی انقلاب کا مطالعہ کر کے آپ تاریخ کا ایک مختصر سا حصہ پڑھیں گے۔ فرانسیسی انقلاب کے نتیجہ میں فرانس میں بادشاہت کا خاتمہ ہوا۔ مراعات پر مبنی معاشرے نے ایک نئے نظام حکومت کے لیے راستہ ہموار کیا۔ انقلاب کے دوران انسانی حقوق کے اعلان نامے نے ایک نئے زمانے کی آمد کی خبر دی۔ یہ نظریہ کہ تمام افراد کے حقوق ہوتے ہیں اور وہ مساوات کا مطالبہ کر سکتے ہیں، سیاست کی نئی زبان کا ایک حصہ بن گیا۔ مساوات اور آزادی کے یہ رجحانات، نئے دور کا مرکزی خیال بن کر ابھرے۔ لیکن مختلف ممالک میں ان کی ترجمانی مختلف طرح سے ہوئی اور مختلف طریقوں سے ان پر دوبارہ غور کیا گیا۔ ہندوستان، چین، افریقہ اور جنوبی امریکہ میں نوآبادیاتی مخالف تحریکات نے ایسے خیالات کو جنم دیا جو بالکل نئے اور ابتدائی نوعیت کے تھے۔ لیکن یہ ایسے خیالات تھے جن کا رواج صرف اٹھارہویں صدی کے آخری حصے سے ہی شروع ہوا۔

دوسرے باب میں آپ یورپ میں اشتراکیت کی آمد اور ان ڈرامائی واقعات کے بارے میں مطالعہ کریں گے جنہوں نے حکمران بادشاہ زار نکولس دوم کو اپنا اقتدار چھوڑنے پر مجبور کیا۔ روسی انقلاب نے معاشرے کو مختلف انداز میں بدلنے کی کوشش کی۔ اس نے معاشی مساوات، مزدوروں اور کسانوں کی فلاح و بہبودی پر سوال اٹھایا۔ اس باب میں نئی سوویت حکومت کی جانب سے کی گئی تبدیلیاں، درپیش مسائل اور اپنائے گئے اقدامات کے بارے میں وضاحت کی گئی ہے۔ جبکہ روس زرعی میکانزم اور صنعتیانہ کی جانب قدم بڑھایا۔ لیکن شہریوں کو ان حقوق سے محروم رکھا جو ایک جمہوری معاشرے کی بقاء کے لیے ضروری ہیں۔

SECTION I



EVENTS AND PROCESSES

In Section I, you will read about the French Revolution, the Russian Revolution, and the rise of Nazism. In different ways all these events were important in the making of the modern world.

Chapter I is on the French Revolution. Today we often take the ideas of liberty, freedom and equality for granted. But we need to remind ourselves that these ideas also have a history. By looking at the French Revolution you will read a small part of that history. The French Revolution led to the end of monarchy in France. A society based on privileges gave way to a new system of governance. The Declaration of the Rights of Man during the revolution, announced the coming of a new time. The idea that all individuals had rights and could claim equality became part of a new language of politics. These notions of equality and freedom emerged as the central ideas of a new age; but in different countries they were reinterpreted and rethought in many different ways. The anti-colonial movements in India and China, Africa and South America, produced ideas that were innovative and original, but they spoke in a language that gained currency only from the late eighteenth century.

In Chapter II, you will read about the coming of socialism in Europe, and the dramatic events that forced the ruling monarch, Tsar Nicholas II, to give up power. The Russian Revolution sought to change society in a different way. It raised the question of economic equality and the well-being of workers and peasants. The chapter will tell you about the changes that were initiated by the new Soviet government, the problems it faced and the measures it undertook. While Soviet Russia pushed ahead with industrialisation and mechanisation of agriculture, it denied the rights of citizens that were essential to the working of a democratic society. The ideals of socialism,

تاہم اشتراکیت کے یہ نصب العین ممالک میں نوآبادیاتی مخالف تحریکات کے ایک حصہ بن گئے۔ آج سودیت یونین ٹوٹ چکا ہے اور اشتراکیت پر بحرانی کیفیت طاری ہے، لیکن پوری بیسویں صدی کے دوران عصری دنیا کی تشکیل میں یہ ایک مضبوط طاقت رہا ہے۔

تیسرا باب آپ کو جرمنی لے جائے گا۔ یہ نازی ازم اور ہٹلر کی سیاسی عروج کی نمائندگی کرتا ہے۔ ۔ آپ نازی جرمنی میں بچوں اور عورتوں کے بارے میں اور اسکولوں اور اجتماعی کیمپوں کے بارے میں پڑھیں گے۔ آپ دیکھیں گے کہ کس طرح نازی ازم نے مختلف اقلیتوں کو زندہ رہنے کے حق سے محروم رکھا، یہودیوں پر جبر وستم کرنے کے لیے یہودی مخالف احساسات کی طویل روایات کو کس طرح زندہ رکھا اور اس نے کس طرح جمہوریت اور اشتراکیت کے خلاف بے دردی سے اپنی جنگ جاری رکھی۔ لیکن نازی ازم کے عروج کی کہانی، صرف چند مخصوص واقعات کے بارے میں ہی نہیں، بلکہ قتل عام اور غارت گری کی داستان ہے۔ یہ ایک ایسے واضح اور خوفناک نظام کے بارے میں ہے جو مختلف سطحوں پر کام کر رہا تھا۔ ہندوستان میں چند لوگ ایسے بھی تھے جو ہٹلر کے خیالات سے متاثر تھے لیکن زیادہ تر لوگوں نے نازی ازم کے عروج کو خوف وہراس کی نظر سے دیکھا تھا۔

جدید دنیا کی تاریخ صرف آزادی اور جمہوریت کو ظاہر کرنے کی کہانی نہیں ہے۔ یہ تشدد اور ظلم وستم، موت اور غارت گری کی بھی داستان ہے۔



however, became part of the anti-colonial movements in different countries. Today the Soviet Union has broken up and socialism is in crisis but through the twentieth century it has been a powerful force in the shaping of the contemporary world.

Chapter III will take you to Germany. It will discuss the rise of Hitler and the politics of Nazism. You will read about the children and women in Nazi Germany, about schools and concentration camps. You will see how Nazism denied various minorities a right to live, how it drew upon a long tradition of anti-Jewish feelings to persecute the Jews, and how it waged a relentless battle against democracy and socialism. But the story of Nazism's rise is not only about a few specific events, about massacres and killings. It is about the working of an elaborate and frightening system which operated at different levels. Some in India were impressed with the ideas of Hitler but most watched the rise of Nazism with horror.

The history of the modern world is not simply a story of the unfolding of freedom and democracy. It has also been a story of violence and tyranny, death and destruction.



© NCERT

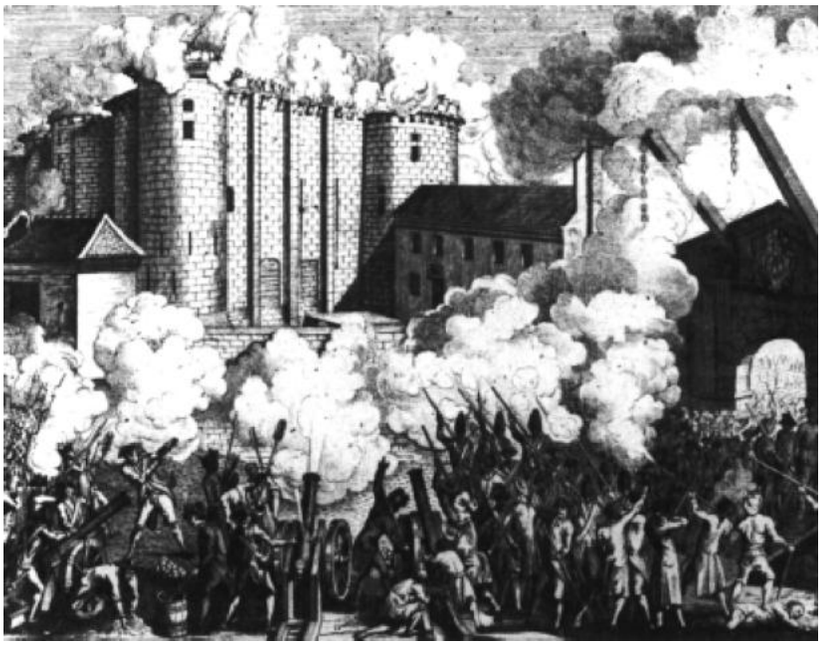
باب - 1

فرانسیسی انقلاب

14 جولائی 1789 کی صبح کو پیرس پر ایک خوف کا عالم طاری تھا۔ بادشاہ نے فوجی دستوں کو شہر میں داخل ہونے کا حکم دے دیا تھا۔ افواہیں گرم تھیں کہ وہ جلد ہی شہریوں پر گولی چلانے کا حکم بھی دے سکتا ہے۔ تقریباً 7,000 مرد اور خواتین ٹاؤن ہال کے آگے جمع ہو گئے تھے جنھوں نے ایک عوامی فوج بنانے کا فیصلہ کیا۔ وہ ہتھیاروں کی تلاش میں متعدد سرکاری عمارتوں میں گھس گئے۔

آخر کار سینکڑوں لوگوں کا ایک گروہ شہر کے مشرقی حصہ کی جانب بڑھا اور گولہ بارود اور ہتھیاروں کے ذخائر جمع کرنے کے لیے قلعہ بند قید خانہ باستیل کا محاصرہ کیا۔ اس کے بعد مسلح لڑائی کے نتیجہ میں باستیل کا کمانڈر مارا گیا، سات قیدی آزاد کرا لیے گئے۔ مگر عام طور پر لوگ باستیل سے نفرت اس وجہ سے کرتے تھے کہ یہ مطلق العنانیت کی علامت بن گیا تھا۔ یہ قلعہ بند قید خانہ مسمار کر دیا گیا اور اس کے پتھر کے ٹوٹے ہوئے ٹکڑوں کو ان لوگوں کے ہاتھوں فروخت کیا گیا جو اس کی تباہی کی یادگار کو محفوظ رکھنا چاہتے تھے۔

اگلے دنوں میں پیرس اور دیہی علاقوں میں مزید فسادات بھڑک اٹھے۔ زیادہ تر لوگ روٹی کی بڑھتی ہوئی قیمتوں کے خلاف احتجاج کر رہے تھے۔ بعد میں اس دور پر نظر ثانی کرتے ہوئے مورخین نے اسے واقعات کے اس لمبے سلسلے کی ابتدائی کڑیوں کی شکل میں دیکھا جو بالآخر فرانس کے بادشاہ کو پھانسی دینے کا باعث بنا۔ حالانکہ اس وقت زیادہ تر لوگوں کو ایسے نتیجے کی توقع نہیں تھی کہ ایسا کیوں اور کیسے ہوا؟



شکل 1 : باستیل کا محاصرہ – باستیل کو مسمار کرنے کے بعد مصوروں نے اس واقعہ کی یاد میں تصاویر بنائیں۔

Chapter – 1

The French Revolution

On the morning of 14 July 1789, the city of Paris was in a state of alarm. The king had commanded troops to move into the city. Rumours spread that he would soon order the army to open fire upon the citizens. Some 7,000 men and women gathered in front of the town hall and decided to form a peoples' militia. They broke into a number of government buildings in search of arms.

Finally, a group of several hundred people marched towards the eastern part of the city and stormed the fortress-prison, the Bastille, where they hoped to find hoarded ammunition. In the armed fight that followed, the commander of the Bastille was killed and the prisoners released – though there were only seven of them. Yet the Bastille was hated by all, because it stood for the despotic power of the king. The fortress was demolished and its stone fragments were sold in the markets to all those who wished to keep a souvenir of its destruction.

The days that followed saw more rioting both in Paris and the countryside. Most people were protesting against the high price of bread. Much later, when historians looked back upon this time, they saw it as the beginning of a chain of events that ultimately led to the execution of the king in France, though most people at the time did not anticipate this outcome. How and why did this happen?

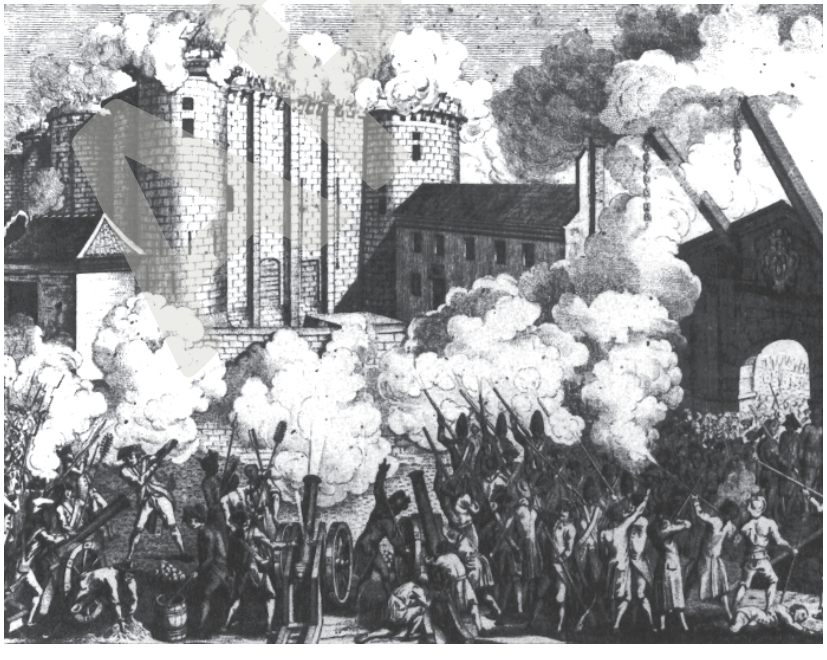


Fig. 1 – Storming of the Bastille.
Soon after the demolition of the Bastille, artists made prints commemorating the event.

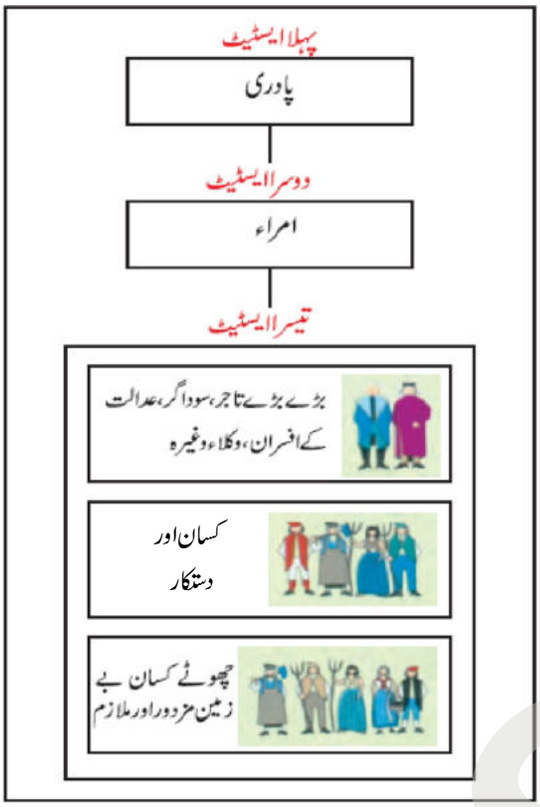
1 اٹھارہویں صدی کے آخر میں فرانسیسی سماج

سن 1774 میں بوربون خاندان کا بادشاہ لوئی XVI فرانس کے تخت پر بیٹھا۔ اس کی عمر بیس سال تھی کی اور اس کی شادی آسٹریا کی شہزادی میری اینٹونیٹ سے ہوئی تھی۔ اپنی تخت نشینی کے وقت نئے بادشاہ نے خزانہ خالی پایا۔ طویل مدت تک جنگ کی وجہ سے فرانس کے معاشی وسائل بری طرح سے متاثر ہو چکے تھے۔ اس کے علاوہ ورسیلز کے وسیع محل کے شاہی دربار کی شان وشوکت کو بنائے رکھنے کا بوجھ الگ سے تھا۔ لوئی سولہویں کے دور حکومت میں فرانس نے تیراہ امریکی کالونیوں کو مشترکہ دشمن برطانیہ سے آزادی حاصل کرنے میں مدد کی تھی۔ اس جنگ کی وجہ سے فرانس کے قرضہ میں ایک بلین لیورے سے بھی زیادہ بوجھ کا اضافہ کیا جو پہلے سے بڑھ کر 2 بلین **لیورے** سے بھی زیادہ ہو چکا تھا۔ جن ساہوکاروں نے ریاست کو یہ قرض دیا تھا، وہ 10 فیصد سود کی مانگ کرنے لگے تھے۔ اس لیے فرانسیسی حکومت صرف سود کی ادائیگی پر ہی اپنے بجٹ کا ایک بڑا حصہ خرچ کرنے پر مجبور ہوگئی تھی۔ ریاستی اخراجات جیسے فوج، عدالت، سرکاری دفاتر، یونیورسٹیاں چلانے کے لیے اخراجات پورے کرنے کے لیے ریاست ٹیکس بڑھانے پر مجبور ہوگئی۔ اس کے باوجود یہ اقدام ناکافی رہے۔ اٹھارہویں صدی میں فرانسیسی سماج تین ایسٹیٹوں میں بٹا ہوا تھا اور ان میں صرف تیسرے ایسٹیٹ کے افراد ہی ٹیکس ادا کرتے تھے۔

ایسٹیٹ طبقاتی سماج جاگیردارانہ نظام کا ایک حصہ تھا جس کی جڑیں عہد وسطی تک جاتی تھیں۔ اصطلاح قدیم نظام کا عام طور پر سن 1789 سے پہلے کے فرانسیسی سماج اور اداروں کی وضاحت کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

شکل 2 سے پتہ چلتا ہے کہ فرانسیسی سماج میں ایسٹیٹس کا نظام کس طرح منظم تھا۔ آبادی کا تقریباً 90 فیصد حصہ کسانوں پر مشتمل تھا تاہم ان میں ایک چھوٹی سی تعداد کے پاس زمین تھی جس پر وہ کاشت کیا کرتے تھے۔ تقریباً 60 فیصد زمین پر امراء، پادری اور تیسرے ایسٹیٹ کے دوسرے مالدار لوگ قابض تھے۔ پہلے دو ایسٹیٹ کے ممبران، یعنی امراء اور **پادری** کو مخصوص مراعات پیدائش ہی سے حاصل تھیں۔ سب سے اہم مراعات یہ تھی کہ یہ دونوں طبقے ریاست کو ٹیکس کی ادائیگی سے مستثنیٰ تھے۔ مزید یہ کہ امراء کو جاگیر دارانہ مراعات بھی حاصل تھیں۔ ان مراعات میں وہ کاشتکاروں سے جاگیر ٹیکس بھی وصول کرتے تھے۔ زمیندار کی خدمت کرنا کاشتکاروں کی ذمہ داری تھی۔ مثلاً ان کے گھروں اور کھیتوں پر کام کرنا پڑتا تھا۔ فوجی خدمات انجام دینی پڑتی تھیں، یا سڑکوں کی تعمیر میں حصہ لینا پڑتا تھا۔

چرچ بھی کاشتکاروں سے اپنا حصہ جبراً وصول کرتا تھا جو کہ عشرہ (**ٹائتھ**) کہلاتا تھا۔ اور آخر کار تیسرے ایسٹیٹ کے تمام ممبران کو ریاستی ٹیکس بھی ادا کرنا پڑتا تھا جن میں وہ براہ راست ٹیکس بھی شامل تھے جو **ٹیلے** کہلاتے تھے۔ اس کے علاوہ ان پر متعدد ایسے بالواسطہ ٹیکس بھی عائد تھے جو نمک اور تمبا کو جیسی روزمرہ استعمال کی اشیاء پر عائد تھے۔ ٹیکسوں کے ذریعہ ریاستی سرگرمیوں پر پیسہ لگانے کا بوجھ صرف تیسرے ایسٹیٹ پر پڑتا تھا۔



شکل-2 : فرانسیسی سماج میں ایسٹیٹس
مشاہدہ کیجیے کہ تیسرے طبقے میں چند مالدار اور چند غریب لوگ ہیں

نئے الفاظ

لیورے ۔ فرانس میں رائج کرنسی کی ایک اکائی جس کا 1794 میں اختتام ہوگیا۔
پادری ۔ گرجا کے مخصوص ذمہ داریوں سے وابستہ لوگوں کا ایک گروپ۔
ٹائتھ ۔ زراعتی پیداوار کا وہ دسواں حصہ جو چرچ (گرجا) نے عائد کیا تھا۔
ٹیلے ۔ ریاست کو براہ راست ادا کیا جانے والا ٹیکس۔

1 French Society During the Late Eighteenth Century

In 1774, Louis XVI of the Bourbon family of kings ascended the throne of France. He was 20 years old and married to the Austrian princess Marie Antoinette. Upon his accession the new king found an empty treasury. Long years of war had drained the financial resources of France. Added to this was the cost of maintaining an extravagant court at the immense palace of Versailles. Under Louis XVI, France helped the thirteen American colonies to gain their independence from the common enemy, Britain. The war added more than a billion ***livres*** to a debt that had already risen to more than 2 billion *livres*. Lenders who gave the state credit, now began to charge 10 per cent interest on loans. So the French government was obliged to spend an increasing percentage of its budget on interest payments alone. To meet its regular expenses, such as the cost of maintaining an army, the court, running government offices or universities, the state was forced to increase taxes. Yet even this measure would not have sufficed. French society in the eighteenth century was divided into three estates, and only members of the third estate paid taxes.

The society of estates was part of the feudal system that dated back to the middle ages. The term Old Regime is usually used to describe the society and institutions of France before 1789.

Fig. 2 shows how the system of estates in French society was organised. Peasants made up about 90 per cent of the population. However, only a small number of them owned the land they cultivated. About 60 per cent of the land was owned by nobles, the Church and other richer members of the third estate. The members of the first two estates, that is, the **clergy** and the nobility, enjoyed certain privileges by birth. The most important of these was exemption from paying taxes to the state. The nobles further enjoyed feudal privileges. These included feudal dues, which they extracted from the peasants. Peasants were obliged to render services to the lord – to work in his house and fields – to serve in the army or to participate in building roads.

The Church too extracted its share of taxes called **tithes** from the peasants, and finally, all members of the third estate had to pay taxes to the state. These included a direct tax, called ***taille,*** and a number of indirect taxes which were levied on articles of everyday consumption like salt or tobacco. The burden of financing activities of the state through taxes was borne by the third estate alone.

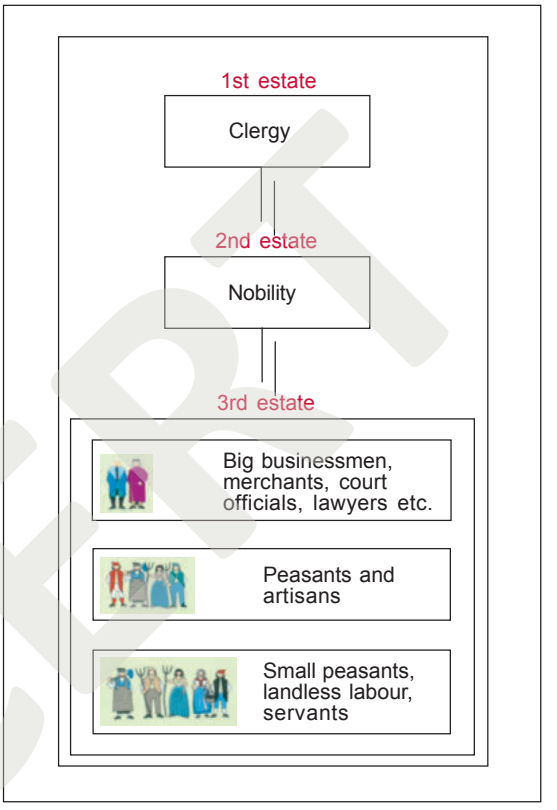


Fig.2 – A Society of Estates.
Note that within the Third Estate some were rich and others poor.

New words

Livre – Unit of currency in France, discontinued in 1794
Clergy – Group of persons invested with special functions in the church
Tithe – A tax levied by the church, comprising one-tenth of the agricultural produce
Taille – Tax to be paid directly to the state

APSCERT

بے چارہ غریب اناج، پھل، پیسہ، سلا دسب کچھ لاتا ہے، موٹا فربا زمیندار سب کچھ قبول کرنے کو تیار بیٹھا ہے لیکن اس کی طرف وہ ایک نظر تک نہیں دیکھتا۔



شیطان کو جتنا زیادہ ملتا ہے اس کی ہوس اور بھی بڑھ جاتی ہے۔

امیر مکڑی ہے اور کاشتکار مکھی

شکل–3: مکڑی اور مکھی
ایک گمنام نقاشی

مشغلہ

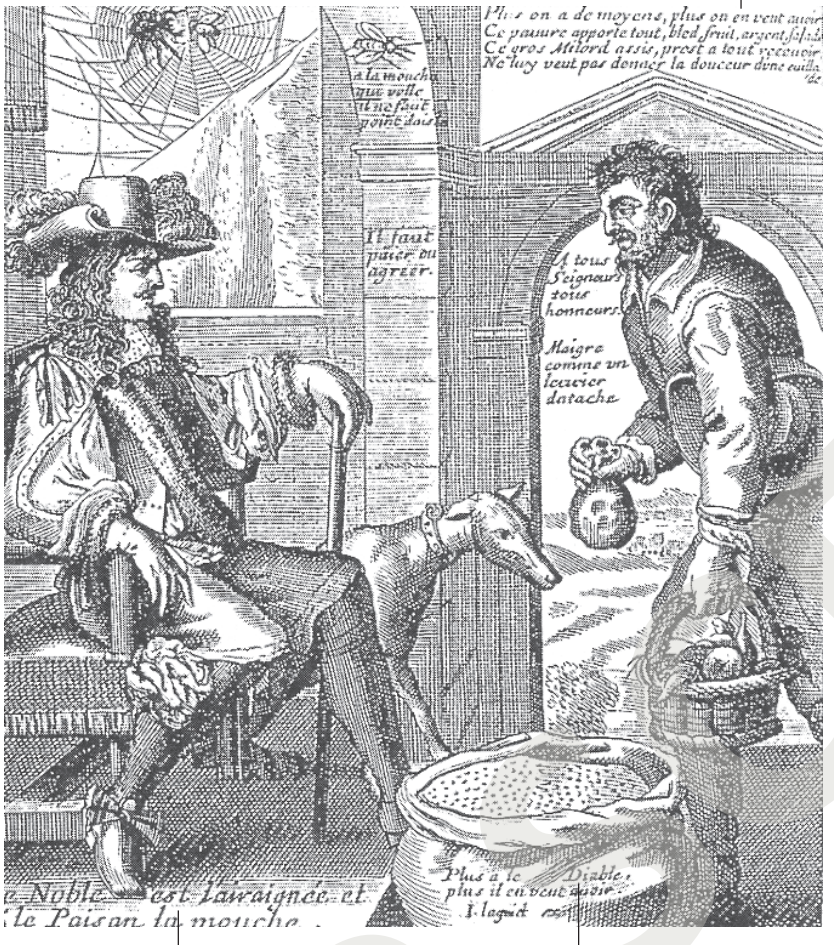
واضح کیجیے کہ فنکار نے امیر طبقے کے فرد کو مکڑی اور کاشتکار کو مکھی کے طور پر کیوں پیش کیا ہے؟

1.1 بقا کے لیے جدوجہد

فرانس کی آبادی 1715 میں 23 ملین (2 کروڑ 30 لاکھ) سے بڑھ کر 1789 میں 28 ملین (2 کروڑ 80 لاکھ) ہوگئی تھی۔ نتیجے کے طور پر اناج کی مانگ پیداوار سے زیادہ بڑھ گئی۔ مانگ کے لحاظ سے اناج کی پیداوار میں اضافہ نہیں ہوا۔ روٹی جو کہ اکثریت کی خاص غذا تھی اس کی قیمت بڑی تیزی سے بڑھ گئی۔ زیادہ تر مزدور ایسے کارخانوں میں ملازم تھے جہاں مالک اجرت طے کرتے تھے۔ ان کی اجرتیں بڑھتی ہوئی قیمتوں کے مقابلے میں بہت کم تھیں اس لیے غریبوں اور امیروں کے درمیان فاصلہ بڑھتا گیا۔ حالات اور بدتر ہوجاتے جب سوکھے یا اولے کی مار سے پیداوار میں گراوٹ ہوجاتی۔ اس سے **ذریعہ معاش** کا بحران پیدا ہوجایا کرتا تھا۔ جو قدیم بادشاہت کے دوران فرانس میں کافی عام تھا۔

نئے الفاظ

ذریعہ معاش کا بحران ۔ ایک ایسی سنگین صورت حال جہاں ذریعہ معاش سے متعلق بنیادی امور معدوم ہوجاتی ہیں۔
گمنام۔ جس کا نام معلوم نہیں ہو۔



'This poor fellow brings everything, grain, fruits, money, salad. The fat lord sits there, ready to accept it all. He does not even care to grace him with a look.'

'The nobleman is the spider, the peasant the fly.'

'The more the devil has, the more he wants.'

Fig.3 – The Spider and the Fly.
*An **anonymous** etching.*

Activity

Explain why the artist has portrayed the nobleman as the spider and the peasant as the fly.

1.1 The Struggle to Survive

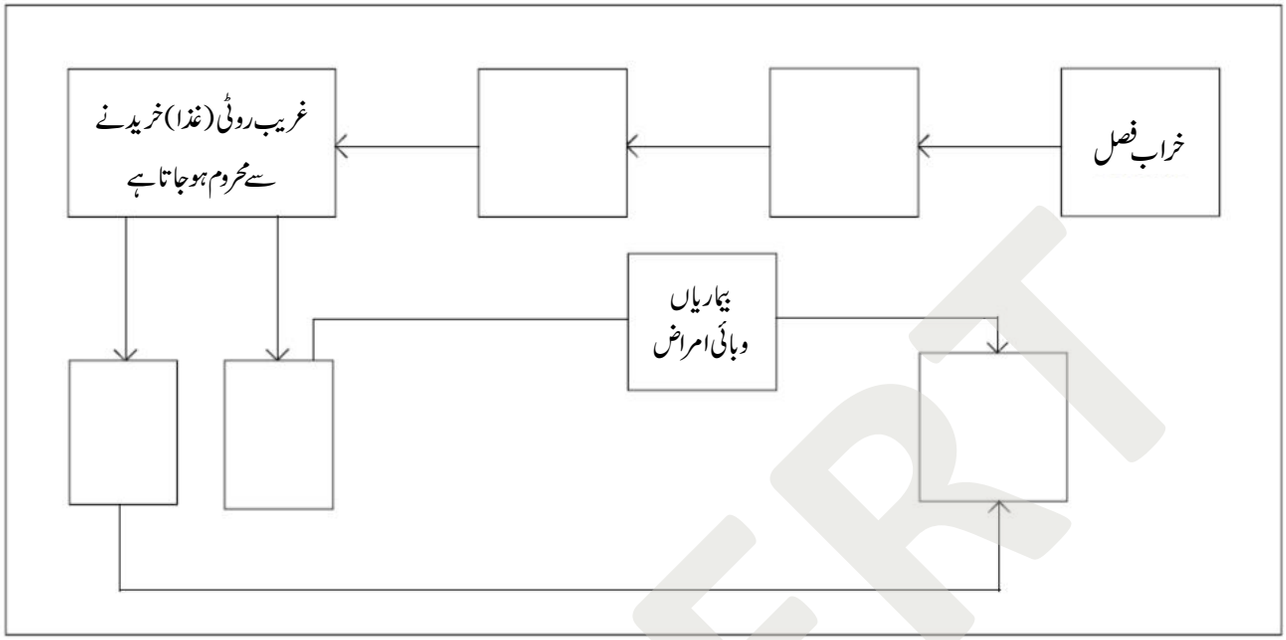
The population of France rose from about 23 million in 1715 to 28 million in 1789. This led to a rapid increase in the demand for foodgrains. Production of grains could not keep pace with the demand. So the price of bread which was the staple diet of the majority rose rapidly. Most workers were employed as labourers in workshops whose owner fixed their wages. But wages did not keep pace with the rise in prices. So the gap between the poor and the rich widened. Things became worse whenever drought or hail reduced the harvest. This led to a **subsistence crisis**, something that occurred frequently in France during the Old Regime.

New words

Subsistence crisis – An extreme situation where the basic means of livelihood are endangered
Anonymous – One whose name remains unknown

© NCERT

1.2 ذریعہ معاش کا بحران کیسے واقع ہوتا ہے



شکل–4 : ذریعہ معاش کے بحران کی ترتیب

مشغلہ

نیچے دی گئی اصطلاحات سے شکل 4 کے خالی ڈبوں کو پُر کیجیے۔

غذائی فسادات، اناج کی قلت، اموات کی بڑھتی تعداد، بڑھتی غذائی قیمتیں، کمزور جسم

1.3 ابھرتے متوسط طبقہ نے مخصوص مراعات کے خاتمے کا تصور کیا

ماضی میں کسانوں اور مزدوروں نے اموات کی تعداد، غذا کی بڑھتی ہوئی قیمتوں، بڑھتے ہوئے ٹیکسوں اور غذاء کی قلت کے خلاف بغاوتوں میں حصہ لیا تھا۔ لیکن ان کے پاس سماجی اور معاشی تبدیلی کے بارے میں پورے پیمانے پر عمل درآمد کرنے کے لیے ذرائع اور پروگراموں کی کمی تھی۔ یہ کام تیسرے ایسٹیٹ میں موجود ان گروہوں نے کیا جن کو مال و دولت، تعلیم اور نئے خیالات تک رسائی حاصل تھی۔

اٹھارہویں صدی میں اس سماجی گروپ کا ظہور ہوا جس کو اصطلاحاً متوسط طبقہ کہا جاتا ہے۔ اس طبقے نے سمندری تجارت کو بڑھایا اور اونی اور ریشمی کپڑے تیار کر کے دولت کمائی۔ ان چیزوں کی یا تو برآمد ہوتی تھی یا پھر ان کو سماج کے مالدار لوگ خریدتے تھے۔ سوداگروں اور اشیاء سازوں کے ساتھ ساتھ، تیسرے ایسٹیٹ میں وکلاء اور انتظامی افسران جیسے پیشے بھی شامل تھے۔ یہ تمام لوگ تعلیم یافتہ تھے اور ان کا خیال تھا کہ سماج میں موجود کسی بھی گروپ کو اس کی پیدائش کی بنیاد پر مراعات حاصل نہیں ہونی چاہیے۔ اس کی بجائے کسی شخص کی سماجی حیثیت اس کی قابلیت پر منحصر ہونی چاہیے۔ ان خیالات نے آزادی، اور مساوات پر مبنی ایک ایسے سماج کا تصور دیا تھا جس کو لاک اور روسو جیسے فلسفیوں نے پیش کیا تھا۔ جان لاک نے حکومت پر لکھے ہوئے اپنے دو رسالے Two Treaties of Government میں بادشاہ

1.2 How a Subsistence Crisis Happens

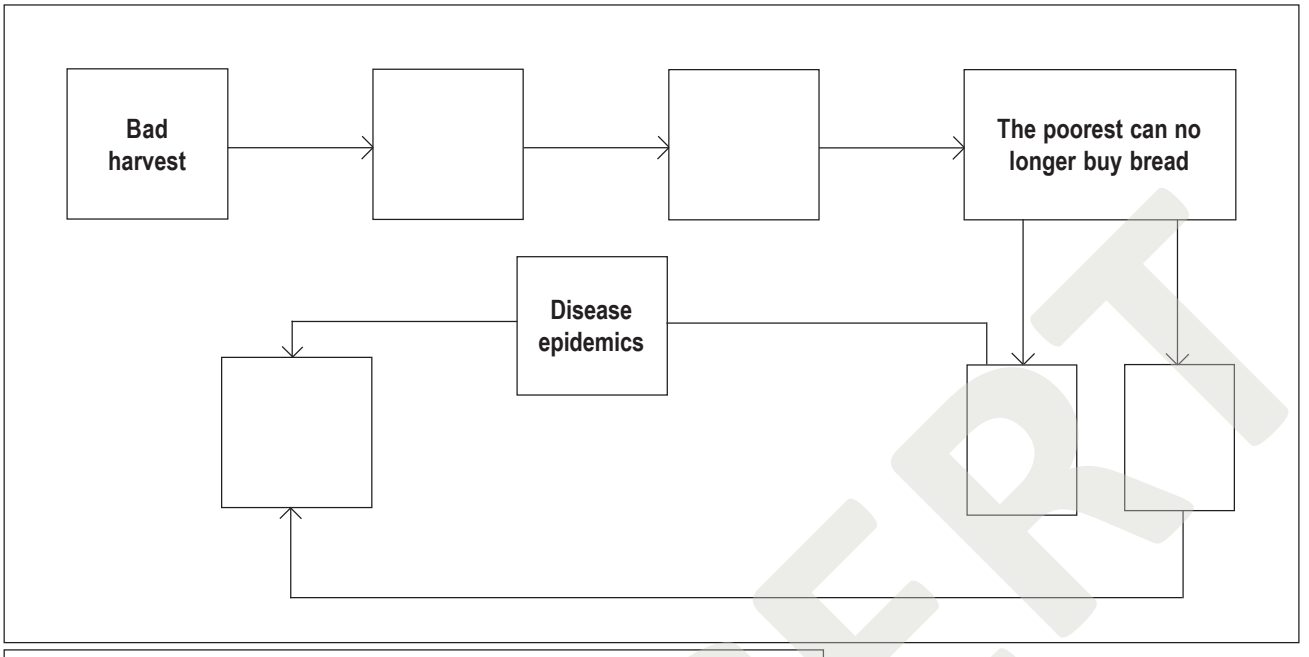


Fig.4 – The course of a subsistence crisis.

Activity

Fill in the blank boxes in Fig. 4 with appropriate terms from among the following:

Food riots, scarcity of grain, increased number of deaths, rising food prices, weaker bodies.

1.3 A Growing Middle Class Envisages an End to Privileges

In the past, peasants and workers had participated in revolts against increasing taxes and food scarcity. But they lacked the means and programmes to carry out full-scale measures that would bring about a change in the social and economic order. This was left to those groups within the third estate who had become prosperous and had access to education and new ideas.

The eighteenth century witnessed the emergence of social groups, termed the middle class, who earned their wealth through an expanding overseas trade and from the manufacture of goods such as woollen and silk textiles that were either exported or bought by the richer members of society. In addition to merchants and manufacturers, the third estate included professions such as lawyers or administrative officials. All of these were educated and believed that no group in society should be privileged by birth. Rather, a person's social position must depend on his merit. These ideas envisaging a society based on freedom and equal laws and opportunities for all, were put forward by philosophers such as John Locke and Jean Jacques Rousseau. In his *Two Treatises of Government,* Locke sought to refute the doctrine of the divine and absolute right

APSCERT

کے الوہی اور اس کے قطعی اختیارات کے نظریہ کی تردید کی۔ روسو نے اس خیال کو مزید آگے بڑھاتے ہوئے ایک ایسی طرز حکومت تجویز کی جو لوگوں اور ان کے نمائندوں کے درمیان معاہدہ عمرانی پر مبنی تھی۔ ''دی اسپرٹ آف دی لاز'' میں مانٹیسکیو نے مقنّنہ، عاملہ اور عدلیہ کے درمیان حکومت میں اختیارات کی تقسیم کی تجویز پیش کی۔ برطانیہ سے اپنی آزادی کے اعلان کے بعد ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے 13 کالونیوں نے حکومت کا یہ ماڈل نافذ کیا تھا۔ امریکی دستور اور انفرادی حقوق کی ضمانت فرانس کے سیاسی مفکرین کے لیے ایک اہم مثال تھی۔

ان فلسفیوں کے نظریات پر کافی، چائے کی ہوٹلوں، سیلونوں میں کھل کر بحث ہوئی اور کتابوں اور اخباروں میں تذکرہ ہونے لگا۔ پڑھے لکھے لوگ ان کو ان لوگوں کے سامنے بہ آواز بلند پڑھ کر سناتے تھے جو ناخواندہ ہوتے تھے۔ ریاست کے اخراجات کو پورا کرنے کے لیے لوئی XVI کے مزید ٹیکس لادنے کی خبر سے مراعات کے نظام کے خلاف لوگوں میں غم و غصے اور احتجاج کی لہر دوڑ گئی۔

ماخذ A

قدیم دور حکومت میں لوگوں کی زندگی کے تجربات

1. جارج ڈانٹن جو بعد میں انقلابی سیاست کا ایک سرگرم ممبر بنا، جب اس نے اپنی تعلیم مکمل کی تھی اپنے ایک دوست کو اس سابقہ دور کو یاد کرتے ہوئے لکھا:

میں نے پلیسی کے رہائش کالج میں تعلیم حاصل کی تھی۔ وہاں مجھے خاص لوگوں کی صحبت حاصل ہوئی۔ جب میں نے اپنی تعلیم مکمل کی تو میرے پاس کچھ نہ تھا۔ میں نے ملازمت تلاش کرنا شروع کر دی۔ پیرس میں قائم قانونی عدالتوں میں ایسی ملازمت پانا ناممکن تھا۔ میرے لیے فوج میں ملازمت کا انتخاب بھی ممکن نہ تھا کیونکہ نہ تو میں پیدائشی طور سے امیر خاندان سے تعلق رکھتا تھا اور نہ ہی میرا کوئی سرپرست تھا، چرچ بھی مجھ کو پناہ نہ دے سکا۔ میں کوئی عہدہ خرید بھی نہیں سکتا تھا کیونکہ میری جیب میں ایک سُو (فرانسیسی پیسہ) تک نہیں تھا۔ میرے پرانے دوستوں نے بھی منھ موڑ لیا تھا.... جس نظام نے ہمیں تعلیم تو دی تھی لیکن ہمارے قابلیت کے استعمال کے موقع مہیا نہیں کرائے تھے۔

2. 1787 سے 1789 کے دوران ایک انگریز آرتھر ینگ نے فرانس کا سفر کیا اور اس نے اپنے سفر کا ایک تفصیلی حال لکھا۔ اس نے جو کچھ بھی دیکھا، اس پر وہ اکثر تبصرہ کرتا تھا:

جو شخص اپنی خدمت ایسے غلاموں سے کروانے کا فیصلہ کرتا ہے جن پر مظالم ہو چکے ہیں، تو اس کو یہ بخوبی معلوم ہونا چاہیے کہ وہ اپنی زندگی کو ایسے حالات میں ڈال رہا ہے جو ان حالات سے بالکل مختلف ہونگے جن میں اس نے آزاد لوگوں کی خدمات لی ہوتیں اور ان سے بہتر برتاؤ کرتا۔ جو اپنے مظلوموں کی آہ سنتے ہوئے بھی دعوت اڑانا پسند کرتے ہیں، انھیں فسادات کے دوران اپنی بیٹی کے اغوا کیے جانے یا اپنے بیٹے کا گلا کاٹے جانے کا دکھڑا نہیں رونا چاہیے۔

مشغلہ

یہاں ینگ کیا پیغام دینے کی کوشش کر رہا ہے؟ جب وہ ''غلاموں'' کی بات کرتا ہے تو اس کا اشارہ کس کی طرف ہے؟ وہ کس پر تنقید کر رہا ہے؟ وہ 1787 کی صورت حال میں کن خطرات سے دوچار ہے؟

of the monarch. Rousseau carried the idea forward, proposing a form of government based on a social contract between people and their representatives. In *The Spirit of the Laws,* Montesquieu proposed a division of power within the government between the legislative, the executive and the judiciary. This model of government was put into force in the USA, after the thirteen colonies declared their independence from Britain. The American constitution and its guarantee of individual rights was an important example for political thinkers in France.

The ideas of these philosophers were discussed intensively in salons and coffee-houses and spread among people through books and newspapers. These were frequently read aloud in groups for the benefit of those who could not read and write. The news that Louis XVI planned to impose further taxes to be able to meet the expenses of the state generated anger and protest against the system of privileges.

Source A

Accounts of lived experiences in the Old Regime

1. Georges Danton, who later became active in revolutionary politics, wrote to a friend in 1793, looking back upon the time when he had just completed his studies:

'I was educated in the residential college of Plessis. There I was in the company of important men … Once my studies ended, I was left with nothing. I started looking for a post. It was impossible to find one at the law courts in Paris. The choice of a career in the army was not open to me as I was not a noble by birth, nor did I have a patron. The church too could not offer me a refuge. I could not buy an office as I did not possess a sou. My old friends turned their backs to me … the system had provided us with an education without however offering a field where our talents could be utilised.'

2. An Englishman, Arthur Young, travelled through France during the years from 1787 to 1789 and wrote detailed descriptions of his journeys. He often commented on what he saw.

'He who decides to be served and waited upon by slaves, ill-treated slaves at that, must be fully aware that by doing so he is placing his property and his life in a situation which is very different from that he would be in, had he chosen the services of free and well-treated men. And he who chooses to dine to the accompaniment of his victims' groans, should not complain if during a riot his daughter gets kidnapped or his son's throat is slit.'

Source

Activity

What message is Young trying to convey here? Whom does he mean when he speaks of' 'slaves'? Who is he criticising? What dangers does he sense in the situation of 1787?

2 انقلاب کا آغاز

لوئی XVI کو جن وجوہات سے ٹیکس بڑھانا پڑا اس کے بارے میں آپ پہلے حصے میں پڑھ چکے ہیں۔ کیا آپ سوچ سکتے ہیں کہ اس نے ایسا کیسے کیا ہوگا؟ نظام قدیم کے فرانس میں، تنہا اپنی مرضی کے مطابق بادشاہ کو ٹیکس عائد کرنے کے اختیارات نہیں تھے، بلکہ اس کی بجائے اس کو ایسٹیٹس جنرل مجلس عامہ کی ایک میٹنگ بلانی پڑتی تھی جو نئے ٹیکسوں کی تجاویز کو منظور کرتی تھی۔ ایسٹیٹس جنرل ایک ایسی سیاسی مجلس تھی جس میں تینوں ایسٹیٹ اپنے نمائندے بھیجتے تھے۔ تاہم بادشاہ یہ فیصلہ خود کرتا تھا کہ اس مجلس کی میٹنگ کب بلائی جائے۔ ایسی میٹنگ آخری بار 1614 میں طلب کی گئی تھی۔

5 مئی 1789 کو لوئی XVI نے نئے ٹیکسوں کی تجاویز پاس کرنے کے لیے ایسٹیٹ جنرل کا اجلاس طلب کیا۔ مندوبین کی میزبانی کے لیے ورسیلز میں ایک شاندار ہال تیار کیا گیا۔ پہلے اور دوسرے ایسٹیٹ میں سے ہر ایک نے اپنے تین تین سو نمائندے بھیجے جو دو قطاروں میں ایک دوسرے کے آمنے سامنے بیٹھے تھے۔ جب کہ تیسرے ایسٹیٹ کے 600 ممبران کو ان کے پیچھے کھڑا ہونا پڑا۔ جیسا کہ آپ پہلے حصے میں پڑھ چکے ہیں کہ تیسرے ایسٹیٹ کے نمائندے نسبتاً زیادہ خوش حال اور تعلیم یافتہ ممبران تھے۔ کاشتکاروں، دستکاروں، اور خواتین کا داخلہ اس اجتماع میں ممنوع تھا۔ تاہم ان کی پریشانیوں اور مطالبات کی ایک فہرست 40,000 خطوط کے اندر درج تھی جس کو نمائندے اپنے ہمراہ لائے تھے۔

ماضی میں اسٹیٹس جنرل میں ہر ایسٹیٹ کے لیے صرف ایک ووٹ کا اصول طے تھا۔ اس بار بھی لوئی XVI کا اصرار تھا کہ اسی اصول پر عمل کیا جائے۔ تاہم تیسرے ایسٹیٹ کے ممبران نے مطالبہ کیا کہ اب ووٹ دینے کا عمل پوری اسمبلی کے لیے ہونا چاہیے۔ جہاں ہر ممبر کا ایک ووٹ ہوگا۔ یہ وہ جمہوری اصول تھا جسے مثال کے طور پر روسو نے اپنی کتاب سوشیل کانٹراکٹ میں پیش کیا تھا۔ جب بادشاہ نے اس تجویز کو مسترد کیا تو تیسرے ایسٹیٹ کے ممبران احتجاج کے طور پر اجلاس چھوڑ کر چلے گئے۔

تیسرے ایسٹیٹ کے نمائندے اپنے آپ کو پوری فرانسیسی قوم کا نمائندہ سمجھتے تھے۔ 20 جنوری کو یہ تمام ممبران ورسیلز کے میدان میں واقع ایک انڈور ٹینس کورٹ کے ہال میں جمع ہوئے یہاں انہوں نے اپنے کو ایک قومی اسمبلی ہونے کا دعوی کیا، اور یہ قسم کھائی کہ یہ مجلس اس وقت تک برخواست نہیں ہوگی جب تک کہ وہ پورے فرانس کے لیے دستور کا مسودہ تیار نہ کیا جائے جو بادشاہ کے اختیارات کو محدود کر دے گا۔ ان کی رہنمائی میرابیو اور آبے سیئے کر رہے تھے۔ میرابیو کی پیدائش ایک امیر خاندان میں ہوئی تھی لیکن وہ خواہشمند تھا کہ فرانس کو اس جاگیردارانہ مراعات کے سماج سے چھٹکارا ملے۔ وہ ایک اخبار بھی شائع کرتا تھا۔ اس نے ورسیلز میں اکٹھا بھیڑ کے سامنے زبردست تقریریں بھی کیں۔ آبے سیئے نے جو اصلاً پادری تھا، ''تیسری ایسٹیٹ کیا ہے'' نام کا ایک پُراثر پمفلٹ لکھا۔

چند اہم تاریخیں

1774
لوئی XVI فرانس کا بادشاہ بنا۔ خالی خزانے اور نظام قدیم کے سماج کے اندر بڑھتی بے اطمینانی کا سامنا کیا۔

1789
طبقاتی منزل کا اجلاس، تیسرے طبقے نے قومی اسمبلی بنائی، باستیل پر دھاوا بول دیا گیا، دیہی علاقوں میں کسانوں کی بغاوتیں۔

1791
تمام انسانوں کو بنیادی حقوق کی ضمانت دینے کے لیے بادشاہ کے اختیارات محدود کرنے کے لیے آئین بنایا گیا۔

1792-93
فرانس جمہوریہ بنا۔ بادشاہ کا سر قلم کر دیا گیا۔ جیکو بین جمہوریہ معذول کر دی گئی۔ فرانس پر ہدایت کار جماعت کی حکومت۔

1804
نپولین فرانس کا شہنشاہ بنا، یورپ کے بڑے بڑے حصوں کا الحاق کیا۔

1815
واٹرلو کی جنگ میں نپولین کی شکست

مشغلہ

مرکز میں میز پر کھڑے اسمبلی کے صدر بیلی کے جانب ہتھیار اٹھا کر تیسرے طبقے کے نمائندے حلف لیتے ہوئے۔ کیا آپ کے خیال میں اصلی واقعہ کے دوران بیلی جمع ہوئے ڈپٹیوں کی طرف اپنی پیٹھ کر کے کھڑا ہوا ہوگا؟ ڈیوڈ کا بیلی کو اس طرح سے کھڑا کرنے کا کیا ارادہ رہا ہوگا؟ (شکل 5)

2 The Outbreak of the Revolution

Louis XVI had to increase taxes for reasons you have learnt in the previous section. How do you think he could have gone about doing this? In France of the Old Regime the monarch did not have the power to impose taxes according to his will alone. Rather he had to call a meeting of the Estates General which would then pass his proposals for new taxes. The Estates General was a political body to which the three estates sent their representatives. However, the monarch alone could decide when to call a meeting of this body. The last time it was done was in 1614.

On 5 May 1789, Louis XVI called together an assembly of the Estates General to pass proposals for new taxes. A resplendent hall in Versailles was prepared to host the delegates. The first and second estates sent 300 representatives each, who were seated in rows facing each other on two sides, while the 600 members of the third estate had to stand at the back. The third estate was represented by its more prosperous and educated members. Peasants, artisans and women were denied entry to the assembly. However, their grievances and demands were listed in some 40,000 letters which the representatives had brought with them.

Voting in the Estates General in the past had been conducted according to the principle that each estate had one vote. This time too Louis XVI was determined to continue the same practice. But members of the third estate demanded that voting now be conducted by the assembly as a whole, where each member would have one vote. This was one of the democratic principles put forward by philosophers like Rousseau in his book *The Social Contract*. When the king rejected this proposal, members of the third estate walked out of the assembly in protest.

The representatives of the third estate viewed themselves as spokesmen for the whole French nation. On 20 June they assembled in the hall of an indoor tennis court in the grounds of Versailles. They declared themselves a National Assembly and swore not to disperse till they had drafted a constitution for France that would limit the powers of the monarch. They were led by Mirabeau and Abbé Sieyès. Mirabeau was born in a noble family but was convinced of the need to do away with a society of feudal privilege. He brought out a journal and delivered powerful speeches to the crowds assembled at Versailles. Abbé Sieyès, originally a priest, wrote an influential pamphlet called 'What

Some important dates

1774
Louis XVI becomes king of France, faces empty treasury and growing discontent within society of the Old Regime.

1789
Convocation of Estates General, Third Estate forms National Assembly, the Bastille is stormed, peasant revolts in the countryside.

1791
A constitution is framed to limit the powers of the king and to guarantee basic rights to all human beings.

1792-93
France becomes a republic, the king is beheaded.
Overthrow of the Jacobin republic, a Directory rules France.

1804
Napoleon becomes emperor of France, annexes large parts of Europe.

1815
Napoleon defeated at Waterloo.

Activity

Representatives of the Third Estate take the oath raising their arms in the direction of Bailly, the President of the Assembly, standing on a table in the centre. Do you think that during the actual event Bailly would have stood with his back to the assembled deputies? What could have been David's intention in placing Bailly (Fig.5) the way he has done?

APSCERT

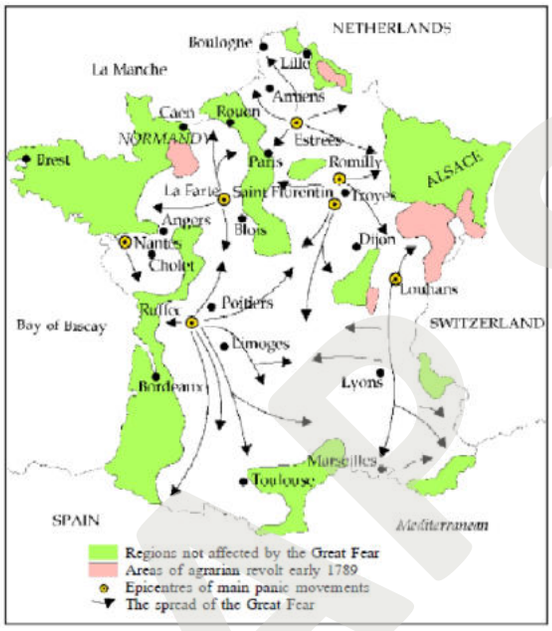


شکل–5 : ٹینس کورٹ حلف برداری
جیکوئس لوئی ڈیوڈ کی ایک بڑی پینٹنگ کے لیے ابتدائی خاکہ، اس پینٹنگ کو قومی اسمبلی میں آویزاں کرنے کا ارادہ تھا۔

جب کہ ایک طرف 'قومی اسمبلی' ورسیلز میں نئے دستور کا مسودہ بنانے میں مشغول تھی تو بقیہ فرانس میں افراتفری مچی ہوئی تھی۔ کڑاکے کی سردی کا مطلب تھا خراب فصل، جس کے نتیجہ میں روٹی کی قیمت آسمان چھونے لگی۔ اکثر بیکری مالکوں نے موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ذخیرہ اندوزی شروع کر دی۔ بیکری کے سامنے لائنوں میں گھنٹوں کھڑے رہنے کے بعد ناراض عورتوں کی بھیڑ نے دکانوں پر دھاوا بول دیا۔ اسی دوران بادشاہ نے قومی دستور کو پیرس میں داخل ہونے کا حکم دے دیا، جس کے بعد 14 جولائی کو غصہ سے بھری بھیڑ نے باستیل پر دھاوا بول دیا اور اس کو مسمار کر ڈالا۔

دیہی علاقوں میں، گاؤں گاؤں میں افواہیں پھیل گئیں کہ جاگیر کے مالکوں نے رہزنوں کو کرایے پر حاصل کر لیا ہے اور وہ تیار فصلوں کو تباہ و برباد کرنے کے لیے آ رہے ہیں، کئی ضلعوں میں خوف زدہ ہو کر کاشتکاروں نے اپنی درانتی اور بیلچے جیسے اوزار اٹھا لیے اور جاگیرداروں کے قلعوں پر حملہ کیا۔ انہوں نے اناج کے ذخیرے لوٹ لیے اور لگان اور قرض سے متعلق ریکارڈ جلا کر راکھ کر دیے۔ امراء کی ایک بڑی تعداد اپنی جاگیروں کو چھوڑ کر بھاگ گئی۔ ان میں سے متعدد تو پڑوسی ملکوں میں ہجرت کر کے چلے گئے۔

باغی رعایا کی اس طاقت کو دیکھ کر آخر کار لوئی XVI نے 'قومی اسمبلی' کو تسلیم کر لیا اور اس اصول کو بھی مان لیا کہ آج کے بعد بادشاہ کے اختیارات پر دستور کی پابندی عائد ہوگی۔ 4 اگست 1789 کی رات میں اسمبلی نے جاگیردارانہ نظام کی مراعات اور ٹیکسوں کو ختم کرنے کے لیے ایک فرمان جاری کیا۔ پادریوں کو بھی اپنی مراعات سے دست بردار ہونا پڑا۔ عشری ٹیکس کو بھی ختم کر دیا گیا اور چرچ کی زمینی ملکیت ضبط کر لی گئی، تاکہ مقبوضہ سرکاری اثاثہ جس کا اندازہ تقریباً 2 بلین لیورے تھا، حکومت کی ملکیت بن جائے۔



شکل–6 : بڑے خوف کا پھیلنا : یہ نقشہ کسانوں کے گروہ ایک جگہ سے دوسری جگہ پھیل جانے کو ظاہر کرتا ہے۔

نئے الفاظ

چیٹو (چیٹاس): بادشاہ یا امراء کی شاہی رہائش گاہ یا محل
مینر (گڑھی یا تعلقہ): لارڈ کی زمینوں اور اس کے محل پر مشتمل زمینی جائیداد۔



Fig.5 – The Tennis Court Oath.
Preparatory sketch for a large painting by Jacques-Louis David. The painting was intended to be hung in the National Assembly.

is the Third Estate'?

While the National Assembly was busy at Versailles drafting a constitution, the rest of France seethed with turmoil. A severe winter had meant a bad harvest; the price of bread rose, often bakers exploited the situation and hoarded supplies. After spending hours in long queues at the bakery, crowds of angry women stormed into the shops. At the same time, the king ordered troops to move into Paris. On 14 July, the agitated crowd stormed and destroyed the Bastille.

In the countryside rumours spread from village to village that the lords of the **manor** had hired bands of brigands who were on their way to destroy the ripe crops. Caught in a frenzy of fear, peasants in several districts seized hoes and pitchforks and attacked **chateaux**. They looted hoarded grain and burnt down documents containing records of manorial dues. A large number of nobles fled from their homes, many of them migrating to neighbouring countries.

Faced with the power of his revolting subjects, Louis XVI finally accorded recognition to the National Assembly and accepted the principle that his powers would from now on be checked by a constitution. On the night of 4 August 1789, the Assembly passed a decree abolishing the feudal system of obligations and taxes. Members of the clergy too were forced to give up their privileges. Tithes were abolished and lands owned by the Church were confiscated. As a result, the government acquired assets worth at least 2 billion livres.

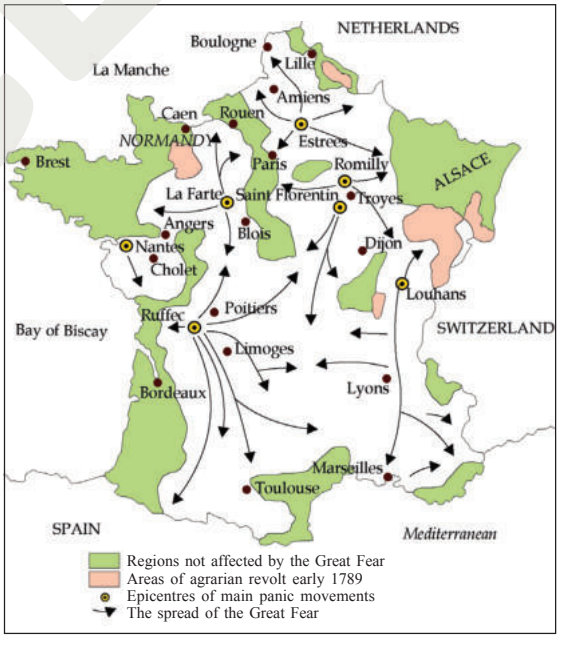


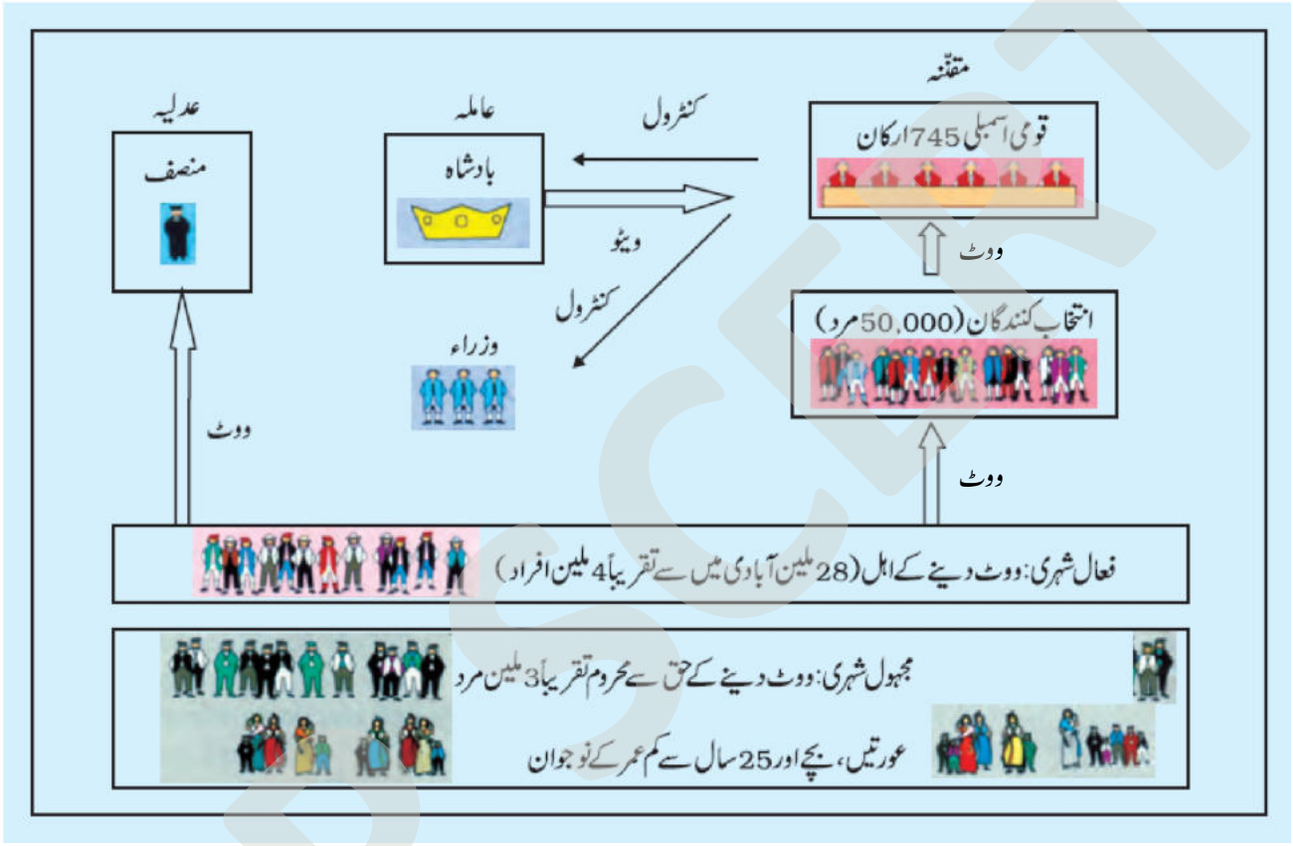
Fig.6 – The spread of the Great Fear.
The map shows how bands of peasants spread from one point to another.

New words

Chateau (pl. chateaux) – Castle or stately residence belonging to a king or a nobleman
Manor – An estate consisting of the lord's lands and his mansion

2.1 :فرانس دستوری آئینی بادشاہت بن گیا

1791 میں 'قومی اسمبلی' نے دستور کا مسودہ مکمل کرلیا۔ بادشاہ کے اختیارات کو محدود کرنا اس کا بنیادی مقصد تھا۔ یہ اختیارات صرف ایک شخص کے ہاتھ میں مرکوز ہونے کی بجائے الگ کر دیے گئے اور ان کو قانون ساز، انتظامیہ، اور عدلیہ جیسے اداروں کو سونپا گیا۔ اس دستور کے مطابق فرانس میں دستور بادشاہت قائم ہوگئی۔ شکل 7 میں یہ دکھایا گیا ہے کہ یہ نیا سیاسی نظام کس طرح کام کرتا تھا۔



شکل–7 : دستور کے تحت 1971 کا سیاسی نظام

1791 کے آئین نے قومی اسمبلی کو، جس کا انتخاب بالواسطہ ہوتا تھا، قوانین بنانے کا اختیار دیا تھا۔ یعنی شہری انتخاب کنندگان کا ایک گروپ چنتے تھے، جو پھر اسمبلی کا انتخاب کرتے تھے۔ تمام شہریوں کو ووٹ دینے کا حق حاصل نہیں تھا۔ 25 سال سے زیادہ عمر والے صرف ایسے مردوں کو ہی فعال شہری (جنہیں ووٹ دینے کا حق تھا) کا درجہ دیا گیا، جو کم از کم تین دن کی مزدوری کے برابر ٹیکس کی رقم ادا کرتے تھے۔ بقیہ تمام مردوں اور عورتوں کی درجہ بندی غیر فعال شہریوں میں ہوتی تھی۔ ووٹ دینے اور رکن اسمبلی کی اہلیت کے لیے وہی لوگ اہل ہوتے تھے جو زیادہ ٹیکس ادا کرتے تھے۔

2.1 France Becomes a Constitutional Monarchy

The National Assembly completed the draft of the constitution in 1791. Its main object was to limit the powers of the monarch. These powers instead of being concentrated in the hands of one person, were now separated and assigned to different institutions – the legislature, executive and judiciary. This made France a constitutional monarchy. Fig. 7 explains how the new political system worked.

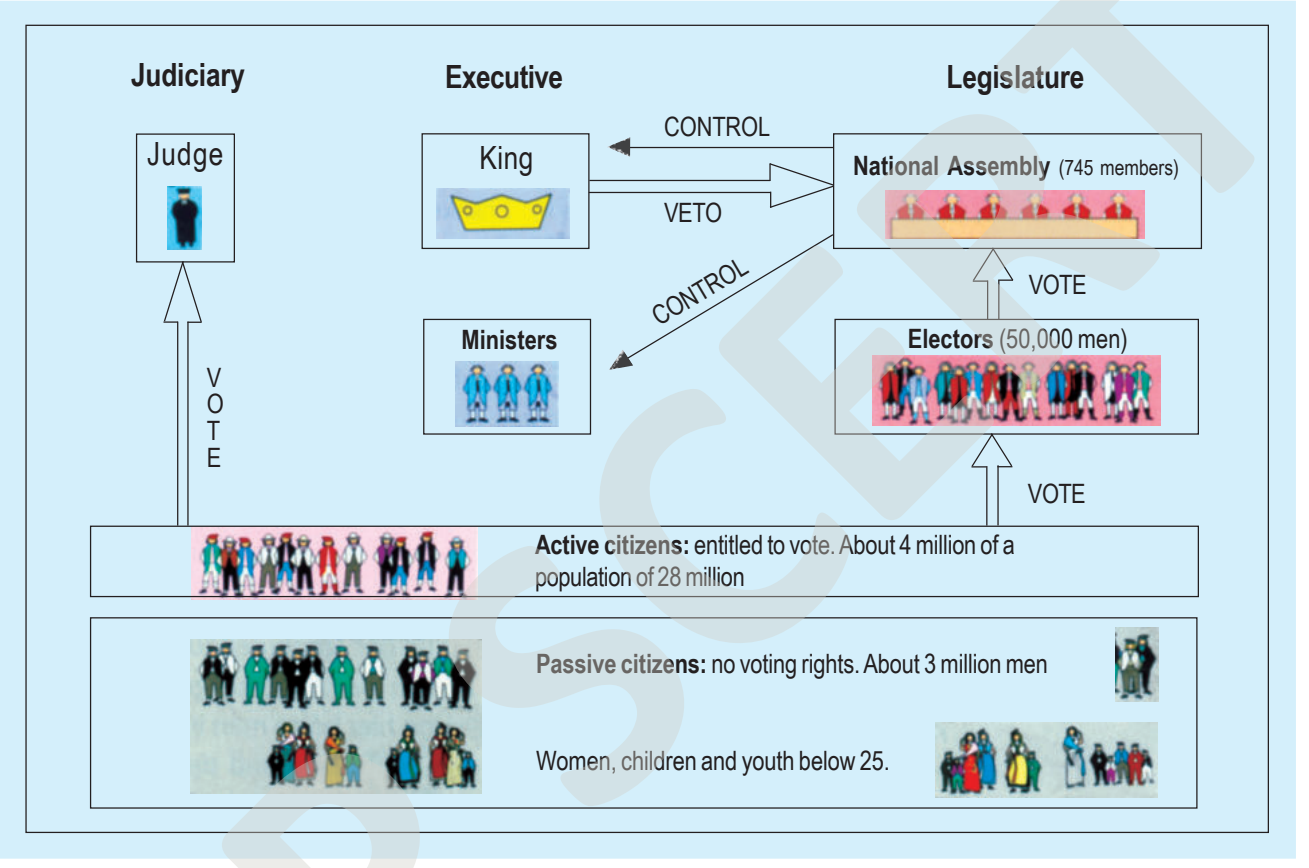


Fig. 7 – The Political sytstem under the Constitution of 1791.

The Constitution of 1791 vested the power to make laws in the National Assembly, which was indirectly elected. That is, citizens voted for a group of electors, who in turn chose the Assembly. Not all citizens, however, had the right to vote. Only men above 25 years of age who paid taxes equal to at least 3 days of a labourer's wage were given the status of active citizens, that is, they were entitled to vote. The remaining men and all women were classed as passive citizens. To qualify as an elector and then as a member of the Assembly, a man had to belong to the highest bracket of taxpayers.

APSCERT



شکل–8 : انسانی اور شہری حقوق کا اعلان، 1790 میں لی بارئیر کی پینٹنگ۔ دائیں جانب کی تصویر فرانس کی نمائندگی کرتی ہے جب کہ بائیں جانب قانونی تمثیل پیش کی گئی ہے۔

دستور کا آغاز انسانی اور شہری حقوق کے اعلان کے ساتھ ہوا۔ زندہ رہنے کا حق، تقریر اور نظریاتی آزادی، قانون کے لیے برابری کو فطری اور، نا قابل تنسیخ حقوق کے طور پر قائم کیا گیا تھا۔ یعنی یہ پیدائش سے ہی انسان سے تعلق رکھتے ہیں اور انہیں چھینا نہیں جا سکتا۔ ریاست کا اولین فرض تھا کہ وہ ہر شہری کے فطری حقوق کا تحفظ کرے۔

ماخذ B



انقلابی صحافی جین پال مرات نے اپنے اخبار لامی دّپیُل (عوام کا دوست) میں قومی اسمبلی کے دستوری مسودے پر رائے زنی کی:

''عوام کی نمائندگی کا حق امیروں کو دیا گیا ہے۔ غریب اور ستائے ہوئے لوگوں کے مسائل صرف پُر امن طریقوں سے حل نہیں ہوں گے۔ ہمارے پاس واضح ثبوت ہے کہ دولت کس طرح قانون کو متاثر کرتی ہے۔ اس کے باوجود قانون اسی وقت برقرار رہ سکتا ہے جب تک کہ لوگ انہیں مانیں گے، اور جب وہ اشرافیہ کا جوا اتارنے میں کامیاب ہو جائیں گے تو وہ دیگر امیروں کے ساتھ بھی وہی حشر کریں گے۔

ماخذ: اخبار لامی ڈو پیپل کا اقتباس

ماخذ C

انسانی اور شہری حقوق کا اعلان

1. انسان آزاد پیدا ہوتے ہیں، آزاد رہتے ہیں اور سب کے حقوق مساوی ہیں۔
2. ہر سیاسی انجمن کا مقصد آدمی کے فطری نا قابل تنسیخ حقوق کا تحفظ کرنا ہے۔ یہ حقوق ہیں: آزادی (حریت)، ملکیت، تحفظ اور ظلم کے خلاف مزاحمت۔
3. اقتدار اعلیٰ کا سرچشمہ قوم ہے۔ کوئی بھی گروہ یا فرد ایسا اختیار اور اقتدار استعمال نہیں کر سکتا جس پر عوام کی رضامندی ملی نہ ہو۔
4. آزادی میں وہ عمل شامل ہے جو دوسروں کے لیے ضرر رساں نہ ہو۔
5. قانون صرف اس کام کو کرنے سے روک سکتا ہے جو سماج کے لیے باعث تکلیف ہو۔
6. قانون منشائے عامہ کا اظہار ہوتا ہے۔ تمام شہریوں کو ذاتی طور سے یا اپنے نمائندوں کے ذریعہ اس کے بنانے میں شرکت کا حق حاصل ہے۔ قانون کی نظر میں سبھی شہری برابر ہیں۔
7. کسی بھی شخص کو قانونی مقدمات سے ہٹ کر نہ تو الزام لگایا جا سکتا ہے، نہ گرفتار کیا جا سکتا ہے اور نہ حراست میں رکھا جا سکتا ہے۔
11. ہر شخص آزادانہ طور سے بول، لکھ اور چھاپ سکتا ہے۔ قانون کے ذریعہ طے شدہ مقدمات میں ہر شخص کو آزادی کے غلط استعمال کی ذمہ داری قبول کرنا چاہیے۔
12. عوامی محافظ دستوں کو برقرار رکھنے اور انتظامیہ کے اخراجات کے لیے ٹیکس ناگزیر ہے۔ اس کا تعین مساویانہ طور سے تمام شہریوں کو حاصل وسائل کو مدّنظر رکھ کر کرنا چاہیے۔
17. چونکہ ملکیت ایک مقدس اور نا قابل انفساخ حق ہے، اس سے اس وقت تک محروم نہیں کیا جا سکتا ہے جب تک کہ اس کے لیے قانونی طور سے طے شدہ عوامی ضرورت نہ ہو۔ اس صورت میں ایک منصفانہ معاوضہ پیشگی دینا چاہیے۔



***Fig.8** – The Declaration of the Rights of Man and Citizen, painted by the artist Le Barbier in 1790. The figure on the right represents France. The figure on the left symbolises the law.*

The Constitution began with a Declaration of the Rights of Man and Citizen. Rights such as the right to life, freedom of speech, freedom of opinion, equality before law, were established as 'natural and inalienable' rights, that is, they belonged to each human being by birth and could not be taken away. It was the duty of the state to protect each citizen's natural rights.

Source B



The revolutionary journalist Jean-Paul Marat commented in his newspaper *L'Ami du peuple* (The friend of the people) on the Constitution drafted by the National Assembly:

'The task of representing the people has been given to the rich ... the lot of the poor and oppressed will never be improved by peaceful means alone. Here we have absolute proof of how wealth influences the law. Yet laws will last only as long as the people agree to obey them. And when they have managed to cast off the yoke of the aristocrats, they will do the same to the other owners of wealth.'

Source: An extract from the newspaper *L'Ami du peuple*.

Source C

The Declaration of Rights of Man and Citizen

1. Men are born and remain free and equal in rights.

2. The aim of every political association is the preservation of the natural and inalienable rights of man; these are liberty, property, security and resistance to oppression.

3. The source of all sovereignty resides in the nation; no group or individual may exercise authority that does not come from the people.

4. Liberty consists of the power to do whatever is not injurious to others.

5. The law has the right to forbid only actions that are injurious to society.

6. Law is the expression of the general will. All citizens have the right to participate in its formation, personally or through their representatives. All citizens are equal before it.

7. No man may be accused, arrested or detained, except in cases determined by the law.

11. Every citizen may speak, write and print freely; he must take responsibility for the abuse of such liberty in cases determined by the law.

12. For the maintenance of the public force and for the expenses of administration a common tax is indispensable; it must be assessed equally on all citizens in proportion to their means.

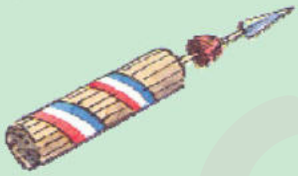
17. Since property is a sacred and inviolable right, no one may be deprived of it, unless a legally established public necessity requires it. In that case a just compensation must be given in advance.

سیاسی علامات کے مفہوم

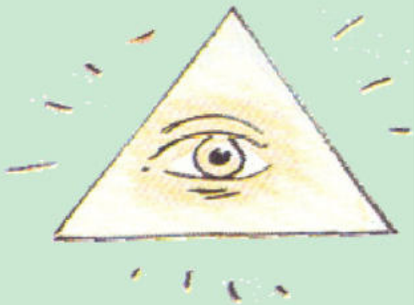
اٹھارہویں صدی میں زیادہ تر لوگ پڑھے لکھے نہیں تھے۔ اس لیے اہم خیالات کو ایک دوسرے تک پہنچانے کے لیے اکثر چھپے ہوئے الفاظ کی بجائے شبیہیں اور علامتیں استعمال کی جاتی تھیں۔ لے باربیئے (Le Barbier) کی پیش کردہ علامات حقوق کے اعلان کو عوام تک پہنچانے کے لیے استعمال ہوئیں، آیئے ان علامات کو سمجھنے کی کوشش کریں۔



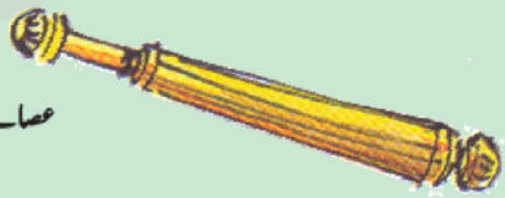
ٹوٹی ہوئی زنجیر: غلاموں کو بیڑیاں پہنانے کے لیے زنجیروں کا استعمال کیا جاتا تھا۔ ٹوٹی ہوئی زنجیر آزاد ہونے کے عمل کی علامت ہے۔



چھریوں یا ڈنڈوں والا دستہ: ایک چھڑی کو توڑنا آسان ہے مگر ایک بنڈل کو توڑنا مشکل۔ اتحاد میں قوت ہے۔



ایک مثلث کے اندر روشنی بکھیرتی ہوئی آنکھ: چار جانب دیکھنے والی آنکھ علم کی علامت ہے۔ سورج کی کرنیں جہالت کے بادلوں کو ہٹا دیں گی۔



عصائے شاہی: شاہی طاقت کی علامت



سانپ اپنی دم کو کاٹتے ہوئے ایک حلقے کی شکل اختیار کرنا: ہمیشگی کی علامت، کیونکہ کسی حلقے کی نہ تو ابتدا ہے اور نہ انتہا۔

Reading political symbols

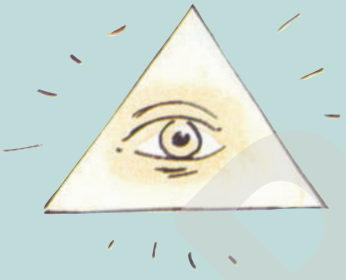
The majority of men and women in the eighteenth century could not read or write. So images and symbols were frequently used instead of printed words to communicate important ideas. The painting by Le Barbier (Fig. 8) uses many such symbols to convey the content of the Declaration of Rights. Let us try to read these symbols.

The broken chain: Chains were used to fetter slaves. A broken chain stands for the act of becoming free.



The bundle of rods or fasces: One rod can be easily broken, but not an entire bundle. Strength lies in unity.





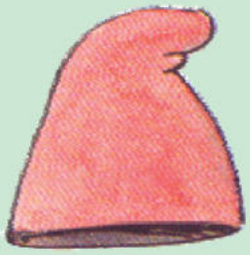
The eye within a triangle radiating light: The all-seeing eye stands for knowledge. The rays of the sun will drive away the clouds of ignorance.



Sceptre: Symbol of royal power.



Snake biting its tail to form a ring: Symbol of Eternity. A ring has neither beginning nor end.



سرخ فرائیرین ٹوپی:

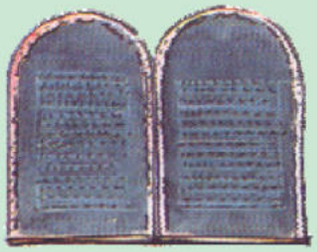
جس ٹوپی کو غلام آزاد ہونے پر پہنتے تھے۔



نیلا، سفید، سرخ:
فرانس کے قومی رنگ



پنکھ دار عورت: قانون کی تمثیل



قانون کا کتبہ : قانون سب کے لیے ایک ہی جیسا ہے اس کے سامنے سب برابر ہیں۔

مشغلہ

1. باکس 1 میں دی گئی علامتوں میں سے کون کون سی علامتیں آزادی، برابری اور اخوات کو ظاہر کرتی ہیں؟
2. صرف علامات کو پڑھ کر ''انسان، شہری حقوق کا اعلان'' (تصویر 8) پینٹنگ کی وضاحت کیجیے۔
3. ان سیاسی حقوق کا موازانہ کیجیے جنہیں ماخذ c کی دفعات 1 اور 6 کے تحت شہریوں کو 1791 کے دستور نے عطا کیا تھا۔ کیا دونوں دستاویزات میں یکسانیت موجود ہے؟ کیا دونوں دستاویزات کا ایک ہی نظریہ ہے؟
4. فرانسیسی سماج کے کس گروپ کو 1791 کے دستور سے فائدہ پہنچا؟ وہ کون سے گروپ تھے جن کے غیر مطمئن ہونے کا جواز تھا؟ مرات نے ماخذ B میں مستقبل کے لیے کن باتوں کی پیشن گوئی کی تھی؟
5. تصوّر کیجیے کہ فرانس کے ان واقعات کا اثر ان پڑوسی ملکوں پر کیا ہوا ہوگا جہاں مطلق العنان بادشاہت کا نظام تھا، مثلاً پروشیا، آسٹریا، ہنگری، یا اسپین؟ یہاں پہنچنے والی خبروں کا بادشاہوں، تاجروں، کاشتکاروں، امراء یا پادریوں کی جماعت پر کیا ردعمل ہوا ہوگا؟

Red Phrygian cap: Cap worn by a slave upon becoming free.



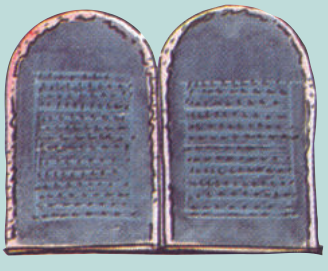


Blue-white-red: The national colours of France.



The winged woman: Personification of the law.

The Law Tablet: The law is the same for all, and all are equal before it.



Activity

1. Identify the symbols in Box 1 which stand for liberty, equality and fraternity.
2. Explain the meaning of the painting of the Declaration of Rights of Man and Citizen (Fig. 8) by reading only the symbols.
3. Compare the political rights which the Constitution of 1791 gave to the citizens with Articles 1 and 6 of the Declaration (Source C). Are the two documents consistent? Do the two documents convey the same idea?
4. Which groups of French society would have gained from the Constitution of 1791? Which groups would have had reason to be dissatisfied? What developments does Marat (Source B) anticipate in the future?
5. Imagine the impact of the events in France on neighbouring countries such as Prussia, Austria-Hungary or Spain, all of which were absolute monarchies. How would the kings, traders, peasants, nobles or members of the clergy here have reacted to the news of what was happening in France?

© NCERT

3 فرانس میں بادشاہت کا خاتمہ اور جمہوریت کا قیام

اگلے برسوں کے دوران فرانس کی صورت حال کافی کشیدہ رہی۔ اگر چہ لوئی XVI نے دستور پر دستخط کر دیے تھے۔ مگر اس نے پروشیا کے بادشاہ کے ساتھ خفیہ ساز باز شروع کر دی۔ قرب وجوار میں واقع دوسرے ممالک کے حکمران بھی فرانس کے حالات سے متفکر تھے اور انھوں نے 1789 کی گرمیوں میں ہونے والے واقعات کو کچلنے کے لیے اپنی فوج بھیجنے کا منصوبہ بنایا تھا۔ مگر اس سے پہلے کہ اس منصوبے پر عمل ہوتا قومی اسمبلی نے اپریل 1792 میں پروشیا اور آسٹریا کے خلاف جنگ کا اعلان کر دیا۔ فوج میں شامل ہونے کے لیے صوبوں سے ہزاروں رضا کاروں کی بھیڑ جمع ہوگئی۔ وہ اس جنگ کو پورے یوروپ میں حکمران بادشاہوں اور اشرافیہ کے خلاف عوامی جنگ تصور کر رہے تھے۔ وطن پرستی کے گانوں میں شاعر راجیٹ دی لائل کا لکھا ہوا گانا مارسیلیس تھا۔ مارسیلیز کے رضا کار جب پیرس میں داخل ہوئے تو انہوں نے پہلی بار یہ گانا گایا تھا۔ اسی لیے گانے کا نام ہی مارسیلیس پڑ گیا۔ اب مارسیلے فرانس کا قومی ترانہ ہے۔

ان انقلابی جنگوں کے نتیجہ میں عوام پر معاشی مشکلات کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ مردوں کے میدان جنگ میں چلے جانے کے بعد خاندان کے افراد کی ذمہ داری عورتوں کے کندھوں پر آپڑی۔ آبادی کی ایک بڑی تعداد اس بات سے متفق تھی کہ انقلاب کو مزید آگے لے جانے کی ضرورت ہے کیونکہ 1791 کے دستور نے سیاسی حقوق صرف سماج کے مالدار طبقہ کو ہی دیئے تھے۔ تمام سیاسی کلب ان لوگوں کے لیے اجتماع کا مرکز بن گئے جو حکومت کی پالیسوں پر بحث کرنا چاہتے تھے اور اپنی کارروائیوں کا منصوبہ بنانا چاہتے تھے۔ ان کلبوں میں کامیاب ترین کلب جیکوبنس کا تھا جو پیرس میں واقع سابقہ **کانوینٹ** سینٹ جیکب کے نام پر رکھا گیا تھا۔ اس دوران خواتین بھی سرگرم رہی تھیں۔ انہوں نے بھی اپنے کلب قائم کر لیے تھے۔ اس باب کا سیکشک 4 آپ کو ان کی سرگرمیوں اور مطالبات کے بارے میں آپ کو مزید معلومات فراہم کرے گا۔

جیکوبن کلب کے ممبران کا تعلق خاص طور سے سماج کے کم خوش حال طبقوں سے تھا۔ ان میں چھوٹے چھوٹے دوکاندار، کاریگر جیسے موچی، پیسٹری بنانے والے، گھڑی ساز، چھپائی کرنے والے اور یومیہ اجرت پر کام کرنے والے لوگ شامل تھے۔ میکسی ملین رابس پیئر ان سب کا رہنما تھا۔ ان جیکوبن کلب کے ممبران کی ایک بڑی تعداد نے ایسی دھاری دار پتلون پہننے کا فیصلہ کیا جس کو عموماً ڈاک مزدور پہنتے تھے۔ اس کا مقصد ان کو سماج کے فیشن زدہ طبقے سے الگ کرنا تھا، خاص طور سے امراء سے جو ایسے ماحامے

نئے الفاظ

کانوینٹ : ایک ایسی عمارت جو کسی فرقہ کی مذہبی زندگی کے لیے وقف کی گئی ہو۔



شکل-9 : ایک سانس- کلوٹس جوڑا

3 France Abolishes Monarchy and Becomes a Republic

The situation in France continued to be tense during the following years. Although Louis XVI had signed the Constitution, he entered into secret negotiations with the King of Prussia. Rulers of other neighbouring countries too were worried by the developments in France and made plans to send troops to put down the events that had been taking place there since the summer of 1789. Before this could happen, the National Assembly voted in April 1792 to declare war against Prussia and Austria. Thousands of volunteers thronged from the provinces to join the army. They saw this as a war of the people against kings and aristocracies all over Europe. Among the patriotic songs they sang was the *Marseillaise*, composed by the poet Roget de L'Isle. It was sung for the first time by volunteers from *Marseilles* as they marched into Paris and so got its name. The Marseillaise is now the national anthem of France.

The revolutionary wars brought losses and economic difficulties to the people. While the men were away fighting at the front, women were left to cope with the tasks of earning a living and looking after their families. Large sections of the population were convinced that the revolution had to be carried further, as the Constitution of 1791 gave political rights only to the richer sections of society. Political clubs became an important rallying point for people who wished to discuss government policies and plan their own forms of action. The most successful of these clubs was that of the **Jacobins,** which got its name from the former **convent** of St Jacob in Paris. Women too, who had been active throughout this period, formed their own clubs. Section 4 of this chapter will tell you more about their activities and demands.

The members of the Jacobin club belonged mainly to the less prosperous sections of society. They included small shopkeepers, artisans such as shoemakers, pastry cooks, watch-makers, printers, as well as servants and daily-wage workers. Their leader was Maximilian Robespierre. A large group among the Jacobins decided to start wearing long striped trousers similar to those worn by dock workers. This was to set themselves apart from the fashionable sections of society, especially nobles, who wore knee breeches. It

New words

Convent – Building belonging to a community devoted to a religious life



Fig.9 – A sans-culottes couple.

© NCERT



شکل–10 : نانین والین لبرٹی
یہ تصویر ایک خاتون مصور کے ذریعے بنائی گئی مصوری کا نایاب شاہکار ہے۔ انقلابی واقعات نے مصور کی حیثیت سے عورتوں کو تربیت دینے اور اپنے فن کی سیلون میں نمائش کرنے کو ممکن بنایا۔ یہ ایسی نمائش تھی جو ہر دو سال بعد ہوتی تھی۔ یہ پینٹنگ لبرٹی (آزادی) کی ایک نسوانی علامت ہے۔

مشغلہ

اس تصویر کو غور سے دیکھیے اور ان چیزوں کی شناخت کیجیے جن کو آپ نے باکس 1 میں دیکھا ہے۔ (مثلاً ٹوٹی ہوئی زنجیر، سرخ ٹوپی، چھڑیوں یا ڈنڈوں کا برچھی دار گٹھا حقوق کے اعلان کا منشور) اہرام مساوات کی علامت ہے۔ اس پینٹنگ کی تشریح ان علامت کے ذریعہ کیجیے۔ عورت کی حریت کی تصویر پر اپنے خیالات بیان کیجیے۔

پہنتے تھے جو گھٹنوں تک جاتے تھے۔ یہ گھٹنوں تک پتلون پہننے والوں کے اختیارات کے خاتمے کا اعلان کرنے کا ایک طریقہ تھا۔ یہ جیکوبنس 'ساں کلاوَت' کے نام سے مشہور ہوئے جس کے لفظی معنی ہیں گھٹنے تک پتلوں نہ پہننے والے۔ ساں کلاوَت مرد سرخ ٹوپی بھی پہنتے تھے جو آزادی اور حریت کی علامت تھی۔ تاہم عورتوں کو اس کی اجازت نہ تھی۔

1792 کی گرمیوں میں جیکوبنس نے پیرس کے باشندوں کی ایک بڑی تعداد کے ذریعہ بغاوت کا منصوبہ بنایا جو اشیائے خوردنی کی قلت اور اس کی بڑھتی ہوئی قیمتوں سے ناراض تھے۔ 10 اگست کی صبح کو انہوں نے ٹیولیریس کے محل پر دھاوا بول دیا، بادشاہ کے محافظوں کا قتل کیا اور کئی گھنٹے تک خود بادشاہ کو یرغمال بنالیا۔ بعد میں اسمبلی نے شاہی خاندان کے افراد کو قید میں ڈالنے کے حق میں ووٹ دیا۔ نئے انتخابات ہوئے اس کے بعد سے 21 سال سے اوپر تمام مردوں کو بلا لحاظ دولت ووٹ دینے کا حق حاصل ہوا۔

اب نئی منتخب اسمبلی کا نام کنونشن رکھا گیا۔ 21 ستمبر 1792 کو اس نے بادشاہت کو ختم کر دیا اور فرانس کے ایک جمہوریہ ہونے کا اعلان کر دیا۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں کی جمہوریہ ایک ایسی طرز حکومت ہے جس میں عوام مل کر حکومت اور سربراہ حکومت کا انتخاب کرتے ہیں۔ جمہوریہ میں موروثی بادشاہت نہیں ہوتی۔

AP SCERT



Fig. 10 **– Nanine Vallain, *Liberty.***
This is one of the rare paintings by a woman artist. The revolutionary events made it possible for women to train with established painters and to exhibit their works in the Salon, which was an exhibition held every two years.
The painting is a female allegory of liberty – that is, the female form symbolises the idea of freedom.

Activity

Look carefully at the painting and identify the objects which are political symbols you saw in Box 1 (broken chain, red cap, fasces, Charter of the Declaration of Rights). The pyramid stands for equality, often represented by a triangle. Use the symbols to interpret the painting. Describe your impressions of the female figure of liberty.

was a way of proclaiming the end of the power wielded by the wearers of knee breeches. These Jacobins came to be known as the sans-culottes, literally meaning 'those without knee breeches'. Sans-culottes men wore in addition the red cap that symbolised liberty. Women however were not allowed to do so.

In the summer of 1792 the Jacobins planned an insurrection of a large number of Parisians who were angered by the short supplies and high prices of food. On the morning of August 10 they stormed the Palace of the Tuileries, massacred the king's guards and held the king himself as hostage for several hours. Later the Assembly voted to imprison the royal family. Elections were held. From now on all men of 21 years and above, regardless of wealth, got the right to vote.

The newly elected assembly was called the Convention. On 21 September 1792 it abolished the monarchy and declared France a republic. As you know, a republic is a form of government where the people elect the government including the head of the government.

© NCERT

آپ چند ایسے ممالک کے بارے میں معلوم کرنے کی کوشش کیجیے جہاں جمہوریت ہے، اور یہاں کب اور کیسے جمہوریت قائم ہوئی۔

عدالت نے لوئی XVI کو **غداری** کے الزام میں موت کی سزا سنائی۔ 21 جنوری 1793 کو اسے پلیس ڈی لاکنکورڈ میں سرعام پھانسی دی گئی۔ کچھ عرصہ بعد ملکہ میری اینٹونیٹ کا بھی یہی حشر ہوا۔

3.1 خوف وہراس کا دور

1793 سے 1794 تک کا زمانہ خوف وہراس کا دور کہلاتا ہے۔ رابس پیئر نے سخت کنٹرول اور سزا کی پالیسی پر عمل کیا۔ وہ تمام لوگ مثلاً سابقہ امراء سیاسی پارٹیوں کے دوسرے ممبران یہاں تک اس کی اپنی پارٹی کے ممبران جو اس سے اس کے طریقوں کے بارے میں متفق نہ تھے، جمہوریہ کے دشمن قرار دیے گئے اور وہ گرفتار کو لیے گئے، قید خانے میں ڈال دیے گئے اور اس کے بعد انقلابی عدالت میں ان پر مقدمہ چلایا گیا۔ اگر عدالت نے ان کو قصوروار تسلیم کیا تو گلوٹن کے ذریعہ ان کی گردن اڑادی جاتی تھی۔ گلوٹن گردن اڑانے کی ایک ایسی ترکیب تھی جس میں دو کھمبوں کے درمیان لٹکتے آرے والی مشین تھی جس کی مدد سے کسی شخص کی گردن اڑائی جاتی تھی۔ اس کا نام اس کے موجد ڈاکٹر گلوٹن کے نام پر رکھا گیا تھا۔

رابس پیئر کی حکومت نے ایسے قوانین جاری کیے جن میں اجرتوں اور قیمتوں کی زیادہ سے زیادہ حد مقرر کی گئی۔ گوشت اور روٹی پر راشن عائد کیا گیا۔ کسانوں کو اپنا اناج شہروں میں لے جانے اور حکومت کی مقررہ قیمتوں پر فروخت کرنے پر مجبور کیا گیا۔ زیادہ قیمتی سفید آٹے کا استعمال ممنوع قرار دیا گیا۔ یہ شرط رکھ دی گئی کہ تمام شہری "Pain d' egalite" (ایک ہی طرح کی روٹی) جو چوکردار گیہوں کے آٹے سے بنی ہو کھائیں، بات کے اندر اور تخاطب کے طریقوں میں بھی مساوات پر عمل کرنے کی ہدایت کی گئی۔ روایتی طرز تخاطب میں من سیور یعنی جناب اور مادام کے بجائے تمام فرانسیسی مرد اور خاتون شہری سیتو وائن کہلائے جانے لگے۔ تمام گرجے بند کر دیے گئے اور ان کی عمارتوں کو بیرکوں یا دفتروں میں تبدیل کر دیا گیا۔

رابس پیئر نے اپنی پالیسی پر عمل اس سختی سے کیا کہ اس کے مددگاروں نے بھی اعتدال پسندی کا مطالبہ شروع کر دیا۔ آخر کار جولائی 1794 میں ایک عدالت میں اس پر مقدمہ چلا، اس کو گرفتار کر لیا گیا اور اگلے ہی دن گلوٹن سے اس کی گردن اڑادی گئی۔

مشغلہ

ڈسمولنس اور رابس پیئر کے نظریات کا موازنہ کیجیے۔ ان دونوں میں سے ہر ایک ریاستی طاقت کو کس طرح استعمال کرنا چاہتا تھا۔ ''ظلم کے خلاف آزادی کی جنگ'' سے رابس پیئر کا کیا مطلب تھا؟ ڈسمولنس آزادی سے کیا مراد لیتا تھا؟ ایک بار پھر مآخذ c دیکھئے افراد کے حقوق پر دستوری قوانین کا کیا کہنا ہے؟ اپنے نظریات پر کلاس میں بحث کیجیے۔

نئے الفاظ

غداری۔ اپنے ملک یا حکومت سے بغاوت

ماخذ D

آزادی کیا ہے؟ دو متضاد نظریات:

انقلابی صحافی کیمیل ڈسمولنس نے 1793 میں اس سلسلے میں مندرجہ ذیل خیالات کا اظہار کیا تھا۔ مگر تھوڑے ہی عرصے بعد، خوف و ہراس کے دور میں اس کو قتل کر دیا گیا:

کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ آزادی ایک بچے کی طرح ہے جس کو عمر کی پختگی کی مدت سے پہلے منظم ہونے کے مرحلے سے گزارنے کی ضرورت پیش آتی ہے۔ اس کے بالکل برعکس آزادی ایک خوشی ہے۔ سب کے لیے مساوات اور انصاف ہے۔ یہی حقوق کا اعلان ہے آپ اپنے تمام دشمنوں کا گلا کاٹ کر ختم کرنا چاہتے ہیں۔ کیا کبھی کسی نے اس سے زیادہ بے عقلی کا کام ہوتے سنا ہے؟ کیا اپنے رشتہ داروں اور دوستوں میں مزید دس دشمن بنائے بغیر کسی ایک شخص کو پھانسی کے تختہ پر لے جانا ممکن ہوگا؟



7 فروری 1794 کو رابس پیئر نے کنونشن میں تقریر کی جس کو اس وقت کے اخبار لامینیٹر یونیورسیل میں شائع کیا گیا تھا۔ اسی تقریر کا اقتباس یہاں دیا جارہا ہے:

جمہوریت کے قیام اور استحکام کے لیے دستوری قوانین پر امن طریقہ سے نافذ کرنے کے لیے ہم کو پہلے استبداد کے خلاف آزادی کی جنگ کو ختم کرنا ہوگا۔ ہم کو اپنے ملک میں چھپے اور دوسرے ممالک میں موجود جمہوریت کے دشمنوں کو ملنا چاہیے ورنہ ہم برباد ہوں جائیں گے۔ انقلاب کے زمانے میں ایک جمہوری حکومت خوف ودہشت پر بھروسہ کر سکتی ہے۔ خوف ودہشت کچھ بھی نہیں ہوتا بلکہ یہ ایک ایسا انصاف ہے جو تیز سخت اور بے لوچ ہے اور جس کو آبائی وطن کی فوری ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے استعمال کیا جائے گا۔ خوف وہراس کے ذریعہ آزادی کے دشمنوں کو ختم کرنا کی بھی جمہوریت کے بانی کا حق ہے۔

There is no hereditary monarchy. You can try and find out about some other countries that are republics and investigate when and how they became so.

Louis XVI was sentenced to death by a court on the charge of **treason**. On 21 January 1793 he was executed publicly at the Place de la Concorde. The queen Marie Antoinette met with the same fate shortly after.

3.1 The Reign of Terror

The period from 1793 to 1794 is referred to as the Reign of Terror. Robespierre followed a policy of severe control and punishment. All those whom he saw as being 'enemies' of the republic – ex-nobles and clergy, members of other political parties, even members of his own party who did not agree with his methods – were arrested, imprisoned and then tried by a revolutionary tribunal. If the court found them 'guilty' they were guillotined. The guillotine is a device consisting of two poles and a blade with which a person is beheaded. It was named after Dr **Guillotin** who invented it.

Robespierre's government issued laws placing a maximum ceiling on wages and prices. Meat and bread were rationed. Peasants were forced to transport their grain to the cities and sell it at prices fixed by the government. The use of more expensive white flour was forbidden; all citizens were required to eat the *pain d'égalité* (equality bread), a loaf made of wholewheat. Equality was also sought to be practised through forms of speech and address. Instead of the traditional Monsieur (Sir) and Madame (Madam) all French men and women were henceforth Citoyen and Citoyenne (Citizen). Churches were shut down and their buildings converted into barracks or offices.

Robespierre pursued his policies so relentlessly that even his supporters began to demand moderation. Finally, he was convicted by a court in July 1794, arrested and on the next day sent to the guillotine.

Activity

Compare the views of Desmoulins and Robespierre. How does each one understand the use of state force? What does Robespierre mean by 'the war of liberty against tyranny'? How does Desmoulins perceive liberty? Refer once more to Source C. What did the constitutional laws on the rights of individuals lay down? Discuss your views on the subject in class.

New words

Treason – Betrayal of one's country or government

Source D

What is liberty? Two conflicting views:

The revolutionary journalist Camille Desmoulins wrote the following in 1793. He was executed shortly after, during the Reign of Terror.

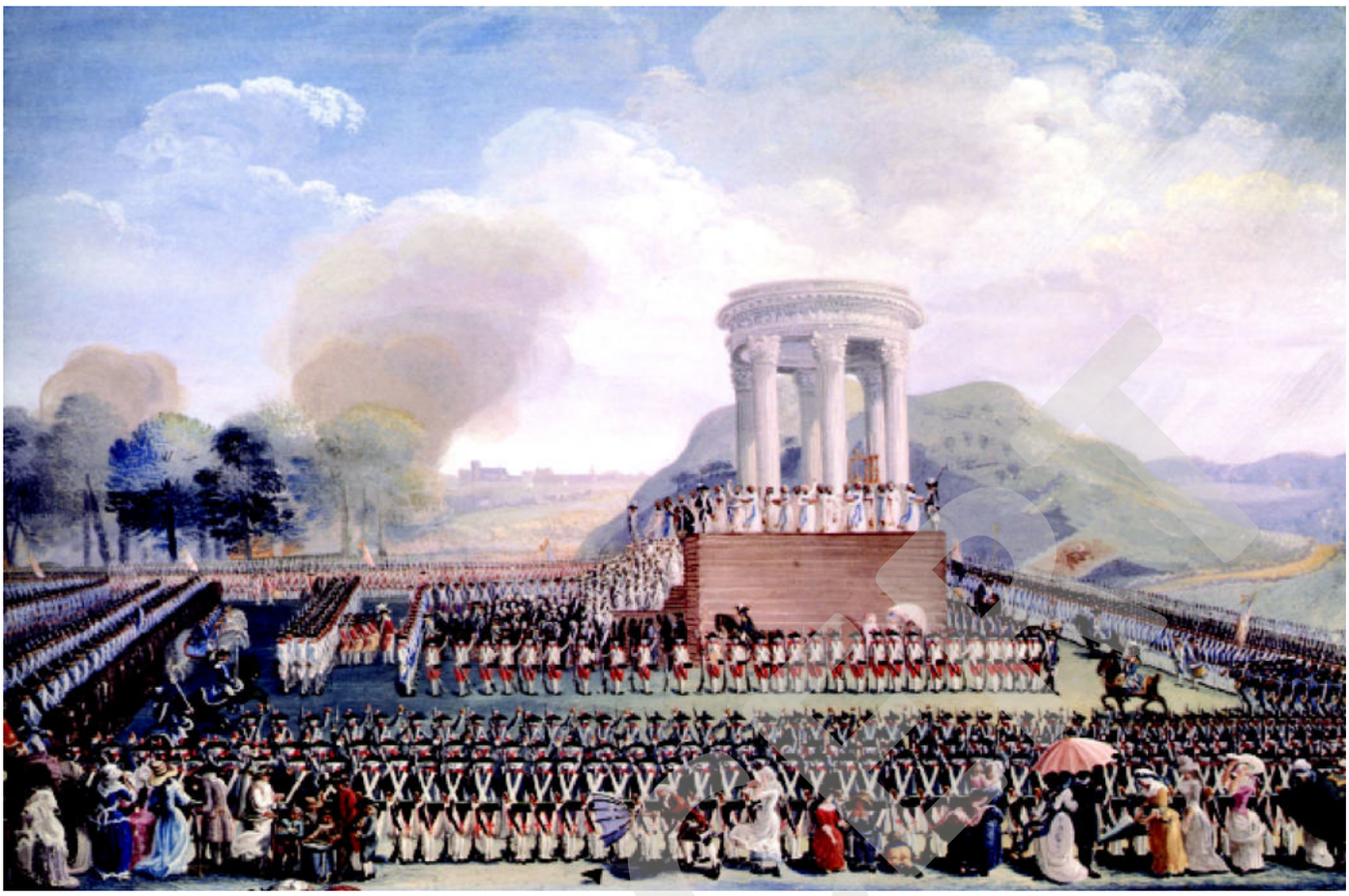
'Some people believe that Liberty is like a child, which needs to go through a phase of being disciplined before it attains maturity. Quite the opposite. Liberty is Happiness, Reason, Equality, Justice, it is the Declaration of Rights … You would like to finish off all your enemies by guillotining them. Has anyone heard of something more senseless? Would it be possible to bring a single person to the scaffold without making ten more enemies among his relations and friends?'



On 7 February 1794, Robespierre made a speech at the Convention, which was then carried by the newspaper *Le Moniteur Universel*. Here is an extract from it:

'To establish and consolidate democracy, to achieve the peaceful rule of constitutional laws, we must first finish the war of liberty against tyranny …. We must annihilate the enemies of the republic at home and abroad, or else we shall perish. In time of Revolution a democratic government may rely on terror. Terror is nothing but justice, swift, severe and inflexible; … and is used to meet the most urgent needs of the fatherland. To curb the enemies of Liberty through terror is the right of the founder of the Republic.'

APSCERT



شکل–11 : انقلابی حکومت نے مختلف ذرائع سے اپنے عوام کی وفاداری حاصل کرنے کی کوشش کی۔ان میں اس طرح کے تہواروں کا انعقاد بھی شامل تھا۔قدیم یونان اور روم کی تہذیبوں سے لی گئی علامتوں کا استعمال تاریخی تقدس کو ظاہر کرنے کے لیے تھا۔ یہاں بلندی پر بنے چبوترے پر جو کلاسکی کے ستون ہیں وہ ایسی زوال پذیر چیزوں سے بنے ہیں کہ جن کو مسمار کیا جاسکتا تھا۔تصویر دیکھ کر لوگوں کے گروہوں ان کے کپڑوں ان کے کردار اور اعمال کو بیان کیجیے۔یہ تصویر ایک انقلابی تہوار کی کس نوعیت کو بیان کرتی ہے؟

3.2: فرانس پر ڈائریکٹری کی حکومت

جیکو بن حکومت کے زوال کے سبب دولت مند متوسط طبقات کو اقتدار پر قبضہ کرنے کا موقع مل گیا۔ایک نیا آئین نافذ کیا گیا جس نے آبادی کے غیر دولت مند متوسط طبقات سے ووٹ دینے کا حق چھین لیا۔ اس کے مطابق دو منتخبہ قانون ساز کونسلوں کا قیام عمل میں آیا۔اس کے بعد ان کونسلوں نے ایک مجلس انتظامیہ کا تقرر کیا، جو پانچ ممبران پر مشتمل ایک انتظامیہ ڈائریکٹری کی حیثیت رکھتی تھی۔ یہ پالیسی اس بات کو یقینی بنانے کے لیے بنائی گئی تھی کہ اقتدار ایک شخص کے ہاتھ مرکوز نہ ہو، جیسا کہ جیکو بن حکومت میں ہوا تھا۔تاہم یہ ڈائریکٹرز اکثر قانون ساز کونسلوں سے ٹکرا جاتے تھے جس نے ان کو برخواست کرنے کی کوشش کی۔اس ڈائریکٹری کے سیاسی غیر استحکام نے فوجی آمر نپولین بوناپارٹ کے عروج کے لیے راستہ ہموار کر دیا۔

طرز حکومت میں ہونے والی ان تمام تبدیلیوں کے ذریعہ آزادی کا نصب العین قانون کی نظر میں مساوات اور اخوت و بھائی چارگی کے نظریات متاثر کن رہے جو اگلی صدی کے دوران فرانس اور یورپ کی سیاسی تحریکوں کو پروان چڑھایا۔

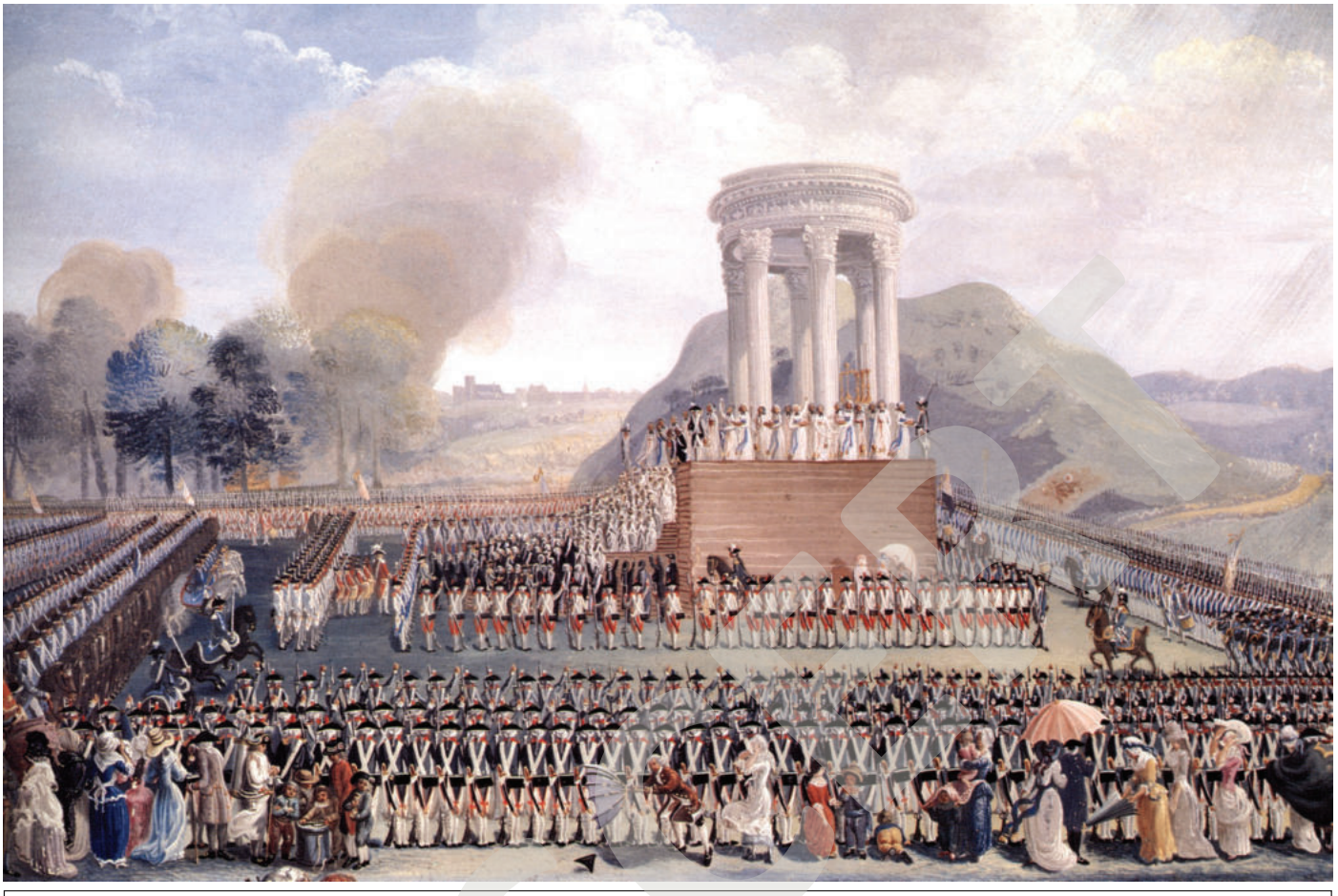


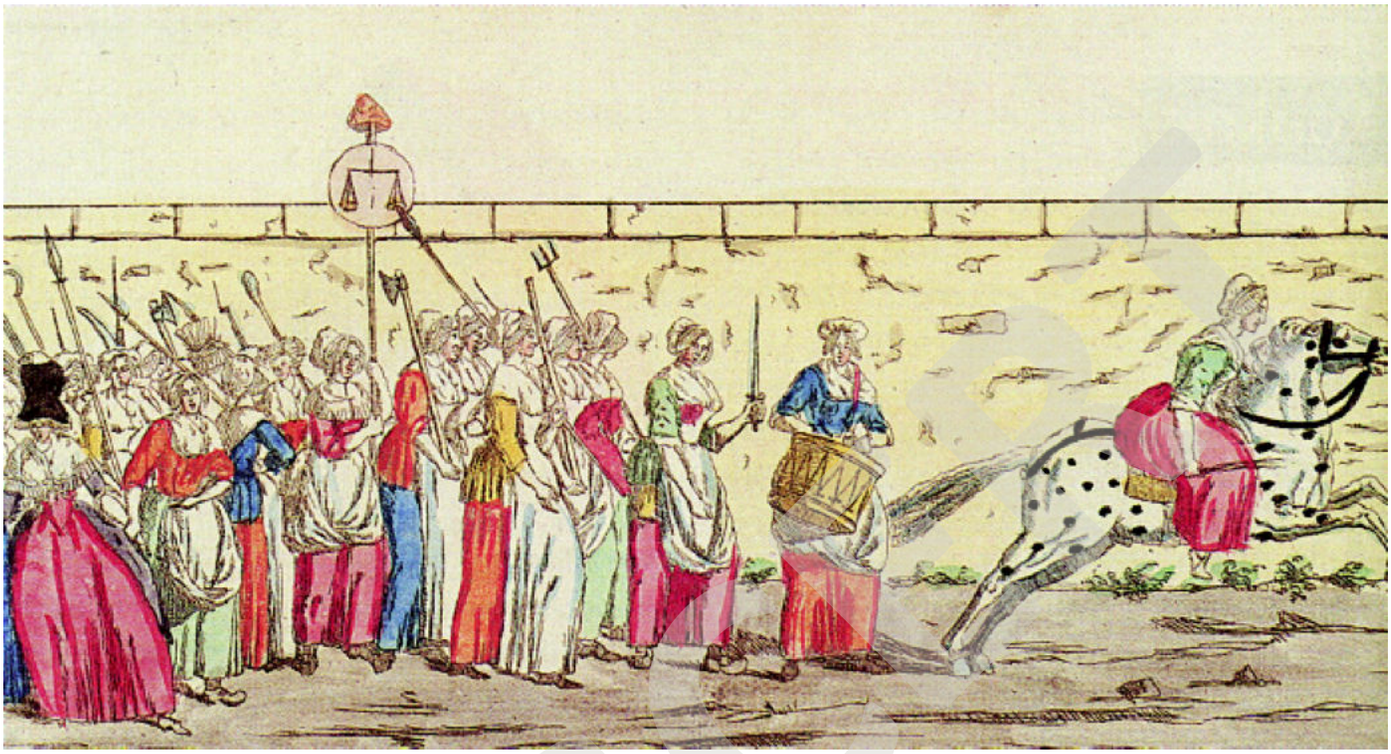
Fig. 11 – The revolutionary government sought to mobilise the loyalty of its subjects through various means – one of them was the staging of festivals like this one. Symbols from civilisations of ancient Greece and Rome were used to convey the aura of a hallowed history. The pavilion on the raised platform in the middle carried by classical columns was made of perishable material that could be dismantled. Describe the groups of people, their clothes, their roles and actions. What impression of a revolutionary festival does this image convey?

3.2 A Directory Rules France

The fall of the Jacobin government allowed the wealthier middle classes to seize power. A new constitution was introduced which denied the vote to non-propertied sections of society. It provided for two elected legislative councils. These then appointed a Directory, an executive made up of five members. This was meant as a safeguard against the concentration of power in a one-man executive as under the Jacobins. However, the Directors often clashed with the legislative councils, who then sought to dismiss them. The political instability of the Directory paved the way for the rise of a military dictator, Napoleon Bonaparte.

Through all these changes in the form of government, the ideals of freedom, of equality before the law and of fraternity remained inspiring ideals that motivated political movements in France and the rest of Europe during the following century.

4 کیا خواتین میں بھی انقلاب آیا؟



شکل–12: ورسیلز کی جانب بڑھتی پیرس کی خواتین۔
یہ پینٹنگ 5 اکتوبر 1789 کے واقعات کی بہت سی تصویروں میں سے ایک ہے اس دن خواتین ورسیلز جا کر بادشاہ کو پیرس واپس لے کر لوٹی تھیں۔

شروع ہی سے خواتین ان تمام معاملات میں سرگرم تھیں۔ جس کی وجہ سے فرانسیسی معاشرے میں اہم تبدیلیاں رونما ہوئیں۔ انہوں نے امید ظاہر کی کہ ان کی شرکت سے انقلابی حکومت پر وہ دباؤ بڑھ سکتا ہے جس سے ان کی طرز زندگی بہتر ہو جائے گی۔ تیسرے ایسٹیٹ کی زیادہ تر عورتیں اپنی روزی کی خاطر کام کر رہی تھیں۔ وہ کپڑے دھونے، کپڑے سینے، پھل، پھول اور ترکاری بیچنے کا کام کرتی تھیں، یا گھروں میں ملازمہ ہوتی تھیں۔ زیادہ تر عورتوں کے پاس نہ تو تعلیم ہوتی تھی اور نہ کاروبار کی ٹریننگ ہوتی تھی۔ صرف امراء اور تیسرے ایسٹیٹ کے دولت مند گھرانوں کی بیٹیاں ہی کانونٹ میں تعلیم حاصل کر سکتی تھیں، اور اس تعلیم کے بعد ان کی طے کی ہوئی شادیاں کر دی جاتی تھیں۔ مگر کام کرنے والی عورتیں اپنے گھریلو کام، مثلاً کھانا پکانا، پانی بھرنا، روٹی خریدنے کے لیے لائن میں کھڑے رہنا، انجام دیتی تھیں، اور ساتھ ہی ساتھ بچوں کی پرورش کی بھی ذمہ داری تھی۔ اس کے علاوہ ان کو مردوں کے مقابلے میں کم اجرت ملتی تھی۔

اپنے مسائل اور مفادات پر بحث کرنے اور ان کے حق میں آواز اٹھانے کے لیے خواتین نے بھی اپنے سیاسی کلب اور اخبار شروع کیے۔ مختلف فرانسیسی شہروں میں خواتین کے تقریباً ساٹھ کلب قائم ہوئے۔ ان میں سب سے زیادہ مشہور کلب 'دی سوسائٹی آف ریولیوشنری اینڈ ریپبلکن ویمن' تھا۔

مشغلہ

تصویر 12 میں جن افراد کی نمائندگی کی گئی ہے ان کی وضاحت کیجیے۔ ان کے حرکات، انداز، وہ چیزیں جو وہ اٹھا رکھے ہیں ان تمام کو بغور دیکھیے کہ آیا وہ سب ایک ہی سماجی گروپ سے آئے ہیں؟ مصور نے تصویر میں کونسی علامتیں شامل کی ہیں؟ وہ کس بات کو ظاہر کر رہی ہیں؟ کیا خواتین کے حرکات روایتی نظریات کی عکاسی کرتے ہیں کہ ان کو عوامی مقامات پر کیا کردار پیش کرنا چاہیے؟ آپ کے خیال میں کیا مصور خواتین کی سرگرمیوں سے ہمدردی رکھتا ہے یا وہ ان پر تنقید کر رہا ہے؟ کمرہ جماعت میں اپنے نظریات پر تبادلہ خیال کیجیے اور بحث و مباحثہ کیجیے۔

4 Did Women have a Revolution?

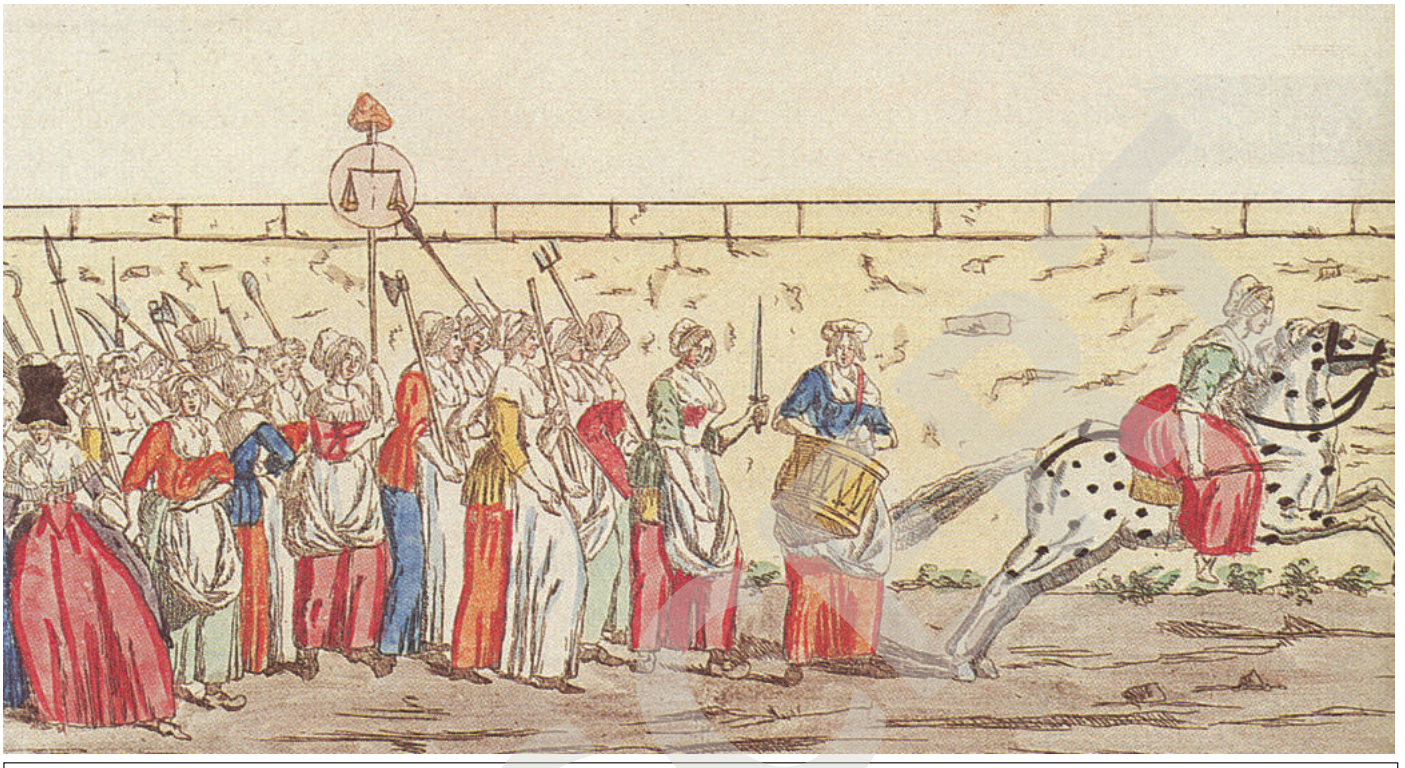


Fig. 12 – Parisian women on their way to Versailles.
This print is one of the many pictorial representations of the events of 5 October 1789, when women marched to Versailles and brought the king back with them to Paris.

From the very beginning women were active participants in the events which brought about so many important changes in French society. They hoped that their involvement would pressurise the revolutionary government to introduce measures to improve their lives. Most women of the third estate had to work for a living. They worked as seamstresses or laundresses, sold flowers, fruits and vegetables at the market, or were employed as domestic servants in the houses of prosperous people. Most women did not have access to education or job training. Only daughters of nobles or wealthier members of the third estate could study at a convent, after which their families arranged a marriage for them. Working women had also to care for their families, that is, cook, fetch water, queue up for bread and look after the children. Their wages were lower than those of men.

In order to discuss and voice their interests women started their own political clubs and newspapers. About sixty women's clubs came up in different French cities. The Society of Revolutionary and Republican Women was the most famous of them. One of their

Activity

Describe the persons represented in Fig. 12 – their actions, their postures, the objects they are carrying. Look carefully to see whether all of them come from the same social group. What symbols has the artist included in the image? What do they stand for? Do the actions of the women reflect traditional ideas of how women were expected to behave in public? What do you think: does the artist sympathise with the women's activities or is he critical of them? Discuss your views in the class.

ان کا بنیادی مطالبہ یہ تھا کہ خواتین کو مردوں کے برابر ایک جیسے سیاسی حقوق حاصل ہوں۔ وہ اس بات سے غیر مطمئن تھے کہ 1791 کے دستور نے تو ان کو بس مجہول شہریوں کے زمرے میں شمار کیا تھا۔ ان کا مطالبہ تھا کہ ووٹ دینے، اسمبلی میں منتخب کیے جانے اور سیاسی عہدہ حاصل کرنے کے حقوق حاصل ہوں۔ ان کا خیال تھا کہ صرف نئی حکومت میں ان کے مفادات کی نمائندگی ہو سکتی ہے۔

ابتدائی سالوں میں انقلابی حکومت نے ایسے قوانین ضرور نافذ کیے جن سے خواتین کی زندگی میں بہتری کی امید پیدا ہوئی۔ سرکاری اسکول شروع ہونے کے ساتھ تمام لڑکیوں کے لیے تعلیم لازم کر دی گئی والدین اپنی لڑکیوں کی شادی ان کی مرضی کے لیے بغیر نہیں کر سکتے تھے۔ شادی کو آزادانہ معاہدہ قرار دیا گیا اور اس کو سول قانون کے تحت درج کرانا لازمی کر دیا گیا۔ اب طلاق 'قانونی' کر دی گئی جس کے لیے مرد اور عورت دونوں درخواست کر سکتے تھے۔ اس کے علاوہ اب عورتوں کو ملازمت کی تربیت دی جا سکتی تھی۔ وہ آرٹسٹ بن سکتی تھیں یا چھوٹے کاروبار چلا سکتی تھی۔

تاہم مساوی سیاسی حقوق کے لیے خواتین کی جدوجہد جاری رہی۔ خوف و دہشت کے دور میں نئی حکومت نے خواتین کے کلب بند کر دیے اور ان کی سیاسی سرگرمیوں کو ممنوع قرار دیتے ہوئے قوانین جاری کیے۔ متعدد نامور خواتین گرفتار ہوئیں اور ان میں سے متعدد کو موت کی سزا دی گئی۔

دنیا کے بیشتر ممالک میں ووٹ دینے کے حقوق اور مساوی اجرتوں کے مطالبہ کے لیے خواتین کی تحریکات اگلے دو سو سال تک جاری رہیں۔ انیسویں صدی کے آخر میں اور بیسویں صدی کی ابتداء میں ایک بین الاقوامی حق رائے دہندگی کی تحریک کے ذریعہ ووٹ دینے کے لیے جنگ جاری رہی۔ انقلابی سالوں کے دوران فرانسیسی خواتین کی سیاسی سرگرمیوں کی مثال ایک جوشیلی یادگار کے طور پر زندہ رکھی گئی۔ آخر کار 1946 میں فرانس میں خواتین کو بھی ووٹ دینے کا حق حاصل ہوا۔

ماخذ E

ایک انقلابی عورت کی زندگی۔ اولمپے ڈی گوجز (1749-1793)



اولمپے ڈی گوجز انقلابی فرانس میں سیاسی طور پر سرگرم خواتین میں سے ایک تھی۔ اس نے آئین اور انسانی شہری حقوق کے اعلان نامے کے خلاف احتجاج کیا تھا کیونکہ اس میں خواتین کو ان کے بنیادی حقوق سے محروم کر دیا گیا تھا۔ اسی لیے اس نے 1791 میں ''خواتین اور شہری حقوق کا اعلان'' تیار کیا جس میں اس نے ملکہ اور قومی اسمبلی کے ارکان کو مخاطب کرتے ہوئے اس اعلان پر عمل کرنے کا مطالبہ کیا۔ 1793 میں اولمپے ڈی گوجز نے خواتین کے کلبوں کو زور زبردستی بند کرنے پر جیکوبن حکومت پر تنقید کی۔ قومی اسمبلی نے اس پر مقدمہ چلایا جس نے اس پر غداری کا الزام لگایا گیا۔ اس کے بعد جلدی ہی اسے پھانسی دے دی گئی۔

main demands was that women enjoy the same political rights as men. Women were disappointed that the Constitution of 1791 reduced them to passive citizens. They demanded the right to vote, to be elected to the Assembly and to hold political office. Only then, they felt, would their interests be represented in the new government.

In the early years, the revolutionary government did introduce laws that helped improve the lives of women. Together with the creation of state schools, schooling was made compulsory for all girls. Their fathers could no longer force them into marriage against their will. Marriage was made into a contract entered into freely and registered under civil law. Divorce was made legal, and could be applied for by both women and men. Women could now train for jobs, could become artists or run small businesses.

Women's struggle for equal political rights, however, continued. During the Reign of Terror, the new government issued laws ordering closure of women's clubs and banning their political activities. Many prominent women were arrested and a number of them executed.

Women's movements for voting rights and equal wages continued through the next two hundred years in many countries of the world. The fight for the vote was carried out through an international suffrage movement during the late nineteenth and early twentieth centuries. The example of the political activities of French women during the revolutionary years was kept alive as an inspiring memory. It was finally in 1946 that women in France won the right to vote.

Source E

The life of a revolutionary woman – Olympe de Gouges (1748-1793)

Olympe de Gouges was one of the most important of the politically active women in revolutionary France. She protested against the Constitution and the Declaration of Rights of Man and Citizen as they excluded women from basic rights that each human being was entitled to. So, in 1791, she wrote a *Declaration of the Rights of Woman and Citizen,* which she addressed to the Queen and to the members of the National Assembly, demanding that they act upon it. In 1793, Olympe de Gouges criticised the Jacobin government for forcibly closing down women's clubs. She was tried by the National Convention, which charged her with treason. Soon after this she was executed.



© NCERT not to be republished

ماخذ F

اولمپے ڈی گوجز کے اعلان میں تحریر کیے گئے چند بنیادی حقوق:

1. عورت آزاد پیدا ہوتی ہے اور حقوق میں مردوں کے برابر ہے۔
2. عورت اور مرد کے فطری حقوق کا تحفظ سیاسی انجمن کا مقصد ہے آزادی، ملکیت، تحفظ اور ان سب سے بالاتر استبداد کے خلاف مدافعت جیسے حقوق ہیں۔
3. عورت اور مرد کے اشتراک سے بنے ملک ہی کو اقتدار اعلیٰ حاصل ہوتا ہے۔
4. عام لوگوں کا رائے عامہ ہی قانون ہے۔ قانون کی تشکیل میں ذاتی طور سے یا اپنے نمائندوں کے ذریعہ تمام شہریوں کو رائے دہی کا حق ہونا چاہیے۔ اپنی اہلیتوں کے مطابق اپنی صلاحیت کے علاوہ امتیاز کے بغیر تمام خواتین اور مردوں کو مساویانہ طور پر احترام اور عوامی ملازمت کا اہل ہونا چاہیے۔
5. قانون کے معاملے میں کوئی عورت مستثنیٰ نہیں ہے، اس پر الزام لگایا جاسکتا ہے، گرفتاری ہوسکتی ہے اور قانون کے ذریعہ طے شدہ مقدمات کے دوران حراست میں رکھی جاسکتی ہے۔ مردوں کی طرح خواتین بھی اس سخت گیر قانون کو تسلیم کریں۔

مشغلہ

اولمپے ڈی گوجز کے ذریعہ تیار کیا گیا اعلان نامہ (ماخذ F) کا موازنہ ''انسانی اور شہری حقوق کا اعلان'' (ماخذ C) سے کریں۔



شکل–13 : بیکری کے سامنے قطار میں کھڑی عورتیں

مشغلہ

شکل 13 میں خود کو ایک عورت تصور کیجیے۔ شومت (ماخذ G) کے ذریعہ پیش کیے گئے دلائل کا جواب دیجیے۔

ماخذ G

1793 میں جیکو بن سیاست داں شومت نے عورتوں کے کلیوں کو درج ذیل وجوہات کی بنا پر بند کرنے کے فیصلے کو صحیح قرار دیا:

کیا قدرت نے مردوں کو گھریلو ذمہ داریاں سونپی ہیں؟ کیا قدرت نے بچوں کو دودھ پلانے کے لیے ہم کو چھاتیاں دی ہیں؟

نہیں

قدرت نے مرد سے کہا:

مرد بنو، شکار، زراعت، سیاسی ذمہ داریاں: یہی تمہارا راج پاٹ ہے۔

قدرت نے عورت سے کہا:

عورت بنو..... گھر بار کی ذمہ داریاں، ماں بننے کی میٹھی میٹھی ذمے داریاں یہ تمہارے کام ہیں۔

بے شرم ہیں وہ عورتیں جو مرد بننا چاہتی ہیں۔ کیا فرائض کا مناسب بٹوارہ پہلے ہی نہیں ہو چکا ہے؟

Source F

Some of the basic rights set forth in Olympe de Gouges' *Declaration*.

1. Woman is born free and remains equal to man in rights.
2. The goal of all political associations is the preservation of the natural rights of woman and man: These rights are liberty, property, security, and above all resistance to oppression.
3. The source of all sovereignty resides in the nation, which is nothing but the union of woman and man.
4. The law should be the expression of the general will; all female and male citizens should have a say either personally or by their representatives in its formulation; it should be the same for all. All female and male citizens are equally entitled to all honours and public employment according to their abilities and without any other distinction than that of their talents.
5. No woman is an exception; she is accused, arrested, and detained in cases determined by law. Women, like men, obey this rigorous law.

Activity

Compare the manifesto drafted by Olympe de Gouges (Source F) with the Declaration of the Rights of Man and Citizen (Source C).



Fig. 13 – Women queuing up at a bakery.

Activity

Imagine yourself to be one of the women in Fig. 13. Formulate a response to the arguments put forward by Chaumette (Source G).

Source G

In 1793, the Jacobin politician Chaumette sought to justify the closure of women's clubs on the following grounds:

'Has Nature entrusted domestic duties to men? Has she given us breasts to nurture babies?

No.

She said to Man:

Be a man. Hunting, agriculture, political duties … that is your kingdom.

She said to Woman:

Be a woman … the things of the household, the sweet duties of motherhood – those are your tasks.

Shameless are those women, who wish to become men. Have not duties been fairly distributed?'

5 غلامی کا خاتمہ

جیکو بن حکومت کی سب سے بڑی انقلابی سماجی اصلاحات میں سے ایک فرانسیسی نوآبادیات میں غلامی کا خاتمہ تھا۔ کیریبین نوآبادیات، مارٹی نیک، گواڈیلوپ اور سان ڈاومینگو تمباکو، نیل، چینی اور کافی جیسی اشیاء کے اہم سپلائر تھے۔ دور دراز علاقوں اور انجان سرزمینوں پر یورپی باشندوں میں کام کرنے کا مطلب شجرکاری میں مزدوری کی کمی تھی۔ اسی لیے یہ مسئلہ یوروپ افریقہ اور دونوں امریکاؤں (شمالی اور جنوبی) میں غلاموں کی سہ طرفہ تجارت سے حل کیا گیا۔ غلاموں کی تجارت کی ابتدا سترھویں صدی سے ہوئی تھی۔ بوردے یا نانتے کی بندرگاہوں سے فرانسیسی تاجر افریقی ساحل تک سمندری سفر کرتے تھے جہاں وہ مقامی سرداروں سے غلام خریدتے تھے۔ دغے ہوئے اور پانہ زنجیر غلام جہاز میں ٹھوس دیے جاتے تھے۔ جو بحر اوقیانوس کے پار بحیرہ کریبین تک تین ماہ کا طویل سمندری سفر کرتے تھے وہاں یہ شجر کار مالکوں کے ہاتھ فروخت کیے جاتے تھے۔ غلاموں کی محنت کے استحصال نے یوروپین بازاروں میں چینی، کافی اور نیل کی بڑھتی ہوئی مانگوں کو پورا کرنے کا اہل بنا دیا۔ بوردے یا نانتے جیسے بندرگاہی شہروں کی معاشی خوش حالی اسی پھلتی پھولتی غلاموں کی تجارت کی مرہون منت تھی۔

اٹھارہویں صدی کے دوران فرانس میں غلامی کے خلاف تنقید کا فقدان تھا۔ قومی اسمبلی میں اس موضوع پر طویل مباحثے جاری رہے کہ آیا انسانی بنیادی حقوق کو تمام فرانسیسی رعایا تک بشمول وہ رعایا جو کہ نوآبادیات میں رہتی تھی توسیع کی جانی چاہیے یا نہیں؟ لیکن قومی اسمبلی نے قوانین اس خوف سے پاس نہیں کیے کہ وہ تاجر طبقہ جو غلاموں کی تجارت سے کمائی ہوئی آمدنی پر منحصر تھا، مخالفت پر آمادہ نہ ہو جائے۔ آخر کار 1794 میں منعقد ہونے والے اجلاس میں سمندر پار فرانسیسی مقبوضات میں تمام غلاموں کو آزاد کرنے کا قانون بنایا گیا۔ لیکن یہ اقدام نہایت مختصر سی مدت تک رہا کیونکہ اس کے دس سال بعد نپولین نے غلامی کا رواج دوبارہ شروع کر دیا۔ شجر کار مالکوں کو اپنے معاشی مفادات کو پورا کرنے کے لیے افریقی نیگروں کو غلام بنانے کی آزادی مل گئی۔ آخر کار 1848 میں تمام فرانسیسی نوآبادیات سے غلامی کا رواج مٹا دیا گیا۔



شکل 14: غلاموں کی نجات

1794 کا یہ نقش غلاموں کی نجات کی وضاحت کرتا ہے۔ اوپر کی جانب ترنگے جھنڈے میں 'انسانی حقوق' کا نعرہ درج ہے۔ نیچے کی جانب یہ تحریر ہے: غلاموں کی آزادی۔ ایک فرانسیسی عورت افریقی اور ریڈ انڈین غلاموں کو پہننے کے لیے یوروپی کپڑے دیتے ہوئے 'مہذب' بنانے کی کوشش کر رہی ہے۔

نئے الفاظ

نیگرو: سہارا ریگستان کے جنوب میں افریقہ کے مقامی لوگوں کے لیے استعمال ہونے والی اصطلاح یہ ایک تحقیر آمیز اصطلاح ہے جو اب عام طور سے استعمال نہیں ہوتی۔

نجات : آزادی دینے کا عمل

مشغلہ

شکل 14 کے بارے میں اپنا خیال لکھیے۔ زمین پر پڑی اشیا کو بیان کیجیے۔ یہ کس چیز کی علامت پیش کرتی ہیں؟ غیر یوروپی غلاموں کے تحت یہ تصویر کیا نظریہ پیش کرتی ہے؟

5 The Abolition of Slavery

One of the most revolutionary social reforms of the Jacobin regime was the abolition of slavery in the French colonies. The colonies in the Caribbean – Martinique, Guadeloupe and San Domingo – were important suppliers of commodities such as tobacco, indigo, sugar and coffee. But the reluctance of Europeans to go and work in distant and unfamiliar lands meant a shortage of labour on the plantations. So this was met by a triangular slave trade between Europe, Africa and the Americas. The slave trade began in the seventeenth century. French merchants sailed from the ports of Bordeaux or Nantes to the African coast, where they bought slaves from local chieftains. Branded and shackled, the slaves were packed tightly into ships for the three-month long voyage across the Atlantic to the Caribbean. There they were sold to plantation owners. The exploitation of slave labour made it possible to meet the growing demand in European markets for sugar, coffee, and indigo. Port cities like Bordeaux and Nantes owed their economic prosperity to the flourishing slave trade.

Throughout the eighteenth century there was little criticism of slavery in France. The National Assembly held long debates about whether the rights of man should be extended to all French subjects including those in the colonies. But it did not pass any laws, fearing opposition from businessmen whose incomes depended on the slave trade. It was finally the Convention which in 1794 legislated to free all slaves in the French overseas possessions. This, however, turned out to be a short-term measure: ten years later, Napoleon reintroduced slavery. Plantation owners understood their freedom as including the right to enslave African **Negroes** in pursuit of their economic interests. Slavery was finally abolished in French colonies in 1848.



Fig. 14 – The emancipation of slaves. *This print of 1794 describes the* ***emancipation*** *of slaves. The tricolour banner on top carries the slogan: 'The rights of man'. The inscription below reads: 'The freedom of the unfree'. A French woman prepares to 'civilise' the African and American Indian slaves by giving them European clothes to wear.*

New words

Negroes – A term used for the indigenous people of Africa south of the Sahara. It is a derogatory term not in common use any longer

Emancipation – The act of freeing

Activity

Record your impressions of this print (Fig. 14). Describe the objects lying on the ground. What do they symbolise? What attitude does the picture express towards non-European slaves?

ARCHIVE

6 انقلاب اور روزمرہ زندگی

کیا سیاست لوگوں کے طرز لباس، بولی جانے والی زبان یا پڑھی جانے والی کتابوں کو بدل سکتی ہے؟ فرانس میں 1789 کے بعد آنے والے برسوں میں، مردوں، عورتوں اور بچوں کی زندگیوں میں ایسی متعدد تبدیلیاں رونما ہوئیں۔ انقلابی حکومتوں نے ایسے قوانین پاس کرنے کی ذمہ داری لی جو آزادی اور مساوات کے اصول کو روزمرہ زندگی میں داخل کریں۔

1789 کی گرمیوں کے موسم میں باستیل پر دھاوا بولنے کے فوراً بعد اہم قانون احتساب (سنسر شپ) کو مٹانا تھا۔ پرانی حکومت میں تمام تحریری مواد اور ثقافتی سرگرمیوں، کتابوں، اخباروں، ڈراموں کی اشاعت یا پیش کش صرف اسی صورت میں ممکن تھی جب کہ بادشاہ کے محتسب ان کی منظوری دے دیں۔ اب 'انسانی شہری حقوق کے اعلان' نے تحریر و تقریر اور اظہار کی آزادی کو ایک فطری حق بنا دیا۔ اخبار، پمفلٹ، کتابچے، کتابوں اور چھپی ہوئی تصاویر کا فرانس کے شہروں میں سیلاب آ گیا جہاں سے وہ بڑی تیزی سے دیہی علاقوں میں جا پہنچیں۔ ملک کے تمام لوگوں نے فرانس میں ہو رہے واقعات اور آئی تبدیلیوں کے بارے میں بحث کرنا اور بات چیت کرنا شروع کیا۔ پریس کی آزادی کا یہ مطلب بھی تھا کہ اختلافی نظریات اور واقعات پر اظہار خیال ہو سکتا تھا۔ ہر مکتب خیال نے چھپے ہوئے مواد کے ذریعہ دوسروں کو اپنے خیالات سے مطمئن کرنے کی کوشش کی۔ ڈراموں، گانوں اور تہواری جلوسوں نے لوگوں کی ایک بڑی تعداد کو اپنی جانب مائل کیا۔ یہ ایک ایسا طریقہ تھا جس سے عوام آزادی اور انصاف جیسے نظریات کو سمجھ اور پہچان سکتے تھے۔ جن کو سیاسی فلسفیوں نے اپنی کتابوں میں تفصیل کے ساتھ تحریر کیا تھا جس کو صرف چند تعلیم یافتہ لوگ ہی پڑھ سکتے تھے۔

مشغلہ

اس تصویر کا حال اپنے الفاظ میں بیان کیجیے۔ وہ کون سی تصاویر ہیں جن کو آرٹسٹ نے مندرجہ ذیل نظریات کی ترسیل کے لیے استعمال کیا ہے:

لالچ، مساوات، انصاف، ریاست کے ذریعے چرچ کے اثاثوں کا استعمال۔



شکل 15: حب الوطن موٹا پاگھٹانے کی پریس
1790 کا نامعلوم مصور نقش انصاف کے نظریے کو عملی شکل میں لانے کی کوشش کرتے ہوئے

6 The Revolution and Everyday Life

Can politics change the clothes people wear, the language they speak or the books they read? The years following 1789 in France saw many such changes in the lives of men, women and children. The revolutionary governments took it upon themselves to pass laws that would translate the ideals of liberty and equality into everyday practice.

One important law that came into effect soon after the storming of the Bastille in the summer of 1789 was the abolition of censorship. In the Old Regime all written material and cultural activities – books, newspapers, plays – could be published or performed only after they had been approved by the censors of the king. Now the Declaration of the Rights of Man and Citizen proclaimed freedom of speech and expression to be a natural right. Newspapers, pamphlets, books and printed pictures flooded the towns of France from where they travelled rapidly into the countryside. They all described and discussed the events and changes taking place in France. Freedom of the press also meant that opposing views of events could be expressed. Each side sought to convince the others of its position through the medium of print. Plays, songs and festive processions attracted large numbers of people. This was one way they could grasp and identify with ideas such as liberty or justice that political philosophers wrote about at length in texts which only a handful of educated people could read.

Activity

Describe the picture in your own words. What are the images that the artist has used to communicate the following ideas: greed, equality, justice, takeover by the state of the assets of the church?



Fig. 15 – The patriotic fat-reducing press.
This anonymous print of 1790 seeks to make the idea of justice tangible.

© NCERT



شکل–16 : ماراٹ عوام سے خطاب کرتے ہوئے : یہ پینٹنگ لوئی لیوپولڈ بوائیلی کی ہے۔اس باب میں ماراٹ کے بارے میں آپ نے جو پڑھا ہے اسے یاد کریں۔اس کے اردگرد موجود منظر کو بیان کریں اور اس کی بے پناہ مقبولیت کو بیان کریں۔کسی سیلون میں آنے والے مختلف ناظرین پر اس پینٹنگ کا کیا اثر ہوتا ہوگا؟

خلاصہ

1804 میں نپولین نے فرانس کے شہنشاہ کی حیثیت سے اپنی تاج پوشی کی۔وہ پڑوسی یورپی ممالک کی فتح پر نکل پڑا، خاندانوں کو بے دخل کیا، چھوٹی چھوٹی بادشاہتیں بنائیں جن کو اپنے خاندان کے لوگوں کے تحت کر دیا۔نپولین یوروپ کو جدید بنانا چاہتا تھا۔اس نے جائیداد کا تحفظ اور عشری نظام کے ناپ تول کے لیے یکساں ضابطے بنائے۔ابتدا میں لوگوں نے اس کو ایک ایسا نجات دہندہ سمجھ لیا جو لوگوں کے لیے آزادی لائے گا لیکن جلد ہی نپولین کی افواج کو حملہ آور کی شکل میں دیکھا جانے لگا۔آخرکار 1815 میں وہ واٹرلو کی جنگ میں ہار گیا۔اس کے متعدد ایسے اقدامات جنھوں نے یوروپ کے دوسرے حصوں میں آزادی اور جدید قوانین کے انقلابی خیالات کو پھیلایا، نپولین کے جانے کے بعد بھی طویل مدت تک لوگوں کے ذہنوں کو متاثر کرتے رہے۔

آزادی اور جمہوری حقوق کے خیالات فرانسیسی انقلاب کی اہم ترین میراث تھے۔یہ انیسویں صدی کے زمانے میں فرانس سے یوروپ کے دوسرے حصوں میں پھیل گئے جس کی وجہ سے جاگیردارانہ نظام کا



شکل–17 : نپولین آلپس پہاڑیاں پار کرتے ہوئے۔ڈیوڈ کی پینٹنگ



Fig. 16 - Marat addressing the people. This is a painting by Louis-Leopold Boilly.
Recall what you have learnt about Marat in this chapter. Describe the scene around him. Account for his great popularity. What kinds of reactions would a painting like this produce among viewers in the Salon?

Conclusion

In 1804, Napoleon Bonaparte crowned himself Emperor of France. He set out to conquer neighbouring European countries, dispossessing dynasties and creating kingdoms where he placed members of his family. Napoleon saw his role as a moderniser of Europe. He introduced many laws such as the protection of private property and a uniform system of weights and measures provided by the decimal system. Initially, many saw Napoleon as a liberator who would bring freedom for the people. But soon the Napoleonic armies came to be viewed everywhere as an invading force. He was finally defeated at Waterloo in 1815. Many of his measures that carried the revolutionary ideas of liberty and modern laws to other parts of Europe had an impact on people long after Napoleon had left.



Fig. 17 – Napoleon crossing the Alps, painting by David.

The ideas of liberty and democratic rights were the most important legacy of the French Revolution. These spread from France to the rest of Europe during the nineteenth century, where feudal systems

© NCERT

خاتمہ ہوا۔نوابادیاتی ریاستوں کے عوام نے اپنی تحریکوں کے ذریعہ غلامی سے آزادی کے تصور کو از سرنو تعمیر کیا اور ایک خودمختار قوم کی تشکیل کی۔ ٹیپو سلطان اور راجہ رام موہن رائے ایسے افراد کی مثالیں ہیں جنہوں نے فرانسیسی انقلاب کے تصورات کا جوابی ردعمل پیش کیا۔

باکس 2

فرانسیسی انقلاب کے دوران یوروپ میں پھیلے ہوئے نئے خیالات سے متاثر ہونے والے لوگوں میں راجہ رام موہن رائے ایک تھے۔ فرانسیسی انقلاب کے بعد واقع ہونے والا جولائی کا انقلاب ان کے خیالات کو تحریک بخشا۔
1830 میں فرانس میں واقع جولائی انقلاب کے بارے میں سنا تو وہ کچھ نہیں سوچ سکے اور بات تک نہیں کی۔ انگلینڈ جاتے ہوئے حادثے کا شکار ہونے کے باوجود انہوں نے کیپ ٹاؤن کے قریب ترنگا لہرانے اور جنگی جہازوں کا دورہ کرنے پر اصرار کیا۔
ششوبھن سرکار 1964 بنگال نشاۃ الثانیہ

مشاغل

مشاغل

1. اس باب میں آپ نے جن انقلابی رہنماؤں کے بارے میں پڑھا ہے، ان میں سے کسی ایک کے بارے میں مزید معلومات حاصل کیجیے۔اس شخص کی مختصر سوانح حیات لکھیے۔
2. فرانسیسی انقلاب نے ہر دن اور ہر ہفتہ کے واقعات کو بیان کرنے والے اخبارات میں اضافہ دیکھا۔کسی ایک واقعہ کے بارے میں معلومات اور تصاویر اکٹھا کیجیے اور ایک اخباری مضمون لکھیے۔آپ میرابیو، اولمپے ڈی گوجز، روبسپیر جیسی اہم شخصیات کے ساتھ ایک خیالی انٹرویو بھی کر سکتے ہیں۔دو یا تین گروپ میں کام کیجیے۔ ہر ایک گروپ فرانسیسی انقلاب پر دیواری رسالہ تیار کرنے کے لیے اپنے مضامین کو بورڈ پر لگا کر سکتا ہے۔

سوالات

1. وہ حالات بیان کیجیے جن کی وجہ سے فرانس میں انقلابی مظاہرے شروع ہوئے۔
2. فرانسیسی معاشرے کے کن گروہوں نے انقلاب سے فائدہ اٹھایا؟ کن گروہوں کو اقتدار چھوڑنے پر مجبور کیا گیا؟ انقلاب کے نتائج سے معاشرے کے کونسے طبقے مایوس ہوئے ہوں گے؟
3. انیسویں اور بیسویں صدی کے دوران دنیا کے لوگوں کے لیے فرانسیسی انقلاب کی میراث بیان کیجیے۔
4. ان جمہوری حقوق کی ایک فہرست تیار کیجیے جن کی ابتداء فرانسیسی انقلاب سے ہوئی اور ان سے ہم آج لطف اندوز ہو رہے ہیں۔
5. کیا آپ اس نظریے سے اتفاق کریں گے کہ عالمی حقوق کا پیغام تضادات سے گھرا ہوا تھا؟ وضاحت کیجیے۔
6. آپ نپولین کے عروج کی وضاحت کس طرح کریں گے؟
7. آج بہت سے کم آمدنی والے خاندان 'دیہاڑی دار مزدوروں کے طور پر کام کرتے ہیں۔ان کی اپنی کوئی زمین نہیں ہے۔اور وہ حکومتی کلامی سکیموں پر منحصر ہیں۔ فرانسیسی معاشرے میں کونسا گروہ ان سب سے زیادہ مشابہت رکھتا ہے۔

a) پہلی اسٹیٹ کے بار دی
b) دوسری اسٹیٹ کا کے امراء
c) تیری امینٹ کے امیر لوگ
d) تیسری اسٹیٹ کے غریب مزدور

were abolished. Colonised peoples reworked the idea of freedom from bondage into their movements to create a sovereign nation state. Tipu Sultan and Rammohan Roy are two examples of individuals who responded to the ideas coming from revolutionary France.

Box 2

Raja Rammohan Roy was one of those who was inspired by new ideas that were spreading through Europe at that time. The French Revolution and later, the July Revolution excited his imagination.

'He could think and talk of nothing else when he heard of the July Revolution in France in 1830. On his way to England at Cape Town he insisted on visiting frigates (warships) flying the revolutionary tri-colour flag though he had been temporarily lamed by an accident.'

Susobhan Sarkar, *Notes on the Bengal Renaissance* 1946.

Activities

1. Find out more about any one of the revolutionary figures you have read about in this chapter. Write a short biography of this person.
2. The French Revolution saw the rise of newspapers describing the events of each day and week. Collect information and pictures on any one event and write a newspaper article. You could also conduct an imaginary interview with important personages such as Mirabeau, Olympe de Gouges or Robespierre. Work in groups of two or three. Each group could then put up their articles on a board to produce a wallpaper on the French Revolution.

Activities

Questions

1. Describe the circumstances leading to the outbreak of revolutionary protest in France.
2. Which groups of French society benefited from the revolution? Which groups were forced to relinquish power? Which sections of society would have been disappointed with the outcome of the revolution?
3. Describe the legacy of the French Revolution for the peoples of the world during the nineteenth and twentieth centuries.
4. Draw up a list of democratic rights we enjoy today whose origins could be traced to the French Revolution.
5. Would you agree with the view that the message of universal rights was beset with contradictions? Explain.
6. How would you explain the rise of Napoleon?
7. Today, many low-income families work as daily-wage labourers, have no land of their own and depend on government welfare schemes. In the old French society, which group is most similar to them?

   a) Clergy of the 1st Estate.
   b) Nobles of the 2nd Estate.
   c) Rich people of the 3rd Estate.
   d) Poor workers of the 3rd Estate.

?

یورپ میں اشتراکیت اور روسی انقلاب

1 سماجی تبدیلی کا دور

پچھلے باب میں آپ نے آزادی اور مساوات کے ان موثر خیالات کے بارے میں پڑھا جو فرانسیسی انقلاب کے بعد پورے یورپ پر چھا گئے۔ فرنسیسی انقلاب نے سماج کی تشکیل میں ڈرامائی تبدیلی لانے کے امکان کا راستہ کھولا۔ جیسا کہ آپ پڑھ چکے ہیں کہ اٹھارہویں صدی سے پہلے سماج وسیع پیمانے پر اسٹیٹس اور آرڈرس میں بٹا ہوا تھا اور معاشی اور سماجی طاقت پر طبقہ اشرافیہ اور چرچ کا قبضہ تھا۔ اچانک واقع ہوانے والے انقلاب کے بعد اس نظام میں تبدیلی لانا ممکن دکھائی دینے لگا۔ دنیا کے بیشتر حصوں میں بشمول یوروپ اور ایشیا انفرادی حقوق کے بارے میں نئے نظریات اور سماجی طاقت پر بحث شروع ہوئی۔ ہندوستان میں راجہ رام موہن رائے اور ڈیروزیو نے فرانسیسی انقلاب کی اہمیت پر اپنے خیالات کا اظہار کیا اور دوسرے بہت سے لوگوں نے مابعد انقلابی یورپ کے خیالات پر بحث کی۔ نوآبادیات میں ہونے والی پیش رفت نے سماجی تبدیلی کے ان خیالات کی تشکیل نو کی۔

تاہم، یورپ میں ہر کوئی سماج کی مکمل تبدیلی نہیں چاہتا تھا۔ اس ضمن میں لوگوں کی رائے الگ الگ تھی۔ ایک وہ طبقہ تھا جو کسی نہ کسی شکل میں تبدیلی کو ضروری سمجھتا تھا لیکن اس میں بتدریج تبدیلی کا حامی تھا۔ دوسرے وہ لوگ تھے جو بنیادی طور سے سماج کی تشکیل نو کرنا چاہتے تھے۔ ان میں چند قدامت پسند تھے۔ دوسرے لبرل (روشن خیال) یا ریڈیکلز (بنیاد پرست) تھے۔ اس وقت کے تناظر میں ان اصطلاحات کا واقعی کیا مطلب تھا؟ وہ کون سی بات تھی جو سیاست کے ان اجزء کو الگ کرتی تھی اور وہ کون سی بات تھی جو ان کو آپس میں جوڑتی تھی؟ ہمیں یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ ہر تناظر میں اور ہر وقت میں ان اصطلاحات کا مطلب ایک جیسا نہیں ہے۔

ہم مختصر طور پر انیسویں صدی کے چند اہم سیاسی روایات کا مطالعہ کریں گے اور دیکھیں گے کہ ان کے زیر اثر کیا تبدیلی رونما ہوئی۔ اس کے بعد ہم ایک ایسے تاریخی واقعہ پر نظر ڈالیں گے جس میں سماج کو یکسر تبدیل کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ روس میں انقلاب کے ذریعہ اشتراکیت کا نظریہ بیسویں صدی میں سماجی تشکیل کرنے کے لیے اہم ترین اور طاقتور نظریات میں سے ایک بن گیا۔

1.1 لبرل، بنیاد پرست اور قدامت پسند

سماج میں تبدیلی چاہنے والے لوگوں میں سے ایک گروہ لبرلز کا تھا یہ وہ لوگ تھے جو تمام مذاہب کے تئیں روادار حکومت قائم کرنا چاہیے تھے۔ ہم کو یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ اس زمانے میں یورپی ریاستیں عام طور پر

Chapter – 2

Socialism in Europe and the Russian Revolution

1 The Age of Social Change

In the previous chapter you read about the powerful ideas of freedom and equality that circulated in Europe after the French Revolution. The French Revolution opened up the possibility of creating a dramatic change in the way in which society was structured. As you have read, before the eighteenth century society was broadly divided into estates and orders and it was the aristocracy and church which controlled economic and social power. Suddenly, after the revolution, it seemed possible to change this. In many parts of the world including Europe and Asia, new ideas about individual rights and who controlled social power began to be discussed. In India, Raja Rammohan Roy and Derozio talked of the significance of the French Revolution, and many others debated the ideas of post-revolutionary Europe. The developments in the colonies, in turn, reshaped these ideas of societal change.

Not everyone in Europe, however, wanted a complete transformation of society. Responses varied from those who accepted that some change was necessary but wished for a gradual shift, to those who wanted to restructure society radically. Some were 'conservatives', others were 'liberals' or 'radicals'. What did these terms really mean in the context of the time? What separated these strands of politics and what linked them together? We must remember that these terms do not mean the same thing in all contexts or at all times.

We will look briefly at some of the important political traditions of the nineteenth century, and see how they influenced change. Then we will focus on one historical event in which there was an attempt at a radical transformation of society. Through the revolution in Russia, socialism became one of the most significant and powerful ideas to shape society in the twentieth century.

1.1 Liberals, Radicals and Conservatives

One of the groups which looked to change society were the liberals. Liberals wanted a nation which tolerated all religions. We should remember that at this time European states usually discriminated in

مذہب کے معاملے میں جانب داری رویہ رکھتی تھیں (برطانیہ چرچ آف انگلینڈ کا حامی تھا جب کہ آسٹریا اور اسپین کیتھولک چرچ سے وابستہ تھے) لبرلز کا گروپ خاندانی حکمرانوں کی بے روک ٹوک طاقت کا بھی مخالف تھا۔ وہ حکومت کے خلاف افراد کے حقوق کا تحفظ چاہتے تھے۔ وہ ایسی منتخبہ نمائندہ پارلیمانی حکومت کی وکالت کرتے تھے، جس کے قوانین کی ترجمانی کا کام حکمرانوں کے کنٹرول سے آزاد تربیت یافتہ عدلیہ کے تابع ہو۔ تاہم، وہ جمہوریت کے حامی نہیں تھے۔ وہ ہمہ گیر بالغ رائے دہندگی یعنی ہر شہری کے لیے ووٹ دینے کی حق میں یقین نہیں کرتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ خاص طور سے صاحب جائیداد لوگوں کو ووٹ کا حق ہونا چاہیے۔ وہ عورتوں کے لیے بھی ووٹ کے حق کو تسلیم نہیں کرتے تھے۔

اس کے برخلاف ریڈیکلز وہ لوگ تھے جو ایک ایسی قوم چاہتے تھے جس میں حکومت ملک کی آبادی کی اکثریت پر قائم ہو۔ ان میں بہت سے ایسے لوگ بھی تھے جنھوں نے خواتین کے حق رائے دہی کی تحریک کی حمایت کی۔ لبرلز سے بالکل برعکس وہ بڑے بڑے زمینداروں اور دولت مند کارخانوں کے مالکین کے لیے مخصوص مراعات کے مخالف تھے۔ یہ نجی ملکیت رکھنے کے مخالف نہیں تھے۔ لیکن چند لوگوں کے ہاتھوں میں دولت کے ارتکاز کو ناپسند کرتے تھے۔

قدامت پسند وہ لوگ تھے جو ریڈیکلز اور لبرلز دونوں کے مخالف تھے۔ تاہم فرانسیسی انقلاب کے بعد قدامت پسند لوگوں نے بھی تبدیلی کی ضرورت کو محسوس کیا۔ اس سے پہلے اٹھارہویں صدی میں قدامت پسند عام طور سے تبدیلی کے نظریے کی مخالف کرتے تھے۔ لیکن انیسویں صدی تک انہوں نے اس حقیقت کو تسلیم کرلیا کہ کسی نہ کسی نوعیت کی کوئی تبدیلی ناگزیر ہے لیکن ساتھ ہی ان کا یہ بھی عقیدہ تھا کہ ماضی کا احترام لازم ہے اور تبدیلی ایک نہایت سست روی کے عمل سے لانی چاہئے۔

ایسے اختلافی نظریات کی موجودگی میں اس سماجی اور سیاسی ہنگامے کے دوران سماجی تبدیلی کے خیالات کے درمیان ٹکراؤ ہوا جو فرانسیسی انقلاب کے بعد رونما ہوا۔ انیسویں صدی میں انقلاب اور قومی تبدیلی کی متعدد کوششوں نے ان تمام سیاسی حدود اور امکانات کو واضح کردیا۔

1.2 صنعتی معاشرہ اور سماجی تبدیلی

یہ سیاسی رجحانات آنے والے ایک نئے دور کا اشارہ کررہے تھے۔ یہ ایک عظیم سماجی اور معاشی تبدیلیوں کا دور تھا۔ یہ وہ دور تھا جب نئے نئے شہر وجود میں آرہے تھے۔ صنعتی خطوں کی ترقی ہورہی تھی، ریلوے کی توسیع ہورہی تھی اور انقلاب رونما ہوچکا تھا۔

صنعت کاری نے مردوں، عورتوں اور بچوں میں فیکٹریوں تک پہنچادیا۔ اکثر کام کے گھنٹے طویل تھے اور اجرتیں نہایت کم۔ بے روزگاری عام تھی، خاص طور سے اس وقت جب صنعتی مال کی مانگ کم ہوجاتی تھی۔ چونکہ شہر بڑی تیزی سے پھیل رہے تھے، اس لیے رہائش اور صفائی کے مسائل بڑھ رہے تھے روشن خیال اور ریڈیکلز ان مسائل کا حل تلاش کررہے تھے۔

نئے الفاظ

خواتین کے حق رائے دہی کی تحریک۔ خواتین کو ووٹ کا حق دینے کے لیے ایک تحریک۔

favour of one religion or another (Britain favoured the Church of England, Austria and Spain favoured the Catholic Church). Liberals also opposed the uncontrolled power of dynastic rulers. They wanted to safeguard the rights of individuals against governments. They argued for a representative, elected parliamentary government, subject to laws interpreted by a well-trained judiciary that was independent of rulers and officials. However, they were not 'democrats'. They did not believe in universal adult franchise, that is, the right of every citizen to vote. They felt men of property mainly should have the vote. They also did not want the vote for women.

In contrast, radicals wanted a nation in which government was based on the majority of a country's population. Many supported women's **suffragette** movements. Unlike liberals, they opposed the privileges of great landowners and wealthy factory owners. They were not against the existence of private property but disliked concentration of property in the hands of a few.

Conservatives were opposed to radicals and liberals. After the French Revolution, however, even conservatives had opened their minds to the need for change. Earlier, in the eighteenth century, conservatives had been generally opposed to the idea of change. By the nineteenth century, they accepted that some change was inevitable but believed that the past had to be respected and change had to be brought about through a slow process.

Such differing ideas about societal change clashed during the social and political turmoil that followed the French Revolution. The various attempts at revolution and national transformation in the nineteenth century helped define both the limits and potential of these political tendencies.

1.2 Industrial Society and Social Change

These political trends were signs of a new time. It was a time of profound social and economic changes. It was a time when new cities came up and new industrialised regions developed, railways expanded and the Industrial Revolution occurred.

Industrialisation brought men, women and children to factories. Work hours were often long and wages were poor. Unemployment was common, particularly during times of low demand for industrial goods. Housing and sanitation were problems since towns were growing rapidly. Liberals and radicals searched for solutions to these issues.

New words

Suffragette movement – A movement to give women the right to vote.

APSCERT



شکل–1 : عصری فنکار کی نظر میں انیسویں صدی کے وسط میں لندن کے غریب لوگ
لندن کے مزدور اور لندن کے غریب لوگ، 1861 ہینری مے ہیو کی مصوری

تقریباً تمام صنعتیں انفرادی ملکیت ہوتی تھیں۔ روشن خیال اور ریڈیکلز دونوں ہی اکثر جائیداد کے مالک اور آجر تھے۔ ان کا خیال تھا کہ تجارت یا صنعتی اداروں کے ذریعہ دولت جمع کرنے کی کوششوں کی حوصلہ افزائی کی جانی چاہیے۔ جس کے فوائد اس صورتحال میں حاصل کیے جاسکیں گے جبکہ معیشت میں مزدور صحت مند ہو اور شہری تعلیم یافتہ ہوں گے۔ یہ لوگ پرانے طبقہ اشرافیہ کی ان مراعات کی مخالفت پر آمادہ ہوئے جو ان کو پیدائشی طور پر حاصل تھیں۔ اسی کے ساتھ انفرادی پیش قدمی محنت اور مہم کاروبار کی اہمیت پر ان کو مکمل یقین تھا۔ ان کا خیال تھا کہ اگر افراد کی آزادی کو مستحکم بنایا جائے، اگر غریب لوگ محنت کر سکتے ہیں اور وہ لوگ جن کے پاس سرمایہ ہو بغیر کسی پابندی کے کام کر سکتے ہوں تو ان حالات میں تمام سماج ترقی کرے گا۔ انیسویں صدی کے ابتدائی حصے میں بہت سے مزدور مرد اور عورتیں جو دنیا میں تبدیلیوں کے خواہاں تھے، روشن خیال اور ریڈیکلز گروپوں کے اردگرد جمع ہو گئے۔

بعض قوم پرست روشن خیال اور ریڈیکلز ایسے تھے جو 1815 میں یورپ میں قائم حکومتوں کا خاتمہ کرنا چاہتے تھے۔ فرانس، اٹلی، جرمنی اور روس میں یہ انقلابی بن گئے اور اس وقت کے موجود شہنشاہوں کا تختہ الٹنے کے لیے کمربستہ ہو گئے۔ قوم پرستوں نے ایسے انقلابوں کی بات کی جو ایسی نئی 'قوم' پیدا کریں



Fig. 1 – The London poor in the mid-nineteenth century as seen by a contemporary.
From: Henry Mayhew, London Labour and the London Poor, *1861.*

Almost all industries were the property of individuals. Liberals and radicals themselves were often property owners and employers. Having made their wealth through trade or industrial ventures, they felt that such effort should be encouraged – that its benefits would be achieved if the workforce in the economy was healthy and citizens were educated. Opposed to the privileges the old aristocracy had by birth, they firmly believed in the value of individual effort, labour and enterprise. If freedom of individuals was ensured, if the poor could labour, and those with capital could operate without restraint, they believed that societies would develop. Many working men and women who wanted changes in the world rallied around liberal and radical groups and parties in the early nineteenth century.

Some nationalists, liberals and radicals wanted revolutions to put an end to the kind of governments established in Europe in 1815. In France, Italy, Germany and Russia, they became revolutionaries and worked to overthrow existing monarchs. Nationalists talked of revolutions that would create 'nations' where all citizens would have

گی جہاں تمام شہریوں کو مساویانہ حقوق حاصل ہوں گے۔ 1815 کے بعد ایک اطالوی قوم پرست گیسپے میزنی نے اسی مقصد کو اٹلی میں حاصل کرنے کے لیے دوسروں کے ساتھ مل کر مہم چلائی۔ پوری دنیا کے قوم پرستوں نے بشمول ہندوستان اس کی تحریروں کو پڑھا۔

1.3 یورپ میں اشتراکیت (سوشلزم) کی آمد

معاشرے کی تشکیل کے بارے میں شائد سب سے زیادہ بصیرت رکھنے والے خیالات میں سے ایک سوشلزم تھا۔ انیسویں صدی کے وسط تک یورپ میں سوشلزم کے نظریات کو مقبولیت حاصل ہوئی اور اس نے ساری دنیا کو اپنی جانب مبزول کی۔

سوشلسٹ نظریے کے حامی خانگی جائیداد کے مخالف تھے اور اس کو ہر زمانے میں موجود تمام سماجی برائیوں کی جڑ سمجھتے تھے۔ ان کا یہ انداز فکر کیوں تھا؟ لوگوں کو روزگار فراہم کرانے والی جائیداد کے مالکوں کو صرف اپنے ذاتی منافع کی فکر لاحق رہتی تھی، نہ کہ ان لوگوں کی فلاح بہبودی سے جنہوں نے ان کی جائیداد کو نتیجہ خیز بنایا تھا۔ اس لیے کسی ایک فرد کی بجائے جائیداد پر بحیثیت مجموعی سارے سماج کا کنٹرول ہو تو اجتماعی سماجی مفادات پر زیادہ توجہ دی جاسکے گی۔ اشتراکی گروہ یہی تبدیلی چاہتا تھا اور اسی مقصد کو حاصل کرنے کے لیے مہم چلا رہا تھا۔

کوئی سماج بغیر خانگی جائیداد کے کس طرح چل سکتا تھا؟ اشتراکی سماج کی بنیاد کس پر قائم ہوگی؟

مستقبل کے بارے میں اشتراکیوں کا نقطہ نظر مختلف تھا۔ ان میں سے چند امداد باہمی یعنی کوآپریٹیو کے نظریہ پر یقین رکھتے تھے۔ رابرٹ اووین (1858-1771) ایک معروف انگریز صنعت کار نے انڈیانا (یو ایس اے) میں نیو ہارمانی نام کی ایک امداد باہمی سوسائٹی بنانے کی کوشش کی۔ دوسرے اشتراکیوں کا خیال تھا کہ صرف انفرادی پیش قدمی کے ذریعہ اونچے پیمانے پر امداد باہمی سوسائیٹاں بنانا ممکن نہیں ہے۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ اس سمت میں حکومتیں ایسی سوسائٹیوں کی حوصلہ افزائی کریں۔ مثال کے طور پر فرانس میں لوئی بلانک (1882-1813) چاہتا تھا کہ حکومت کو سرمایہ دارانہ کاروبار کے بجائے کوآپریٹیو سوسائیٹیوں کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے۔ یہ امداد باہمی سوسائٹیاں عوام کی ایسی انجمنیں تھیں جو مل کر مصنوعات تیار کرتیں اور ممبران کے کام کے مطابق منافع کو تقسیم کرتی تھیں۔

کارل مارکس (1883-1818)، اور فریڈرک اینجلس (1895-1820) نے ان تمام دلائل میں دوسرے نظریات بھی شامل کردیے گئے۔ مارکس نے یہ دلیل پیش کی کہ صنعتی سماج سرمایہ دارانہ ہے۔ فیکٹریوں میں لگائے گئے سرمایہ کی ملکیت سرمایہ داروں کے پاس تھی اور سرمایہ داروں کا منافع مزدور کے ذریعہ پیدا کیا جاتا تھا۔ مزدوروں کی حالت میں سدھار اس وقت تک ممکن نہیں ہوسکتا جب تک کہ خانگی سرمایہ دار منافع بٹورتے رہیں گے۔ مزدوروں کو سرمایہ دارانہ نظام اور خانگی ملکیت کے اصول کو اکھاڑ پھینکنا ہوگا۔ مارکس کا یہ خیال تھا کہ خود کو سرمایہ دارانہ استحصال سے آزاد کرانے کے لیے مزدوروں کو ایک ایسے بنیادی اشتراکی سماج کی تعمیر کرنی ہوگی جہاں تمام جائیداد پر سماجی کنٹرول قائم ہو۔ یہ ایک کمیونسٹ سماج ہوگا۔ اس کو یقین تھا کہ مزدوروں کو سرمایہ داروں کے ساتھ جنگ میں فتح حاصل ہوگی۔ مستقبل میں کمیونسٹ سماج ایک فطری سماج ہوگا۔

مشغلہ

خانگی جائیداد کے سرمایہ دارانہ اور اشتراکی خیالات کے درمیان دو فرق بتائیے۔

equal rights. After 1815, Giuseppe Mazzini, an Italian nationalist, conspired with others to achieve this in Italy. Nationalists elsewhere – including India – read his writings.

1.3 The Coming of Socialism to Europe

Perhaps one of the most far-reaching visions of how society should be structured was socialism. By the mid - nineteenth century in Europe, socialism was a well-known body of ideas that attracted widespread attention.

Socialists were against private property, and saw it as the root of all social ills of the time. Why? Individuals owned the property that gave employment but the propertied were concerned only with personal gain and not with the welfare of those who made the property productive. So if society as a whole rather than single individuals controlled property, more attention would be paid to collective social interests. Socialists wanted this change and campaigned for it.

How could a society without property operate? What would be the basis of socialist society?

Socialists had different visions of the future. Some believed in the idea of cooperatives. **Robert Owen** (1771-1858), a leading English manufacturer, sought to build a cooperative community called New Harmony in Indiana (USA). Other socialists felt that cooperatives could not be built on a wide scale only through individual initiative: they demanded that *governments* encourage cooperatives. In France, for instance, **Louis Blanc** (1813-1882) wanted the government to encourage cooperatives and replace capitalist enterprises. These cooperatives were to be associations of people who produced goods together and divided the profits according to the work done by members.

Karl Marx (1818-1883) and **Friedrich Engels** (1820-1895) added other ideas to this body of arguments. Marx argued that industrial society was 'capitalist'. Capitalists owned the capital invested in factories, and the profit of capitalists was produced by workers. The conditions of workers could not improve as long as this profit was accumulated by private capitalists. Workers had to overthrow capitalism and the rule of private property. Marx believed that to free themselves from capitalist exploitation, workers had to construct a radically socialist society where all property was socially controlled. This would be a communist society. He was convinced that workers would triumph in their conflict with capitalists. A communist society was the natural society of the future.

Activity

List two differences between the capitalist and socialist ideas of private property.

© NCERT

1.4 اشتراکیت کی حمایت

1870 کے دہے تک یوروپ میں اشتراکی نظریات پھیل گئے۔ اشتراکیوں نے اپنی کوششوں کو مربوط کرنے کے لیے ایک بین الاقوامی جماعت تشکیل دی جو سیکنڈ انٹرنیشنل کے نام سے مشہور ہے۔

بہتر معیار زندگی اور کام کی شرائط کی خاطر جدوجہد کرنے کے لیے انگلینڈ اور جرمنی میں مزدوروں نے انجمنیں بنانا شروع کر دیں۔ مصیبت اور ضرورت کے وقت اپنے ممبران کی مدد کے لیے انہوں نے باقاعدہ فنڈ جمع کیے۔ کام کے گھنٹوں میں کمی اور ووٹ دینے کے حق کا مطالبہ کیا۔ جرمنی میں ان انجمنوں نے سوشل ڈیموکریٹک پارٹی (SDP) کے ساتھ قریبی رشتہ قائم کیا اور پارلیمنٹ کی نشستیں جیتنے میں اس کی مدد کی۔ 1905 تک اشتراکیوں اور ٹریڈ یونین کے حامیوں نے برطانیہ میں لیبر پارٹی اور فرانس میں سوشلسٹ پارٹی کی تشکیل دی تاہم 1914 تک یوروپ میں حکومت بنانے میں اشتراکیوں کو کبھی کامیابی نہیں ملی۔ تاہم پارولیمانی سیاست میں ان کی مضبوط تعداد نے قانون سازی میں اہم کردار ضرور نبھایا۔ لیکن حکومتیں قدامت پسند، روشن خیال اور ریڈیکلز کے ذریعہ چلائی جاتی رہیں۔

مشغلہ

تصور کیجیے کہ خانگی جائیداد ختم کرنے اور اجتماعی ملکیت شروع کرنے کے اشتراکی نظریات پر بحث کرنے کے لیے آپ کے علاقے میں ایک میٹنگ بلائی گئی ہے۔ اس میٹنگ کے لیے ایک تقریر لکھیے اگر آپ

- کھیت پر کام کرنے والا ایک غریب مزدور ہو۔
- ایک درمیانی سطح کا زمیندار ہو۔
- ایک مالک مکان ہو۔



شکل 2: یہ 1871 پیرس کمیون کی ایک پینٹنگ ہے (السٹریٹیڈ لندن نیوز، 1871 سے لی گئی)۔ یہ مارچ اور مئی 1871 کے درمیان پیرس میں عوامی بغاوت کے ایک منظر کی تصویر کشی کرتی ہے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب پیرس کی ٹاؤن کونسل (کمیون) پر عوام کی حکومت نے قبضہ کر لیا تھا جس میں مزدور، معمولی لوگ، پیشہ ور، سیاسی کارکن اور دوسرے لوگ شامل تھے۔ یہ بغاوت فرانسیسی ریاست کی پالیسیوں کے خلاف بڑھتی بے اطمینانی کے پس منظر میں ابھر کر آئی تھی۔ بالآخر حکومت کے فوجی دوستوں نے اس بغاوت کو طاقت سے کچل دیا لیکن پوری دنیا میں اشتراکی انقلاب کے پیش خیمے کی حیثیت سے اشتراکیوں نے پیرس کمیون کی اہمیت کو تسلیم کیا ہے۔ پیرس کمیون کی دوسری اہم میراثیں بھی ہیں۔ پہلی یہ کہ مزدوروں کے لال جھنڈے کے ساتھ اس کی وابستگی کیونکہ کمیونارڈوں (پیرس کے انقلابیوں) نے یہی جھنڈا پھیرایا۔ دوسری، یہ کہ 1792 میں لکھا گیا ایک جنگی گانا مارسٹی ایز کمیون اور حریت کی جدوجہد کی علامت بن گیا۔

1.4 Support for Socialism

By the 1870s, socialist ideas spread through Europe. To coordinate their efforts, socialists formed an international body – namely, the Second International.

Workers in England and Germany began forming associations to fight for better living and working conditions. They set up funds to help members in times of distress and demanded a reduction of working hours and the right to vote. In Germany, these associations worked closely with the Social Democratic Party (SPD) and helped it win parliamentary seats. By 1905, socialists and trade unionists formed a Labour Party in Britain and a Socialist Party in France. However, till 1914, socialists never succeeded in forming a government in Europe. Represented by strong figures in parliamentary politics, their ideas did shape legislation, but governments continued to be run by conservatives, liberals and radicals.

Activity

Imagine that a meeting has been called in your area to discuss the socialist idea of doing away with private property and introducing collective ownership. Write the speech you would make at the meeting if you are:

- a poor labourer working in the fields
- a medium-level landowner
- a house owner



***Fig.2** – This is a painting of the Paris Commune of 1871 (From Illustrated London News, 1871). It portrays a scene from the popular uprising in Paris between March and May 1871. This was a period when the town council (*commune*) of Paris was taken over by a 'peoples' government' consisting of workers, ordinary people, professionals, political activists and others. The uprising emerged against a background of growing discontent against the policies of the French state. The 'Paris Commune' was ultimately crushed by government troops but it was celebrated by Socialists the world over as a prelude to a socialist revolution. The Paris Commune is also popularly remembered for two important legacies: one, for its association with the workers' red flag – that was the flag adopted by the communards (revolutionaries) in Paris; two, for the 'Marseillaise', originally written as a war song in 1792, it became a symbol of the Commune and of the struggle for liberty.*

2 روسی انقلاب

یورپین ممالک کے سب سے کم صنعتیانہ ممالک کی صورت حال بالکل برعکس تھی۔ روس میں 1917 کے اکتوبر انقلاب کے ذریعہ اشتراکیوں نے حکومت پر قبضہ کرلیا۔ فروری 1917 میں شہنشاہیت کا زوال اور اکتوبر کے واقعات تاریخ میں عام طور سے ''روسی انقلاب'' کے نام سے مشہور ہیں۔

یہ انقلاب کس طرح رونما ہوا؟ انقلاب کے دوران روس میں سماجی اور سیاسی حالات کیا تھے؟ ان سوالات کے جواب دینے کے لیے، آیئے انقلاب سے پہلے روس کے چند سالوں کے حالات پر نظر ڈالتے ہیں۔



شکل–3: وینٹر پیالیس کے وامیٹ ہال میں زار نکلوس دوم
سینٹ پیٹرس برگ 1900
آرنیسٹ لیپگارٹ کی پینٹنگ (1847-1932)

2.1 1914 میں روسی سلطنت

1914 میں زار نکولس دوم روسی سلطنت کا حکمران تھا۔ ماسکو کے قریب و جوار کے علاقے کے علاوہ روسی سلطنت میں موجود فن لینڈ، لاتویا، لیتھوانیا اور پولینڈ، یوکرین اور بیلا روس کے کچھ حصے شامل تھے۔ اس کی سرحدیں بحرالکاہل تک پھیلی تھیں جس میں آج کی مرکزی ایشیائی ریاستیں اور جارجیا، ارمینیا اور آذر بائیجان بھی شامل تھے۔ روسی آرتھوڈاکس عیسائیت اکثریتی لوگوں کا مذہب تھا جس کی پیدائش یونانی آرتھوڈاکس چرچ سے ہوئی تھی۔ لیکن سلطنت میں کیتھولک، پروٹیسٹنٹ، مسلمان اور بدھ بھی شامل تھے۔



شکل–4 : 1914 میں یورپ : یہ نقشہ پہلی عالمی جنگ میں شامل روسی سلطنت اور یورپین ممالک کو ظاہر کرتا ہے۔

APSCERT

2 The Russian Revolution

In one of the least industrialised of European states this situation was reversed. Socialists took over the government in Russia through the October Revolution of 1917. The fall of monarchy in February 1917 and the events of October are normally called the Russian Revolution.

How did this come about? What were the social and political conditions in Russia when the revolution occurred? To answer these questions, let us look at Russia a few years before the revolution.



Fig.3 – Tsar Nicholas II in the White Hall of the Winter Palace, St Petersburg, 1900.
Painted by Earnest Lipgart (1847-1932)

2.1 The Russian Empire in 1914

In 1914, Tsar Nicholas II ruled Russia and its empire. Besides the territory around Moscow, the Russian empire included current-day Finland, Latvia, Lithuania, Estonia, parts of Poland, Ukraine and Belarus. It stretched to the Pacific and comprised today's Central Asian states, as well as Georgia, Armenia and Azerbaijan. The majority religion was Russian Orthodox Christianity – which had grown out of the Greek Orthodox Church – but the empire also included Catholics, Protestants, Muslims and Buddhists.



Fig.4 – Europe in 1914.
The map shows the Russian empire and the European countries at war during the First World War.

2.2 معیشت اور سماج

بیسویں صدی کی ابتدا تک روسی باشندوں کی ایک بڑی اکثریت کا پیشہ زراعت تھا۔ روسی سلطنت کی آبادی کے 85 فیصد لوگ اپنی روزی زراعت سے کماتے تھے۔ زیادہ تر یورپی ممالک کی بہ نسبت یہ تعداد زیادہ تھی۔ مثال کے طور پر فرانس اور جرمنی میں یہ تناسب 40 فیصد اور 50 فیصد تھا سلطنت میں کاشتکار مارکیٹ کے لیے اور خود اپنی ضروریات پوری کرنے کے لیے پیداوار کرتے تھے اور روس اناج برآمد کرنے والا ایک بڑا ملک تھا۔

صنعت کچھ علاقوں تک ہی محدود تھی۔ سینٹ پیٹرس برگ اور ماسکو کے خطے اہم صنعتی علاقے تھے۔ زیادہ تر پیداوار دستکار کیا کرتے تھے لیکن دستکاری کی ورک شاپوں کے ساتھ بڑی بڑی فیکٹریاں بھی موجود تھیں۔ 1890 کے دہے میں بہت سی فیکٹریاں اس وقت قائم ہوئیں جب روس کے ریلوے نظام کی توسیع ہوئی اور صنعت میں غیر ملکی سرمایہ کاری بڑھ گئی۔ کوئلے کی پیداوار دوگنی ہوگئی اور لوہے اور فولاد کی پیداوار میں چار گنا اضافہ ہوا۔ 1900 کے دہے کے آنے تک فیکٹری میں کام کرنے والوں کی آبادی اور دستکاروں کی آبادی تقریباً برابر تھی۔

زیادہ تر صنعتیں صنعت کاروں کی ذاتی ملکیت تھیں۔ حکومت بڑی فیکٹریوں پر نظر رکھتی تھی تاکہ کام کے گھنٹوں کی حد کا تعین ہو اور مزدوروں کو معقول اجرت ملتی رہے۔ لیکن فیکٹری کے معائنہ کرنے والے افسران قواعد کو توڑنے سے روک نہ سکے۔ دستکاری اکائیوں اور چھوٹی چھوٹی ورکشاپوں میں فیکٹریوں کے 10 یا 12 گھنٹوں کے اوقات کے مقابلے مزدور بعض اوقات 15 گھنٹے کام کرتے تھے۔ رہائش کی سہولتیں کمروں اور اجتماعی خواب گاہوں میں مختلف تھیں۔

مزدور سماجی طور پر گروہوں میں بٹے ہوئے تھے۔ چند لوگوں کے روابط مضبوط تھے جہاں سے وہ آئے تھے۔ جبکہ دوسرے مستقل طور پر شہروں میں آباد ہوگئے تھے۔ مہارت کے معاملہ میں بھی مزدور بٹے ہوئے تھے۔ سینٹ پیٹرس برگ کے ایک دھاتی کام کرنے والے نے بتایا تھا کہ اس وقت دھات کا کام کرنے والے دوسرے مزدوروں کے مقابلے خود کو اشرافیہ تسلیم کرتے تھے کیونکہ ان کے پیشے کے لیے زیادہ تر بیت اور مہارت کی ضرورت پیش آتی تھی۔ 1914 کی مدت تک عورتیں مزدوروں کا 31 فیصد تھیں لیکن ان کو اجرتیں مردوں سے کم ملتی تھیں (مردوں کی اجرت کا نصف سے تین چوتھائی کے درمیان) لباس اور اطوار سے بھی مزدوروں کے درمیان فرق کو بھی دیکھا جاسکتا تھا۔ جنسیت کے اعتبار سے بھی مزدوروں میں تفریق ہوتی تھی۔ چند مزدور ایسے بھی تھے جنہوں نے بے روزگاری یا مالی پریشانیوں سے نمٹنے کے لیے اپنے ممبران کی مدد کے لیے انجمنیں بنالی تھیں ایسی انجمنوں کی تعداد بہت کم تھی۔

ان تفریقوں کے باوجود تمام مزدور اس وقت ہڑتال کے لیے متحد ہوجاتے تھے جب برطرفی یا کام کی شرائط کے بارے میں مالکوں کے ساتھ اختلاف پیدا ہوتا۔ 97-1896 کے دوران کپڑے کی صنعت میں اور 1902 کے دوران دھاتوں کی صنعت میں ایسی ہڑتالیں کثرت سے ہوئیں۔

دیہی علاقوں میں کسان زیادہ تر زمین پر کاشتکاری کرتے تھے۔ بادشاہ، طبقہ اشرافیہ اور آرتھوڈاکس چرچ بڑی جائیدادوں کے مالک تھے۔ مزدوروں کی طرح کسان بھی بٹے ہوئے تھے۔ وہ تنگ نظر اور بے حد



شکل-5 : جنگ سے پہلے سینٹ پیٹرس برگ میں بے روزگار کسان
بہت سے لوگوں نے خیراتی باورچی خانوں اور غریب خانوں کی مدد سے اپنی زندگی گزارتے تھے۔



شکل-6 : انقلابی روس سے پہلے تہہ خانوں اور اجتماعی خواب گاہوں میں سوتے ہوئے مزدور
وہ باری باری سے سوتے تھے اور اپنے گھر والوں کو ساتھ نہیں رکھ سکتے۔

2.2 Economy and Society

At the beginning of the twentieth century, the vast majority of Russia's people were agriculturists. About 85 per cent of the Russian empire's population earned their living from agriculture. This proportion was higher than in most European countries. For instance, in France and Germany the proportion was between 40 per cent and 50 per cent. In the empire, cultivators produced for the market as well as for their own needs and Russia was a major exporter of grain.

Industry was found in pockets. Prominent industrial areas were St Petersburg and Moscow. Craftsmen undertook much of the production, but large factories existed alongside craft workshops. Many factories were set up in the 1890s, when Russia's railway network was extended, and foreign investment in industry increased. Coal production doubled and iron and steel output quadrupled. By the 1900s, in some areas factory workers and craftsmen were almost equal in number.

Most industry was the private property of industrialists. Government supervised large factories to ensure minimum wages and limited hours of work. But factory inspectors could not prevent rules being broken. In craft units and small workshops, the working day was sometimes 15 hours, compared with 10 or 12 hours in factories. Accommodation varied from rooms to dormitories.

Workers were a divided social group. Some had strong links with the villages from which they came. Others had settled in cities permanently. Workers were divided by skill. A metalworker of St. Petersburg recalled, 'Metalworkers considered themselves aristocrats among other workers. Their occupations demanded more training and skill . . . ' Women made up 31 per cent of the factory labour force by 1914, but they were paid less than men (between half and three-quarters of a man's wage). Divisions among workers showed themselves in dress and manners too. Some workers formed associations to help members in times of unemployment or financial hardship but such associations were few.

Despite divisions, workers did unite to strike work (stop work) when they disagreed with employers about dismissals or work conditions. These strikes took place frequently in the textile industry during 1896-1897, and in the metal industry during 1902.

In the countryside, peasants cultivated most of the land. But the nobility, the crown and the Orthodox Church owned large properties. Like workers, peasants too were divided. They were also



Fig.5 – Unemployed peasants in pre-war St Petersburg.
Many survived by eating at charitable kitchens and living in poorhouses.



Fig.6 – Workers sleeping in bunkers in a dormitory in pre-revolutionary Russia.
They slept in shifts and could not keep their families with them.

APSCERT

مذہبی بھی تھے۔لیکن سوائے چند معاملات کے ان میں شرافت کا کوئی احترام نہیں تھا۔اشرافیہ نے اپنی طاقت اور مقام زار کو اپنی خدمات بہم پہنچا کر حاصل کیا نہ کہ مقامی قبولیت سے۔یہ صورت حال فرانس سے بالکل جداگانہ تھی جہاں برطانیہ میں فرانسیسی انقلاب کے دوران کسان امراء کا احترام کرتے تھے اور ان کی حمایت میں جنگ کرتے تھے۔روس میں کسان چاہتے تھے کہ امراء کی زمین ان کو دی جائیں۔کئی بار ایسا بھی ہوا جب کسانوں نے زمین کا کرایہ ادا کرنے سے انکار کر دیا اور یہاں تک کہ ان کو قتل بھی کر ڈالا۔جنوبی روس میں 1902 کے دوران ایسے واقعات بڑے پیمانے پر ہوئے اور 1905 میں ایسے واقعات پورے روس میں رونما ہوئے۔

روسی کسان، دیگر یورپی کسانوں سے مختلف تھے۔وہ وقتاً فوقتاً اپنی زمینوں کو مشترکہ طور سے بھی بانٹ لیتے تھے جس کا منافع آپس میں تقسیم ہوتا تھا اور ان کی کمیون (میر) زمینوں کو خاندان کی ضروریات کے مطابق تقسیم کرتی تھی۔

2.3: روس میں اشتراکیت (سوشلزم)

1914 سے پہلے روس میں تمام سیاسی پارٹیاں غیر قانونی تھیں۔مارکس کے نظریات کا احترام کرنے والے سوشلسٹوں نے روس میں 1898 میں روسی سوشل ڈیموکریٹک ورکرس پارٹی قائم کی۔حکومت کے جبر و تشدد کی وجہ سے اس کو ایک غیر قانونی تنظیم کی حیثیت سے کام کرنا پڑا۔اس نے ایک اخبار بھی نکالا۔ مزدوروں کو متحد کیا اور ہڑتالیں کیں۔

چند روسی سوشلسٹوں کا خیال تھا کہ وقتاً فوقتاً زمین کو تقسیم کرنے کا روسی کسانوں کا رواج ان کو فطری سوشلسٹ بنا دیتا تھا۔اس لیے کسان مزدور نہیں بلکہ انقلاب کے لیے اہم قوت ہوں گے اور روس دوسرے ممالک کی بہ نسبت زیادہ تیزی سے سوشلسٹ ملک بن کر ابھرے گا۔انیسویں صدی کے اخر میں یہ سوشلسٹ دیہی علاقوں میں سرگرم تھے۔انہوں نے 1900 میں سوشلسٹ انقلابی پارٹی کی تشکیل کی۔اس پارٹی نے کسانوں کے حقوق کے تحفظ کے لیے جدوجہد کی اور امراء کی زمین کسانوں کو دینے کا مطالبہ کیا۔سوشل ڈیموکریٹس کسانوں کے بارے میں سوشلسٹ انقلابیوں سے اختلاف رائے رکھتے تھے لینن کا خیال تھا کہ کسان ایک متحدہ گروپ نہیں ہیں۔بعض ایسے کسان تھے جو غریب تھے جب کہ دوسرے مالدار۔چند ایسے تھے جو مزدوروں کی حیثیت سے کام کرتے تھے۔جب کہ دوسرے ایسے سرمایہ دار کسان تھے جو مزدوروں کو ملازم رکھتے تھے۔ان کے درمیان اس تفریق کی وجہ سے یہ کسان اشتراکی تحریک کا حصہ نہیں بن سکے۔

تنظیم کی حکمت عملی پر پارٹی بٹ گئی۔ولادیمر لینن (جس نے بالشویک گروپ کی رہنمائی کی تھی) کا خیال تھا کہ زارشاہی روس جیسے جابرانہ سماج میں پارٹی کو نظم وضبط میں رہنا چاہیے اور اس کے ممبران کی تعداد پر کنٹرول ہونا چاہئے۔جب کہ دوسروں (مینشیوک) کا خیال تھا کہ پارٹی کے دروازے سب کے لیے کھلے ہونے چاہئیں۔(جیسا کہ جرمنی میں تھا)

2.4 ہنگامہ خیز زمانہ : 1905 کا انقلاب

روس میں **مطلق العنانیت** قائم تھی۔دوسرے یورپین حکمرانوں کے برخلاف بیسویں صدی کی شروعات

ماخذ A

الیگزنڈر شیلیاپ نیکوف نے جو اپنے وقت کا ایک سوشلسٹ مزدور تھا، بتایا ہے کہ میٹنگوں کا انعقاد کس طرح کیا جاتا تھا:

فیکٹریوں اور ورکشاپوں میں انفرادی پروپگنڈا کیا جاتا تھا بحث و مباحثہ کے لیے حلقے طے کیے جاتے تھے۔سرکاری مسائل سے وابستہ معاملات پر قانونی مشورے کیے جاتے تھے۔لیکن اس سرگرمی کو نہایت مہارت کے ساتھ مزدور طبقے کی آزادی کی جدوجہد سے منسلک کیا جاتا تھا۔موقع کی نزاکت کو دیکھ کر نہایت منظم طریقے سے دوپہر کے کھانے کے وقت، شام کی چھٹی کے بعد دورازے کے سامنے صحن میں یا کئی منزلہ عمارتوں میں اور سیڑھیوں پر غیر قانونی جلسے کیے جاتے تھے۔سب سے زیادہ [چوکنے مزدور گزرگاہ میں ایک حلقہ بناتے تھے اور پوری کی پوری بھیڑ باہر جانے کے راستے پر اکٹھا ہو جاتی تھی۔ایک مقرر کسی مناسب مقام پر کھڑا ہوتا تھا۔انتظامیہ فون پر پولیس سے رابطہ قائم کرتی تھی لیکن تقریران کے آنے سے پہلے ہی ختم ہو چکی ہوتی تھیں اور جب تک پولیس پہنچتی اہم فیصلے پہلے ہی کیے جا چکے ہوتے تھے۔

الیگزنڈر شیلیاپ نیکوف 1917 سے بالکل پہلے ''انقلابی انڈر گراؤنڈ کے مذکرے'' سے ماخوذ

APSCERT

deeply religious. But except in a few cases they had no respect for the nobility. Nobles got their power and position through their services to the Tsar, not through local popularity. This was unlike France where, during the French Revolution in Brittany, peasants respected nobles and fought for them. In Russia, peasants wanted the land of the nobles to be given to them. Frequently, they refused to pay rent and even murdered landlords. In 1902, this occurred on a large scale in south Russia. And in 1905, such incidents took place all over Russia.

Russian peasants were different from other European peasants in another way. They pooled their land together periodically and their commune (*mir*) divided it according to the needs of individual families.

2.3 Socialism in Russia

All political parties were illegal in Russia before 1914. The Russian Social Democratic Workers Party was founded in 1898 by socialists who respected Marx's ideas. However, because of government policing, it had to operate as an illegal organisation. It set up a newspaper, mobilised workers and organised strikes.

Some Russian socialists felt that the Russian peasant custom of dividing land periodically made them natural socialists. So peasants, not workers, would be the main force of the revolution, and Russia could become socialist more quickly than other countries. Socialists were active in the countryside through the late nineteenth century. They formed the Socialist Revolutionary Party in 1900. This party struggled for peasants' rights and demanded that land belonging to nobles be transferred to peasants. Social Democrats disagreed with Socialist Revolutionaries about peasants. Lenin felt that peasants were not one united group. Some were poor and others rich, some worked as labourers while others were capitalists who employed workers. Given this 'differentiation' within them, they could not all be part of a socialist movement.

The party was divided over the strategy of organisation. Vladimir Lenin (who led the Bolshevik group) thought that in a repressive society like Tsarist Russia the party should be disciplined and should control the number and quality of its members. Others (Mensheviks) thought that the party should be open to all (as in Germany).

2.4 A Turbulent Time: The 1905 Revolution

Russia was an **autocracy**. Unlike other European rulers, even at the beginning of the twentieth century, the Tsar was not subject to

Source A

Alexander Shlyapnikov, a socialist worker of the time, gives us a description of how the meetings were organised:

'Propaganda was done in the plants and shops on an individual basis. There were also discussion circles ... Legal meetings took place on matters concerning [official issues], but this activity was skilfully integrated into the general struggle for the liberation of the working class. Illegal meetings were ... arranged on the spur of the moment but in an organised way during lunch, in evening break, in front of the exit, in the yard or, in establishments with several floors, on the stairs. The most alert workers would form a "plug" in the doorway, and the whole mass piled up in the exit. An agitator would get up right there on the spot. Management would contact the police on the telephone, but the speeches would have already been made and the necessary decision taken by the time they arrived ...'

Alexander Shlyapnikov, *On the Eve of 1917. Reminiscences from the Revolutionary Underground.*

APSCERT

تک بھی زار پالیمنٹ کے تابع نہ تھا۔ روسی روشن خیالوں نے ان حالات کے خاتمے کے لیے مہم چلائی۔ سوشل ڈیموکریٹس اور سوشلسٹ انقلابیوں کے ساتھ مل کر دستور کے مطالبے کے لیے 1905 کے انقلاب کے دوران انہوں نے کسانوں اور مزدوروں کے ساتھ مل کر کام کیا۔ سلطنت میں ان کو قوم پرستوں (مثلاً پولینڈ میں) اور مسلمانوں کے تسلط والے علاقے میں **جاڈسٹ یا جدیدیوں** کی حمایت حاصل تھی جو اپنے علاقے میں جدید اسلام کا غلبہ چاہتے تھے۔

خاص طور سے 1904 روسی مزدوروں کے لیے بڑا خراب تھا۔ اشیائے ضروریہ کی قیمتیں اتنی تیزی سے بڑھیں کہ حقیقی اجرتیں 20 فیصد گھٹ گئیں۔ مزدور انجمنوں کی ممبرشپ ڈرامائی طور سے بڑھ گئی۔ جب 1904 میں تشکیل ہوئی روسی مزدوروں کی اسمبلی کے چار ممبران کو پیوتیلووآئیرن ورکس سے برخواست کیا گیا تو انہوں نے صنعتی کارروائی کا مطالبہ کیا۔ آنے والے چند ہی دنوں میں 1,10000 سے زیادہ مزدوروں نے کام کا وقت آٹھ گھنٹے یومیہ، اجرتوں میں اضافے اور کام کے حالات میں بہتری کا مطالبہ کرتے ہوئے سینٹ پیٹرس برگ میں ہڑتال کی۔

جب فادر گیپان کی قیادت میں مزدوروں کا جلوس ونٹر پیلیس پہنچا تو اس پر پولیس اور کوساکس (روسی رسالے) نے حملہ کیا۔ اس موقعہ پر 100 مزدور ہلاک اور تقریباً 300 زخمی ہوئے۔ یہ واقعہ ''خونی اتوار'' کے نام سے مشہور ہے۔ اس کے بعد واقعات کا جو سلسلہ شروع ہوا وہ تاریخ میں 1905 کے انقلاب کے نام سے مشہور ہے۔ سارے ملک میں ہڑتالیں ہوئیں اور جب طلباء شہری آزادیوں کے فقدان کے بارے میں شکایت کرتے ہوئے اپنے کمرۂ جماعتوں سے واک آؤٹ کیا تو یونیورسٹیاں بند ہوگئیں۔ وکلاء، ڈاکٹروں، انجنیئروں اور متوسط طبقے کے دوسرے مزدوروں نے یونین آف یونینس قائم کیں اور ایک دستور ساز اسمبلی کا مطالبہ کیا۔

1905 کے انقلاب کے دوران زار نے ایک منتخبہ مشاورتی پارلیمنٹ یا 'ڈیوما' قائم کرنے کی اجازت دے دی۔ انقلاب کے دوران تھوڑی مدت کے لیے بڑی تعداد میں فیکٹری مزدوروں پر مشتمل ٹریڈ یونین اور فیکٹری کمیٹیاں موجود تھیں۔ اگرچہ 1905 کے بعد زیادہ تر کمیٹیاں اور یونین بے ضابطہ طور پر اپنا کام کرتی رہیں کیونکہ ان کو غیر قانونی قرار دیا جاچکا تھا۔ سیاسی سرگرمیوں پر بھی سخت پابندیاں عائد کردی گئیں۔ زار نے 75 دن کے اندر خود پہلی ڈیوما کو برخواست کردیا اور تین ماہ کے اندر دوسری ڈیوما کو دوبارہ منتخب کیا۔ وہ اپنے اقتدار اور شخصی حکومت کے اختیارات پر کوئی سوال اٹھتا دیکھنا نہیں چاہتا تھا۔ اس نے ووٹ دینے کے قوانین کو تبدیل کیا اور تیسری ڈیوما میں قدامت پسند سیاست داں بھر دیے۔ روشن خیالوں اور انقلابیوں کو دور رکھا گیا۔

2.5 پہلی عالمی جنگ اور روسی سلطنت

دو یوروپی اتحادوں جرمنی، آسٹریا اور ترکی (مرکزی طاقتیں) اور فرانس، برطانیہ اور روس (بعد میں اٹلی اور رومانیہ) کے درمیان 1914 میں جنگ چھڑ گئی۔ ہر ملک کی ایک اپنی بہت بڑی (عالمی سطح پر)

مشغلہ

1905 میں روس کے اندر انقلابی بغاوتیں برپا کیوں ہوئیں؟ 1905 کے انقلاب میں مزدوروں کے اہم مطالبات کیا تھے؟

نئے الفاظ

جاڈسٹ : روسی سلطنت میں مسلمان مصلحین۔
حقیقی اجرت: نقدی اجرت کا وہ مول جو اناج اور اشیاء کی خرید سے طے ہوتا ہے۔

parliament. Liberals in Russia campaigned to end this state of affairs. Together with the Social Democrats and Socialist Revolutionaries, they worked with peasants and workers during the revolution of 1905 to demand a constitution. They were supported in the empire by nationalists (in Poland for instance) and in Muslim-dominated areas by ***jadidists*** who wanted modernised Islam to lead their societies.

The year 1904 was a particularly bad one for Russian workers. Prices of essential goods rose so quickly that **real wages** declined by 20 per cent. The membership of workers' associations rose dramatically. When four members of the Assembly of Russian Workers, which had been formed in 1904, were dismissed at the Putilov Iron Works, there was a call for industrial action. Over the next few days over 110,000 workers in St Petersburg went on strike demanding a reduction in the working day to eight hours, an increase in wages and improvement in working conditions.

When the procession of workers led by Father Gapon reached the Winter Palace it was attacked by the police and the Cossacks. Over 100 workers were killed and about 300 wounded. The incident, known as Bloody Sunday, started a series of events that became known as the 1905 Revolution. Strikes took place all over the country and universities closed down when student bodies staged walkouts, complaining about the lack of civil liberties. Lawyers, doctors, engineers and other middle-class workers established the Union of Unions and demanded a constituent assembly.

During the 1905 Revolution, the Tsar allowed the creation of an elected consultative Parliament or Duma. For a brief while during the revolution, there existed a large number of trade unions and factory committees made up of factory workers. After 1905, most committees and unions worked unofficially, since they were declared illegal. Severe restrictions were placed on political activity. The Tsar dismissed the first Duma within 75 days and the re-elected second Duma within three months. He did not want any questioning of his authority or any reduction in his power. He changed the voting laws and packed the third Duma with conservative politicians. Liberals and revolutionaries were kept out.

2.5 The First World War and the Russian Empire

In 1914, war broke out between two European alliances – Germany, Austria and Turkey (the Central powers) and France, Britain and Russia (later Italy and Romania). Each country had a global empire

Activity

Why were there revolutionary disturbances in Russia in 1905? What were the demands of revolutionaries?

New words

Jadidists – Muslim reformers within the Russian empire

Real wage – Reflects the quantities of goods which the wages will actually buy.

© NCERT

سلطنت تھی اور یہ جنگ یورپ اوراس کے باہر دونوں محاذوں پرلڑی گئی۔ یہ پہلی عالمی جنگ تھی۔

ابتدا میں روس میں جنگ کومقبولیت حاصل ہوئی اورلوگ زارنکولس دوم کی حمایت میں آگے آئے۔ جنگ جاری رہی اور جب زار نے ڈیوما کی اہم پارٹیوں سے مشورہ کرنے سے انکار کردیا تو اس کی حمایت میں کمی واقع ہوئی۔ جرمن مخالف جذبات بلندیوں کو جا پہنچے، جس کی مثال سینٹ پیٹرس برگ (جو جرمن نام تھا) کا نام بدل کر پیٹر وگراڈ رکھا گیا۔ زارنیا الیگزنیڈرا کی جرمن اصل (نسب) اوراس کے کمزور مشیروں، خاص طور سے راس پوتن نام کے راہب نے شخصی حکومت کو غیر مقبول بنادیا۔

پہلی عالمی جنگ میں مشرقی ممالک کا محاذ مغربی ممالک کے محاذ سے مختلف تھا۔ مغربی محاذ جنگ پر فوجیں مشرقی فرانس کے متوازی پھیلی خندقوں سے لڑ رہی تھیں جب کہ مشرقی محاذ فوجیں حرکت پذیر تو تھیں اور مورچے بھی لڑے گئے، مگر جان ومال کا بہت نقصان ہوا۔ یکے بعد دیگرے ہونے والی ہار دل دہلانے والی اور ہمت پست کرنے والی تھی۔ 1914 اور 1916 کے درمیان روسی افواج جرمنی اور آسٹریا میں بری طرح شکست کھائیں۔ 1917 تک کی جنگ میں 70 لاکھ فوجی مارے گئے۔ جب فوج واپس لوٹی تو روسی افواج نے کھڑی فصلوں اور عمارتوں کو تباہ و برباد کرڈالا تاکہ دشمن کسی بھی قسم کے مادی سہارے سے محروم رہے۔ فصلوں اور عمارتوں کی تباہی کے نتیجہ میں روس میں 30 لاکھ مہاجر جمع ہوگئے۔ اس صورت حال سے حکومت اور زار دونوں کی بدنامی ہوئی۔ فوجی ایسی جنگ لڑنے کو بالکل تیار نہ تھے۔

جنگ کا صنعت پر بھی برا اثر پڑا۔ روس میں خود اپنی صنعتوں کی تعداد نہایت کم تھی اور بحیرہ بالٹک پر جرمن قبضے کی وجہ سے صنعتی اشیاء کے دوسرے مآخذ سے روس کٹ کر رہ گیا۔ یورپ کی بہ نسبت روس کے اندر صنعتی ساز وسامان زیادہ تیزی سے منتشر ہوا۔ 1916 تک ریلوے لائنیں ٹوٹنا شروع ہوگئیں۔ صحت مند لوگوں کو جنگ کے کے لیے طلب کرلیا گیا۔ اس وجہ سے ملک میں مزدوروں کی کمی ہوگئی اور ضروری اشیاء تیار کرنے والے چھوٹے چھوٹے کارخانے بند ہوگئے۔ فوج کا پیٹ بھرنے کے لیے اناج کی ایک بڑی مقدار محاذ جنگ پر بھیج دی گئی۔ شہر میں رہنے والے لوگوں کے لیے روٹی اور آٹے کی قلت پیدا ہوگئی۔ 1916 کے سردی کے موسم آنے تک روٹی کی دوکانوں پر فسادات عام ہوگئے تھے۔



شکل–7 : پہلی عالمی جنگ کے دوران روسی فوج
شاہی روسی فوج ''روسی اسٹیم رولز'' کے نام سے مشہور ہوئی۔ یہ دنیا کی سب سے بڑی مسلح فوج تھی۔ جب اس فوج نے اپنی وفاداری بدل کر انقلابیوں کی حمایت شروع کی تو زار کی قوت اور اقتدار لڑکھڑانے لگا۔

مشغلہ

1916 میں آپ مشرقی محاذ جنگ پر زار کی فوج کے ایک جنرل ہیں۔ آپ روسی حکومت کے لیے رپورٹ لکھ رہے ہیں۔ اپنی رپورٹ میں لکھیے اور مشورہ دیجیے کہ صورت حال کو بہتر بنانے میں حکومت کو کیا کرنا چاہیے۔

and the war was fought outside Europe as well as in Europe. This was the First World War.

In Russia, the war was initially popular and people rallied around Tsar Nicholas II. As the war continued, though, the Tsar refused to consult the main parties in the Duma. Support wore thin. Anti-German sentiments ran high, as can be seen in the renaming of St Petersburg – a German name – as Petrograd. The Tsarina Alexandra's German origins and poor advisers, especially a monk called Rasputin, made the autocracy unpopular.

The First World War on the 'eastern front' differed from that on the 'western front'. In the west, armies fought from trenches stretched along eastern France. In the east, armies moved a good deal and fought battles leaving large casualties. Defeats were shocking and demoralising. Russia's armies lost badly in Germany and Austria between 1914 and 1916. There were over 7 million casualties by 1917. As they retreated, the Russian army destroyed crops and buildings to prevent the enemy from being able to live off the land. The destruction of crops and buildings led to over 3 million refugees in Russia. The situation discredited the government and the Tsar. Soldiers did not wish to fight such a war.

The war also had a severe impact on industry. Russia's own industries were few in number and the country was cut off from other suppliers of industrial goods by German control of the Baltic Sea. Industrial equipment disintegrated more rapidly in Russia than elsewhere in Europe. By 1916, railway lines began to break down. Able-bodied men were called up to the war. As a result, there were labour shortages and small workshops producing essentials were shut down. Large supplies of grain were sent to feed the army. For the people in the cities, bread and flour became scarce. By the winter of 1916, riots at bread shops were common.



Fig. 7 – Russian soldiers during the First World War.
The Imperial Russian army came to be known as the 'Russian steam roller'. It was the largest armed force in the world. When this army shifted its loyalty and began supporting the revolutionaries, Tsarist power collapsed.

Activity

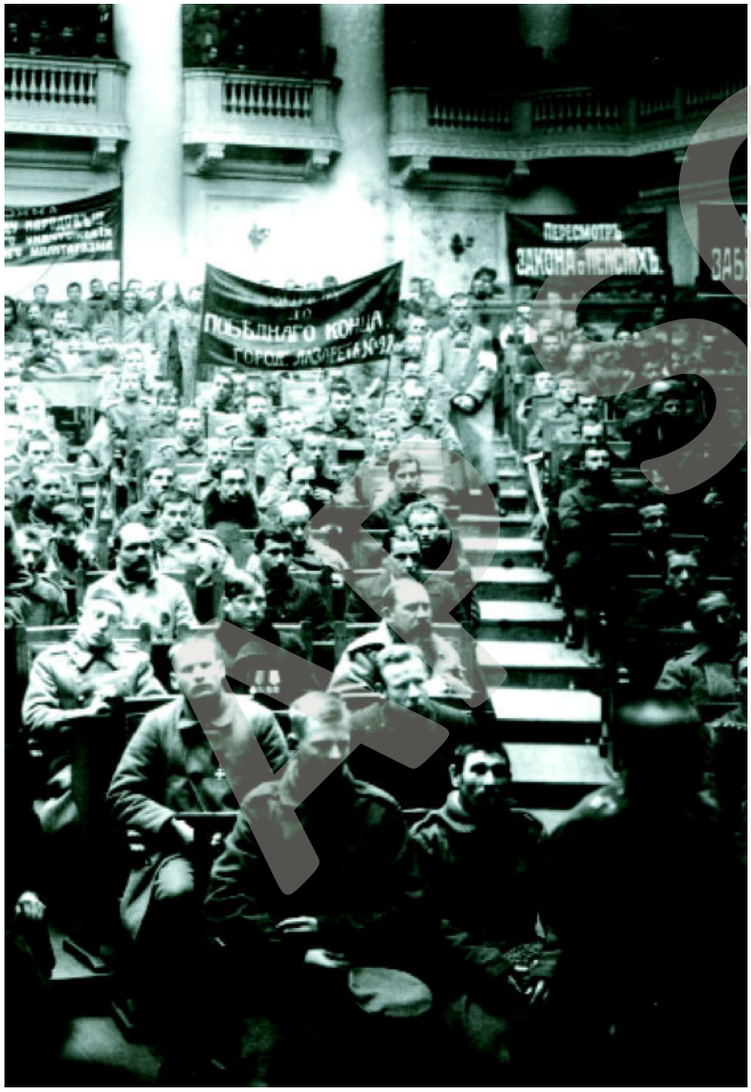
The year is 1916. You are a general in the Tsar's army on the eastern front. You are writing a report for the government in Moscow. In your report suggest what you think the government should do to improve the situation.

3 پیٹروگراڈ میں فروری انقلاب

1917 کے سردی کے موسم میں دارالحکومت پیٹروگراڈ میں حالات نہایت سنجیدہ تھے۔ شہر کے لوگوں کی اندرونی تفریق شہر کی ترتیب سے بھی جھلکتی ہے۔ مزدوروں کے کوارٹر اور فیکٹریاں نیوا دریا کے دائیں کنارے واقع تھے۔ اس کے بائیں کنارے پر نہایت پرشکوہ علاقے تھے جہاں ونٹر پیلیس اور دوسری سرکاری عمارتیں تھیں جن میں وہ محل بھی شامل تھا جہاں ڈیوما کی نشست ہوتی تھی۔ فروری 1917 میں مزدوروں کے حلقوں میں غذائی قلت کو بڑی شدت سے محسوس کیا گیا۔ سردیاں بڑی شدید تھیں اس سال غیر معمولی پالا اور بھاری برفباری دیکھنے میں آئی تھی۔ منتخبہ حکومت کے تحفظ کے خواہشمند ارکان پارلیمنٹ زار کی ڈیوما کو تحلیل کرنے کی خواہش کے مخالف تھے۔

22 فروری کو ندی کے دائیں کنارے پر واقع فیکٹریاں بند کردی گئیں۔ اگلے ہی دن پچاس فیکٹریوں کے مزدوروں نے بند ہونے والی فیکٹری کے مزدوروں کی حمایت میں ہڑتال کردی۔ بہت سے مقامات پر تو عورتوں نے ہڑتالوں کی قیادت کی۔ اس دن کا نام ''بین اقوامی یوم خواتین'' پڑا۔ مظاہرہ کرتے ہوئے مزدور، فیکٹری کوارٹرز سے گزر کر راجدھانی کے مرکز نیوسکی پراسپیکٹ تک جا پہنچے۔ یہ وہ مرحلہ تھا جب کوئی بھی سیاسی پارٹی پوری سرگرمی سے تحریک کو منظم نہیں کر رہی تھی۔ جوں ہی فیشن ایبل رہائش گاہوں اور سرکاری عمارتوں کو مزدوروں نے گھیرا حکومت نے کرفیو نافذ کردیا۔ شام تک مظاہرین منتشر ہوگئے۔ لیکن 24 اور 25 فروری کو وہ واپس لوٹ آئے۔ حکومت نے مظاہرین پر نظر رکھنے کے لیے گھوڑوں پر سوار فوج اور پولیس بلائی۔

اتوار 25 فروری کو حکومت نے ڈیوما کو معطل کردیا۔ اس اقدام کے خلاف سیاسی رہنماؤں نے اپنی آواز بلند کی۔ مظاہرین 26 فروری کو دریا کے بائیں کنارے پر واقع گلیوں میں پوری طاقت کے ساتھ لوٹ آئے۔ 27 فروری کو پولیس ہیڈ کوارٹر پر لوٹ مار ہوئی گلیاں لوگوں سے بھری پڑی تھیں لوگ روٹی، اجرتوں، کام کے بہتر گھنٹوں اور جمہوریت کے بارے میں نعرے لگا رہے تھے۔ حکومت نے صورت حال پر قابو پانے کی کوشش کی اور اس مسئلہ کے حل کے لیے گھوڑوں پر سوار فوج بلالی گئی۔ تاہم گھوڑ سوار فوج نے مظاہرین پر گولی چلانے سے انکار کردیا۔ رجمنٹ کی بیرکوں میں ایک افسر کو گولی ماردی گئی اور تین دوسری فوجی دستوں نے بغاوت کردی اور ہڑتالی مزدوروں کا ساتھ دینے کا عہد کیا۔ شام تک



شکل–8 : ڈیوما میں اجلاس کرتے ہوئے پیٹروگراڈ سوویت، فروری 1917

3 The February Revolution in Petrograd

In the winter of 1917, conditions in the capital, Petrograd, were grim. The layout of the city seemed to emphasise the divisions among its people. The workers' quarters and factories were located on the right bank of the River Neva. On the left bank were the fashionable areas, the Winter Palace, and official buildings, including the palace where the Duma met. In February 1917, food shortages were deeply felt in the workers' quarters. The winter was very cold – there had been exceptional frost and heavy snow. Parliamentarians wishing to preserve elected government, were opposed to the Tsar's desire to dissolve the Duma.

On 22 February, a lockout took place at a factory on the right bank. The next day, workers in fifty factories called a strike in sympathy. In many factories, women led the way to strikes. This came to be called the International Women's Day. Demonstrating workers crossed from the factory quarters to the centre of the capital – the Nevskii Prospekt. At this stage, no political party was actively organising the movement. As the fashionable quarters and official buildings were surrounded by workers, the government imposed a curfew. Demonstrators dispersed by the evening, but they came back on the 24th and 25th. The government called out the cavalry and police to keep an eye on them.

On Sunday, 25 February, the government suspended the Duma. Politicians spoke out against the measure. Demonstrators returned in force to the streets of the left bank on the 26th. On the 27th, the Police Headquarters were ransacked. The streets thronged with people raising slogans about bread, wages, better hours and democracy. The government tried to control the situation and called out the cavalry once again. However, the cavalry refused to fire on the demonstrators. An officer was shot at the barracks of a regiment and three other regiments mutinied, voting to join the striking workers. By that evening, soldiers and



Fig.8 – The Petrograd Soviet meeting in the Duma, February 1917.

APSERT

فوجی اور ہڑتالی مزدور اسی عمارت میں جہاں ڈیوما کا اجلاس ہوتا تھا، سویت یا کونسل بنانے کے لیے جمع ہوئے۔ یہ پیٹروگراڈ سوویت تھی۔

اگلے ہی دن ملاقات کرنے کے لیے ایک نمائندہ جماعت زار کے پاس پہنچی۔ فوجی کمانڈروں نے اس کو تخت سے دست بردار ہونے کی صلاح دی۔ 2 مارچ کو اس نے ان کی صلاح پر عمل کیا۔ ملک کا نظام چلانے کے لیے سوویت رہنماؤں اور ڈیوما کے رہنماؤں نے ایک عارضی حکومت بنائی اور طے پایا کہ روس کے مستقبل کا فیصلہ آئین ساز اسمبلی کو سونپا جائے جس کا چناؤ عالمگیر بالغ رائے دہندگی کے اصول پر ہو۔ پیٹروگراڈ نے اس فروری انقلاب کی رہنمائی کی تھی جس کی وجہ سے فروری 1917 میں روس میں شہنشاہیت کا خاتمہ ہوا۔

باکس 1

فروری انقلاب میں عورتوں کی شمولیت

''اکثر خواتین مزدوروں نے اپنے ساتھی مرد مزدوروں کو تحریک دلائی۔ لارنز ٹیلی فون فیکٹری میں مارفا واسیلیو انے تن تنہا ایک کامیاب ہڑتال کروائی اس صبح یوم خواتین کی تقریب میں خواتین مزدوروں نے مردوں کو سرخ کمانیں پیش کیں۔ اس وقت مارفا واسیلیو انے جو ایک ملنگ مشین چلاتی تھی اپنے کام کو روک دیا اور بے مدت ہڑتال کا اعلان کر دیا۔ اس کے ساتھ کام کرنے والے مزدور اس کی حمایت کو تیار ہو گئے۔ فورمین نے انتظامیہ کو اطلاع دی اور اس کو ایک ڈبل روٹی بھیج دی۔ اس نے ڈبل روٹی تو قبول کر لی لیکن کام پر واپس جانے سے انکار کر دیا۔ منتظم نے اس سے پوچھا کہ اس نے کام کرنے کو انکار کیوں کیا تھا۔ اس نے جواب دیا ''میں تنہا ہی شکم سیر نہیں ہو سکتی جب کہ دوسرے بھوکے ہیں'' فیکٹری کے دوسرے حصوں سے بھی عورتیں مارفا کے اردگرد اس کی حمایت میں جمع ہو گئیں اور اس کے بعد تمام دوسری عورتوں نے بھی کام روک دیا۔ جلد ہی مردوں نے بھی اپنے اوزار چھوڑ دیے اور پوری بھیڑ گلی میں جمع ہو گئی''۔

''نامور عورتیں'' (2002) چھوئی چٹرجی سے ماخوذ۔

3.1 فروری کے بعد

عارضی حکومت میں فوجیوں، زمینداروں اور صنعت کاروں کا کافی اثر تھا۔ لیکن ان میں موجود روشن خیال اور سوشلسٹوں نے منتخبہ حکومت کی سیاسی سرگرمیوں کی ہمت افزائی کر رہے تھے۔ عوامی جلسوں اور انجمنوں سے پابندیاں ہٹالی گئیں تھیں ہر جگہ پیٹروگراڈ سوویت جیسی سوویتیں'' قائم کی گئیں۔ اگرچہ اس ضمن میں انتخاب کے کسی مشترکہ نظام پر عمل نہیں کیا جا رہا تھا۔

اپریل 1917 میں بالشویک رہنما ولادیمیر لینن اپنی جلاوطنی کے بعد روس واپس لوٹا۔ اس نے اور بالشویکیوں نے 1914 سے ہی جنگ کی مخالف کی تھی۔ اس نے سوچا کہ اقتدار پر سوویتوں کا قبضہ کرنے کا یہی موقعہ ہے۔ اس نے جنگ ختم کرنے، کسانوں کو زمین منتقل کرنے اور بینکوں کو قومیانے کا اعلان کر دیا۔ یہ تین مطالبات لینن کے 'اپریل تھیسیس' تھے۔ اس نے یہ دلیل بھی پیش کی کہ نئے ریڈیکل مقاصد کو ظاہر کرنے کے لیے بالشویک پارٹی کا نیا نام کمیونسٹ پارٹی رکھا جائے۔ شروع میں تو بالشویک پارٹی میں موجود زیادہ تر لوگ 'اپریل تھیسیس'' سے حیران تھے۔ ان کا خیال تھا کہ ابھی اس اشتراکی

مشغلہ

ماخذ-A اور باکس 1 پر دوبارہ نظر ڈالیے۔

- مزدوروں کے مزاج میں آئی پانچ تبدیلیاں درج کیجیے۔
- خود کو ایک ایسی عورت کی جگہ پر رکھیے جس نے دونوں صورتوں کا مشاہدہ کیا ہے اور حالات میں آئی تبدیلی کا حال بیان کیجیے۔

striking workers had gathered to form a 'soviet' or 'council' in the same building as the Duma met. This was the Petrograd Soviet.

The very next day, a delegation went to see the Tsar. Military commanders advised him to abdicate. He followed their advice and abdicated on 2 March. Soviet leaders and Duma leaders formed a Provisional Government to run the country. Russia's future would be decided by a constituent assembly, elected on the basis of universal adult suffrage. Petrograd had led the February Revolution that brought down the monarchy in February 1917.

Box 1

Women in the February Revolution

'Women workers, often ... inspired their male co-workers ... At the Lorenz telephone factory, ... Marfa Vasileva almost single handedly called a successful strike. Already that morning, in celebration of Women's Day, women workers had presented red bows to the men ... Then Marfa Vasileva, a milling machine operator stopped work and declared an impromptu strike. The workers on the floor were ready to support her ... The foreman informed the management and sent her a loaf of bread. She took the bread but refused to go back to work. The administrator asked her again why she refused to work and she replied, "I cannot be the only one who is satiated when others are hungry". Women workers from another section of the factory gathered around Marfa in support and gradually all the other women ceased working. Soon the men downed their tools as well and the entire crowd rushed onto the street.'

From: Choi Chatterji, *Celebrating Women* (2002).

3.1 After February

Army officials, landowners and industrialists were influential in the Provisional Government. But the liberals as well as socialists among them worked towards an elected government. Restrictions on public meetings and associations were removed. 'Soviets', like the Petrograd Soviet, were set up everywhere, though no common system of election was followed.

In April 1917, the Bolshevik leader Vladimir Lenin returned to Russia from his exile. He and the Bolsheviks had opposed the war since 1914. Now he felt it was time for soviets to take over power. He declared that the war be brought to a close, land be transferred to the peasants, and banks be nationalised. These three demands were Lenin's 'April Theses'. He also argued that the Bolshevik Party rename itself the Communist Party to indicate its new radical aims. Most others in the Bolshevik Party were initially surprised by the April Theses. They thought that the time was not yet ripe for a

Activity

Look again at Source A and Box 1.

- List five changes in the mood of the workers.
- Place yourself in the position of a woman who has seen both situations and write an account of what has changed.

APRIL

انقلاب کے لیے موزوں اور مناسب وقت نہیں تھا اور عارضی حکومت کو حمایت کی ضرورت تھی۔ لیکن آنے والے مہینوں کی پیش رفت نے ان کا رویہ بدل دیا۔

گرمیوں کے موسم میں مزدور تحریک طول عرض میں پھیل گئی۔ صنعتی علاقوں میں ایسی فیکٹری کمیٹیوں کی تشکیل کی گئی جنھوں نے صنعت کاروں کے کارخانوں سے وابستہ طریقہ کار پر سوال کرنا شروع کیے۔ ٹریڈ یونینوں کی تعداد میں اضافہ ہوا۔ فوج میں سپاہیوں کی کمیٹیاں بنائی گئیں۔ جون میں 500 سوویتیوں نے 'آل رشین کانگریس آف سوویت' میں اپنے نمائندے بھیجے۔ جب عارضی حکومت نے اپنی طاقت گھٹتے اور بالشویکی اثر کو بڑھتے دیکھا تو اس نے پھیلتی بے اطمینانی کے خلاف سخت اقدامات اٹھانے کا فیصلہ کیا۔ اس نے مزدوروں کی جانب سے فیکٹریاں چلانے کی کوشش کی مزاحمت کی اور لیڈروں کو گرفتار کرنا شروع کر دیا۔ جولائی 1917 میں بالشویکیوں کے ذریعہ چلائے گئے عوامی مظاہروں کو سختی سے کچل دیا گیا۔ متعدد بالشویکی رہنماؤں کو روپوش ہونا اور بھاگنا پڑا۔

اسی دوران دیہی علاقے میں کسانوں اور ان کے اشتراکی انقلابی رہنماؤں نے زمین کی دوبارہ تقسیم پر زور دینا شروع کیا۔ اس صورت حال پر قابو پانے کے لیے اراضی کمیٹیاں تشکیل دی گئیں۔ اشتراکی انقلابیوں سے تحریک پا کر کسانوں نے جولائی اور ستمبر 1917 کے درمیان زمین پر قبضہ کرنا شروع کر دیا۔



شکل–9 : اپریل 1917 میں مزدوروں کو خطاب کرتے ہوئے لنین کی بالشویکی تصویر



شکل–10 جولائی کے دن : 17 جولائی 1917 کو بالشویک حامی احتجاج پر گولیاں برساتی فوج

socialist revolution and the Provisional Government needed to be supported. But the developments of the subsequent months changed their attitude.

Through the summer the workers' movement spread. In industrial areas, factory committees were formed which began questioning the way industrialists ran their factories. Trade unions grew in number. Soldiers' committees were formed in the army. In June, about 500 Soviets sent representatives to an All Russian Congress of Soviets. As the Provisional Government saw its power reduce and Bolshevik influence grow, it decided to take stern measures against the spreading discontent. It resisted attempts by workers to run factories and began arresting leaders. Popular demonstrations staged by the Bolsheviks in July 1917 were sternly repressed. Many Bolshevik leaders had to go into hiding or flee.

Meanwhile in the countryside, peasants and their Socialist Revolutionary leaders pressed for a redistribution of land. Land committees were formed to handle this. Encouraged by the Socialist Revolutionaries, peasants seized land between July and September 1917.



Fig.9 – A Bolshevik image of Lenin addressing workers in April 1917.



*Fig.10 – **The July Days.** A pro-Bolshevik demonstration on 17 July 1917 being fired upon by the army.*

3.2 اکتوبر 1917 کا انقلاب

جیسے جیسے عارضی حکومت اور بالشویکیوں کے درمیان اختلافات بڑھنے لگے، تب لینن کو اس بات کا خدشہ ہوا کہ عارضی حکومت آمریت قائم کردے گی۔ ستمبر میں اس نے حکومت کے خلاف بغاوت شروع کرنے کے لیے مذاکرات شروع کی۔ فوج، سوویتوں اور کارخانوں میں موجود بالشویکی حامیوں کو یکجا کیا۔

16 اکتوبر 1917 کو لنین نے پیٹروگراڈ سوویت کو بالشویک پارٹی کے اقتدار پر اشتراکی قبضے کے لیے راضی کرنے پر آمادہ کیا۔ قبضہ کے اس منصوبے پر عمل کرنے کے لیے لیون ٹراٹسکی کے زیر قیادت سوویت نے ایک فوجی انقلابی کمیٹی کا تقرر کیا اس کی تاریخ صیغہ راز میں رکھی گئی۔

24 اکتوبر کو بغاوت شروع ہوئی۔ مستقبل میں آنے والی پریشانی کو محسوس کرتے ہوئے وزیر اعظم کرنسکی نے فوجی دستے طلب کرنے کے لیے شہر چھوڑ دیا۔ صبح سویرے جو حکومت کے وفادار فوجیوں نے بالشویک اخبار کی دو عمارتوں پر قبضہ کرلیا۔ حکومت کے حامی فوجیوں کو ٹیلی فون اور ٹیلی گراف دفتروں پر قبضہ کرنے اور ونٹر پیلیس کی حفاظت کے لیے بھیجا گیا۔ اس فیصلے پر تیزی سے عمل کرتے ہوئے فوجی انقلابی کمیٹی نے اپنے حامیوں کو سرکاری دفاتر پر قبضہ کرنے اور وزراء کو گرفتار کرنے کا حکم دیدیا۔ اسی دن جنگی جہاز 'اروروہ' نے ونٹر پیالس پر بمباری کردی۔ اس کے بعد مزید سمندری جہاز نیوا دریا سے گزرتے ہوئے مختلف فوجی اڈوں پر قابض ہوگئے۔ رات تک شہر کمیٹی کے قبضے میں آگیا اور وزراء نے خود سپردگی کردی۔ پیٹروگراڈ میں، سوویتوں کی 'آل رشین کانگریس' کی بیٹھک میں اکثریت نے بالشویکی کاروائی کی تائید کی۔ دوسرے شہروں میں بھی بغاوتیں ہوئیں۔ خاص طور سے ماسکو میں زبردست جنگ جاری تھی لیکن دسمبر تک بالشویکیوں نے ماسکو پٹروگراڈ علاقے پر قبضہ جمالیا تھا۔



شکل–11 : پیٹروگراڈ کے مزدوروں کے ساتھ لنین (بائیں) اور ٹراٹسکی (دائیں)

باکس 2

روسی انقلاب کی تاریخ کا تعین

روسی انقلاب کی تاریخ : یکم فروری 1918 تک روس میں جولین کیلنڈر استعمال ہوتا تھا۔ اس کے بعد ملک نے گری گورین کیلنڈر کا استعمال شروع کیا جو آج ہر جگہ استعمال ہوتا ہے۔ گری گورین تاریخیں جولین تاریخوں سے 13 دن آگے ہوتی ہیں۔ اس لیے، ہمارے کیلنڈر کے مطابق 'فروری' انقلاب 12 مارچ کو رونما ہوا اور 'اکتوبر' انقلاب 7 نومبر کو رونما ہوا۔

چند اہم تاریخیں

1850 تا 1880
روس میں اشتراکیت پر مباحثے

1898
روسی سوشل ڈیموکریٹک ورکرز پارٹی کی تشکیل۔

1905
خونی اتوار اور 1905 کا انقلاب

1917
2 مارچ۔ تخت سے زار کی دست برداری۔
24 اکتوبر - پیٹروگراڈ میں بالشویکی بغاوت

1918-20
خانہ جنگی

1919
کومنٹرن کی تشکیل

1929
اجتماعیت کی ابتداء

3.2 The Revolution of October 1917

As the conflict between the Provisional Government and the Bolsheviks grew, Lenin feared the Provisional Government would set up a dictatorship. In September, he began discussions for an uprising against the government. Bolshevik supporters in the army, soviets and factories were brought together.

On 16 October 1917, Lenin persuaded the Petrograd Soviet and the Bolshevik Party to agree to a socialist seizure of power. A Military Revolutionary Committee was appointed by the Soviet under Leon Trotskii to organise the seizure. The date of the event was kept a secret.

The uprising began on 24 October. Sensing trouble, Prime Minister Kerenskii had left the city to summon troops. At dawn, military men loyal to the government seized the buildings of two Bolshevik newspapers. Pro-government troops were sent to take over telephone and telegraph offices and protect the Winter Palace. In a swift response, the Military Revolutionary Committee ordered its supporters to seize government offices and arrest ministers. Late in the day, the ship *Aurora* shelled the Winter Palace. Other vessels sailed down the Neva and took over various military points. By nightfall, the city was under the committee's control and the ministers had surrendered. At a meeting of the All Russian Congress of Soviets in Petrograd, the majority approved the Bolshevik action. Uprisings took place in other cities. There was heavy fighting – especially in Moscow – but by December, the Bolsheviks controlled the Moscow-Petrograd area.



***Fig. 11** – Lenin (left) and Trotskii (right) with workers at Petrograd.*

Box 2

Date of the Russian Revolution

Russia followed the Julian calendar until 1 February 1918. The country then changed to the Gregorian calendar, which is followed everywhere today. The Gregorian dates are 13 days ahead of the Julian dates. So by our calendar, the 'February' Revolution took place on 12th March and the 'October' Revolution took place on 7th November.

Some important dates

1850s -1880s
Debates over socialism in Russsia.

1898
Formation of the Russian Social Democratic Workers Party.

1905
The Bloody Sunday and the Revolution of 1905.

1917
2nd March - Abdication of the Tsar.
24th October - Bolshevik unprising in Petrograd.

1918-20
The Civil War.

1919
Formation of Comintern.

1929
Beginning of Collectivisation.

4 اکتوبر کے بعد کیا تبدیلی رونما ہوئی؟



شکل–12 : سوویت ٹوپی (بودیونووکا) پہنے ایک فوجی

بالشویکی خانگی ملکیت کے پورے طور سے مخالفت تھے۔نومبر 1917 میں زیادہ تر صنعتوں اور بینکوں کو قومیایا گیا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ حکومت ملکیت اور انتظامیہ دونوں پر قابض ہوگئی۔ زمین کو سماجی ملکیت اور امراء کی زمین پر قبضہ کرنے کے لیے کسانوں کو اجازت دیدی گئی۔شہروں میں بالشویکیوں نے خاندانی ضروریات کے مطابق بڑے بڑے مکانوں کی تقسیم کی اور تقسیم کا منصوبہ نافذ کیا گیا۔ انہوں نے طبقہ اشرافیہ کے پرانے خطابات کے استعمال پر پابندی لگادی۔اس تبدیلی پر زور دینے کے لیے 1918 میں منعقد ایک مقابلے کے بعد فوجیوں اور سرکاری ملازموں کے لیے نئی وردیاں ڈیزائن کیے گئے جس کے تحت مخصوص سوویتی ٹوپی (بودیونووکا) کا انتخاب کیا گیا۔

بالشویک پارٹی کا نام بدل کر روسی کمیونسٹ پارٹی (بالشویک) رکھا گیا۔نومبر 1917 میں بالشویکوں نے دستور ساز اسمبلی کے لیے انتخابات کرائے لیکن ان میں ان کو اکثریت حاصل نہ ہوسکی۔ جنوری 1918 میں اسمبلی نے بالشویک اقدامات کو مسترد کردیا اور لینن نے اسمبلی کو برخاست کردیا۔لینن کا خیال تھا کہ غیر یقینی حالات میں چنی گئی اسمبلی کے مقابلے 'آل رشین کانگریس آف سوویت'' کہیں زیادہ جمہوری تنظیم تھی۔ مارچ 1918 میں دوسرے سیاسی اتحادیوں کی مخالفت کے باوجود بالشویکوں نے بریسٹ لٹوسک میں جرمنی کے ساتھ امن کا معاہدہ کیا۔آئندہ سالوں میں، بالشویک پارٹی سوویت کی 'آل رشین کانگریس آف سوویت' کے انتخابات میں حصہ لینے والی واحد پارٹی بن گئی۔ 'آل رشین کانگریس آف سوویت' کو پارلیمنٹ کا درجہ دے دیا گیا۔ روس یک پارٹی ریاست بن گیا۔ٹریڈ یونینوں کو پارٹی کے کنٹرول میں رکھا گیا۔خفیہ پولیس نے (جو پہلے چیکا اور بعد میں او جی پی یو (OGPU) اور این کے وی ڈی NKVD کہلائی) بالشویکوں پر تنقید کرنے والوں کو سزا دی۔ متعدد نوجوان مصنفین اور فنکاروں نے پارٹی کی حمایت کی کیونکہ وہ تبدیلی اور اشتراکیت کے حق میں تھے۔جسکی وجہ سے اکتوبر 1917 کے بعد آرٹ اور فن تعمیر پر تجربات ہوئے۔لیکن پارٹی کی جانب سے حوصلہ افزائی کی گئی، سینسرشپ کی وجہ سے بہت سے لوگ مایوس ہوگئے۔



شکل–13 : 1918 میں ماسکو میں یوم مئی کا مظاہرہ۔

4 What Changed after October?

The Bolsheviks were totally opposed to private property. Most industry and banks were nationalised in November 1917. This meant that the government took over ownership and management. Land was declared social property and peasants were allowed to seize the land of the nobility. In cities, Bolsheviks enforced the partition of large houses according to family requirements. They banned the use of the old titles of aristocracy. To assert the change, new uniforms were designed for the army and officials, following a clothing competition organised in 1918 – when the Soviet hat (*budeonovka*) was chosen.



***Fig. 12 – A soldier wearing the Soviet hat* (budeonovka).**

The Bolshevik Party was renamed the Russian Communist Party (Bolshevik). In November 1917, the Bolsheviks conducted the elections to the Constituent Assembly, but they failed to gain majority support. In January 1918, the Assembly rejected Bolshevik measures and Lenin dismissed the Assembly. He thought the All Russian Congress of Soviets was more democratic than an assembly elected in uncertain conditions. In March 1918, despite opposition by their political allies, the Bolsheviks made peace with Germany at Brest Litovsk. In the years that followed, the Bolsheviks became the only party to participate in the elections to the All Russian Congress of Soviets, which became the Parliament of the country. Russia became a one-party state. Trade unions were kept under party control. The secret police (called the Cheka first, and later OGPU and NKVD) punished those who criticised the Bolsheviks. Many young writers and artists rallied to the Party because it stood for socialism and for change. After October 1917, this led to experiments in the arts and architecture. But many became disillusioned because of the censorship the Party encouraged.



Fig. 13 – May Day demonstration in Moscow in 1918.

© NCERT not to be republished

باکس 3

اکتوبر انقلاب اور روسی دیہات: دو نظریے

اگلے ہی دن 25 اکتوبر 1917 کی انقلابی بغاوت کی خبریں گاؤں میں پہنچیں جس کا استقبال نہایت جوش وخروش سے کیا گیا۔ کسانوں کے لیے اس انقلاب کا مطلب مفت زمین اور جنگ کا خاتمہ تھا۔ جس دن گاؤں میں یہ خبریں پہنچیں، زمینداروں کی حویلی میں لوٹ مار مچ گئی۔ اس کے اناج کے ذخائر پر قبضہ کرلیا گیا اور ان کے وسیع باغیچے کو کاٹ دیا گیا اور بطور لکڑی کسانوں کو فروخت کر دیا گیا۔ اس کے وسیع وعریض عمارتوں کو منہدم کر دیا گیا اور زمین ان کسانوں میں تقسیم کردی گئی جو سوویت طرز زندگی گزارنے کو تیار تھے۔

فیدور بیلوو: ایک اجتماعی کار سوویت فارم کی تاریخ

ایک زمیندار خاندان کے ایک فرد نے املاک پر ہوئے واقعات کے بارے میں اپنے ایک رشتہ دار کو لکھا:

''بغاوت'' بلا تکلیف خاموشی سے پرامن طور پر ہوئی۔ شروعات کے دن تو ناقابل برداشت تھے۔ میخائیل میخائیلووچ (املاک کا مالک) پرسکون تھا، اس کی لڑکیاں بھی۔ میں یہ ضرور کہوں گا کہ چیئرمین نے برتاؤ ٹھیک ڈھنگ سے اور خوش خلقی سے کیا۔ ہمارے پاس دو گائیں اور دو گھوڑے چھوڑ دیے گئے۔ ہمارے نوکر انقلابیوں سے کہتے کہ وہ ہمیں تنگ نہ کریں ان کو بھی زندگی گزارنے دیں۔ ہم ان کے تحفظ اور ان کی جائیداد کے ضامن ہیں۔ ہم ان کے ساتھ اس درجہ انسانی برتاؤ چاہتے ہیں جیسا کہ ممکن ہو سکے۔

ایسی بھی افواہیں پھیل رہی ہیں کہ گاؤں والے کمیٹیوں کے ذریعہ املاک کو خالی کرانے کی کوشش کر رہے ہیں اور اسے میخائیلووچ کو لوٹانا چاہتے ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ ایسا ہوگا اور یہ نہ ہمارے لیے اچھا ہے۔ لیکن ہم کو اس بات کی خوشی ہے کہ ہمارے لوگوں میں ضمیر موجود ہے۔''

سرج شمے مان کی تصنیف ''ایکوز آف اے نیٹو لینڈ'' ٹو سنچریز آف اے رشین ویلج، (1997) سے ماخوذ

4.1 خانہ جنگی

جب بالشویکیوں نے زمین کی دوبارہ تقسیم کا حکم دیا تو روسی فوج منتشر ہونا شروع ہوگئی۔ فوجی جو کہ زیادہ تر کسان تھے، اس نئی تقسیم کے لیے گھر جانا چاہتے تھے اس لیے وہ فوج چھوڑ کر چلے گئے۔ غیر بالشویکی اشتراکیوں، لبرل اور شخصی حکومت کے حامیوں نے بالشویکی بغاوت کی مذمت کی۔ ان کے لیڈر جنوبی روس میں چلے گئے اور انہوں نے بالشویکیوں (سرخوں) سے جنگ کرنے کے لیے فوج کو منظم کیا۔ 1918 اور 1919 کے درمیان سبز'' (سوشلسٹ ریولیوشنری) اور سفید'' (زار کے حامیوں) نے روسی سلطنت کے زیادہ تر حصے پر قبضہ کرلیا۔ ان کو فرانسیسی، امریکی، برطانوی اور جاپانی فوجی طاقتوں کی حمایت حاصل تھی، جو روس میں اشتراکیت کی توسیع سے پریشان تھیں۔ ان فوجیوں اور بالشویکوں کے درمیان ہوئی خانہ جنگی کی وجہ سے لوٹ مار، ڈاکہ / راہزنی اور قحط سالی عام ہوگئی۔

'وہائٹس' میں نجی جائیداد کے حامیوں نے ان کسانوں کے خلاف سخت اقدامات اٹھائیے جو زمین پر قابض ہوگئے تھے۔ اس قسم کی کارروائیوں کی وجہ سے غیر بالشویکیوں کی عوامی حمایت ختم ہوگئی۔ جنوری 1920 تک بالشویکیوں نے سابقہ روسی سلطنت کے زیادہ تر حصے پر قبضہ کرلیا ان کو غیر روسی قومیتوں اور

مشغلہ

دیہی علاقوں میں انقلاب پر دو نظریات کا مطالعہ کیجیے۔ آپ خود کو واقعات کا عینی شاہد تصور کیجیے۔ درج ذیل کے نقطہ نظر سے مختصر حال تحریر کیجیے۔

- املاک کا مالک
- ایک چھوٹے کسان
- ایک صحافی

Box 3

The October Revolution and the Russian Countryside: Two Views

'News of the revolutionary uprising of October 25, 1917, reached the village the following day and was greeted with enthusiasm; to the peasants it meant free land and an end to the war. ...The day the news arrived, the landowner's manor house was looted, his stock farms were "requisitioned" and his vast orchard was cut down and sold to the peasants for wood; all his far buildings were torn down and left in ruins while the land was distributed among the peasants who were prepared to live the new Soviet life'.

From: Fedor Belov, *The History of a Soviet Collective Farm*

A member of a landowning family wrote to a relative about what happened at the estate:

'The "coup" happened quite painlessly, quietly and peacefully. …The first days were unbearable.. Mikhail Mikhailovich [the estate owner] was calm...The girls also…I must say the chairman behaves correctly and even politely. We were left two cows and two horses. The servants tell them all the time not to bother us. "Let them live. We vouch for their safety and property. We want them treated as humanely as possible…."

…There are rumours that several villages are trying to evict the committees and return the estate to Mikhail Mikhailovich. I don't know if this will happen, or if it's good for us. But we rejoice that there is a conscience in our people...'

From: Serge Schmemann, *Echoes of a Native Land. Two Centuries of a Russian Village (1997).*

4.1 The Civil War

When the Bolsheviks ordered land redistribution, the Russian army began to break up. Soldiers, mostly peasants, wished to go home for the redistribution and deserted. Non-Bolshevik socialists, liberals and supporters of autocracy condemned the Bolshevik uprising. Their leaders moved to south Russia and organised troops to fight the Bolsheviks (the 'reds'). During 1918 and 1919, the 'greens' (Socialist Revolutionaries) and 'whites' (pro-Tsarists) controlled most of the Russian empire. They were backed by French, American, British and Japanese troops – all those forces who were worried at the growth of socialism in Russia. As these troops and the Bolsheviks fought a civil war, looting, banditry and famine became common.

Supporters of private property among 'whites' took harsh steps with peasants who had seized land. Such actions led to the loss of popular support for the non-Bolsheviks. By January 1920, the Bolsheviks controlled most of the former Russian empire. They succeeded due

Activity

Read the two views on the revolution in the countryside. Imagine yourself to be a witness to the events. Write a short account from the standpoint of:

- an owner of an estate
- a small peasant
- a journalist

© NCERT

مسلم جدیدیوں کے ساتھ تعاون کی وجہ سے کامیابی حاصل ہوئی۔ان مقامات پر تعاون بھی کام نہ آسکا اجہاں روسی نوآبادکار خود بالشویک بن گئے۔وسطی ایشیا میں واقع کھیوا میں بالشویکی نوآبادی کاروں نے اشتراکیت کے تحفظ کے نام پر مقامی قوم پرستوں کا بے دردی سے قتل عام کیا۔اس صورت حال سے لوگ الجھن میں گرفتار تھے کہ بالشویک حکومت آخر کیا چاہتی ہے۔

جزوی طور پر اس کے تدارک کے لیے سوویت یونین (USSR) میں زیادہ تر غیر روسی قومیتوں کو سیاسی **خودمختاری** دے دی گئی، جو ایک ایسی ریاست تھی جس کو بالشویکیوں نے روسی سلطنت سے دسمبر 1922 میں بنایا تھا۔لیکن چونکہ بالشویکوں نے مقامی سرکاروں پر متعدد غیر مقبول اور سخت پالیسیاں، مثلاً **خانہ بدوشی** کی روک تھام، تھوپ دی تھیں، اس لیے مختلف قومیتوں کا اعتماد حاصل کرنے کی کوشش جزوی طور پر ہی کامیاب ہوسکی۔

نئے الفاظ

خودمختار – اپنے آپ پر حکومت کرنے کا حق
خانہ بدوشی – ایک ہی جگہ رہائش کیے بغیر ذریعہ معاش کے لیے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونے والی طرز زندگی۔

مشغلہ

مرکزی ایشیاء میں روسی انقلاب کو لوگوں نے مختلف زاویوں سے کیوں دیکھا؟

ماخذ B

اکتوبر انقلاب کا مرکزی ایشیا: دو نظریے

ایم این رائے ایک ہندوستانی انقلابی، میکسیکن کمیونسٹ پارٹی کے بانی اور ہندوستان، چین اور یورپ میں معروف کومنٹرن (کمیونسٹ انٹرنیشنل) کے رہنما تھے۔1920 کے دہے میں خانہ جنگی کے دوران وہ وسطی ایشیا میں تھے انہوں نے لکھا تھا:

''سردار ایک سخی بوڑھا آدمی تھا۔اس کا خدمت گار جو روسی زبان میں بات کر رہا تھا، اس نے انقلاب کے بارے میں سنا تھا جس میں زار کا تختہ پلٹ دیا گیا تھا اور ان جنرلوں کو بھگا دیا گیا تھا جنھوں نے کرغز کے وطن کو فتح کیا تھا۔اس لیے انقلاب کا یہ مطلب تھا کہ اب کرغز اپنی سرزمین کے خود مالک ہیں۔کرغز کے نوجوان نے زوردار نعرہ لگایا۔''انقلاب زندہ باد'' وہ ایک پیدائشی بالشویکی معلوم ہو رہا تھا۔اس خوشی میں پورے قبیلے نے شرکت کی۔

ایم این رائے میموئیرز، (1964)

کرغزیوں نے پہلے انقلاب (فروری انقلاب) کا پوری گرمجوشی سے استقبال کیا اور دوسرے انقلاب کا حیرانی اور خوف کے ساتھ ..... پہلے انقلاب نے ان کو زار شاہی حکومت کے استبداد سے آزادی دلوائی اور ان کی اس امید کو تقویت ملی..... کہ اب ان کو خودمختاری حاصل ہوگی۔جب کہ دوسرے انقلاب (اکتوبر انقلاب) کے ساتھ تشدد، لوٹ کھسوٹ، ٹیکس اور آمرانہ اقتدار کا قیام تھا۔ایک وقت ایسا تھا جب کہ زار کے نوکر شاہ کرغزیوں پر ظلم کرتے تھے اب لوگوں کا وہی گروپ..... اسی حکومت کو آگے بڑھا رہا تھا.....

1919 میں قزاق رہنما کا بیان

''لس موومنٹ نیشنا کس چنزلس مسلمان ڈی روسی (1960) تصنیف الیگزنڈر بنگسن اور چنفال کیل کیجیے میں نقل کیا گیا 1919 میں ایک قزاق لیڈر کا بیان۔

ماخذ

to cooperation with non-Russian nationalities and Muslim *jadidists*. Cooperation did not work where Russian colonists themselves turned Bolshevik. In Khiva, in Central Asia, Bolshevik colonists brutally massacred local nationalists in the name of defending socialism. In this situation, many were confused about what the Bolshevik government represented.

Partly to remedy this, most non-Russian nationalities were given political **autonomy** in the Soviet Union (USSR) – the state the Bolsheviks created from the Russian empire in December 1922. But since this was combined with unpopular policies that the Bolsheviks forced the local government to follow – like the harsh discouragement of **nomadism** – attempts to win over different nationalities were only partly successful.

New words

Autonomy – The right to govern themselves

Nomadism – Lifestyle of those who do not live in one place but move from area to area to earn their living

Activity

Why did people in Central Asia respond to the Russian Revolution in different ways?

Source B

Central Asia of the October Revolution: Two Views

M.N.Roy was an Indian revolutionary, a founder of the Mexican Communist Party and prominent Comintern leader in India, China and Europe. He was in Central Asia at the time of the civil war in the 1920s. He wrote:

'The chieftain was a benevolent old man; his attendant … a youth who … spoke Russian … He had heard of the Revolution, which had overthrown the Tsar and driven away the Generals who conquered the homeland of the Kirgiz. So, the Revolution meant that the Kirgiz were masters of their home again. "Long Live the Revolution" shouted the Kirgiz youth who seemed to be a born Bolshevik. The whole tribe joined.'

M.N.Roy, *Memoirs (1964).*

'The Kirghiz welcomed the first revolution (ie February Revolution) with joy and the second revolution with consternation and terror … [This] first revolution freed them from the oppression of the Tsarist regime and strengthened their hope that … autonomy would be realised. The second revolution (October Revolution) was accompanied by violence, pillage, taxes and the establishment of dictatorial power … Once a small group of Tsarist bureaucrats oppressed the Kirghiz. Now the same group of people … perpetuate the same regime …'

Kazakh leader in 1919, quoted in Alexander Bennigsen and Chantal Quelquejay, *Les Mouvements Nationaux chez les Musulmans de Russie, (1960).*

Source

© NCERT

4.2 سوشلسٹ سماج کی تشکیل

خانہ جنگی کے dwran بالشویکیوں نے صنعتوں اور بینکوں کو قومیا رکھا تھا۔ انہوں نے کسانوں کو اس زمین پر کاشت کی اجازت دیدی جو سماجیالی گئی تھی۔ بالشویکیوں نے ضبط شدہ زمین کو یہ دکھانے کے لیے استعمال کیا کہ اجتماعی کام کے کیا فوائد ہیں۔

مرکزی منصوبہ بندی کا عمل متعارف کرایا گیا۔ ایک منصوبہ کے تحت افسران نے اندازہ لگایا کہ صحیح معنوں میں معیشت کس طرح چل سکتی ہے اور اس کے بعد پانچ سالہ مدت کے لیے اہداف مقرر کیے گئے۔ اسی بنیاد پر انہوں نے پنج سالہ منصوبے بنائے۔ حکومت نے پہلے دو منصوبوں کے دوران

باکس 4

یوکرین کے ایک گاؤں میں اشتراکی کاشتکاری

''دو (ضبط شدہ) فارموں کو استعمال کی بنیاد بنا کر ایک کمیون قائم کی گئی۔ یہ کمیون ستر اشخاص کی تیرہ فیملیوں پر مشتمل تھی۔ وہ آلات زراعت جن کو دوسرے فارموں سے ضبط کیا تھا، کمیون کو سونپ دیے گئے۔ ممبران مشترکہ دائینگ ہال میں کھانا کھاتے تھے اور آمدنی'' کو آپریٹیو کمیونزم'' کے اصولوں کے مطابق تقسیم ہوتی تھی۔ ممبران کی محنت کی کل پیداوار، رہائش گاہیں اور دوسری سہولیات کمیون کی ملکیت تھیں جن کا استعمال کمیون کے ممبران مشترکہ طور سے کرتے تھے۔

دی ہسٹری آف اے سوویٹ کلکٹیو فارم (1995): فیدور بیلوو

(1927-32 اور 1933-38) صنعتی ترقی کے فروغ کے لیے تمام قیمتیں طے کیں۔ اسی طرح مرکزی منصوبہ بندی سے معاشی پیداوار میں ترقی ہوئی۔ صنعتی پیداوار بڑھ گئی۔ (تیل، کوئلے اور فولاد میں 1929 اور 1933 کے درمیان 100 فیصد پیداوار میں اضافہ ہوا) کئی صنعتی شہر وجود میں آئے۔

تاہم، تیزی سے تعمیری کام کرنے سے مزدوروں کے معیار زندگی میں گراوٹ آئی۔ شہر میگنی ٹوگورسک میں اسٹیل پلانٹ کی تعمیر کا کام تین سال میں پورا ہوگیا۔ یہاں مزدور تکلیف دہ حالات میں زندگی گزارنے پر مجبور تھے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پہلے ہی سال تعمیری کام میں 550 بار رکاوٹ پیش آئی۔ رہائشی کوارٹروں میں سردی کے موسم میں جہاں درجہ حرارت صفر سے 40 درجے نیچے رہتا تھا لوگوں کو قضائے حاجت کے لیے چوتھی منزل سے نیچے گلی میں آنا پڑتا تھا۔''

اسکول کا ایک بڑا وسیع نظام قائم کیا گیا اور مزدوروں اور کسانوں کے لیے یونیورسٹیوں میں داخلے کے انتظامات کیے گئے۔ مزدور عورتوں کے بچوں کے لیے فیکٹریوں میں پرورش گاہیں قائم ہوئیں۔ عوامی صحت کی دیکھ بھال کے لیے سستی سہولیات مہیا کرائی گئیں۔ مزدوروں کے لیے بہتر رہائش گاہیں قائم ہوئیں۔ چونکہ حکومت کے پاس وسائل کی کمی تھی اس لیے ان تمام سہولیات میں توازن برقرار نہ رہ سکا۔



شکل–14 : فیکٹریاں اشتراکیت کی علامت بن گئیں
اس پوسٹر میں لکھا ہے ''چمنیوں سے نکلتا ہوا دھواں سوویت روس کی سانسیں ہیں''۔

4.2 Making a Socialist Society

During the civil war, the Bolsheviks kept industries and banks nationalised. They permitted peasants to cultivate the land that had been socialised. Bolsheviks used confiscated land to demonstrate what collective work could be.

A process of centralised planning was introduced. Officials assessed how the economy could work and set targets for a five-year period. On this basis they made the Five Year Plans. The government fixed all prices to promote industrial growth during the first two 'Plans' (1927-1932 and 1933-1938). Centralised planning led to economic growth. Industrial production increased (between 1929 and 1933 by 100 per cent in the case of oil, coal and steel). New factory cities came into being.

Box 4

Socialist Cultivation in a Village in the Ukraine

'A commune was set up using two [confiscated] farms as a base. The commune consisted of thirteen families with a total of seventy persons … The farm tools taken from the … farms were turned over to the commune …The members ate in a communal dining hall and income was divided in accordance with the principles of "cooperative communism". The entire proceeds of the members' labor, as well as all dwellings and facilities belonging to the commune were shared by the commune members.'

Fedor Belov, *The History of a Soviet Collective Farm (1955).*

However, rapid construction led to poor working conditions. In the city of Magnitogorsk, the construction of a steel plant was achieved in three years. Workers lived hard lives and the result was 550 stoppages of work in the first year alone. In living quarters, 'in the wintertime, at 40 degrees below, people had to climb down from the fourth floor and dash across the street in order to go to the toilet'.

An extended schooling system developed, and arrangements were made for factory workers and peasants to enter universities. Crèches were established in factories for the children of women workers. Cheap public health care was provided. Model living quarters were set up for workers. The effect of all this was uneven, though, since government resources were limited.

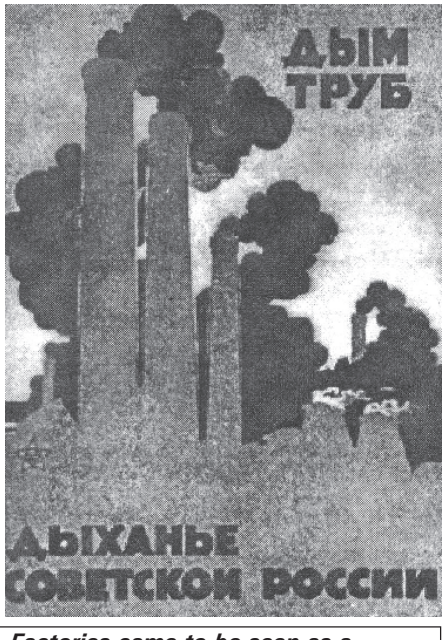


Fig. 14 – Factories came to be seen as a symbol of socialism.
This poster states: 'The smoke from the chimneys is the breathing of Soviet Russia.'



شکل–15 : 1930 کے عشرے میں سوویت روس کے اسکول میں بچے :
وہ سوویت معیشت کا مطالعہ کر رہے ہیں۔



شکل–16 : پہلے پنج سالہ منصوبے کے دوران ماگنی ٹوگورسک میں ایک بچہ
وہ سوویت روس کی خاطر محنت کر رہا ہے۔



شکل–17 : 1930 کی دہائی میں فیکٹری کا طعام خانہ۔

ماخذ C

ماخذ

1993 میں سویت بچپن کے خواب اور حقیقت

پیارے دادا کا لینن.....

میرا خاندان کافی بڑا ہے۔ چار بچے ہیں ہمارے ابا جان نہیں رہے۔ وہ مزدوروں کی فلاح کے لیے لڑتے مر گئے..... میری ماں بیمار پڑی ہے..... میں اچھی طرح تعلیم حاصل کرنا چاہتا ہوں لیکن اسکول نہیں جا سکتا۔ میرے پاس جوتوں کے چند پرانے جوڑے پڑے ہیں مگر وہ اس درجہ پھٹ چکے ہیں کہ اب کوئی انھیں سینے کو بھی تیار نہیں۔ مری ماں بیمار ہے، ہمارے پاس نہ تو پیسہ ہے اور نہ کھانے کو روٹی لیکن ان حالات میں بھی میں اچھی طرح تعلیم حاصل کرنا چاہتا ہوں..... ہمارے سامنے تعلیم حاصل کرنے کا مشکل کام کھڑا ہے ایک ایسا کام جس کی کوئی حد نہیں۔ یہ وہ بات ہے جو ہمارے لیڈر ولادیمیر ایلچ لینن نے کہی تھی لیکن مجھ کو اپنی تعلیم روکنی پڑی۔ ہمارے نہ تو رشتہ دار ہیں اور نہ کوئی مددگار اس لیے اپنے خاندان کو بھوکے مرنے سے بچانے کے لیے مجھ کو کام کرنے کے لیے فیکٹری جانا پڑتا ہے۔ پیارے دادا جان میری عمر 13 سال ہے۔ میں ایک اچھا طالب علم ہوں اور میری رپورٹ بھی خراب نہیں ہے۔ میں پانچویں جماعت کا طالب علم ہوں.....

ایک تیرہ سالہ مزدور کی جانب سے سوویت صدر کا لینن کو لکھا گیا خط 1993

From: V. Sokolav(ed)Obshchestvo 1 Vlast, v 1930-ye gody (Moscow,1947)



Fig. 15 – Children at school in Soviet Russia in the 1930s.
They are studying the Soviet economy.



Fig. 16 – A child in Magnitogorsk during the First Five Year Plan.
He is working for Soviet Russia.

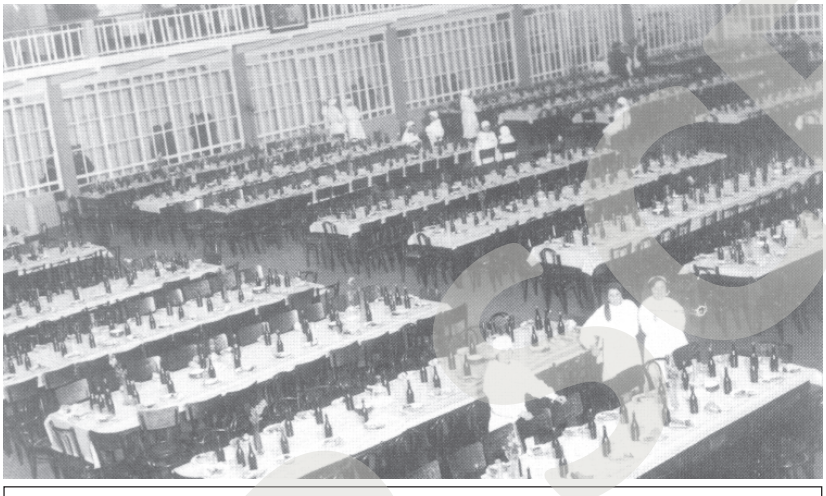


Fig. 17 – Factory dining hall in the 1930s.

Source C

Dreams and Realities of a Soviet Childhood in 1933

Dear grandfather Kalinin …

My family is large, there are four children. We don't have a father – he died, fighting for the worker's cause, and my mother … is ailing … I want to study very much, but I cannot go to school. I had some old boots, but they are completely torn and no one can mend them. My mother is sick, we have no money and no bread, but I want to study very much. …there stands before us the task of studying, studying and studying. That is what Vladimir Ilich Lenin said. But I have to stop going to school. We have no relatives and there is no one to help us, so I have to go to work in a factory, to prevent the family from starving. Dear grandfather, I am 13, I study well and have no bad reports. I am in Class 5 …

Letter of 1933 from a 13-year-old worker to Kalinin, Soviet President

From: V. Sokolov (ed), *Obshchestvo I Vlast, v 1930-ye gody* (Moscow, 1997).

Source

OPEN

4.3: اسٹالینیزم اور اجتماعیت کاری



ابتدائی منصوبہ بند معیشت کا دور زراعت کی اجتماعیت کاری کی تباہیوں سے وابستہ تھا۔ 1927-28 تک سوویت روس کے قصبات اناج سپلائی کے سنجیدہ مسئلے کا مقابلہ کر رہے تھے۔ حکومت نے اناج کے فروخت کی قیمتوں کا تعین کر دیا لیکن ان مقررہ قیمتوں پر کسانوں نے سرکاری خریداروں کو اپنا اناج فروخت کرنے سے انکار کر دیا۔

اسٹالن نے جو لینن کی موت کے بعد سوویت روس کا سربراہ بنا تھا سخت ہنگامی اقدامات اٹھائے۔ اس کو محسوس ہوا کہ دیہی علاقے میں مالدار کسان اور تاجروں نے زیادہ قیمتوں کی امید میں اناج کے فاضل ذخائر بٹور لیے ہیں۔ قیاس آرائیوں کو روکنے کے لیے اناج کے ذخائر ضبط کر لیے گئے۔

1928 میں اس پارٹی کے ممبران نے اناج پیدا کرنے والے علاقوں کا دورہ کیا جہاں جبراً اناج وصولی پروگرام پر نظر رکھی گئی اور کولاکوں (مالدار کسانوں کا نام) کے اناج ذخائر پر چھاپہ مارا گیا۔ جوں جوں اناج کی کمی محسوس ہوئی فارموں کی اجتماعیت کاری کا فیصلہ کیا گیا۔ اس سلسلے میں دلیل یہ پیش کی گئی کہ جزوی طور سے کسانوں کے پاس چھوٹے چھوٹے قطعات آراضی ہونے کی وجہ سے اناج کی کمی محسوس کی جا رہی ہے۔ 1917 کے بعد زمین کسانوں کے حوالے کر دی گئی تھی۔ ان چھوٹے چھوٹے فارموں کی جدید کاری نہ ہو سکی۔ مشنیری کے ساتھ صنعتی پیمانے پر جدید فارموں کی ترقی کے لیے کلاکوں کو مٹانا کسانوں سے زمین واپس لینا اور ریاستی نگرانی کے تحت بڑے بڑے فارم قائم کرنا ضروری سمجھا گیا۔

اس کے بعد جو پروگرام آیا وہ اسٹالن کا اجتماعیت کاری کا پروگرام تھا۔ 1929 سے پارٹی نے تمام کسانوں کو اجتماعی فارموں پر کاشتکاری کے لیے مجبور کیا۔ فاضل زمین اور آلات زراعت کا تبادلہ اجتماعی فارموں کو کر دیا گیا۔ کسان کھیت پر کام کرتے تھے اور اجتماعی فارم سے حاصل منافع بانٹ لیا جاتا تھا۔ غصے میں بھرے کسانوں نے سرکاری افسران کی مخالفت کی اور اپنے مویشی مار ڈالے 1929 اور 1931 کے درمیان مویشیوں کی تعداد صرف ایک تہائی ہی رہ گئی۔ ان لوگوں کو جنہوں نے اجتماعیت کاری کی مخالفت کی سخت سزائیں دی گئیں۔ ایسے متعدد کسانوں کو ملک بدر یا جلاوطن کر دیا گیا۔ جو کسان اجتماعیت کاری کے خلاف مقابلہ آرائی پر آمادہ تھے، وہ دلیل یہ پیش کر رہے تھے کہ وہ مالدار نہیں ہیں اور اشتراکیت کے مخالف بھی نہیں ہیں۔ وہ متعدد وجوہات سے اجتماعی فارموں پر کام کرنے کے حق میں نہ تھے۔ اسٹالن کی حکومت نے کچھ آزاد کاشتکاری کی اجازت تو دیدی لیکن ایسے کاشتکاروں کے ساتھ غیر ہمدردانہ برتاؤ ہونے لگا۔

اجتماعیت کاری کے باوجود زرعی پیداوار میں فوری اضافہ نہیں ہوا۔ حقیقت یہ ہے کہ 1931-32 کی خراب فصل نے سوویت تاریخ کی بدترین قحط سالیوں کو دیکھا جس میں 40 لاکھ سے بھی زیادہ افراد مر گئے۔



شکل-18 : اجتماعیت کاری کے دوران ایک پوسٹر اس میں لکھا ہے۔
''کاشتکاری کو گھٹانے پر مصر کولاک پر ہم وار کریں گے''



شکل-19 : بڑے بڑے اجتماعی فارموں پر کام کرنے کے لیے جمع عورتیں

نئے الفاظ

جلاوطن: کسی کو اپنے ملک سے زبردستی وطن سے باہر کرنا
ملک بدر: کسی کو اپنے ملک سے باہر رہنے کو مجبور کرنا

4.3 Stalinism and Collectivisation



The period of the early Planned Economy was linked to the disasters of the collectivisation of agriculture. By 1927-1928, the towns in Soviet Russia were facing an acute problem of grain supplies. The government fixed prices at which grain must be sold, but the peasants refused to sell their grain to government buyers at these prices.

Stalin, who headed the party after the death of Lenin, introduced firm emergency measures. He believed that rich peasants and traders in the countryside were holding stocks in the hope of higher prices. Speculation had to be stopped and supplies confiscated.

In 1928, Party members toured the grain-producing areas, supervising enforced grain collections, and raiding 'kulaks' – the name for well-to-do peasants. As shortages continued, the decision was taken to collectivise farms. It was argued that grain shortages were partly due to the small size of holdings. After 1917, land had been given over to peasants. These small-sized peasant farms could not be modernised. To develop modern farms, and run them along industrial lines with machinery, it was necessary to 'eliminate kulaks', take away land from peasants, and establish state-controlled large farms.

What followed was Stalin's collectivisation programme. From 1929, the Party forced all peasants to cultivate in collective farms (*kolkhoz*). The bulk of land and implements were transferred to the ownership of collective farms. Peasants worked on the land, and the *kolkhoz* profit was shared. Enraged peasants resisted the authorities and destroyed their livestock. Between 1929 and 1931, the number of cattle fell by one-third. Those who resisted collectivisation were severely punished. Many were **deported** and **exiled**. As they resisted collectivisation, peasants argued that they were not rich and they were not against socialism. They merely did not want to work in collective farms for a variety of reasons. Stalin's government allowed some independent cultivation, but treated such cultivators unsympathetically.

In spite of collectivisation, production did not increase immediately. In fact, the bad harvests of 1930-1933 led to one of most devastating famines in Soviet history when over 4 million died.

New words

Deported – Forcibly removed from one's own country.
Exiled – Forced to live away from one's own country.



*Fig. 18 – **A poster during collectivisation.** It states: 'We shall strike at the kulak working for the decrease in cultivation.'*



Fig. 19 – Peasant women being gathered to work in the large collective farms.

ماخذ D

اجتماعیت کاری کی مخالفت اور حکومتی ردعمل کے بارے میں سرکاری نظریہ

یوکرین کے مختلف خطوں میں اس سال فروری کے دوسرے نصف سے..... پارٹی کے نچلے درجوں کی جانب سے پارٹی پالیسی کی غلط بیانی، موسم بہار میں فصل کاٹنے کے لیے اجتماعیت کاری اور تیاری کے کام کے دوران سوویت انتظامیہ کی کمزوری کی وجہ سے کسان طبقے میں اونچے پیمانے پر بغاوت وجود میں آئی۔

تھوڑی ہی مدت کے اندر اندر متذکرہ بالا خطوں میں اونچے پیمانے پر سرگرمیاں پھیلنے لگیں اور سرحد کے قریب نہایت جارحانہ بغاوت رونما ہوئی۔

کسانوں کی بغاوتوں کے زیادہ تر واقعات اجتماعی بنائے گئے اناج کے ذخائر، مویشیوں اور آلات زراعت کی فوری مانگ سے وابستہ ہیں.....

یکم فروری اور 15 مارچ کے درمیان 25,000 افراد گرفتار ہوئے..... 656 کو سزائے موت ہوئی 3673 افراد کو بامشقت قید خانوں میں قید اور 5580 افراد کو جلاوطن کر دیا گیا۔

19 مارچ 1930 کو کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی کو یوکرین کے ریاستی پولیس انتظامیہ کے صدر کے ایم کارلسن کی رپورٹ

بہت سے لوگ پارٹی میں ایسے بھی تھے جنہوں نے منصوبہ بند معیشت اور اجتماعیت کاری کے نتائج کے تحت صنعتی پیداوار میں آئی افراتفری کی تنقید کی۔ اسٹالن اور اس کے حامیوں نے ناقدین پر اشتراکیت کے خلاف سازش کا الزام عائد کیا۔ پورے ملک میں الزامات عائد کیے گئے جس کے نتیجہ میں 1939 تک 20 لاکھ افراد قید خانوں یا لیبر کیمپوں کو بھیج دیے گئے ان میں سے بہت سے لوگ ایسے بھی تھے جو بے قصور تھے لیکن کسی نے بھی ان کے حق میں آواز نہیں اٹھائی۔ بہت سے لوگوں کو ایذا رسانی کے ذریعہ اپنا جرم قبول کرنے پر مجبور کیا گیا جن کو سزائے موت دی گئی۔ ان میں سے بہت سے لوگ ماہر اور باصلاحیت پیشہ ور بھی تھے۔

ماخذ E

یہ خط ایک ایسے کسان نے لکھا ہے جو اجتماعی فارم میں شامل نہیں ہونا چاہتا تھا۔
کوسٹیاں کائیا گیزٹ اخبار (کسان اخبار) کو بھیجا گیا خط:

میں فطری طور پر ایک کسان ہوں جو 1879 میں پیدا ہوا تھا، میرا خاندان 6 ممبران پر مشتمل ہے۔ میری بیوی 1881 میں پیدا ہوئی، میرے بیٹے کی عمر 16 سال اور دو بیٹیاں ہیں جن کی عمر 19 سال ہے۔ میرے یہ تینوں بچے اسکول جاتے ہیں۔ میری بہن کی عمر 71 سال ہے۔ 1932 سے ہم پر اتنے زیادہ ٹیکس لگا دیے گئے ہیں کہ زندگی محال ہے۔ 1935 سے مقامی افسران نے مجھ پر ٹیکسوں کا اتنا بوجھ ڈال دیا جن کو میں ادا نہیں کر سکا اس لیے میری تمام جائیداد سرکاری رکارڈ میں ضبط کر لی گئی۔ میرا گھوڑا، گائے، بچھڑا، میمنوں کے ساتھ بھیڑیں تمام میرے آلات زراعت، فرنیچر اور عمارتوں کی مرمت کے لیے میری تمام پس انداز لکڑی اور انہوں نے یہ تمام سامان ٹیکس ادائیگی کے عوض فروخت کر دیا۔ 1936 میں انہوں نے میری دو عمارتیں فروخت کر دیں ان کو لخوز نے خرید لیا۔ 1937 تک میری باقی ماندہ دو چھونپڑیوں میں سے ایک تو فروخت کر دیا گیا اور دوسری ضبط کر لی گئی۔

افاناسی دیدورو روچ فریبنیف ایک آزاد کار شکار

From V.Sokolov (ed)obshchestvo 1 Vlast, v1930-ye gody

Source D

Official view of the opposition to collectivisation and the government response

'From the second half of February of this year, in various regions of the Ukraine … mass insurrections of the peasantry have taken place, caused by distortions of the Party's line by a section of the lower ranks of the Party and the Soviet apparatus in the course of the introduction of collectivisation and preparatory work for the spring harvest.

Within a short time, large scale activities from the above-mentioned regions carried over into neighbouring areas – and the most aggressive insurrections have taken place near the border.

The greater part of the peasant insurrections have been linked with outright demands for the return of collectivised stocks of grain, livestock and tools …

Between 1st February and 15th March, 25,000 have been arrested … 656 have been executed, 3673 have been imprisoned in labour camps and 5580 exiled …'

Report of K.M. Karlson, President of the State Police Administration of the Ukraine to the Central Committee of the Communist Party, on 19 March 1930.

From: V. Sokolov (ed), *Obshchestvo I Vlast, v 1930-ye gody*

Source

Many within the Party criticised the confusion in industrial production under the Planned Economy and the consequences of collectivisation. Stalin and his sympathisers charged these critics with conspiracy against socialism. Accusations were made throughout the country, and by 1939, over 2 million were in prisons or labour camps. Most were innocent of the crimes, but no one spoke for them. A large number were forced to make false confessions under torture and were executed – several among them were talented professionals.

Source E

This is a letter written by a peasant who did not want to join the collective farm.

To the newspaper *Krestianskaia Gazeta* (Peasant Newspaper)

'… I am a natural working peasant born in 1879 … there are 6 members in my family, my wife was born in 1881, my son is 16, two daughters 19, all three go to school, my sister is 71. From 1932, heavy taxes have been levied on me that I have found impossible. From 1935, local authorities have increased the taxes on me … and I was unable to handle them and all my property was registered: my horse, cow, calf, sheep with lambs, all my implements, furniture and my reserve of wood for repair of buildings and they sold the lot for the taxes. In 1936, they sold two of my buildings … the kolkhoz bought them. In 1937, of two huts I had, one was sold and one was confiscated …'

Afanasii Dedorovich Frebenev, an independent cultivator.

From: V. Sokolov (ed), *Obshchestvo I Vlast, v 1930-ye gody.*

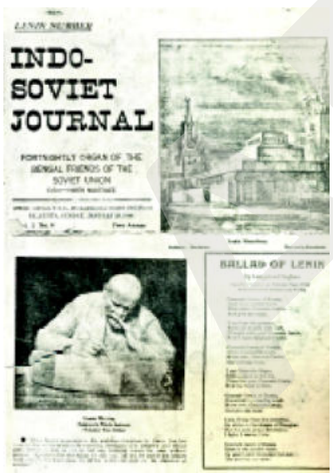
Source

APSCERT

5 روسی انقلاب اور USSR کا عالمی اثر

یوروپ کی ہم عصر سوشلسٹ پارٹیوں نے بالشویکیوں کے اقتدار سنبھالنے کے طریقہ کار کو مکمل طور پر منظور نہیں کیا جس پر وہ قابض رہے تھے۔ تاہم یہ ضرور ہے کہ مزدوروں کی مملکت کے امکان نے پوری دنیا کے اندر لوگوں کو جوش سے بھر دیا۔ بہت سے ممالک میں کمیونسٹ پارٹیاں بنیں مثلاً، برٹین کی کمیونسٹ پارٹی۔ بالشویکیوں نے اپنی مثال اور تجربہ پر چلنے کے لیے نوآبادیاتی اقوام کی حوصلہ افزائی کی۔ یو ایس ایس آر کے باہر متعدد غیر روسی اقوام نے مشرقی اقوام (1920) کی کانفرنس میں حصہ لیا اور بالشویکیوں نے کمنٹرن (بالشویک حامی اشتراکی پارٹیوں کی بین الاقوامی یونین) کا قیام کیا۔ بہت سے لوگ ایسے بھی تھے جنہوں نے مشرق کے مزدوروں کے لیے قائم یو ایس ایس آر کی یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کی۔ دوسری عالمگیر جنگ چھڑنے کی مدت تک یو ایس ایس آر اشتراکیت کو ایک عالمی چہرہ اور عالمی رتبہ دے چکا تھا۔

اس کے باوجود 1950 کے دہے تک یہ بات ملک میں تسلیم کی گئی کہ یو ایس ایس آر کی حکومت کا انداز روسی انقلاب کے نصب العین کے مطابق نہیں تھا۔ عالمی اشتراکی تحریک میں بھی اس بات کو تسلیم کیا گیا کہ خود سوویت یونین کے حالات سازگار نہیں تھے۔ ایک پسماندہ ملک ایک عظیم طاقت بن کر ابھرا تھا۔ اس کی صنعتوں اور زراعت نے ترقی کی تھی اور غریبوں کا پیٹ بھرا جارہا تھا لیکن اس نے اپنے شہریوں کو ضروری آزادیوں سے محروم کر دیا تھا اور پرتشدد پالیسوں کے ذریعہ اپنے ترقیاتی پروجیکٹوں کو آگے بڑھایا تھا۔ بیسویں صدی کے آخری حصے تک ایک اشتراکی حیثیت سے یو ایس ایس آر کے بین الاقوامی وقار کو دھکا لگ چکا تھا لیکن یہ بات بھی مسلمہ تھی کہ اس ملک کے لوگوں کے دلوں میں اشتراکی نصب العین کا اب بھی احترام موجود تھا۔ لیکن ہر ملک میں مختلف طریقوں سے اشتراکی نظریات پر دوبارہ غور کیا گیا۔



شکل–20 : لنین پر انڈو سوویت خصوصی جرنل
دوسری جنگ عظیم کے دوران ہندوستانی سوشلسٹ نے روس کی حمایت کی۔

باکس 5

روسی انقلاب کے بارے میں ہندوستانی تحریریں

جن لوگوں کو روسی انقلاب سے تحریک ملی، ان میں ہندوستانی بھی تھے۔ بہت سے لوگوں نے کمیونسٹ یونیورسٹی میں داخلہ لیا۔ 1924 میں ہندوستان میں کمیونسٹ پارٹی کا قیام ہوا تھا اس کے ممبران کا سوویت کمیونسٹ پارٹی سے رابطہ قائم تھا۔ اہم ہندوستانی سیاسی اور ثقافتی ہستیوں نے سوویت تجربے میں دلچسپی لی اور روس کا دورہ کیا۔ ان ہی عظیم ہستیوں میں جواہر لال نہرو اور رابندر ناتھ ٹیگور بھی تھے جنہوں نے سوویت سوشلزم کے بارے میں اپنے خیالات تحریر کیے۔ ہندوستان کی تحریروں میں سوویت روس کی تصویر پیش کی گئی۔ ہندی میں آر۔ ایس اوستھی نے 21-1920 میں ''روسی انقلاب، لنین، اس کے حالات زندگی اور اس کے خیالات'' اور بعد میں ''سرخ انقلاب'' وغیرہ جیسی تحریریں لکھیں۔ ایس۔ ڈی۔ ودیالنکار نے ''روس کا دوبارہ جنم اور'' ''روس کی سوویت ریاست'' نام کی تصنیف لکھی۔ بہت سی تحریریں بنگالی، مراٹھی، ملیالم، تمل اور تیلگو زبانوں میں بھی لکھی گئیں۔

5 The Global Influence of the Russian Revolution and the USSR

Existing socialist parties in Europe did not wholly approve of the way the Bolsheviks took power – and kept it. However, the possibility of a workers' state fired people's imagination across the world. In many countries, communist parties were formed – like the Communist Party of Great Britain. The Bolsheviks encouraged colonial peoples to follow their experiment. Many non-Russians from outside the USSR participated in the Conference of the Peoples of the East (1920) and the Bolshevik-founded Comintern (an international union of pro-Bolshevik socialist parties). Some received education in the USSR's Communist University of the Workers of the East. By the time of the outbreak of the Second World War, the USSR had given socialism a global face and world stature.

Yet by the 1950s it was acknowledged within the country that the style of government in the USSR was not in keeping with the ideals of the Russian Revolution. In the world socialist movement too it was recognised that all was not well in the Soviet Union. A backward country had become a great power. Its industries and agriculture had developed and the poor were being fed. But it had denied the essential freedoms to its citizens and carried out its developmental projects through repressive policies. By the end of the twentieth century, the international reputation of the USSR as a socialist country had declined though it was recognised that socialist ideals still enjoyed respect among its people. But in each country the ideas of socialism were rethought in a variety of different ways.

Box 5

Writing about the Russian Revolution in India

Among those the Russian Revolution inspired were many Indians. Several attended the Communist University. By the mid-1920s the Communist Party was formed in India. Its members kept in touch with the Soviet Communist Party. Important Indian political and cultural figures took an interest in the Soviet experiment and visited Russia, among them Jawaharlal Nehru and Rabindranath Tagore, who wrote about Soviet Socialism. In India, writings gave impressions of Soviet Russia. In Hindi, R.S. Avasthi wrote in 1920-21 *Russian Revolution*, *Lenin, His Life and His Thoughts*, and later *The Red Revolution* . S.D. Vidyalankar wrote *The Rebirth of Russia* and *The Soviet State of Russia*. There was much that was written in Bengali, Marathi, Malayalam, Tamil and Telugu.



***Fig.20 – Special Issue on Lenin of the* Indo-Soviet Journal.**
Indian communists mobilised support for the USSR during the Second World War.

ماخذ F

1920 میں سوویت روس کے اندر ایک ہندوستانی کی آمد

''اپنی زندگی میں پہلی بار ہم یورپیوں کی ایشیائی باشندوں کے ساتھ آزادانہ طور سے ملتے جلتے دیکھ رہے تھے۔ روسیوں کو ملک کے بقیہ عوام کے ساتھ آزادانہ ملتے جلتے دیکھ کر ہم اس بات سے مطمئن ہوئے کہ ہم ایک حقیقی مساوات کے ملک میں آ گئے ہیں''۔

''ہم نے آزادی کو ایک حقیقی روشنی میں دیکھا۔ سامرجیوں اور انقلاب دشمن سازشوں کی پیدا کردہ غربت کے باوجود لوگ پہلے سے کہیں زیادہ خوش حال اور مطمئن دکھائی دے رہے تھے۔ انقلاب نے ان میں اعتماد اور بے خوفی کا احساس پیدا کر دیا ہے یہاں بنی نوع انسان کا حقیقی بھائی چارہ ان پچاس مختلف قسم کی قومیتوں کے لوگوں میں نظر آئے گا۔ ذات یا مذہب کی کوئی بھی رکاوٹ ان کو ایک دوسرے کے ساتھ آزادانہ طور سے ملنے جلنے سے روک نہیں سکتی۔ ہر فرد ایک اعلیٰ قسم کے مقرر میں تبدیل ہو گیا تھا۔ کوئی بھی شخص ایک مزدور ایک کسان، ایک فوجی کو ایک پیشہ ور لیکچرر کی طرح ولولہ انگریز تقریر کرتے دیکھ سکتا ہے۔''

شوکت عثمانی، ہسٹورک ٹرپس آف اے ریولیوشنری، 22-21

ماخذ G

1930 میں روس سے رابندر ناتھ ٹیگور نے لکھا:

دوسری یوروپی راجدھانیوں کی بہ نسبت ماسکو میں صفائی ستھرائی کم دکھائی دیتی ہے۔ گلیوں اور سڑکوں پر بھاگتے دوڑتے لوگ زیادہ اسمارٹ نہیں لگتے۔ پوری جگہ کے مالک مزدور ہیں.... یہاں عوام طبقہ اشرافیہ کے سائے تلے دبائے نہیں گیے ہیں..... وہ لوگ جو مدتوں سے ایک تاریک پس منظر میں زندگی گزار رہے تھے آج کشادہ ماحول میں آگے بڑھ رہے ہیں.... مجھے خود اپنے ملک کے کسانوں اور مزدوروں کا خیال آیا۔ یہ سارا کارنامہ الف لیلیٰ کی کہانی لگتا ہے۔ یہاں ابھی صرف ایک دہے پہلے ہمارے ملک کے عوام کی طرح یہ لوگ ناخواندہ مجبور اور بھوکے تھے..... مجھ جیسے بدقسمت ہندوستانی کے علاوہ یہ دیکھ کر اور کون حیرت زدہ ہوسکتا ہے کہ انہوں نے ان چند سالوں میں لاعلمی اور لاچاری کے پہاڑ کو اپنے کاندھے سے کس طرح اتار پھینکا ہے۔

مشغلہ

شوکت عثمانی اور رابندر ناتھ ٹیگور کے لکھے ان اقتباسات کا موازانہ کیجیے۔ انکو ماخذ C,D,E سے ملا کر پڑھیے۔

- یو ایس ایس آر کے بارے میں ہندوستانیوں کو کیا بات پر اثر دکھائی دی؟
- مصنف کس بات کو دیکھنے میں ناکام رہے؟

Source F

An Indian arrives in Soviet Russia in 1920

'For the first time in our lives, we were seeing Europeans mixing freely with Asians. On seeing the Russians mingling freely with the rest of the people of the country we were convinced that we had come to a land of real equality.

We saw freedom in its true light. In spite of their poverty, imposed by the counter-revolutionaries and the imperialists, the people were more jovial and satisfied than ever before. The revolution had instilled confidence and fearlessness in them. The real brotherhood of mankind would be seen here among these people of fifty different nationalities. No barriers of caste or religion hindered them from mixing freely with one another. Every soul was transformed into an orator. One could see a worker, a peasant or a soldier haranguing like a professional lecturer.'

Shaukat Usmani, *Historic Trips of a Revolutionary.*

Source G

Rabindranath Tagore wrote from Russia in 1930

'Moscow appears much less clean than the other European capitals. None of those hurrying along the streets look smart. The whole place belongs to the workers … Here the masses have not in the least been put in the shade by the gentlemen … those who lived in the background for ages have come forward in the open today … I thought of the peasants and workers in my own country. It all seemed like the work of the Genii in the Arabian Nights. [here] only a decade ago they were as illiterate, helpless and hungry as our own masses … Who could be more astonished than an unfortunate Indian like myself to see how they had removed the mountain of ignorance and helplessness in these few years'.

Activity

Compare the passages written by Shaukat Usmani and Rabindranath Tagore. Read them in relation to Sources C, D and E.

- What did Indians find impressive about the USSR ?
- What did the writers fail to notice?

© NCERT

مشاغل

1. تصور کیجیے کہ آپ 1905 میں ایک ایسے ہڑتالی مزدور ہیں جس پر بغاوت کے الزام میں عدالت میں مقدمہ چل رہا ہے۔اپنی اس تقریر کا مسودہ تیار کیجیے جو آپ اپنے بچاؤ میں کریں گے۔اپنی کلاس کے سامنے اپنی تقریر پیش کیجیے۔
2. مندرجہ ذیل ہر اخبار میں سے 24 اکتوبر 1917 کو ہونے والی بغاوت کے بارے میں ایک شاہ سرخی اور ایک مختصر خبر لکھیے۔
   - فرانس میں ایک قدامت پسند اخبار
   - برطانیہ میں ایک ریڈیکل اخبار
   - روس میں ایک بالشویکی اخبار
3. تصور کیجیے کہ اجتماعیت کاری کے عمل کے بعد آپ روس میں متوسط سطح کے ایک گیہوں کی کاشت کرنے والے کسان ہیں۔ آپ اجتماع کاری سے اپنی شکایتوں کے بارے میں اسٹالن کو خط لکھنے والے ہیں۔آپ اپنی زندگی کے حالات کے بارے میں کیا لکھیں گے؟ آپ کے خیال میں ایسے کسان کے تئیں اسٹالن کا کیا رویہ ہوگا؟

سوالات

1. 1905 سے پہلے روس میں سماجی، معاشی اور سیاسی حالات کیا تھے؟
2. 1917 سے پہلے روس کے محنتی عوام کے حالات دوسرے یوروپی ممالک سے کس طرح مختلف تھے؟
3. 1917 میں زار شاہی آمریت کیوں منتشر ہوگئی؟
4. دو فہرستیں تیار کیجیے ایک میں اہم واقعات اور فروری انقلاب کے اثرات جب کہ دوسری فہرست میں اہم واقعات اور اکتوبر انقلاب کے اثرات درج کیجیے۔ ہر انقلاب میں کون شامل تھا، اس کے لیڈر کون تھے اور سوویت تاریخ پر ہر ایک کا کیا اثر رہا؟ اس پر ایک پیراگراف لکھیئے۔
5. اکتوبر انقلاب کے فوراً بعد بالشویکوں کی جانب سے کونسی اہم تبدیلیاں لائی گئیں؟
6. مندرجہ ذیل کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟ چند جملے لکھیے۔
   - کولاک (مالدار کسان)
   - ڈیوما
   - 1900 اور 1930 کے درمیان ڈیوما خواتین مزدور
   - روشن خیال (لبرل)
   - اسٹالن کا اجتماعیت کاری پروگرام
7. دیئے گئے دنیاء کے نقشے پر ان مقامات کی نشاندہی کریں۔

a) وہ ملک جہاں 1917 میں انقلاب برپا ہوا۔

b) وہ ملک جسکا جنگی گیت Marseillaise تھا۔

c) وہ ملک جہاں یوروپ میں سب سے پہلے صنعتی انقلاب شروع ہوا۔

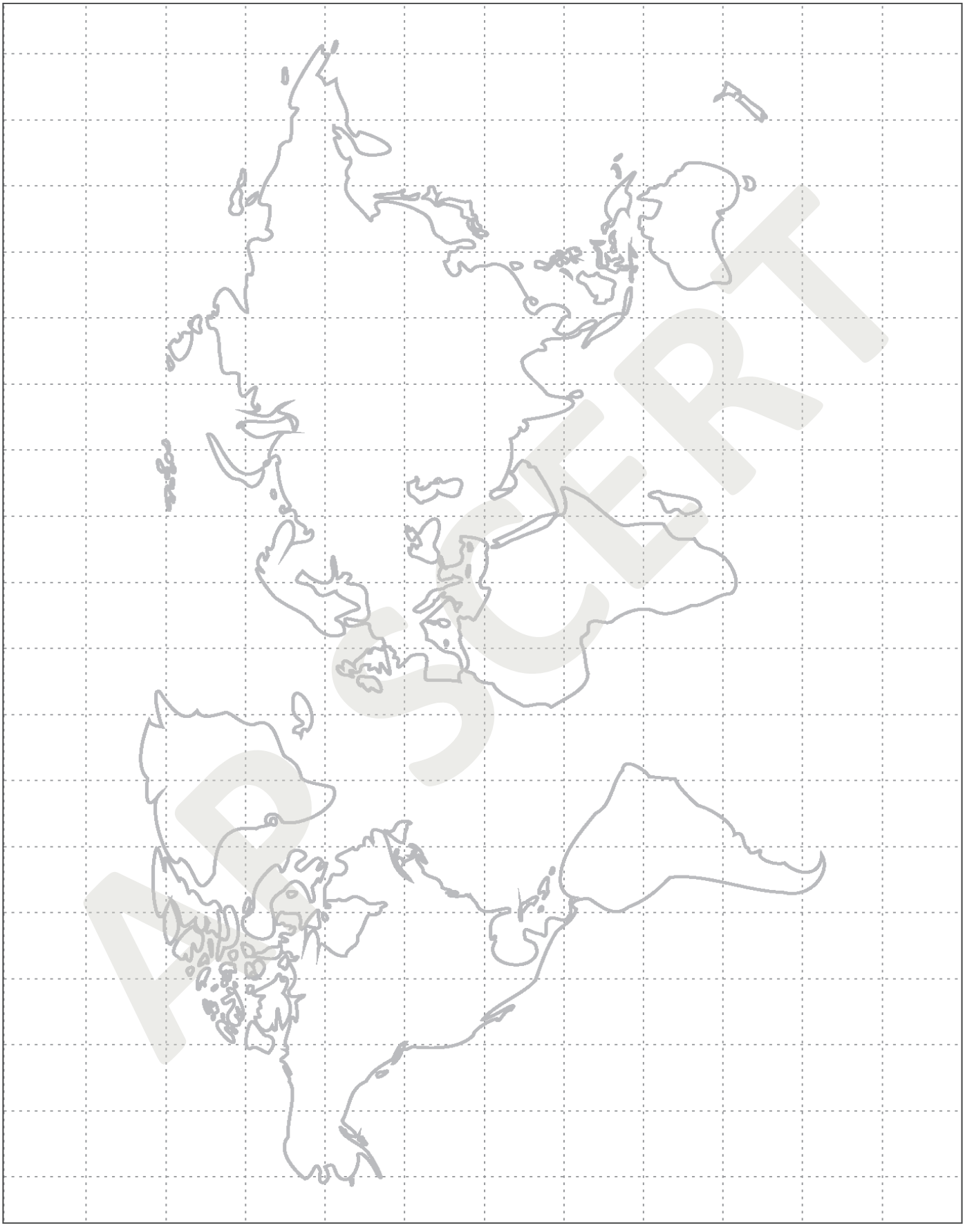
Activities

1. Imagine that you are a striking worker in 1905 who is being tried in court for your act of rebellion. Draft the speech you would make in your defence. Act out your speech for your class.
2. Write the headline and a short news item about the uprising of 24 October 1917 for each of the following newspapers
   - a Conservative paper in France
   - a Radical newspaper in Britain
   - a Bolshevik newspaper in Russia
3. Imagine that you are a middle-level wheat farmer in Russia after collectivisation. You have decided to write a letter to Stalin explaining your objections to collectivisation. What would you write about the conditions of your life? What do you think would be Stalin's response to such a farmer?

Questions

1. What were the social, economic and political conditions in Russia before 1905?
2. In what ways was the working population in Russia different from other countries in Europe, before 1917?
3. Why did the Tsarist autocracy collapse in 1917?
4. Make two lists: one with the main events and the effects of the February Revolution and the other with the main events and effects of the October Revolution. Write a paragraph on who was involved in each, who were the leaders and what was the impact of each on Soviet history.
5. What were the main changes brought about by the Bolsheviks immediately after the October Revolution?
6. Write a few lines to show what you know about:
   - kulaks
   - the Duma
   - women workers between 1900 and 1930
   - the Liberals
   - Stalin's collectivisation programme.
7. Locate these places on the World map given beside.
   a) The country where the 1917 Revolution took place.
   b) The country that had 'Marseillaise' as its war song.
   c) The country where the Industrial Revolution first began in Europe.

© NCERT Activities



APSCERT

Democratic Politics

جمہوری سیاست- I

SEMISTER - 1

Contents

Chapter 1 What is Democracy? Why Democracy? جمہوریت کیا ہے؟ جمہوریت کیوں؟	July جولائی	157
Chapter 2 Constitutional Design دستورسازی	September ستمبر	191
Chapter 3 Electoral Politics انتخابی سیاست	October اکٹوبر	223

طلباء کے لیے

اساتذہ کے لیے

AP SCERT

اکتسابی نتائج

سبق کے اختتام پر طلباء

1. جمہوریت کیا ہے؟ جمہوریت کیوں؟

1. جمہوریت اور اس کی خصوصیات کے بارے میں فہم حاصل کریں گے۔
2. دنیا بھر کے مختلف قسم کی حکومتوں کے درمیان فرق معلوم کریں گے۔
3. جمہوریت، شہنشاہیت، آمریت کے درمیان فرق کو واضح کریں گے۔
4. قانون کی بالادستی اور حقوق کے احترام کی ستائش کریں گے۔

2. دستورسازی

1. نسلی امتیاز کے تصور کو واضح کریں گے۔
2. دستور (آئین) کی ضرورت اور دستور سازی کی کوششوں کو سمجھیں گے۔
3. دستور ہند کا موازنہ دیگر ممالک سے کریں گے۔
4. دستور کے فلسفے کی تشریح کریں گے۔
5. ہندوستانی دستور کے رہنمائی اقدار کی وضاحت کریں گے اور دستور ساز اسمبلی کی کوششوں کی ستائش کریں گے۔

3. انتخابی سیاست

1. جمہوریت میں انتخابات کی ضرورت اور اس کے رول کے بارے میں معلومات حاصل کریں گے۔
2. انتخابی طریقہ کار اور آزادانہ طور پر فیصلے لینے میں الیکشن کمیشن کے کردار کا تجزیہ کریں گے۔
3. شہریت کے تصور کی وضاحت کریں گے۔
4. انتخابی حلقوں کی جغرافیائی اہمیت کی وضاحت کریں گے۔
5. کلاس لیڈروں اور اسکول پیپل لیڈر (SPL) کو منتخب کرنے کے لیے فرضی انتخابات کا اہتمام کریں گے۔
6. آزادانہ اور منصفانہ انتخابات کے انعقاد میں درپیش چیلنجوں کا سامنا کرنے میں حساسیت محسوس کریں گے۔

AP SCERT

LEARNING OUT COMES

The Students will be able to

1. What is Democracy? Why Democracy?

1. Uderstand Democracy and its features.
2. Distinguish between different types of governments across the world.
3. Explain the differences between Democracy, Monarchy and Dictatorship.
4. Appreciate the Rule of Law and Rights.

2. Constitutional Design

1. Explain the concept of apartheid.
2. Understand the need of Constitution and the efforts in making the Constitution.
3. Compare and contrast the Indian Constitution with that of other countires.
4. Interpret the philosophy of the Constitution.
5. Describe the guiding values of the Indian Constitution and appreciate the efforts of the Constituent Assembly.

3. Electoral Politics

1. Understand the need and the role of elections in Democracy.
2. Analyse the process of elections and the role of Election Commission in taking decisions independently.
3. Difine the concept of citizenship.
4. Explain geographical importance of electoral constituencies.
5. Organise mock elections to elect class leaders and school pupils' leader.
6. Feel the sensitivity in facing the challanges in conducting free and fair elections.

AP SCERT

باب 1

جمہوریت کیا ہے؟
جمہوریت کیوں؟

جائزہ

جمہوریت کیا ہے؟ اس کی خصوصیات کیا ہیں؟ یہ باب جمہوریت کی ایک عام اصطلاح پر مبنی ہے۔ اس باب میں ہم چند جمہوری اور چند غیر جمہوری حکومتوں کا ذکر کریں گے۔ مرحلہ در مرحلہ ہم اس اصطلاح میں شامل الفاظ کا مطلب سمجھنے کی کوشش کریں گے۔ یہاں ہمارا مقصد محض کم سے کم جمہوری طرز حکومت سے وابستہ کم سے کم خصوصیات کو سمجھنا ہے۔ اس باب کا مطالعہ کرنے کے بعد ہمیں جمہوری طرز حکومت اور غیر جمہوری طرز حکومت میں فرق کو سمجھنے کی کوشش کرنا ہوگا۔ اس باب کے اختتام پر ہم اس کم سے کم مقصد کو عبور کرتے ہوئے جمہوریت کا ایک وسیع نظریہ متعارف کریں گے۔

آج دنیا میں جمہوریت حکومت کی سب سے مروجہ شکل ہے اور اس کی توسیع مزید ممالک تک پھیل رہی ہے۔ لیکن ایسا کیوں ہے؟ اس میں وہ کونسی خصوصیت پوشیدہ ہے جو اس کو حکومت کے دوسرے شکلوں سے ممتاز بناتی ہے؟ یہ دوسرا اہم سوال ہے جس پر ہم اس باب میں بحث کریں گے۔

APSCERT

CHAPTER 1

What is Democracy? Why Democracy?

Overview

What is democracy? What are its features? This chapter builds on a simple definition of democracy. Step by step, we work out the meaning of the terms involved in this definition. The aim here is to understand clearly the bare minimum features of a democratic form of government. After going through this chapter we should be able to distinguish a democratic form of government from a non-democratic government. Towards the end of this chapter, we step beyond this minimal objective and introduce a broader idea of democracy.

Democracy is the most prevalent form of government in the world today and it is expanding to more countries. But why is it so? What makes it better than other forms of government? That is the second big question that we take up in this chapter.

© NCERT

1.1 جمہوریت کیا ہے؟

حکومت کے مختلف اقسام کے بارے میں آپ پہلے ہی پڑھ چکے ہیں۔ جمہوریت کی تفہیم کی بنیاد پر چند مثالوں کا ذکر کرتے ہوئے

- جمہوری حکومتوں
- غیر جمہوری حکومتوں

کی چند عام خصوصیات لکھیے۔

جمہوریت کی اصطلاح کیوں ضروری ہے؟

اس سے پہلے کہ ہم آگے پڑھیں، آیئے ہم میری کے ایک اعتراض پر نظر ڈالیں۔ وہ جمہوریت کی اس طرح تعریف بیان کرنے کو پسند نہیں کرتی اور چند بنیادی سوال پوچھنا چاہتی ہے۔ اُس کی ٹیچر ماتیلڈ النڈا اُس کے سوالات کا جواب دیتی ہے اور کلاس کے دوسرے بچے بھی اس مباحثے میں حصہ لیتے ہیں۔

میری : میڈم، میں اس تصور کو پسند نہیں کرتی۔ پہلے ہم جمہوریت کے لیے وقت مختص کر کے بحث کریں گے اور پھر جمہوریت کا مطلب معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ میرا مطلب ہے کہ کیا دوسرے طریقے سے وضاحت نہیں کر سکتے؟ کیا پہلے مطلب بعد میں مثال نہیں آنی چاہیے تھی؟

لنڈا میڈم : میں آپ کا مطلب سمجھ گئی ہوں۔ لیکن ہم اپنی روزانہ زندگی میں دلائل اس طرح پیش نہیں کرتے، ہم قلم، بارش یا محبت جیسے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ کیا ہم ان کے استعمال سے پہلے ان کی تعریف بیان کرتے ہیں؟ اس پر غور کیجیے۔ کیا ہمارے ذہن میں ان کی تعریف واضح ہے؟ کسی لفظ کو صرف استعمال کرنے کے بعد ہی ہم کو اُس کے معنی سمجھ میں آتے ہیں۔

میری : تو پھر ہم کو تعریفوں کی ضرورت کیوں پیش آتی ہے؟

لنڈا میڈم : ہم کو تعریف کی ضرورت صرف اُس صورت میں پیش آتی ہے جب کسی لفظ کے استعمال میں کوئی مشکل درپیش ہو۔ ہم کو بارش کی تعریف کی ضرورت اُس وقت ہوگی جب اُس کا موازنہ پھوہار (بوندا باندی) یا بادل چھٹنے سے کرنا ہو۔ یہی بات جمہوریت پر بھی صادق آتی ہے۔ ہم کو اُس کی ایک واضح تعریف کی ضرورت اس لیے ہوتی ہے کہ لوگ اُس کا استعمال مختلف مقاصد کے لیے کرتے ہیں۔ اور اس لیے بھی کہ مختلف قسم کی حکومتیں خود کو جمہوریت بتاتی ہیں۔

ریبانگ: لیکن ہم کو تعریف کی ضرورت ہوتی ہی کیوں ہے؟ کسی دوسرے موقع آپ نے ابراہیم لنکن کا حوالہ دیا تھا، جنھوں نے جمہوریت کی تعریف ان الفاظ میں کی تھی، ''جمہوریت عوام کے لیے اور عوام کے ذریعہ عوام کی حکمرانی ہے۔'' ہم نے اپنی سرزمین میگھالیہ پر ہمیشہ خود ہی حکومت کی ہے۔ جو سب کو قبول ہے ہم کو اسے بدلنے کی ضرورت کیوں ہے؟

لنڈا میڈم : میں یہ نہیں کہہ رہی کہ ہمیں اُس کے بدلنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ مجھ کو بھی یہ تعریف بڑی اچھی لگتی ہے لیکن میں یہ نہیں جانتی کہ یہ اُس کی تعریف بیان کرنے کا طریقہ اُس وقت تک ٹھیک بھی ہے جب تک کہ ہم خود اُس کے بارے میں نہ سوچیں۔ ہم کو کوئی بات صرف اس لیے تسلیم نہیں کرنا چاہئے کیونکہ وہ کافی مشہور ہے اور کیونکہ ہر شخص اس کو تسلیم کرتا ہے۔

پولانڈا : میڈم، کیا میں ایک دوسری تجویز پیش کر سکتی ہوں؟ میں نے کہیں پڑھا ہے کہ لفظ ڈیموکریسی (جمہوریت) یونانی لفظ ''ڈیمو کریشیا'' سے نکلا ہے۔ یونانی زبان میں ''ڈیمس'' کا مطلب ہے عوام اور ''کریشیا'' کا مطلب ہے حکومت۔ اس لیے جمہوریت ایک ایسی حکومت ہے جو لوگوں کے ذریعے چلائی جاتی ہے۔ یہ معنی بالکل ٹھیک ہیں۔ تو پھر بحث و مباحثے کی ضرورت ہی کیا ہے؟

لنڈا میڈم : اس سلسلے میں سوچنے کا یہ طریقہ بھی بہت کارآمد ہے۔ میں اتنا ضرور کہوں گی کہ یہ ہمیشہ ہی کارگر ثابت نہیں ہوگا۔ کوئی بھی لفظ اپنے اصل معنی تک محدود نہیں رہتا۔ اب آپ ذرا کمپیوٹر کے بارے میں ہی سوچئے۔ ابتدا میں یہ کمپیوٹنگ یعنی حساب کتاب لگانے کے لیے یعنی ریاضی کے مشکل سوالات حل کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا تھا۔ یہ بہت کارگر کیلکولیٹر ہوتے تھے۔ لیکن آج کل بہت کم لوگ ایسے ہیں جو سوال حل کرنے کے لیے کمپیوٹر کا استعمال کرتے ہیں۔ اب ان کا استعمال لکھنے، ڈیزائن بنانے، موسیقی سننے یا پھر فلمیں دیکھنے کے لیے ہوتا ہے۔ لفظ تو وہی رہتے ہیں لیکن بدلتے زمانوں کے ساتھ ان کے معنی بدلتے رہتے ہیں۔ اسی طرح کسی لفظ کی اصل معنی تک محدود ہونا سودمند نہیں ہوتا۔

میری: میڈم، اس لیے آپ بنیادی طور پر یہ بات کہنا چاہتی ہیں کہ اس معاملے میں خود ہی فیصلہ کرنے کا کوئی مختصر طریقہ موجود نہیں ہے۔ ہم کو اس کے معنی کے بارے میں سوچنا چاہیے اور ایک تعریف اخذ کرنا چاہیے۔

لنڈا میڈم : آپ میرا مطلب بالکل ٹھیک سمجھا ہے۔ آیئے اب اس مسئلے پر اپنی پیش رفت جاری رکھیں گے۔



میں نے جمہوریت کی ایک مختلف تعریف سنی ہے۔ جمہوریت ایسی طرز حکومت ہے جو لوگوں سے الگ، لوگوں سے دور، جہاں لوگوں کو خریدا جاتا ہے۔ اس کو ہم تسلیم کیوں نہیں کرتے۔

مشغلہ

آیئے لنڈا میڈم کی بات پر سنجیدگی سے غور کرتے ہوئے بارش اور محبت جیسے الفاظ کی صحیح تعریف لکھنے کی کوشش کرتے ہیں جن کو ہم ہر وقت استعمال کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر قلم کی تعریف بیان کرنے کا کیا کوئی ایسا طریقہ ہے جو کسی پنسل، برش، چاک یا کرے یان سے اسے الگ کرے؟

- اس کوشش سے آپ نے کیا سیکھا؟
- یہ جمہوریت کے معنی سمجھنے کے بارے میں ہم کو کیا سکھاتا ہے؟

ایک عام تعریف

آیئے ہم حکومتوں میں مماثلت اور فرق پر اپنی بحث کی جانب دوبارہ لوٹتے ہیں جو کہ جمہوریتیں کہلاتی ہیں۔ گذشتہ

1.1 What is Democracy?

You have already read about different forms of government. On the basis of your understanding of democracy so far, mentioning a few examples write down some common features of:

- Democratic governments
- Non-democratic governments

Why define democracy?

Before we proceed further, let us first take note of an objection by Merry. She does not like this way of defining democracy and wants to ask some basic questions. Her teacher Matilda Lyngdoh responds to her questions, as other classmates join the discussion:

Merry: Ma'am, I don't like this idea. First we spend time discussing democracy and then we want to find out the meaning of democracy. I mean logically shouldn't we have approached it the other way round? Shouldn't the meaning have come first and then the example?

Lyngdoh Madam: I can see your point. But that is not how we reason in everyday life. We use words like pen, rain or love. Do we wait to have a definition of these words before we use them? Come to think of it, do we have clear definition of these words? It is only by using a word that we understand its meaning.

Merry: But then why do we need definitions at all?

Lyngdoh Madam: We need a definition only when we come across a difficulty in the use of a word. We need a definition of rain only when we wish to distinguish it from, say, drizzle or cloudburst. The same is true for democracy. We need a clear definition only because people use it for different purposes, because very different kinds of governments call themselves democracy.

Ribiang: But why do we need to work on a definition? The other day you quoted Abraham Lincoln to us: "Democracy is government of the people, by the people and for the people". We in Meghalaya always ruled ourselves. That is accepted by everyone. Why do we need to change that?

Lyngdoh Madam: I am not saying we need to change it. I too find this definition very beautiful. But we don't know if this is the best way of defining unless we think about it ourselves. We must not accept something just because it is famous, just because everyone accepts it.

Yolanda: Ma'am, can I suggest something? We don't need to look for any definition. I read somewhere that **the word democracy** comes from a Greek word 'Demokratia'. In Greek 'demos' means people and 'kratia' means rule. So democracy is rule by the people. This is the correct meaning. Where is the need to debate?

Lyngdoh Madam: That is also a very helpful way of thinking about this matter. I would just say that this does not always work. A word does not remain tied to its origin. Just think of computers. Originally they were used for computing, that is to say calculating, very difficult mathematical sums. These were very powerful calculators. But nowadays very few people use computers for computing sums. They use it for writing, for designing, for listening to music and for watching films. Words remain the same but their meaning can change with time. In that case it is not very useful to look at the origins of a word.

Merry: Ma'am, so basically what you are saying is that there is no shortcut to our thinking about the matter ourselves. We have to think about its meaning and evolve a definition.

Lyngdoh Madam: You got me right. Let us get on with it now.

ACTIVITY

Let us take Lyngdoh Madam seriously and try to write down the exact definition of some of the simple words that we use all the time: pen, rain and love. For example, is there a way of defining a pen that distinguishes it clearly from a pencil, a brush, a chalk or crayon.

- What have you learnt from this attempt?
- What does it teach us about understanding the meaning of democracy?



I have heard a different version. Democracy is off the people, far (from) the people and (where they) buy the people. Why don't we accept that?

A simple definition

Let us get back to our discussion on similarities and differences among governments that are called

تمام جمہوریتوں میں عام مشترکہ عنصر یہ ہے کہ حکومت کا انتخاب عوام کرتے ہیں۔اس طرح ہم ایک بالکل عام تعریف **''جمہوریت ایک ایسی طرز حکومت ہے جس میں عوام حکمرانوں کا انتخاب کرتے ہیں''** سے آغاز کرتے ہیں۔

یہ ایک مفید شروعاتی نقطہ ہے۔ یہ تعریف ہمیں جمہوریت کو غیر جمہوریتی حکومتوں سے الگ کرنے کا موقع دیتی ہے۔میانمار کے فوجی حکمرانوں کا انتخاب عوام نے نہیں کیا تھا۔جن لوگوں کا فوج پر تسلط تھا، وہی ملک کے حکمران بن بیٹھے۔اس فیصلہ پر عوام کا کوئی رول نہیں تھا۔(چیلی) پنوشٹ جسے آمروں کا انتخاب لوگوں نے نہیں کیا تھا۔یہ بادشاہیت پر بھی لاگو ہوتا ہے۔ نیپال اور سعودی عرب کے بادشاہ اسی لیے حکومت نہیں کرتے کیونکہ عوام نے انہیں حکمرانی کے لیے منتخب کیا بلکہ اس لیے حکمرانی کرتے ہیں کہ وہ ایک شاہی خاندان میں پیدا ہوئے ہیں۔

یہ آسان تعریف بھی ناکافی ہے۔وہ ہمیں بتاتی ہے کہ جمہوریت عوام کی حکومت ہوتی ہے۔لیکن اگر ہم اس تعریف کو بنا سوچے سمجھے استعمال کریں تو ہم تقریباً ہر اس حکومت کو جمہوریت کا نام دیں گے جو الیکشن کراتی ہے۔ یہ گمراہ کن ہوگی۔جیسا کہ ہم نے تیسرے باب میں پڑھیں گے کہ عصری دنیا میں ہر حکومت یہ چاہتی ہے کہ اس کو جمہوری کہا جائے، اگرچہ حقیقت میں وہ جمہوری ہے ہی نہیں۔یہی وجہ ہے کہ ہمیں ایک ایسی حکومت کے درمیان احتیاط سے فرق کرنے کی ضرورت ہے جو واقعی جمہوری ہے اور ایک جو جمہوری ہونے کا بہانہ کرتی ہے۔یہ کام ہم اس اصطلاح کے ہر لفظ کو بغور سمجھنے اور جمہوری حکومت کی خصوصیات کو سمجھنے کے ساتھ کر سکتے ہیں۔

اپنی ترقی کی جانچ کیجیے

ریبانگ اپنے گھر گئی اور جمہوریت پر چند مزید مشہور تشریحات جمع کیں۔اس مرتبہ اس نے ان لوگوں کے نام کا ذکر نہیں کیا جنہوں نے ان کے بارے میں کہا یا لکھا تھا۔وہ چاہتی تھی کہ آپ ان کو پڑھیں اور رائے زنی کریں کہ یہ خیالات کہاں تک صحیح اور مفید ہیں:

- جمہوریت ہر فرد کو اپنا مستقبل خود بنانے کا حق دیتی ہے۔
- جمہوریت مطلق العنانوں کے حکم کے مطابق انتخابی طریقے کو کہتے ہیں۔آپ جو سوچتے ہیں وہی دوسروں سے سننا چاہتے ہیں۔
- انصاف کے لیے کسی فرد کی اہلیت جمہوریت کو ممکن بناتی ہے لیکن ناانصافی کے تئیں کسی فرد کا رجحان، جمہوریت کو ضروری بناتا ہے۔
- جمہورت ایک ایسا آلہ ہے جو اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ ہم اس سے بہتر حکومت نہیں کریں گے جس کے ہم مستحق ہیں۔
- جمہوریت کی تمام برائیوں کا علاج مزید جمہوریت سے ہوتا ہے۔

کارٹون پڑھیے



یہ کارٹون اس وقت بنایا گیا تھا جب یو ایس اور یگر غیر ملکی طاقتوں کی موجودگی میں عراق میں انتخابات کرائے گئے تھے۔آپ کے خیال میں یہ کارٹون کیا پیغام دینا چاہتا ہے؟ 'جمہوریت' کو اس طرح کیوں لکھا گیا؟

democracies. One simple factor common to all democracies is: the government is chosen by the people. We could thus start with a simple definition: **democracy is a form of government in which the rulers are elected by the people**.

This is a useful starting point. This definition allows us to separate democracy from forms of government that are clearly not democratic. The army rulers of Myanmar were not elected by the people. Those who happened to be in control of the army became the rulers of the country. People had no say in this decision. Dictators like Pinochet (Chile) are not elected by the people. This also applies to monarchies. The kings of Saudi Arabia rule not because the people have chosen them to do so but because they happen to be born into the royal family.

This simple definition is not adequate. It reminds us that democracy is people's rule. But if we use this definition in an unthinking manner, we would end up calling almost every government that holds an election a democracy. That would be very misleading. As we shall find out in Chapter 3, every government in contemporary world wants to be called a democracy, even if it is not so. That is why we need to carefully distinguish between a government that is a democracy and one that pretends to be one. We can do so by understanding each word in this definition carefully and spelling out the features of a democratic government.

CHECK YOUR PROGRESS

Ribiang went back home and collected some more famous quotations on democracy. This time she did not mention the names of the people who said or wrote these. She wants you to read these and comment on how good or useful these thoughts are:

- Democracy gives every man the right to be his own oppressor.
- Democracy consists of choosing your dictators after they've told you what you think it is you want to hear.
- Man's capacity for justice makes democracy possible, but man's inclination to injustice makes democracy necessary
- Democracy is a device that insures we shall be governed no better than we deserve.
- All the ills of democracy can be cured by more democracy.

read the cartoon



©Stephane Peray, Thailand, Cagle Cartoons Inc.

This cartoon was drawn when elections were held in Iraq with the presence of US and other foreign powers. What do you think this cartoon is saying? Why is 'democracy' written the way it is?

1.2 جمہوریت کی خصوصیات

ہم نے جمہوریت کی عام اصطلاح کے ساتھ آغاز کیا ہے کہ جمہوریت **ایک ایسی طرز حکومت ہے جہاں عوام حکمرانوں کا انتخاب کرتے ہیں۔** اس تعریف کے بعد متعدد سوالات پیدا ہوتے ہیں۔

- اس اصطلاح میں حکمران کون ہیں؟ کسی بھی حکومت کو جمہوری کہلانے کے لیے کن عہدیداروں کا انتخاب کیا جائے؟ جمہوریت میں کونسے فیصلے غیر منتخب عہدیدار کر سکتے ہیں؟
- جمہوری انتخابات میں کس طرح کے انتخابات ہوتے ہیں؟ کسی انتخاب کو جمہور سمجھنے کے لیے کون کونسی شرائط پوری کرنی چاہیے؟
- وہ کون **لوگ** ہیں جو حکمرانوں کا انتخاب کر سکتے ہیں یا حکمران کی حیثیت سے منتخب ہو سکتے ہیں؟ کیا اس کے اندر مساوی بنیاد پر ہر شہری کی شمولیت ہونی چاہیے؟ کیا جمہوریت چند شہریوں کو اس حق سے انکار کر سکتی ہے؟
- آخر کار جمہوریت کونسی **طرز حکومت** ہے؟ کیا کسی جمہوریت میں منتخب حکمراں اپنی مرضی سے جو چاہے کر سکتے ہیں؟ یا جمہوری حکومت کو چند حدود کے اندر رہتے ہوئے اپنی ذمہ داریاں نبھانی چاہیے؟ کیا جمہوریت کے لیے شہریوں کے چند حقوق کا احترام کرنا لازمی ہے؟

آیئے چند مثالوں کے ذریعہ ان میں سے ہر سوالات پر غور و فکر کریں گے۔

منتخبہ لیڈروں کے اہم فیصلے

پاکستان میں جنرل پرویز مشرف نے اکتوبر 1999 میں ایک فوجی بغاوت کی قیادت کی، انہوں نے جمہوری طور پر منتخبہ حکومت تختہ الٹ دیا اور خود کو ملک کی ''عاملہ کا سربراہ'' (چیف) ہونے کا اعلان کر دیا۔ اس کے بعد انہوں نے اپنے عہدے کو صدر کی حیثیت سے بدل لیا اور 2002 میں ملک میں استصواب رائے عامہ (ریفرینڈم) کرائی جس نے ان کی توسیع مزید پانچ سال کے لیے کر دی۔ پاکستانی میڈیا، انسانی حقوق کی تنظیموں اور جمہوریت پسند سرگرم کارکنوں نے اس کو

کارٹون پڑھیے



شام مغربی ایشیا کا ایک چھوٹا سا ملک ہے۔ حکمران اس بعث پارٹی اور اس کے چند چھوٹے اتحادی صرف وہ پارٹیاں ہیں جنہیں اس ملک میں اجازت دی گئی ہے۔ کیا آپ کے خیال میں اس کارٹون کا اطلاق چین اور میکسیکو کے لیے بھی ہو سکتا ہے؟ جمہوریت پر پتوں کا تاج کس بات کی نشاندہی کرتا ہے؟

1.2 Features of Democracy

We have started with a simple definition that **democracy is a form of government in which the rulers are elected by the people**. This raises many questions:

- Who are **the rulers** in this definition? Which officials must be elected for any government to be called a democracy? Which decisions may be taken by non-elected officials in a democracy?
- What kind of **election** constitutes a democratic election? What conditions must be fulfilled for an election to be considered democratic?
- Who are **the people** who can elect the rulers or get elected as rulers? Should this include every citizen on an equal basis? Can a democracy deny some citizens this right?
- Finally, what kind of a **form of government** is democracy? Can elected rulers do whatever they want in a democracy? Or must a democratic government function with some limits? Is it necessary for a democracy to respect some rights of the citizens?

Let us consider each of these questions with the help of some examples.

Major decisions by elected leaders

In Pakistan, General Pervez Musharraf led a military coup in October 1999. He overthrew a democratically elected government and declared himself the 'Chief Executive' of the country. Later he changed his designation to President and in 2002 held a **referendum** in the country that granted him a five-year extension. Pakistani media, human rights organisations and democracy activists said that the referendum was based on



©Emad Hajjaj, Jordan, Cagle Cartoons Inc. 7 June 2005

read the cartoon

Syria is a small west Asian country. The ruling Ba'ath Party and some of its small allies are the only parties allowed in that country. Do you think this cartoon could apply to China or Mexico? What does the crown of leaves on democracy signify?

کارٹون پڑھیے



یہ کارٹون لاطینی امریکہ کے سیاق وسباق میں بنایا گیا تھا۔ کیا آپ کے خیال میں یہ پاکستانی صورتِ حال پر بھی صادق آتا ہے؟ دوسرے ایسے ملک کے بارے میں بھی سوچیے جہاں اس کارٹون کا اطلاق ہوسکتا ہے۔ کیا ہمارے ملک میں بھی کبھی ایسا ہوا ہے؟



میرے لیے یہ سب موہوم سا ہے۔ کیا جمہوریت صرف حکمرانی اور حکومت کے لیے ہے؟ کیا ہم جمہوری کلاس روم یا جمہوری خاندان کے بارے میں بھی بات کرسکتے ہیں؟

بدعنوان یا ورفریب دہی پر مبنی رفرنڈم بتایا۔ اگست 2002 میں انہوں نے قانونی ساخت بنیادی احکام جاری کیا جس کے ذریعہ پاکستان کے آئین میں ترمیم کی گئی۔ اس حکم نامہ کے مطابق صدر مملکت کو قومی اور صوبائی اسمبلیوں کو برخواست کرنے کا اختیار حاصل ہوا۔ شہری کابینہ کے کام کی نگرانی قومی سلامتی کونسل (نیشنل سیکوریٹی کونسل) کرتی ہے جس پر فوجی افسران کا تسلط ہوتا ہے۔ اس قانون کی منظوری کے بعد، قومی اور ریاستی اسمبلیوں کی سطح پر انتخابات کرائے گئے۔ اس طرح پاکستان میں بھی انتخابات کرائے گئے جہاں منتخبہ نمائندوں کو چند اختیارات دیے گئے۔ لیکن آخری فیصلہ (اختارات) فوجی افسران اور جنرل پرویز مشرف کے ہی ہاتھ میں تھا۔

یہ بات تو بالکل واضح ہے کہ متعدد وجوہات سے جنرل مشرف کے زیر قیادت میں پاکستان کو ایک جمہوریت نہیں کہا جاسکتا۔ لیکن آیئے ان میں سے ایک پر توجہ مرکوز کرتے ہیں۔ کیا ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ پاکستان میں عوام اپنے حکمراں کا انتخاب کرتے تھے؟ ایسا بالکل نہں ہے۔ عوام اپنے نمائندے قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے لے چن سکتے تھے لیکن وہ اصل معنوں میں ملک کے حکمراں نہیں تھے۔ وہ آخری فیصلہ نہیں کرسکتے تھے۔ آخری فیصلہ تو فوجی افسران اور جنرل پرویز مشرف کے ہاتھ میں تھا اور ان میں سے کسی کو بھی عوام نے انتخاب نہیں کیا تھا۔ ایسا بیشتر آمرانہ حکومتوں اور شاہی حکومتوں میں ہوتا ہے۔ ان کی رسمی طور سے ایک منتخبہ پارلیمنٹ اور حکومت ہوتی ہے لیکن اصل اختیارات ان لوگوں کے ہاتھ میں ہوتے ہیں جن کو عوام منتخب نہیں کرتے۔ بعض ممالک میں اصل اختیارات خارجی طاقتوں کے پاس تھیں نہ کہ کہ مقامی طور سے منتخبہ نمائندوں کے ہاتھ میں۔ اس کو عوامی حکومت نہیں کہا جاسکتا۔

اس تفصیل کے بعد جمہوریت کی پہلی خصوصیت یہ ابھر کر آتی ہے، جو یہ کہ ''**کسی جمہوریت میں فیصلہ کرنے کا آخری اختیار ان لوگوں کے ہاتھ میں ہونا چاہیے جن کا انتخاب عوام کریں**''۔

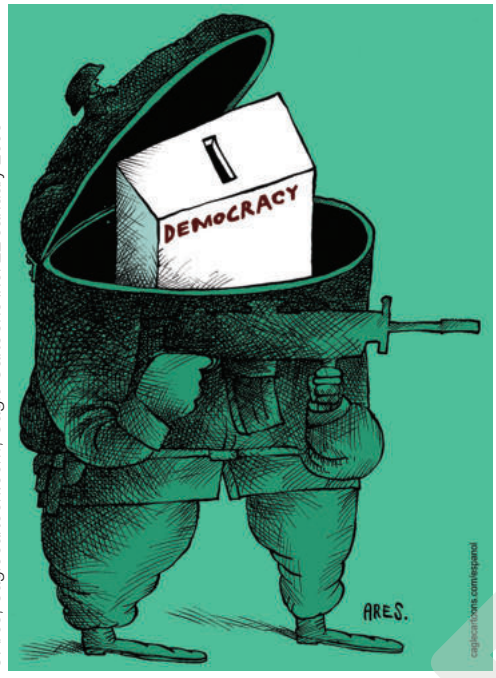
آزادانہ اور منصفانہ انتخابی مقابلہ

چین میں ملک کی پارلیمنٹ کے انتخاب کے لیے ہر پانچ سال بعد باقاعدگی سے الیکشن ہوتے ہیں جس کو کوانگورتینمین دائی بیاؤ داہوئی (عوام کی قومی کانگریس) کہا جاتا ہے۔ نیشنل پیپلز کانگریس کو ملک کے صدر کے تقرر کا اختیار حاصل ہوتا ہے۔ اس میں چین کے چاروں طرف سے منتخب ہوئے تقریباً 3,000 ممبران ہوتے ہیں۔ ان میں چند ممبران کا انتخاب فوج کرتی ہے۔ الیکشن میں حصہ لینے سے پہلے کسی امیدوار کو چینی کمیونسٹ پارٹی کی منظوری حاصل کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ 03-2002 میں ہوئے۔ انتخابات میں صرف ان کو الیکشن لڑنے کی اجازت دی گئی تھی جو چینی کمیونسٹ پارٹی یا اس سے وابستہ آٹھ چھوٹی پارٹیوں کے ممبر تھے۔ حکومت ہمیشہ کمیونسٹ پارٹی کے ذریعہ بنائی جاتی ہے۔

1930 میں اپنی آزادی کے بعد سے صدر کے انتخابات کے لیے میکسیکو میں ہر چھ سال بعد الیکشن ہوتے ہیں۔ ملک پر کبھی بھی فوجی یا کسی آمر کی حکومت نہیں رہی۔ لیکن 2000 تک پی آر آئی (ادارتی انقلابی پارٹی) کہلائی جانے والی پارٹی نے ہر الیکشن میں فتح حاصل کی تھی۔ مخالف

read the cartoon

This cartoon was drawn in the context of Latin America. Do you think it applies to the Pakistani situation as well? Think of other countries where this could apply? Does this happen sometimes in our country as well?



©Ares, Caglecartoon.com, Cagle Cartoons Inc. 22 January 2005

malpractices and fraud. In August 2002 he issued a 'Legal Framework Order' that amended the Constitution of Pakistan. According to this Order, the President can dismiss the national and provincial assemblies. The work of the civilian cabinet is supervised by a National Security Council which is dominated by military officers. After passing this law, elections were held to the national and provincial assemblies. So Pakistan has had elections, elected representatives have some powers. But the final power rested with military officers and General Musharraf himself.

Clearly, there are many reasons why Pakistan under General Musharraf should not be called a democracy. But let us focus on one of these. Can we say that the rulers are elected by the people in Pakistan? Not quite. People may have elected their representatives to the national and provincial assemblies but those elected representatives were not really the rulers. They cannot take the final decisions. The power to take final decision rested with army officials and with General Musharraf, and none of them were elected by the people. This happens in many dictatorships and monarchies. They formally have an elected parliament and government but the real power is with those who are not elected. In a few countries, the real power was with some external powers and not with locally elected representatives. This cannot be called people's rule.

This gives us the first feature. **In a democracy the final decision-making power must rest with those elected by the people.**



All this is so remote for me. Is democracy all about rulers and governments? Can we talk about a democratic classroom? Or a democratic family?

Free and fair electoral competition

In China, elections are regularly held after every five years for electing the country's parliament, called Quanguo Renmin Daibiao Dahui (National People's Congress). The National People's Congress has the power to appoint the President of the country. It has nearly 3,000 members elected from all over China. Some members are elected by the army. Before contesting elections, a candidate needs the approval of the Chinese Communist Party. Only those who are members of the Chinese Communist Party or eight smaller parties allied to it were allowed to contest elections held in 2002-03. The government is always formed by the Communist Party.

Since its independence in 1930, Mexico holds elections after every six years to elect its President. The country has never been under a military or dictator's rule. But until 2000 every election was won by a

© NCERT

پارٹیاں انتخابات ضرور لڑیں لیکن ان کو کامیابی کبھی حاصل نہیں ہوئی۔ یہ پی آر آئی پارٹی الیکشن جیتنے کے لیے ناشائستہ طریقے استعمال کرنے کے لیے مشہور تھی۔ تمام سرکاری ملازمین کو پارٹی اجلاسوں میں شریک ہونا ضروری تھا۔ سرکاری اسکولوں کے اساتذہ اور والدین کو پی آر آئی کو ووٹ دینے پر مجبور کرتے تھے۔ زیادہ تر میڈیا سوائے تنقید کے مخالف پارٹیوں کی سرگرمیوں کو نظر انداز کیا کرتا تھا۔ بعض اوقات بالکل آخری مرحلے پر پولنگ بوتھ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کر دیے جاتے تھے جس سے لوگوں کو اپنا ووٹ ڈالنے میں مشکل پیش آتی تھی۔ پی آر آئی اپنے امیدواروں کے حق میں الیکشن مہم پر بڑی رقم خرچ کرتی تھی۔

کیا مذکورہ بالا انتخابات کو ہم ایسی مثالیں سمجھ سکتے ہیں جہاں عوام نے اپنے حکمرانوں کا انتخاب کیا ہو؟ ان مثالوں کو پڑھ کر ہم محسوس کر سکتے ہیں کہ یہ جمہوری انتخابات نہیں تھے۔ اور نہ کہ ان مقامات پر عوام نے اپنے حکمرانوں کا انتخاب نہیں کیا تھا۔ یہاں متعدد مسائل وابستہ تھے۔ چین میں عوام کو کوئی ایک سنجیدہ انتخاب حاصل نہیں ہے۔ ان کو حکمراں پارٹی اور اس کے منظور شدہ امیدوار کا ہی انتخاب کرنا پڑتا ہے۔ کیا ہم اس صورت حال کو انتخاب کہہ سکتے ہیں؟ میکسیکو کی مثال میں ایسا لگتا ہے کہ عوام کو واقعی انتخاب کرنے کا موقع حاصل ہوا ہے، لیکن عملی طور سے ان کو چناؤ کا موقع ہی دستیاب نہیں ہوتا۔ وہاں حکمراں پارٹی کو شکست دینے کا کوئی راستہ ہی نہ تھا، چاہے لوگ اس کے مخالف ہی کیوں نہ ہوں۔ ان انتخابات کو منصفانہ نہیں کہا جا سکتا۔

اس طرح ہم جمہوریت کے ادراک میں ایک دوسری خصوصیت شامل کر سکتے ہیں۔ کسی طرح الیکشن کروانا کافی نہیں ہوتا۔ انتخابات کو سیاسی نعم البدل کے درمیان ایک حقیقی چناؤ پیش کرنا چاہیے۔ اگر عوام چاہیں تو ان کو موجودہ حکمرانوں کو عہدے سے ہٹانے میں اپنا انتخاب استعمال کرنے کا موقع ملنا چاہیے۔ اس لیے جمہوریت ایک ایسے آزادانہ اور منصفانہ انتخاب پر مبنی ہونا چاہیے جہاں برسر اقتدار حکمرانوں کو اس کے کھونے کا ایک واضح موقع بھی موجود ہو۔ ہم تیسرے باب میں جمہوری انتخاب کے بارے میں مزید معلومات حاصل کریں گے۔

کارٹون پڑھیے



اس کارٹون کا عنوان ''جمہوریت کی تعمیر'' دیا گیا ہے جو لاطینی امریکہ کی اشاعت میں پہلی بار شائع ہوا تھا۔ یہاں دولت سے بھرے تھیلے کس چیز کو دکھاتے ہیں؟ کیا یہ کارٹون ہندوستان پر بھی صادق آتا ہے؟

ایک شخص، ایک ووٹ، ایک قدر

اس سے پہلے ہم نے پڑھا تھا کہ جمہوریت کے لیے جدوجہد عالمگیر بالغ رائے دہی کے مطالعہ سے کس طرح وابستہ تھی۔ اب یہ اصول تقریباً تمام دنیا میں تسلیم کیا جاتا ہے۔ اس کے باوجود ووٹ دینے کے مساوی حق سے انکار کی متعدد مثالیں اب بھی موجود ہیں۔

- 2015 تک سعودی عرب میں عورتوں کو ووٹ دینے کا حق حاصل نہیں تھا۔
- اسٹونیا نے اپنی شہریت کے اصول اس طرح بنائے ہیں کہ روسی اقلیت سے وابستہ لوگوں کو ووٹ کا حق حاصل کرنا مشکل ہوتا ہے۔
- فیجی میں انتخابی عمل اس نوعیت کا ہے جہاں دیسی فیجی کا ووٹ ہندوستانی نسل کے فیجی باشندوں کے ووٹ سے زیادہ قیمت رکھتا ہے۔

جمہوریت کی بنیاد سیاسی مساوات کے بنیادی اصول پر قائم ہے۔ اس سے ہم کو جمہوریت کی تیسری خصوصیت حاصل ہوتی ہے۔ ''جمہوریت میں ہر بالغ شہری کا ایک ووٹ ہونا چاہیے اور ہر ووٹ کی ایک قدر ہونی چاہیے''۔ اس کے بارے میں ہم مزید تیسرے باب میں مطالعہ کریں گے۔

party called PRI (Institutional Revolutionary Party). Opposition parties did contest elections, but never managed to win. The PRI was known to use many dirty tricks to win elections. All those who were employed in government offices had to attend its party meetings. Teachers of government schools used to force parents to vote for the PRI. Media largely ignored the activities of opposition political parties except to criticise them. Sometimes the polling booths were shifted from one place to another in the last minute, which made it difficult for people to cast their votes. The PRI spent a large sum of money in the campaign for its candidates.

Should we consider the elections described above as examples of people electing their rulers? Reading these examples we get a sense that we cannot. There are many problems here. In China the elections do not offer the people any serious choice. They have to choose the ruling party and the candidates approved by it. Can we call this a choice? In the Mexican example, people seemed to really have a choice but in practice they had no choice. There was no way the ruling party could be defeated, even if people were against it. These are not fair elections.

We can thus add a second feature to our understanding of democracy. Holding elections of any kind is not sufficient. The elections must offer a real choice between political alternatives. And it should be possible for people to use this choice to remove the existing rulers, if they wish so. So, **a democracy must be based on a free and fair election where those currently in power have a fair chance of losing**. We shall find out more about a democratic election in Chapter 3.



read the cartoon

This cartoon was titled 'Building Democracy' and was first published in a Latin American publication. What do moneybags signify here? Could this cartoon be applied to India?

One person, one vote, one value

Earlier, we read about how the struggle for democracy was linked to the demand for universal adult franchise. This principle has now come to be accepted almost all over the world. Yet there are many instances of denial of equal right to vote.

- Until 2015, in Saudi Arabia women did not have the right to vote.
- Estonia has made its citizenship rules in such a way that people belonging to Russian minority find it difficult to get the right to vote.
- In Fiji, the electoral system is such that the vote of an indigenous Fiji has more value than that of an Indian-Fijian.

Democracy is based on a fundamental principle of political equality. That gives us the third feature of democracy: **in a democracy, each adult citizen must have one vote and each vote must have one value**. We shall read more about it in Chapter 3.

کارٹون پڑھیے



©John Trever, Albuquerque Journal, US, Cagle Cartoons Inc.

یہ کارٹون صدام حسین کی حکومت کے خاتمے کے بعد عراقی الیکشن کے بارے میں ہے۔ اس کو قید خانے میں دکھایا گیا ہے۔ یہاں کارٹونسٹ کیا کہہ رہا ہے۔ اس کارٹون کے پیغام کا موازنہ اس باب کے پہلے کارٹون سے کیجیے۔

قانون کی بالادستی اور حقوق کا احترام

زمبابوے نے 1980 میں سفید فارم اقلیتوں کی حکمرانی سے آزادی حاصل کی تھی۔ اس وقت سے ملک پر زیڈ اے این یو ZANU-PF پارٹی کی حکومت تھی جو ایک ایسی پارٹی ہے جس نے آزادی کی جدوجہد کی قیادت کی تھی۔ اس کا لیڈر رابرٹ موگابے آزادی کے بعد ملک پر حکومت کر رہا تھا۔ انتخابات باقاعدگی سے کرائے جاتے تھے اور ZANU-PF پارٹی ہی فتح یاب ہوتی تھی۔ صدر موگابے عوام کے اندر بے حد مقبول تھے لیکن انتخابات میں غیر منصفانہ طرز عمل کا استعمال کیا جاتا تھا۔ سال گزرنے کے ساتھ ساتھ، ان کی حکومت نے صدر کے اختیارات بڑھانے اور انہیں کم جوابدہ بنانے کے لیے آئین میں کئی بار تبدیلیاں کیں۔ مخالف جماعت کے کارکنوں کو ہراساں کیا جاتا تھا اور ان کے اجلاس میں رکاوٹ پیدا کی جاتی تھی۔ حکومت کے خلاف مظاہروں کو غیر قانون قرار دیا گیا۔ ایک ایسا قانون بھی موجود تھا جو صدر کی تنقید کے حق پر حد بندیاں قائم کرتا تھا۔ ٹیلی ویژن اور ریڈیو پر حکومت کا قبضہ تھا جو صرف حکومت کی ترجمانی کرتا تھا۔ ملک کے اندر آزاد اخبارات بھی موجود تھے لیکن حکومت ان نامہ نگاروں کا قافیہ تنگ کر دیتی تھی جو اس کے خلاف زبان کھولتے تھے۔ حکومت نے چند ایسے عدالتی فیصلوں کو بھی نظر انداز کر دیا جو اس کے خلاف دیے گئے تھے۔ یہاں تک کہ ججوں پر بھی زور ڈالا گیا۔ 2017 میں زبردستی سے موگابے کو صدر کے عہدے سے ہٹا دیا گیا۔

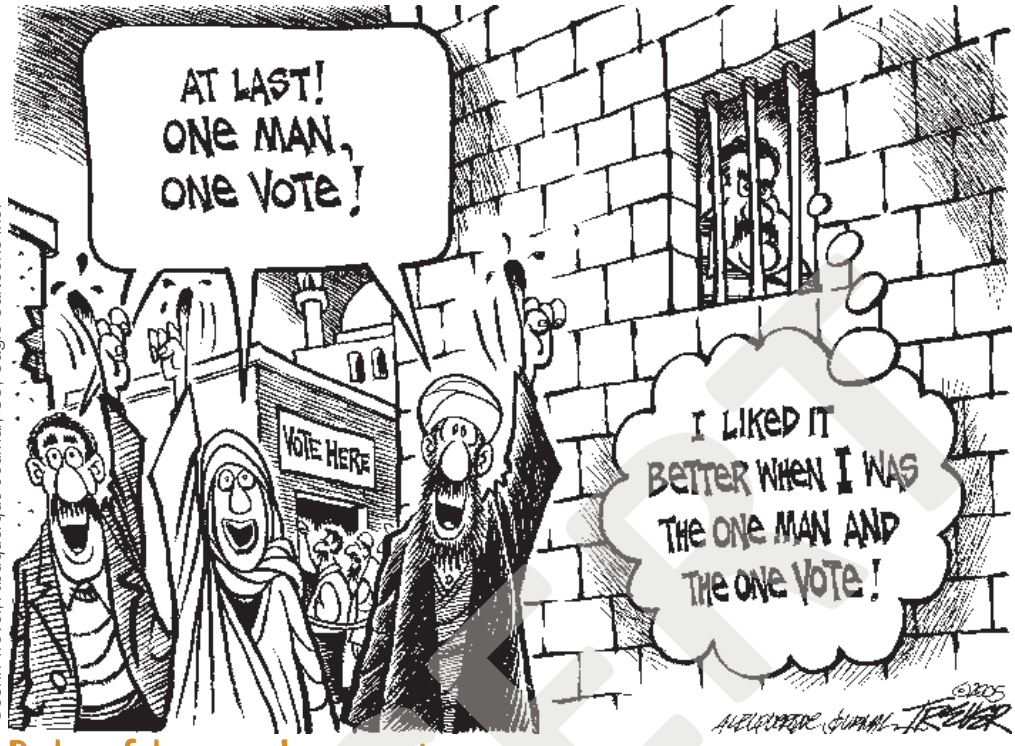
زمبابوے کی مثال سے پتہ چلتا ہے کہ جمہوریت میں حکمرانوں کی عوامی مقبولیت کی منظوری بھی ضروری ہوتی ہے، لیکن صرف اتنا ہی کافی نہیں ہوتا۔ مقبول حکومتیں بھی غیر جمہوری ہو سکتی ہیں، عوامی لیڈر استبدادی ہو سکتے ہیں۔ اگر ہم کسی جمہوریت کا جائزہ لینا چاہیں تو ہمیں اس کے انتخابات پر نظر ڈالنی چاہیے۔ اسی طرح الیکشن سے پہلے اور اس کے بعد بھی مشاہدہ کرنا بے حد ضروری ہوتا ہے۔ انتخابات سے پہلے ایک عام سیاسی سرگرمی کے لیے مناسب موقع فراہم کرنا چاہیے جس میں سیاسی مخالفت بھی شامل ہے۔ اس کے لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ مملکت اپنے شہریوں کے چند بنیادی حقوق کا احترام کرے۔ ان کو آزادانہ طور سے سوچنے، رائے قائم کرنے، عوام میں ان کا اظہار کرنے، انجمنیں بنانے، احتجاج کرنے اور دیگر سیاسی سرگرمیوں میں حصہ لینے



زمبابوے کی بات کیوں؟ میں نے ایسی رپورٹیں خود اپنے ملک کے بیشتر حصوں کے بارے میں بھی پڑھی ہیں۔ ہم اس پر بحث کیوں نہیں کرتے؟

read the cartoon

This cartoon is about the Iraqi election held after Saddam Hussein's regime was overthrown. He is shown behind the bars. What is the cartoonist saying here? Compare the message of this cartoon with the first cartoon in this chapter.



©John Trever, *Albuquerque Journal*, US, Cagle Cartoons Inc.

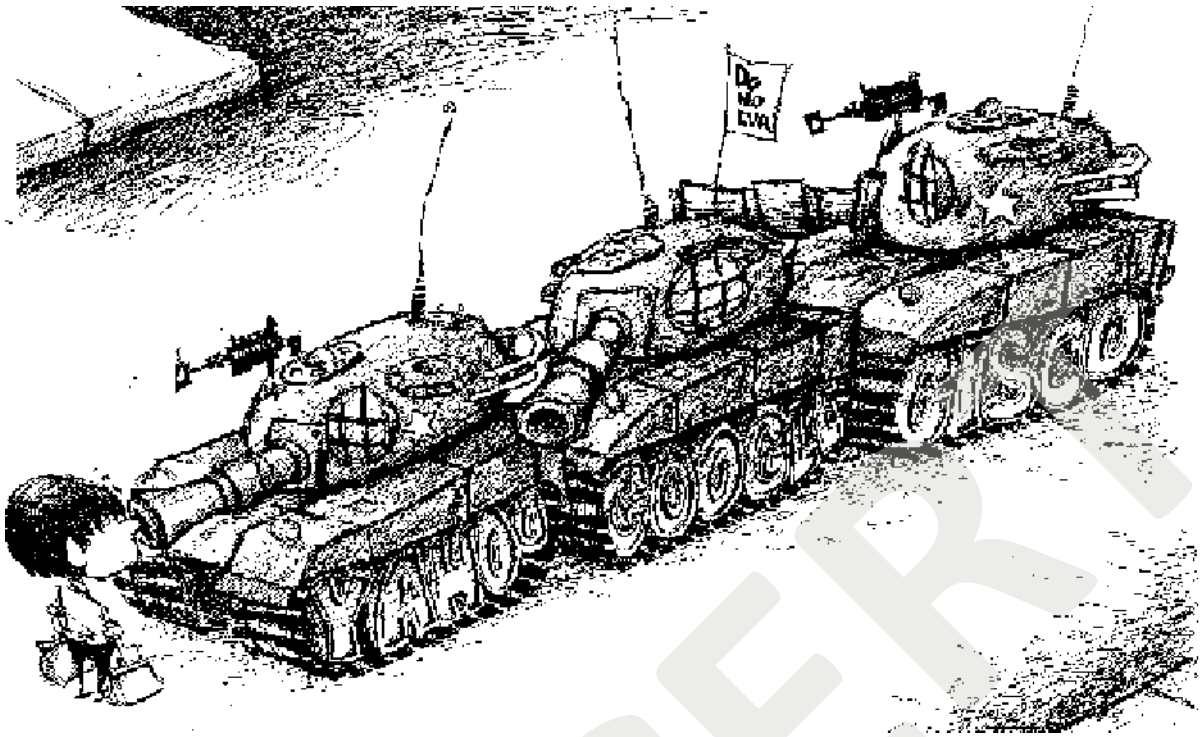
Rule of law and respect for rights

Zimbabwe attained independence from White minority rule in 1980. Since then the country has been ruled by ZANU-PF, the party that led the freedom struggle. Its leader, Robert Mugabe, ruled the country since independence. Elections were held regularly and always won by ZANU-PF. President Mugabe was popular but also used unfair practices in elections. Over the years his government changed the constitution several times to increase the powers of the President and make him less accountable. Opposition party workers were harassed and their meeting disrupted. Public protests and demonstrations against the government were declared illegal. There was a law that limited the right to criticise the President. Television and radio were controlled by the government and gave only the ruling party's version. There were independent newspapers but the government harassed those journalists who went against it. The government ignored some court judgments that went against it and pressurised judges. He was forced out of office in 2017.

The example of Zimbabwe shows that popular approval of the rulers is necessary in a democracy, but it is not sufficient. Popular governments can be undemocratic. Popular leaders can be autocratic. If we wish to assess a democracy, it is important to look at the elections. But it is equally important to look before and after the elections. There should be sufficient room for normal political activity, including political opposition, in the period before elections. This requires that the state should respect some basic rights of the citizen. They should be free to think, to have opinions, to express these in public, to form associations, to protest and take other political actions. Everyone should be equal in the eyes of law. These rights must be protected by an independent



Why talk about Zimbabwe? I read similar reports from many parts of our own country. Why don't we discuss that?



کی آزادی ہونا چاہیے۔ قانون کی نظر میں ہر شخص برابر ہونا چاہیے۔ ان حقوق کا تحفظ ایک آزاد عدلیہ کو کرنا چاہیے جس کے احکام کا ہر شخص طابع ہو۔ ہم پانچویں باب میں ان حقوق کے بارے میں مزید مطالعہ کریں گے۔

اسی طرح انتخابات کے بعد حکومت کے انتظامیہ پر بھی چند شرائط لاگو ہوتی ہیں۔ ایک جمہوری حکومت جو چاہے نہیں کرسکتی، محض اس لیے نہیں کہ وہ الیکشن میں کامیاب ہوئی ہے۔ اس کو چند بنیادی اصولوں کا احترام کرنا پڑتا ہے۔ خاص طور پر اس کو اقلیتوں کو دی گئی چند ضمانتوں کا احترام کرنا پڑتا ہے۔ ہر اہم فیصلے کو مشوروں کے ایک سلسلے سے ہو کر گزرنا پڑتا ہے۔ ہر عہدیدار کو آئین اور قانون کے ذریعہ تفویض کردہ چند حقوق اور ذمہ داریاں ہوتی۔ ان میں سے ہر ایک نہ صرف عوام بلکہ خود مختار افسران کے آگے بھی جوابدہ ہوتے ہیں۔ ہم اس کے بارے میں مزید چوتھے باب میں پڑھیں گے۔

یہ دونوں پہلو ہم کو جمہوریت کی چوتھی اور آخری خصوصیت سے روشناس کراتے ہیں۔ ایک جمہوری حکومت: **آئینی قانون اور شہریوں کے حقوق کے ذریعہ طے شدہ حدود میں ہی حکومت کرتی ہے۔**

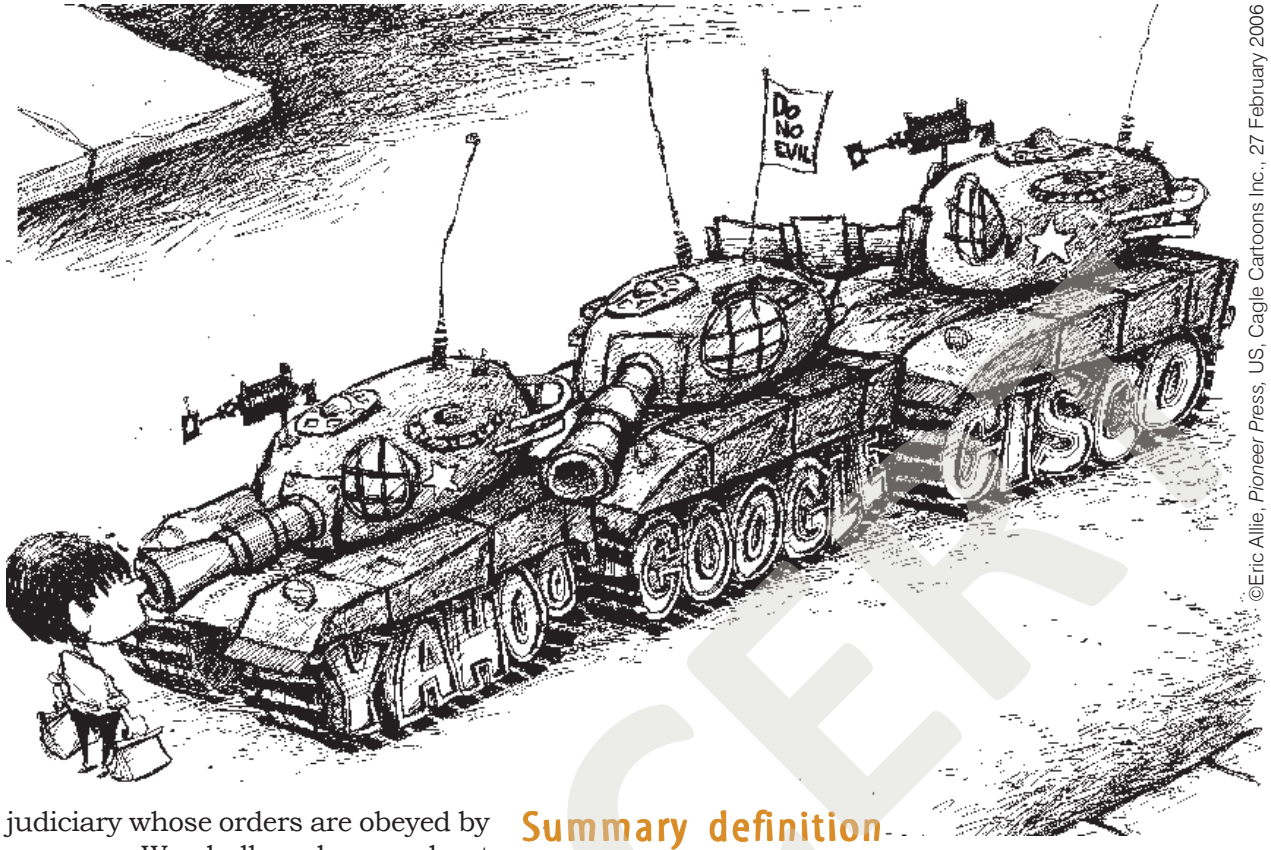
مختصر توضیح

آیئے اب تک ہوئی بحث کا خلاصہ کرتے ہیں۔ ہم نے اس کی عام اصطلاح کے ساتھ ابتدا کی تھی۔ **جمہوریت ایک ایسی طرز حکومت ہے جس میں عوام حکمرانوں کا انتخاب کرتے ہیں۔** ہم نے دیکھا کہ یہ تعریف بھی اُس وقت تک ناکافی ہے جب تک کہ اس میں استعمال ہوئے اہم الفاظ کی وضاحت نہ کی جائے۔ مثالوں کے ایک سلسلے کے ذریعہ ہم نے طرز حکومت کی حیثیت سے جمہوریت کی چار خصوصیات کی نشاندہی کی تھی۔ ان کے مطابق جمہوریت ایک ایسی طرز حکومت ہے جس میں :

- عوام کے منتخب شدہ حکمراں تمام اہم فیصلے کرتے ہیں۔
- انتخابات موجودہ حکمرانوں کو بدلنے کے لیے عوام کو چناؤ کا اور منصفانہ موقع فراہم کرتے ہیں۔
- یہ چناؤ اور موقع، مساویانہ بنیاد پر سب کو حاصل ہوتا ہے۔
- اس چناؤ کا لائحہ عمل دستور کے بنیادی اصول اور شہری حقوق کے ذریعہ محدود کی گئی حکومت کی رہنمائی کرتا ہے۔

کارٹون پڑھیے

چینی حکومت نے 'گوگل' اور 'یاہو' جیسی عوامی ویب سائٹوں پر پابندیاں عائد کرتے ہوئے انٹرنٹ پر اطلاعات اور معلومات کے بہاؤ پر روک لگادی۔ ٹینکوں کا خاکہ اور ایک غیر مسلح طالب علم حالیہ چینی تاریخ میں ایک دوسرے اہم واقعہ کی یاد دلاتا ہے، اس واقعہ کو معلوم کیجیے۔



©Eric Allie, *Pioneer Press*, US, Cagle Cartoons Inc., 27 February 2006

judiciary whose orders are obeyed by everyone. We shall read more about these rights in Chapter 5.

Similarly, there are some conditions that apply to the way a government is run after the elections. A democratic government cannot do whatever it likes, simply because it has won an election. It has to respect some basic rules. In particular it has to respect some guarantees to the minorities. Every major decision has to go through a series of consultations. Every office bearer has certain rights and responsibilities assigned by the constitution and the law. Each of these is accountable not only to the people but also to other independent officials. We shall read more about this in Chapter 4.

Both these aspects give us the fourth and final feature of democracy: **a democratic government rules within limits set by constitutional law and citizens' rights**.

Summary definition

Let us sum up the discussion so far. We started with a simple definition that **democracy is a form of government in which the rulers are elected by the people**. We found that this definition was not adequate unless we explained some of the key words used in it. Through a series of examples we worked out four features of democracy as a form of government. Accordingly, democracy is a form of government in which:

- Rulers elected by the people take all the major decisions;
- Elections offer a choice and fair opportunity to the people to change the current rulers;
- This choice and opportunity is available to all the people on an equal basis; and
- The exercise of this choice leads to a government limited by basic rules of the constitution and citizens' rights.

read the cartoon

Chinese government blocked free flow of information on the internet by placing restrictions on popular websites like 'Google' and 'Yahoo'. The image of tanks and an unarmed student reminds the reader of another major event in recent Chinese history. Find out about that event.

اپنی ترقی کی جانچ کیجیے

جمہوری نظام ہونے یا نہ ہونے کی ان پانچ مثالوں کو پڑھیے۔ اوپر بحث کی گئی جمہوریت کی متعلقہ خصوصیت کے ساتھ ان میں سے ہر ایک کو جوڑیئے

مثال	خصوصیت
بھوٹان کے راجا نے اعلان کیا کہ مستقبل میں وہ منتخبہ نمائندوں کے مشورے کے مطابق عمل کریں گے۔	قانون کی حکمرانی
ہندوستان کے بہت سے مہاجر تمل مزدوروں کو سری لنکا میں ووٹ کا حق دیا گیا۔	حقوق کا احترام
نیپال کے راجہ نے سیاسی جلسوں، مظاہروں اور ریلیوں پر پابندی عائد کی۔	ایک فرد، ایک ووٹ اور ایک قدر
ہندوستانی سپریم کورٹ نے فیصلہ کیا کہ بہار اسمبلی کی تحلیل غیر آئینی تھی۔	آزاد اور منصفانہ انتخابی مقابلہ
بنگلہ دیش کی سیاسی پارٹیوں کا اس پر اتفاق ہے کہ انتخابات کے موقع پر ایک غیر جانبدارانہ حکومت کو ملک کا نظام چلانا چاہیے۔	منتخب رہنماؤں کے اہم فیصلے

1.3 جمہوریت کیوں؟

میڈم لنڈا کی کلاس میں ایک بحث چھڑ گئی۔ اُس نے اپنے پچھلے سیکشن میں ''جمہوریت کیا ہے'' عنوان پر پڑھانا ختم کیا تھا اور طلباء سے پوچھا تھا کہ کیا ان کے خیال میں جمہوریت ایک بہترین طرز حکومت ہے۔ ہر طالب علم کو اس موضوع پر کچھ نہ کچھ تو کہنا ہی تھا۔

جمہوریت کی خوبیوں پر مباحثہ

یولانڈا : ہم ایک جمہوری ملک میں رہتے ہیں۔ ہم ساری دنیا میں لوگ جمہوریت چاہتے ہیں۔ وہ ممالک جو پہلے جمہوری نہیں تھے، اب جمہوری بن رہے ہیں۔ تمام عظیم ہستیوں نے جمہوریت کے بارے میں بڑی اچھی باتیں کہی ہیں۔ کیا یہ بات واضح نہیں کہ جمہوریت ہی بہترین ہے؟ کیا اب بھی ہم کو اس پر بحث کرنے کی ضرورت ہے؟

ٹانگ کنی : لیکن لنڈا میڈم نے کہا تھا کہ ہمیں کوئی بات صرف اس لیے تسلیم نہیں کرنی چاہیے کہ وہ کافی مشہور ہے۔ صرف اس لیے کہ باقی سب اسے قبول کرتے ہیں۔ کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ سب غلط راستے پر چل رہے ہیں۔

جینی : ہاں، حقیقت میں یہ ایک غلط راستہ ہی تو ہے۔ جمہوریت نے ہمارے ملک کو دیا ہی کیا ہے؟ ساتت دہائیوں کے جمہوری نظام کے بعد بھی یہاں اتنی غربت موجود ہے۔

ریبانگ : لیکن جمہوریت کا غربت سے کیا تعلق ہے؟ کیا ہمارے ملک میں غربت اس لیے ہے کیونکہ یہاں جمہوریت ہے یا جمہوری نظام ہونے کے باوجود یہاں غربت ہے؟



کاش میں لنڈا میڈم کی کلاس میں ہوتی۔ وہ بالکل جمہوری کلاس روم لگتی ہے۔ کیا ایسا نہیں ہے؟

جینی : وجہ کچھ بھی ہو، اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ میرے خیال میں یہ بہترین طرز حکومت نہیں ہوسکتی۔ افراتفری، غیر استحکام، بدعنوانی اور ریاکاری جیسی تمام برائیاں جمہوریت ہی کی وجہ سے تو ہیں۔ سیاست داں آپس میں لڑتے مرتے ہیں۔ ملک کی فکر ہی کس کو ہے؟

پوئمن : تو پھر اس کا متبادل کیا ہے؟ کیا واپس برطانوی راج کی طرف چلے جائیں؟ کیا کسی بادشاہ کو اس ملک پر حکومت کرنے کی دعوت دی جائے۔

روز : میں یہ تمام باتیں نہیں جانتی۔ میرے خیال میں تو ملک کو ایک مضبوط قوتِ ارادی رکھنے والے لیڈر کی ضرورت ہے۔ کوئی ایسا لیڈر جس کو انتخابات اور پارلیمنٹ کی کوئی فکر نہ ہو۔ تمام اختیارات ایک ہی لیڈر کے ہاتھ میں ہوں۔ اس کو اپنے ملک کے مفاد میں ہر کام کرنے کی اجازت ہو۔ ایک ایسا ہی لیڈر اس ملک سے بدعنوانی اور غربت کو مٹا سکتا ہے۔

کسی نے چیخ کر کہا : یہ تو آمریت کہلاتی ہے۔

ہوئی : اگر ایسا شخص تمام اختیارات اپنے اور اپنے خاندان کے حق میں استعمال کرنا شروع کر دے تو پھر کیا ہوگا؟ اگر وہ خود ہی رشوت خور ہو تو پھر کیا ہوگا؟

روز : میں تو صرف ایک ایماندار، مخلص اور ایک مضبوط لیڈر کی بات کر رہی ہوں۔

ہوئی : لیکن یہ بات منصفانہ نہیں ہے۔ آپ تو اصل جمہوریت کا موازنہ ایک معیاری آمریت سے کر رہی ہو۔ ہم کو معیاری کا موازنہ معیاری سے اور اصل کا موازنہ اصل سے کرنا چاہیے۔ اصل زندگی میں آمروں اور جابروں کے ریکارڈ کی جانچ کیجیے۔ یہ بدترین قسم کے بدعنوان، خود غرض اور ظالم تھے۔ ان کے بارے میں جاننا صرف اتنا ہی کافی نہیں ہے۔ اس سے بھی زیادہ میری بات یہ ہے کہ تم ان سے چھٹکارا بھی نہیں پا سکتے۔

CHECK YOUR PROGRESS

Read these five examples of working or denial of democracy. Match each of these with the relevant feature of democracy discussed above.

Example	Feature
King of Bhutan has declared that in future he will be guided by the advice given to him by elected representatives.	
Many Tamil workers who migrated from India were not given a right to vote in Sri Lanka.	
The king imposed a ban on political gatherings, demonstrations and rallies.	
The Indian Supreme Court held that the dissolution of Bihar assembly was unconstitutional.	
Political parties in Bangladesh have agreed that a neutral government should rule the country at the time of elections.	

Rule of law

Respect for Rights

One person one vote one value

Free and fair electoral competition

Major decisions by elected leaders

1.3 WHY DEMOCRACY?

An argument broke out in Madam Lyngdoh's class. She had finished teaching the previous section on what is democracy and asked the students if they thought democracy was the best form of government. Everyone had something to say.

Debating merits of democracy

Yolanda: We live in a democratic country. All over the world people want democracy. Countries that were not democratic earlier are becoming democratic now. All great people have said nice things about democracy. Isn't it obvious that democracy is the best? Do we need to debate this?

Tangkini: But Lyngdoh Madam had said we should not accept something just because it is famous, just because everyone else accepts it. Isn't it possible that everyone is following a wrong path?

Jeni: Yes, it actually is a wrong path. What has democracy brought to our country? Seven decades of democracy and there is so much poverty in the country.

Ribiang: But what has democracy got to do with it? Do we have poverty because we are democratic or do we have poverty despite being a democracy?



I want to be in Lyngdoh Madam's class! That sounds like a democratic classroom. Doesn't it?

Jeni: Whatever, how does it make a difference? The point is that this can't be the best form of government. Democracy is all about chaos, instability, corruption and hypocrisy. Politicians fight among themselves. Who cares for the country?

Poimon: So, what should we have instead? Go back to the British rule? Invite some kings to rule this country?

Rose: I don't know. I think what this country needs is a strong leader, someone who does not have to bother about elections and parliament. One leader should have all the powers. He should be able to do whatever is needed in country's interest. That alone can remove corruption and poverty from this country.

Someone shouted: That is called **dictatorship**!

Hoi: What if that person starts using all these powers for himself and his family? What if he is corrupt himself?

Rose: I am speaking only of the honest, sincere and strong leader.

Hoi: But that is not fair. You are comparing a real democracy with an ideal dictatorship. We should compare an ideal with an ideal, the real with the real. Go and check the record of dictators in real life. They are most corrupt, selfish and brutal. It is just that we don't get to know about this. And what is worse, you can't even get rid of them.

میڈم لنڈا یہ تمام مباحثہ بڑی دلچسپی سے سن رہی تھیں۔ اب انہوں نے درمیان میں دخل اندازی کرتے ہوئے کہا۔ میں آپ کو اس گرمجوشی سے بحث کرتے دیکھ کر بہت خوش ہوں۔ یہ تو میں نہیں جانتی کہ صحیح کون ہے اور کون غلط، اس کا فیصلہ تو آپ خود ہی کر لیجیے۔ لیکن میں اتنا ضرور محسوس کرتی ہوں کہ آپ اپنے دل کی بات کہنا چاہتے ہیں۔ اگر آپ کو کوئی روکنے کی کوشش کرنے یا اپنے احساسات کو ظاہر کرنے پر آپ کو کوئی سزا دیں تو آپ کو برا لگتا ہوگا۔ کیا آپ کسی ایسے ملک میں جو جمہوری نہ ہو، اس طرح آزادانہ طور سے مباحثہ کر سکتے تھے؟ کیا جمہوریت کے لیے یہ ایک اچھی دلیل نہیں ہے؟

جمہوریت کے خلاف دلائل

اس مکالمے میں زیادہ تر ایسے دلائل پیش کیے گئے ہیں جن کو ہم جمہوریت کے خلاف معمول کے مطابق سنتے ہیں۔ آیئے ان میں سے چند پر ہم غور کرتے ہیں :

- جمہوریت میں لیڈر بدلتے رہتے ہیں۔ جس سے ملک میں غیر استحکام پیدا ہوتا ہے۔
- جمہوریت سیاسی مقابلہ آرائی اور اقتدار کے کھیل کے بارے میں ہے جہاں اخلاق اور اعلیٰ کردار کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی۔
- جمہوریت میں متعدد لوگوں سے مشورہ کرنا پڑتا ہے جس کی وجہ سے پالیسی معاملوں کے لائحہ عمل میں تاخیر ہوتی ہے۔
- منتخبہ لیڈر عوامی مفادات سے بے خبر ہوتے ہیں جس کی وجہ سے فیصلوں میں غلطی ہوتی ہے۔
- جمہوریت میں بدعنوانیوں کا راستہ کھلا رہتا ہے کیونکہ یہ انتخابی مقابلے پر مبنی ہوتی ہے۔
- عام لوگ یہ نہیں سمجھ سکتے کہ ان کے مفاد میں کیا صحیح اور کیا غلط ہے، اس لیے وہ کوئی فیصلہ ہی نہیں کر پاتے۔

کیا جمہوریت کے خلاف کچھ اور دلائل بھی ہیں جو آپ کے ذہن میں پائے جاتے ہیں؟ ان میں سے کونسے دلائل خاصل طور سے جمہوریت کی خلاف ورزی کرتے ہیں؟ ان میں سے کونسے دلائل جمہوریت پر لاگو ہوتے ہیں۔ ان میں سے کس کا اطلاق حکومت کی کسی بھی شکل کے غلط استعمال پر ہوسکتا ہے۔ ان میں سے کونسے دلائل پر آپ متفق ہیں؟

یہ بات تو واضح ہے کہ جمہوریت تمام مسائل کے حل کا جادوئی حل نہیں ہے۔ اس سے ہمارے ملک اور دنیا کے دیگر حصوں میں غربت ختم نہیں ہوئی۔ ایک طرز حکومت کی حیثیت سے جمہوریت تو صرف لوگوں کو اپنے فیصلے خود کرنے کی یقین دہانی کراتی ہے۔ اس میں یہ تیقن بھی نہیں دیا جاتا کہ عوامی فیصلے بھی ہوں گے۔ لوگ غلطی بھی کر سکتے ہیں۔ ان فیصلوں میں عوام کو شامل کرنے سے فیصلہ کرنے میں دیر بھی ہوتی ہے۔ یہ بات بھی درست ہے کہ جمہوریت میں لیڈر بار بار بدلتے ہیں۔ بعض اوقات اس صورت حال کی وجہ سے فیصلے غلط بھی ہو سکتے ہیں جس سے حکومت کی کارکردگی اور اہلیت پر اثر پڑتا ہے۔

ان دلائل سے ظاہر ہے کہ جس طرز کی حکومت کا ہم کو تجربہ ہو رہا ہے، ایک نمونے کی طرز حکومت نہیں ہوسکتی۔ لیکن یہ وہ مسئلہ نہیں ہے جس کا ہم کو اپنی اصل زندگی میں سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اصل سوال تو اس سے بالکل الگ ہے اور وہ یہ ہے کہ جمہوریت ایک ایسی طرز حکومت ہے جو دوسری طرز حکومتوں سے بہتر ہے اور جن میں سے ہم کو ایک کا انتخاب کرنا ہے۔

جمہوریت کے حق میں دلائل

1958-1961 کا چین کا قحط، عالمی تاریخ کا سب سے بدترین قحط تھا جس میں تقریباً تین کروڑ افراد فوت ہوگئے۔ اُن دنوں ہندوستان کی معاشی حالت چین سے کچھ زیادہ بہتر نہ تھی۔ اس کے باوجود ہندوستان میں چین کی طرز کا قحط نہیں پڑا۔

یہ کارٹون برازیل جیسے اس ملک کا ہے جس کو آمریت کا طویل تجربہ ہوا ہے۔ اس کا عنوان ہے ''آمریت کی پوشیدہ شکل'' وہ کونسی پوشیدہ شکل ہے جس کو یہ کارٹون ظاہر کرتا ہے۔ کیا ہر آمریت میں کوئی چھپی ہوئی کارروائیاں ہونا ضروری ہیں۔ اگر ممکن ہو تو چیلی کے پینوچیٹو چیٹ، پولینڈ کے جیرو جیلسکی، نائجیر یا کے اباچا اور فلپائین کے فیرڈیننڈ مرکس جیسے آمروں کے بارے میں معلومات حاصل کیجیے۔

کارٹون پڑھیے



Madam Lyngdoh was listening to this discussion with interest. Now she stepped in: "I was delighted to see you all arguing so passionately. I don't know who is right and who is wrong. That is for you to settle. But I did feel that you all wanted to speak your mind. You may have felt very bad if someone tried to stop you or if someone punished you for saying what you felt. Would you be able to do that in a country that is not democratic? Is that a good argument for democracy?"

Arguments against democracy

This conversation has most of the arguments that we routinely hear against democracy. Let us go over some of these arguments:

- Leaders keep changing in a democracy. This leads to instability.
- Democracy is all about political competition and power play. There is no scope for morality.
- So many people have to be consulted in a democracy that it leads to delays.
- Elected leaders do not know the best interest of the people. It leads to bad decisions.
- Democracy leads to corruption for it is based on electoral competition.
- Ordinary people don't know what is good for them; they should not decide anything.

Are there some other arguments against democracy that you can think of? Which of these arguments applies mainly to democracy? Which of these can apply to misuse of any form of government? Which of these do you agree with?

Clearly, democracy is not a magical solution for all the problems. It has not ended poverty in our country and in other parts of the world. Democracy as a form of government only ensures that people take their own decisions. This does not guarantee that their decisions will be good. People can make mistakes. Involving the people in these decisions does lead to delays in decision making. It is also true that democracy leads to frequent changes in leadership. Sometimes this can set back big decisions and affect the government's efficiency.

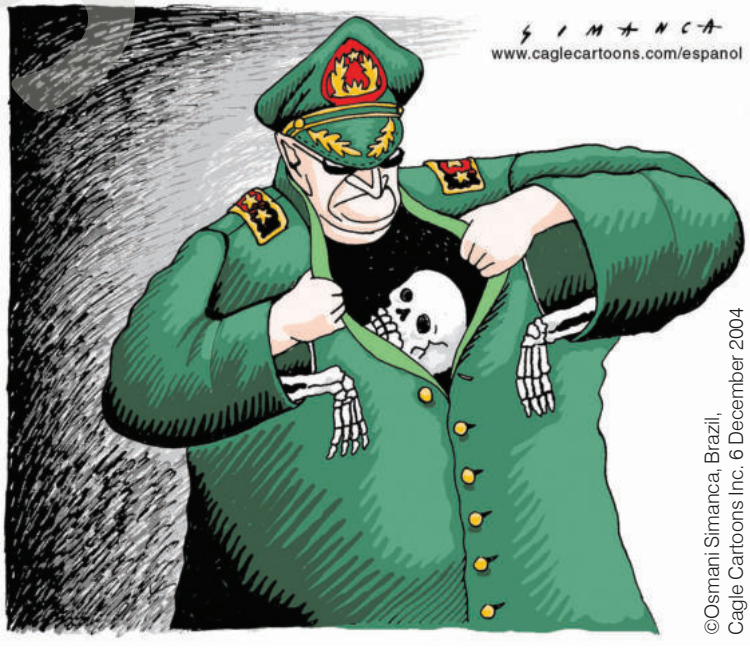
These arguments show that democracy of the kind we see may not be the ideal form of government. But that is not a question we face in real life. The real question we face is different: is democracy better than other forms of government that are there for us to choose from?

Arguments for democracy

China's famine of 1958-1961 was the worst recorded famine in world history. Nearly three crore people died in this famine. During those days, India's economic condition was not much better than China. Yet India did not have a famine of the

This cartoon is from Brazil, a country that has long experience of dictatorship. It is entitled "The Hidden Side of Dictatorship". Which hidden sides does this cartoon depict? Is it necessary for every dictatorship to have a hidden side? If possible, find this out about the dictators including Pinochet in Chile, Jaruzelski in Poland, Sani Abacha in Nigeria and Ferdinand Marcos in the Philippines.

read the cartoon



©Osmani Simanca, Brazil, Cagle Cartoons Inc. 6 December 2004

ماہرین معاشیات کا خیال ہے کہ یہ دونوں ممالک کے اندر اختیار کردہ جداگانہ حکومتی پالیسیوں کا نتیجہ تھا۔ ہندوستان میں جمہوریت کے وجود نے ہندوستانی حکومت کو غذائی قلت کی جانب اس طرح توجہ دلوائی جو چینی حکومت نہیں کرسکتی تھی۔ ان دلائل سے یہ بات تو واضح ہے کہ ایک آزاد جمہوری ملک میں، اونچے پیمانے پر کبھی کوئی قحط نہیں پڑا۔ اگر چین میں بھی کثیر پارٹی انتخابی نظام ہوتا اور مخالف جماعت اور حکومت کی کمزوریوں پر تنقید کرنے کے لیے آزاد پریس ہوتے تو شائد قحط سے لوگوں کی اتنی بڑی تعداد میں اموات نہ ہوتیں۔

اس مثال سے یہ سچائی ابھر کر آتی ہے کہ جمہوریت کو کیوں بہتر طرز حکومت مانا جاتا ہے۔ عوام کی ضرورتوں کو پورا کرنے میں جمہوریت کسی بھی طرز حکومت کی بہ نسبت ایک بہتر نظام ہے۔ ایک غیر جمہوری حکومت بھی عوام کی ضرورتوں کو مدنظر رکھ سکتی ہے لیکن یہ سب کچھ ان لوگوں کے ارادوں اور خواہشوں پر منحصر ہے جو حکومت کرتے ہیں، اگر حکمراں عوامی خدمت پر آمادہ ہی نہ ہوں تو وہ لوگوں کی خواہشات کے مطابق عمل ہی نہیں کریں گے۔ جمہوریت میں حکمرانوں کو عوامی ضرورتوں کو مدنظر رکھنا پڑتا ہے۔ **جمہوری حکومت ایک بہتر حکومت اس لیے ہے کہ یہ سب سے زیادہ جوابدہ طرز کی حکومت ہے۔**

ایک دوسری وجہ یہ ہے کہ جمہوری نظام میں کسی بھی غیر جمہوری حکومت سے بہتر فیصلے کرنے ہوتے ہیں۔ جمہوریت مشوروں اور مباحثوں پر مبنی ہوتی ہے۔ جمہوری فیصلوں میں متعدد لوگ، مباحثے اور اجلاس شامل ہوتے ہیں۔ جب متعدد لوگ یکجا ہوتے ہیں، وہ کسی بھی فیصلے کے اندر موجود امکانی غلطیوں کی نشاندہی کرسکتے ہیں۔ اس میں وقت تو لگتا ہے لیکن اہم فیصلوں پر لگے وقت کا فائدہ ضرور ہوتا ہے۔ اس سے جلد بازی یا غیر ذمہ دارانہ فیصلوں کے امکانات کم ہوتے ہیں۔ **اس طرح جمہوریت فیصلہ سازی کے معیار کو بڑھاتی ہے۔**



ہندوستان میں اگر جمہوریت نہ ہوتی تو کیا ہوتا؟ کیا ہم ایک قوم بن کر اکھٹے رہ سکتے تھے؟

''جمہوریت کی تیسری دلیل یہ ہے کہ یہ اختلافات اور جھگڑوں سے نمٹنے کا طریقہ فراہم کرتی ہے۔ کسی بھی سماج میں اختلاف رائے اور خواہشات کا ہونا لازمی ہوتا ہے۔ یہ اختلافات ہمارے ملک میں اور بھی زیادہ ہیں جہاں پر حیرت انگیز طرز کا سماجی تنوع پایا جاتا ہے۔ یہاں لوگوں کا تعلق مختلف خطوں سے ہے۔ مختلف زبانیں بولتے ہیں، مختلف مذاہب پر عمل کرتے ہیں اور مختلف ذاتیں ہیں۔ یہ دنیا کو الگ نقطہ نظر سے دیکھتے ہیں اور ان کی ترجیحات بھی مختلف ہوتی ہیں۔ ایک گروپ کی ترجیحات دوسرے گروپ کی ترجیحات سے تصادم کرتی ہیں۔ اس طرح کے تضاد کو کیسے حل کریں گے؟ ان اختلافات کو سفاکانہ طاقت سے حل کیا جاسکتا ہے۔ جو گروپ بھی زیادہ طاقتور ہے وہ اپنی شرائط دوسروں پر لاگو کرے گا اور کمزور گروپ کو اسے بادلِ ناخواستہ تسلیم کرنا پڑے گا۔ لیکن اس سے ناراضگی اور بدمزاجگی پیدا ہوگی۔ ان حالات میں طویل مدت تک مختلف گروپ ایک ساتھ مل کر نہیں رہ سکتے۔ اس مسئلے کے پرامن حل کے لیے جمہوری نظام ایک واحد راستہ ہے۔ جمہوریت میں کوئی بھی مستقل فاتح نہیں ہوتا اور نہ ہی ہمیشہ ہارتا ہے۔ مختلف گروپ ایک ساتھ مل کر امن سے رہ سکتے ہیں۔ ہندوستان جیسے متنوع ملک میں جمہوریت نے ملک کے اندر اتحاد قائم کیا ہے۔

یہ تینوں دلائل حکومت اور سماجی زندگی کے معیار پر جمہوریت کے اثرات کے بارے میں تھے۔ لیکن جمہوریت کی مضبوط ترین دلیل یہ نہیں ہے جمہوریت حکومت کے لیے کیا کرتی ہے، بلکہ یہ اس کے بارے میں ہے کہ جمہوریت شہریوں کے لیے کیا کرتی ہے۔ چاہے جمہوریت صحیح فیصلے نہ کرے اور جوابدہ حکومت قائم نہ کرسکے، پھر بھی یہ کسی بھی دوسری طرز حکومت سے بہتر ہے کیونکہ **جمہوریت شہریوں کے وقار کو بلند کرتی ہے۔** جیسا کہ ہم نے اوپر بحث کی تھی کہ جمہوریت کی بنیاد سیاسی مساوات پر قائم ہے اور اس بات کو تسلیم کرتی ہے کہ غریب ترین اور سب سے کم تعلیم یافتہ کو سماج

kind China had. Economists think that this was a result of different government policies in the two countries. The existence of democracy in India made the Indian government respond to food scarcity in a way that the Chinese government did not. They point out that no large-scale famine has ever taken place in an independent and democratic country. If China too had multiparty elections, an opposition party and a press free to criticise the government, then so many people may not have died in the famine.

This example brings out one of the reasons why democracy is considered the best form of government. Democracy is better than any other form of government in responding to the needs of the people. A non-democratic government may and can respond to the people's needs, but it all depends on the wishes of the people who rule. If the rulers don't want to, they don't have to act according to the wishes of the people. A democracy requires that the rulers have to attend to the needs of the people. **A democratic government is a better government because it is a more accountable form of government**.

There is another reason why democracy should lead to better decisions than any non-democratic government. Democracy is based on consultation and discussion. A democratic decision always involves many persons, discussions and meetings. When a number of people put their heads together, they are able to point out possible mistakes in any decision. This takes time. But there is a big advantage in taking time over important decisions. This reduces the chances of rash or irresponsible decisions. **Thus democracy improves the quality of decision-making.**



What would have happened if India was not a democracy? Could we have stayed together as a single nation?

This is related to the third argument. **Democracy provides a method to deal with differences and conflicts**. In any society people are bound to have differences of opinions and interests. These differences are particularly sharp in a country like ours which has an amazing social diversity. People belong to different regions, speak different languages, practise different religions and have different castes. They look at the world very differently and have different preferences. The preferences of one group can clash with those of other groups. How do we resolve such a conflict? The conflict can be solved by brutal power. Whichever group is more powerful will dictate its terms and others will have to accept that. But that would lead to resentment and unhappiness. Different groups may not be able to live together for long in such a way. Democracy provides the only peaceful solution to this problem. In democracy, no one is a permanent winner. No one is a permanent loser. Different groups can live with one another peacefully. In a diverse country like India, democracy keeps our country together.

These three arguments were about the effects of democracy on the quality of government and social life. But the strongest argument for democracy is not about what democracy does to the government. It is about what democracy does to the citizens. Even if democracy does not bring about better decisions and accountable government, it is still better than other forms of government. **Democracy enhances the dignity of citizens**. As we discussed above, democracy is

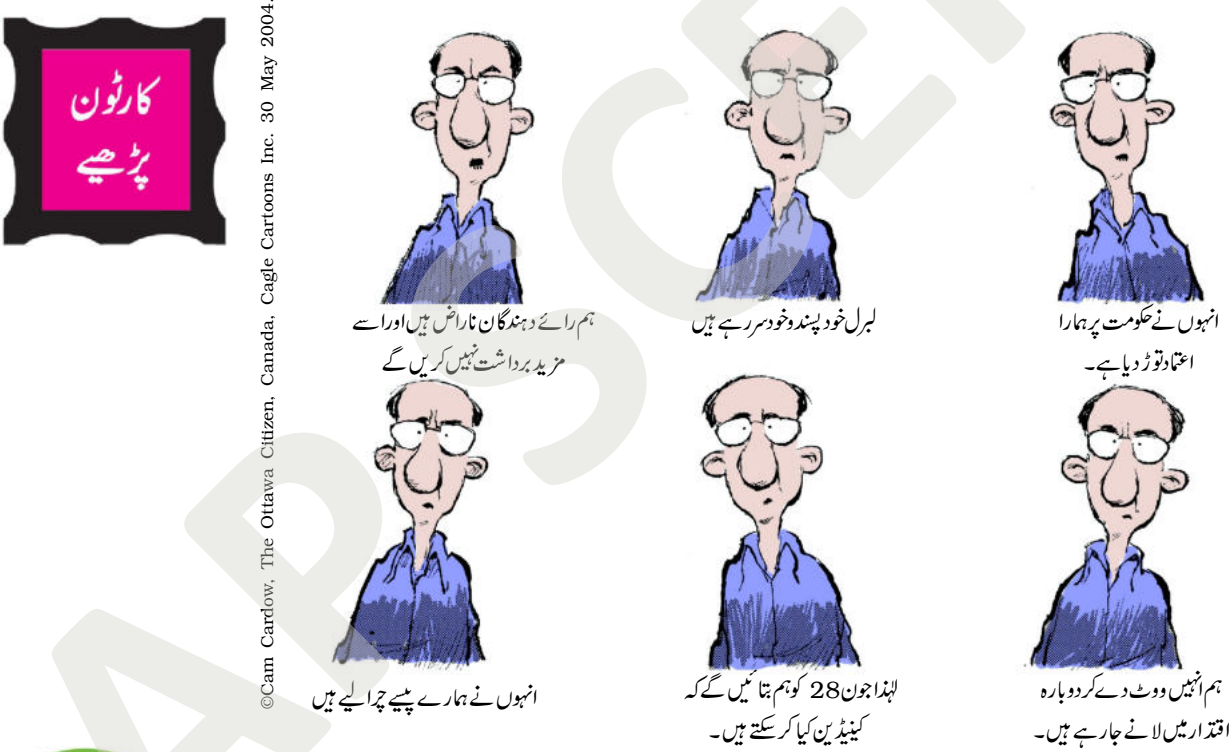
میں وہی رتبہ حاصل ہے جو کسی مالدار یا تعلیم یافتہ کو حاصل ہے۔ لوگ حکمرانوں کی رعایا نہیں ہوتے، وہ خود اپنے اوپر حکمران ہوتے ہیں۔ چاہے وہ غلطیاں ہی کیوں نہ کریں، پھر بھی وہ اپنے کردار اور عمل کے لیے ذمہ دار ہوتے ہیں۔

آخری خصوصیت یہ ہے کہ **جمہوریت کسی بھی طرز حکومت سے بہتر اس لیے ہے کہ، یہ خود اپنی غلطیاں سدھارنے کا موقع فراہم کرتی ہے۔** جیسا کہ ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں کہ ایسا کوئی تیقن نہیں کہ جمہوریت میں غلطیاں نہیں ہوسکتیں۔ کوئی بھی طرز حکومت ایسا تیقین نہیں دے سکتی۔ جمہوریت کا فائدہ اتنا ضرور ہے کہ طویل عرصے تک غلطیوں کو پوشیدہ نہیں رکھا جاسکتا۔ ایسی غلطیوں پر عوامی مباحثے ہوتے ہیں اور ان کی تصحیح کی گنجائش ہوتی ہے۔ یا تو حکمرانوں کو اپنے فیصلے بدلنے ہوں گے یا حکمرانوں کو ہی بدلا جاسکتا ہے۔ غیر جمہوری حکومت میں ایسا ممکن نہیں ہوتا۔

آیئے ہم مندرجہ بالا بحث پر تبصرہ کریں گے۔ جمہوریت سے ہم کو ہر چیز نہیں مل سکتی اور نہ ہی یہ تمام مسائل کا حل ہے، لیکن یہ کسی بھی دوسرے نعم البدل سے واضح طور پر بہتر ہے۔ اس میں اچھے فیصلوں کے بہتر مواقع موجود ہیں، یہ لوگوں کی خواہشات کا احترام کرسکتی ہے اور مختلف لوگوں کو ایک ساتھ رہنے کے مواقع فراہم کرتی ہے۔ چاہے یہ چند کاموں کی تکمیل میں ناکام ہی کیوں نہ ہوجائے، لیکن اس کے اندر غلطیوں کی اصلاح کا راستہ ضرور موجود ہوتا ہے اور یہ اپنے تمام شہریوں کو زیادہ وقار اور احترام عطا کرسکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جمہوریت کو بہترین طرز حکومت تسلیم کیا جاتا ہے۔

2005 کے پارلیمانی انتخابات سے ٹھیک پہلے یہ کارٹون کناڈا میں شائع ہوا تھا۔ ہر شخص، بشمول کارٹونسٹ کو توقع تھی کہ لبرل پارٹی کو ایک بار پھر فتح حاصل ہوگی۔ جب نتائج کا اعلان ہوا تو لبرل پارٹی انتخابات ہار گئی۔ کیا یہ کارٹون جمہوریت کے خلاف یا اس کے حق میں ایک دلیل ہے؟

کارٹون پڑھیے



©Cam Cardow, The Ottawa Citizen, Canada, Cagle Cartoons Inc. 30 May 2004.

اپنی ترقی کی جانچ کیجیے

راجیش اور مظفر نے ایک مضمون پڑھا۔ اس میں یہ بتایا گیا تھا کہ ایک جمہوریت نے دوسری جمہوریت کے خلاف جنگ نہیں کرے گی۔ جنگ اُسی صورت میں ہوتی ہے جب دو حکومتوں میں سے ایک غیر جمہوری ہو۔ مضمون میں یہ بتانے کی کوشش کی گئی تھی کہ یہ جمہوریت کا ایک بڑا فائدہ ہے۔ مضمون پڑھنے کے بعد راجیش اور مظفر دونوں نے الگ الگ ردعمل ظاہر کیا۔ راجیش کہتا تھا کہ یہ جمہوریت کے حق میں ایک اچھی دلیل نہیں ہے۔ یہ تو بس اتفاق کی بات ہے۔ ممکن ہے کہ مستقبل میں جمہوریتوں کے درمیان جنگیں ہوسکتی ہیں۔ مظفر نے کہا کہ یہ اتفاق کا معاملہ نہیں ہوسکتا۔ جمہوریت میں فیصلے اس طرح کیے جاتے ہیں جہاں جنگ کے امکانات گھٹ جاتے ہیں۔ **آپ ان دونوں صورتوں میں کس سے متفق ہیں اور کیوں؟**

based on the principle of political equality, on recognising that the poorest and the least educated has the same status as the rich and the educated. People are not subjects of a ruler, they are the rulers themselves. Even when they make mistakes, they are responsible for their conduct.

Finally, democracy **is better than other forms of government because it allows us to correct its own mistakes**. As we saw above, there is no guarantee that mistakes cannot be made in democracy. No form of government can guarantee that. The advantage in a democracy is that such mistakes cannot be hidden for long. There is a space for public discussion on these mistakes. And there is a room for correction. Either the rulers have to change their decisions, or the rulers can be changed. This cannot happen in a non-democratic government.

Let us sum it up. Democracy cannot get us everything and is not the solution to all problems. But it is clearly better than any other alternative that we know. It offers better chances of a good decision, it is likely to respect people's own wishes and allows different kinds of people to live together. Even when it fails to do some of these things, it allows a way of correcting its mistakes and offers more dignity to all citizens. That is why democracy is considered the best form of government.

This cartoon was published in Canada just before its parliamentary elections of 2004. Everyone, including the cartoonist, expected the Liberal party to win once again. When the results came, the Liberal Party lost the elections. Is this cartoon an argument against democracy or for democracy?

read the cartoon



©Cam Cardow, *The Ottawa Citizen*, Canada, Cagle Cartoons Inc. 30 May 2004.

Rajesh and Muzaffar read an article. It showed that no democracy has ever gone to war with another democracy. Wars take place only when one of the two governments is non-democratic. The article said that this was a great merit of democracy. After reading the essay, Rajesh and Muzaffar had different reactions. Rajesh said that this was not a good argument for democracy. It was just a matter of chance. It is possible that in future democracies may have wars. Muzaffar said that it could not be a matter of chance. Democracies take decisions in such a way that it reduces the chances of war. **Which of the two positions do you agree with and why?**

CHECK YOUR PROGRESS

آر۔ کے لکشمن کا یہ مشہور کارٹون پچاس سال کی آزادی کی تقریبات پر تبصرہ کرتا ہے۔ آپ دیوار پر لگائی گئی کتنی تصاویر کو پہچان سکتے ہیں؟ اس کارٹوں میں موجود عام آدمی کی سوچ کی طرح کیا سماج کے تمام عام آدمی سوچتے ہیں؟

کارٹون پڑھیے

1.4 جمہوریت کے وسیع تر معنی

اس باب میں ہم نے جمہوریت کے معنی کو محدود اور وضاحتی طور پر سمجھا ہے۔ ہم نے جمہوریت کو ایک حکومت کی شکل میں سمجھا ہے۔ جمہوریت کی تعریف کرنے کا یہ طریقہ، کم سے کم ایسی خصوصیات کے ایک واضح مجموعے کی شناخت کرنے میں ہماری مدد کرتا ہے جو جمہوریت میں ہونا لازمی ہیں۔ ہمارے زمانے میں جمہوریت کی سب سے زیادہ عام شکل نمائندہ جمہوریت ہے۔ آپ اس کے بارے میں اپنی گذشتہ جماعتوں میں پہلے ہی پڑھ چکے ہیں۔ جن ممالک میں جمہوری نظام قائم ہے، وہاں تمام لوگ حکومت نہیں کرتے۔ اکثریتی پارٹی کو عوام کی جانب سے فیصلے کرنے کی اجازت ہوتی ہے۔ اگرچہ اکثریت براہ راست حکومت نہیں کرتی لیکن اپنے منتخبہ نمائندوں کے ذریعہ حکومت کی جاتی ہے۔ یہ ضروری اس لیے ہوتا ہے، کیونکہ

- جدید جمہوریتوں میں آبادی میں اضافہ کی وجہ سے جسمانی طور پر ایک ساتھ مل بیٹھنا اور اجتماعی فیصلے کرنا ناممکن ہوتا ہے۔
- اگر وہ ایک ساتھ بیٹھ بھی جائیں تو شہریوں کے پاس نہ تو اتنا وقت، خواہش یا تمام فیصلوں میں حصہ لینے کی مہارتیں نہیں ہوتیں۔

اس بحث سے ہم کو جمہوریت کا ایک واضح لیکن کم سے کم فہم حاصل ہوتا ہے۔ یہ وضاحت غیر جمہوریتوں سے جمہوریتوں میں فرق کرنے میں ہماری مدد کرتی ہے۔ لیکن یہ



This famous cartoon by R K Laxman comments on the celebrations of the fifty years of independence. How many images on the wall do you recognize? Do many common people feel the way the common man in this cartoon does?

read the cartoon

1.4 Broader Meanings of Democracy

In this chapter we have considered the meaning of democracy in a limited and descriptive sense. We have understood democracy as a form of government. This way of defining democracy helps us to identify a clear set of minimal features that a democracy must have. The most common form that democracy takes in our times is that of a representative democracy. You have already read about this in the previous classes. In the countries we call democracy, all the people do not rule. A majority is allowed to take decisions on behalf of all the people. Even the majority does not rule directly. The majority of people rule through their elected representatives. This become necessary because:

- Modern democracies involve such a large number of people that it is physically impossible for them to sit together and take a collective decision.
- Even if they could, the citizen does not have the time, the desire or the skills to take part in all the decisions.

This gives us a clear but minimal understanding of democracy. This clarity helps us to distinguish democracies from non-democracies. But it does not allow us to



©R.K. Laxman, *The Times of India*

جمہوریت اور ایک اچھی جمہوریت کے درمیان فرق کرنے کی اجازت نہیں دیتی۔ یہ حکومت سے بالاتر ہو کر جمہوریت کے طرزِ عمل کو دیکھنے کی اجازت نہیں دیتی۔ اس کے لیے ہمیں جمہوریت کے وسیع تر معنوں کی جانب لوٹنے کی ضرورت پیش آئے گی۔

بعض اوقات ہم حکومت سے الگ ہٹ کر جمہوریت کو تنظیموں کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ ذرا ان بیانات کو پڑھیے۔

- ''ہم لوگوں کا خاندان بالکل جمہوری ہے۔ جب بھی ہمیں کوئی فیصلہ کرنا ہوتا ہے تو سب مل بیٹھتے ہیں اور کسی اتفاق رائے پر پہنچتے ہیں۔ میری رائے اتنی ہی اہم ہے جتنی میرے والد کی''۔
- ''میں اپنے استادوں کو پسند نہیں کرتا جو کلاس میں طلباء کو بولنے یا سوالات کرنے کی اجازت نہیں دیتے۔ میں ایسے اساتذہ کو پسند کرتا ہوں جن کا مزاج جمہوری ہو''۔
- ''اس پارٹی میں صرف ایک لیڈر اور اس کے خاندانی ارکان ہر چیز کا فیصلہ کرتے ہیں۔ وہ جمہوریت کی بات کس طرح کر سکتے ہیں؟''۔

لفظ جمہوریت استعمال کرنے کے یہ طریقے فیصلے کرنے کے طریقے کے بنیادی مطلب کو ظاہر کرتے ہیں۔ کسی جمہوری فیصلے میں اُن لوگوں کی اجازت کے ساتھ مشورہ شامل ہوتا ہے جو اُس فیصلے سے متاثر ہوتے ہیں۔ فیصلہ کرنے میں کمزور لوگوں کا مشورہ اتنا ہی اہمیت رکھتا ہے جتنا کہ ان لوگوں کو جو طاقتور ہیں۔ یہ بات کسی حکومت یا خاندان یا کسی بھی دوسری تنظیم پر صادق آتی ہے۔ اس جمہوریت کا ایک ایسا اصول بھی ہے جس کو زندگی کے کسی بھی دائرے میں استعمال کیا جا سکتا ہے۔

بعض اوقات ہم کسی موجودہ حکومت کو بیان کرنے کے لیے لفظ جمہوریت کا استعمال نہیں کرتے بلکہ ایک ایسے نمونے کا معیار قائم کرنے کے لیے کرتے ہیں جو جمہوریتوں میں ہونا چاہیے۔

- ''صحیح معنوں میں اس ملک کے اندر جمہوریت اُسی وقت آئے گی جب کوئی بھی بھوکا نہ سوئے''۔
- جمہوریت میں فیصلہ کرنے میں ہر شہری کو مساویانہ طور سے اپنا کردار ادا کرنے کا اہل ہونا چاہیے۔ اس کے لیے سب کو صرف ووٹ دینے کے مساوی حقوق ہی کافی نہیں ہیں۔ ہر شخص کو معلومات حاصل کرنے کا مساوی حق، بنیادی تعلیم، مساوی وسائل اور کافی مستعدی کی ضرورت ہے''۔

اگر ہم اس نصب العین کو سنجیدگی سے نظر میں رکھیں، تو پھر دنیا میں کوئی ملک بھی جمہوری نہیں ہے۔ اس کے باوجود جمہوریت کا فہم ایک ایسا نصب العین ہے جو ہم کو یاد دلاتا ہے کہ ہماری نظر میں جمہوریت کی قدر و منزلت کیوں ہے۔ یہی فہم کسی موجودہ جمہوریت کا تجزیہ کرنے اور اس کی کمزوریوں کی شناخت کرنے کا اہل بناتا ہے۔ یہ ہم کو چھوٹی سے چھوٹی اور ایک اچھی جمہوریت کے درمیان فرق کرنے میں ہماری مدد کرتا ہے۔

اس کتاب میں ہم جمہوریت کے ایک وسیع تر خیال پر بحث نہیں کر رہے ہیں۔ ہماری نظر تو صرف طرزِ حکومت کی حیثیت سے جمہوریت کی اداراتی خصوصیات پر ہے۔ اگلے سال آپ جمہوری سماج اور اپنی جمہوریت کا جائزہ لینے کے بارے میں مزید مطالعہ کریں گے۔ اس مرحلے پر ہمیں صرف اس بات پر دھیان دینے کی ضرورت ہے کہ جمہوریت کو زندگی کے بیشتر دائروں میں استعمال کیا جا سکتا ہے اور یہ کہ جمہوریت کی کئی شکلیں ہو سکتی ہیں۔ جمہوری طریقے سے فیصلہ کرنے کے مختلف طریقے ہو سکتے ہیں۔ جب تک کہ مساوی بنیادوں پر مشاورت کے بنیادی اصولوں کو قبول کیا جائے۔ آج کی دنیا میں جمہوریت کی مقبول عام شکل، لوگوں کے منتخبہ نمائندوں کے ذریعہ حکومت کرنے کا طریقہ ہے۔ لیکن اگر کوئی برادری یا فرقہ چھوٹا ہو تو جمہوری فیصلے کرنے کے طریقے دوسرے بھی ہو سکتے ہیں۔ تمام لوگ ایک ساتھ مل بیٹھ سکتے ہیں اور براہ راست فیصلے کر سکتے ہیں۔ اسی طرح سے کسی گاؤں میں گرام سبھا کو کام کرنا چاہیے۔ کیا آپ فیصلہ کرنے کے چند دیگر طریقوں کے بارے میں بھی سوچ سکتے ہیں؟



میرے گاؤں میں گرام سبھا کا کبھی اجلاس نہیں ہوتا، کیا یہ جمہوریت ہے؟



مشغلہ

اپنے اسمبلی اور پارلیمانی حلقوں میں اہلیت رکھنے والے رائے دہندگان (ووٹروں) کی کل تعداد معلوم کیجیے۔ یہ بھی معلوم کیجیے کہ آپ کے علاقے کے سب سے بڑے اسٹیڈیم میں کتنے لوگ بیٹھ سکتے ہیں۔ کیا آپ کے اسمبلی انتخابی حلقے اور پارلیمانی انتخابی حلقے کے تمام رائے دہندگان کا ایک ساتھ مل بیٹھنا اور ایک بامقصد فیصلہ کرنا ممکن ہے؟

distinguish between a democracy and a good democracy. It does not allow us to see the operation of democracy beyond government. For this we need to turn to broader meanings of democracy.

Sometimes we use democracy for organisations other than the government. Just read these statements:

- "*We are a very democratic family. Whenever a decision has to be taken, we all sit down and arrive at a consensus. My opinion matters as much as my father's.*"
- "*I don't like teachers who do not allow students to speak and ask questions in the class. I would like to have teachers with democratic temperament.*"
- "*One leader and his family members decide everything in this party. How can they talk of democracy?*"

These ways of using the word democracy go back to its basic sense of a method of taking decisions. A democratic decision involves consultation with and consent of all those who are affected by that decision. Those who are not powerful have the same say in taking the decision as those who are powerful. This can apply to a government or a family or any other organisation. Thus democracy is also a principle that can be applied to any sphere of life.

Sometimes we use the word democracy not to describe any existing government but to set up an ideal standard that all democracies must aim to become:

- "*True democracy will come to this country only when no one goes hungry to bed.*"
- "*In a democracy every citizen must be able to play equal role in decision making. For this you don't need just an equal right to vote. Every citizen needs to have equal information, basic education, equal resources and a lot of commitment.*"

If we take these ideals seriously, then no country in the world is a democracy. Yet an understanding of democracy as an ideal reminds us of why we value democracy. It enables us to judge an existing democracy and identify its weaknesses. It helps us to distinguish between a minimal democracy and a good democracy.

In this book we do not deal much with this expanded notion of democracy. Our focus here is with some core institutional features of democracy as a form of government. Next year you will read more about a democratic society and ways of evaluating our democracy. At this stage we just need to note that democracy can apply to many spheres of life and that democracy can take many forms. There can be various ways of taking decisions in a democratic manner, as long as the basic principle of consultation on an equal basis is accepted. The most common form of democracy in today's world is rule through people's elected representatives. We shall read more about that in Chapter 3. But if the community is small, there can be other ways of taking democratic decisions. All the people can sit together and take decisions directly. This is how Gram Sabha should work in a village. Can you think of some other democratic ways of decision making?



In my village the Gram Sabha never meets. Is that democratic?



ACTIVITY

Find out the total number of eligible voters in your assembly constituency and your parliamentary constituency. Find out how many people can fit into the largest stadium in your area. Is it possible for all the voters in your parliamentary or assembly constituency to sit together and have a meaningful discussion?

© NCERT

اس کا یہ مطلب بھی ہے کہ کوئی بھی ملک ایک مکمل جمہوریت موجود نہیں ہے۔ اس باب میں ہم جمہوریت کی ان خصوصیات پر بحث کی ہے جو جمہوریت کے کم سے کم شرائط ہوتی ہیں۔ اسے ایک مثالی جمہوریت تصور کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہر جمہوریت کو جمہوری فیصلے کرنے میں جمہوریت کے نصب العین کو حاصل کرنا ہوتا ہے اور اس کو ایک ہی مرتبہ اور ہمیشہ کے لیے حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے لیے فیصلہ کرنے کے جمہوری طریقوں کو بچانے اور مضبوط کرنے کی مسلسل کوشش کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایک شہری کی حیثیت سے ہمارا جو بھی کردار ہو سکتا ہے، وہی ہمارے ملک کو کم و بیش جمہوری بنانے میں منفرد کردار ادا کر سکتا ہے۔ یہی جمہوریت کی طاقت اور اس کی کمزوریاں ہیں۔

ملک کی قسمت کا فیصلہ حکمرانوں کے عمل پر ہوتا ہے لیکن ساتھ ہی ساتھ، ہم شہری بھی اس کے لیے خاص طور سے ذمہ دار ہوتے ہیں۔

یہی وہ خصوصیت ہے جو جمہوریت کو حکومت کی دوسری شکلوں سے ممتاز بناتی ہے۔ شہنشاہیت، آمریت یا ایک پارٹی نظام جیسی حکومت کی دوسری تنظیموں میں تمام شہریوں کو سیاست میں حصہ لینے کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ حقیقت تو یہ ہے کہ بیشتر غیر جمہوری حکومتیں سیاست میں اپنے شہریوں کی شمولیت کو ناپسند کرتی ہیں۔ لیکن جمہوریت تو تمام شہریوں کی سرگرم سیاسی شمولیت پر منحصر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جمہوریت کے مطالعے کو جمہوری سیاست پر اپنی نظر مرکوز کرنی چاہیے۔

مشقیں

1. درج ذیل میں چار ممالک کے بارے میں چند معلومات دی گئی ہیں۔ ان معلومات کی بنیاد پر آپ ان میں سے ہر ملک کی درجہ بندی کس طرح کریں گے۔ ان میں سے ہر ایک کے سامنے 'جمہوری' یا 'غیر جمہوری' یا 'غیر یقینی' لکھیے۔
   a. ملک A : وہ لوگ جو ملک کے سرکاری مذہب کو قبول نہیں کرتے، ووٹ دینے کے حق سے محروم ہیں۔
   b. ملک B : گذشتہ بیس سال سے ایک ہی پارٹی انتخابات میں کامیابی حاصل کر رہی ہے۔
   c. ملک C : گذشتہ تین انتخابات میں حکمران پارٹی انتخابات ہار گئی۔
   d. ملک D : ملک کے اندر کوئی آزادانہ الیکشن کمیشن نہیں ہے۔

2. درج ذیل میں چار ممالک کے بارے میں چند معلومات دی گئی ہیں۔ ان معلومات کی بنیاد پر آپ ان میں سے ہر ملک کی درجہ بندی کس طرح کریں گے۔ ان میں سے ہر ایک کے سامنے 'جمہوری' یا 'غیر جمہوری' یا 'غیر یقینی' لکھیے۔
   a. ملک P : پارلیمنٹ فوجی سربراہ کے مشورے کے بغیر فوج سے متعلق کوئی قانون پاس نہیں کر سکتی۔
   b. ملک Q : عدلیہ کے اختیارات میں تخفیف کے لیے پارلیمنٹ قانون پاس نہیں کر سکتی۔
   c. ملک R : پڑوسی ملک کی اجازت کے بغیر ملک کے لیڈر کسی دوسرے ملک سے معاہدہ نہیں کر سکتے۔
   d. ملک S : ملک کے بارے میں تمام اہم معاشی فیصلے سینٹرل بینک کے افسران کرتے ہیں، جن کو وزرا، بدل نہیں سکتے۔

3. جمہوریت کے حق میں ان میں سے کونسی دلیل صحیح نہیں ہے؟ کیوں؟
   a. جمہوریت میں عوام خود کو آزاد اور مساوی سمجھتے ہیں۔
   b. دیگر طرز حکومتوں کی بہ نسبت جمہوری طرز کی حکومتیں تنازعات زیادہ بہتر طور پر حل کر سکتی ہیں۔
   c. جمہوری حکومت لوگوں کے تئیں زیادہ جوابدہ ہوتی ہے۔
   d. جمہوری ممالک، غیر جمہوری ممالک سے زیادہ خوشحال ہوتے ہیں۔

This also means that no country is a perfect democracy. The features of democracy that we discussed in this chapter provide only the minimum conditions of a democracy. That does not make it an ideal democracy. Every democracy has to try to realise the ideals of a democratic decision-making. This cannot be achieved once and for all. This requires a constant effort to save and strengthen democratic forms of decision-making. What we do as citizens can make a difference to making our country more or less democratic. This is the strength and the weakness of democracy: the fate of the country depends not just on what the rulers do, but mainly on what we, as citizens, do.

This is what distinguished democracy from other governments. Other forms of government like monarchy, dictatorship or one-party rule do not require all citizens to take part in politics. In fact most non-democratic governments would like citizens not to take part in politics. But democracy depends on active political participation by all the citizens. That is why a study of democracy must focus on democratic politics.

exercises

1 Here is some information about four countries. Based on this information, how would you classify each of these countries. Write 'democratic', 'undemocratic' or 'not sure' against each of these.

a Country A: People who do not accept the country's official religion do not have a right to vote.

b Country B: The same party has been winning elections for the last twenty years.

c Country C: Ruling party has lost in the last three elections.

d Country D: There is no independent election commission.

2 Here is some information about four countries. Based on this information, how would you classify each of these countries. Write 'democratic', 'undemocratic' or 'not sure' against each of these.

a Country P: The parliament cannot pass a law about the army without the consent of the Chief of Army.

b Country Q: The parliament cannot pass a law reducing the powers of the judiciary.

c Country R: The country's leaders cannot sign any treaty with another country without taking permission from its neighbouring country.

d Country S: All the major economic decisions about the country are taken by officials of the central bank which the ministers cannot change.

3 Which of these is **not** a good argument in favour of democracy? Why?

a People feel free and equal in a democracy.

b Democracies resolve conflict in a better way than others.

c Democratic government is more accountable to the people.

d Democracies are more prosperous than others.

© NCERT

4. ان میں سے ہر بیانات میں جمہوری اور غیر جمہوری عنصر موجود ہے۔ ہر بیان کے لیے دو بیانات کو الگ الگ لکھیے۔

a. ایک وزیر نے کہا کہ عالمی تجارتی تنظیم کے طے شدہ ضابطوں کے مطابق پارلیمنٹ کو چند قوانین پاس کرنا ضروری ہے۔

b. الیکشن کمیشن نے ایک ایسے انتخابی حلقے میں دوبارہ پولنگ کا حکم دیا جہاں بڑے پیمانے پر بدعنوانی کی شکایات موصول ہوئیں۔

c. پارلیمنٹ میں عورتوں کی نمائندگی کبھی بھی دس فیصد نہیں ہوئی۔ اس سے عورتوں کی تنظیموں نے عورتوں کے لیے ایک تہائی نشستوں کا مطالبہ کیا۔

5. ''ایک جمہوری ملک میں قحط کا امکان کم ہے' اس دلیل کے لیے کونسی وجہ جائز نہیں ہے؟

a. مخالف پارٹیاں بھوک اور بھکمری کی جانب توجہ مبذول کرا سکتی ہیں۔

b. ملک کے مختلف حصوں میں ایک آزاد پریس قحط زدہ لوگوں کی تفصیلات شائع کر سکتی ہے۔

c. حکومت کو آئندہ انتخابات میں ہار کا خوف ہے۔

d. لوگ کسی بھی مذہب پر عقیدہ رکھنے اور اس پر عمل کرنے میں آزاد ہیں۔

6. ایک ضلع میں 40 گاؤں ایسے ہیں جہاں حکومت نے پینے کے پانی کا کوئی انتظام نہیں کیا۔ یہ گاؤں والے ایک جگہ جمع ہونے اور ان کی ضرورت کی جانب توجہ دینے کے لیے حکومت کو مجبور کرنے کے کئی طریقوں پر غور کیا۔ ان میں سے کونسا طریقہ جمہوری نہیں ہے؟

a. پانی، کو بطور جینے کے حق کا حصہ بتاتے ہوئے عدالت میں مقدمہ درج کرنا

b. تمام پارٹیوں کو پیغام دیتے ہوئے کہ اگلے انتخاب کا بائیکاٹ کرنا۔

c. حکومت کی پالیسیوں کے خلاف عوامی جلسے منعقد کرنا۔

d. پانی حاصل کرنے کے لیے سرکاری افسران کو رقم ادا کرنا۔

7. درج ذیل میں جمہوریت کے خلاف دلائل سے متعلق اپنے ردعمل کا اظہار کیجیے۔

a. ملک کے اندر فوج سب سے زیادہ تربیت یافتہ اور بدعنوانیوں سے پاک تنظیم ہے۔ اس لیے فوج کو ملک پر حکومت کرنی چاہیے۔

b. اکثریت کی حکومت سے مراد بے خبر اور نادان لوگوں کی ہے۔ ہمیں عقلمند لوگوں کی حکومت کی ضرورت ہے، خواہ ان کی تعداد کم ہی کیوں نہ ہو۔

c. اگر ہم روحانی معاملات میں مذہبی لیڈروں کی رہنمائی چاہتے ہیں تو پھر ان کو سیاست میں بھی رہنمائی کے لیے دعوت کیوں نہ دی جائے۔ ملک پر مذہبی رہنماؤں کی حکومت ہونی چاہیے۔

8. کیا اقدار کی حیثیت سے درج ذیل بیانات جمہوریت کے اصولوں کے مطابق ہیں، کیوں؟

a. ایک والد اپنی بیٹی سے : میں تمہاری شادی کے سلسلے میں کوئی رائے سننا نہیں چاہتا۔ ہمارے خاندان میں ہمارے بچے شادی وہیں کرتے ہیں جہاں والدین چاہتے ہیں۔

b. استاد طالب علم سے : کلاس میں سوال کرتے ہوئے میرے توجہ میں خلل نہ ڈالو۔

c. ملازم اپنے افسر سے : قانون کے مطابق ہمارے کام کرنے کے گھنٹے کم ہونے چاہئیں۔

4 Each of these statements contains a democratic and an undemocratic element. Write out the two separately for each statement.

a A minister said that some laws have to be passed by the parliament in order to conform to the regulations decided by the World Trade Organisation (WTO).

b The Election Commission ordered re-polling in a constituency where large-scale rigging was reported.

c Women's representation in the parliament has barely reached 10 per cent. This led women's organisations to demand one-third seats for women.

5 Which of these is **not** a valid reason for arguing that there is a lesser possibility of famine in a democratic country?

a Opposition parties can draw attention to hunger and starvation.

b Free press can report suffering from famine in different parts of the country.

c Government fears its defeat in the next elections.

d People are free to believe in and practise any religion.

6 There are 40 villages in a district where the government has made no provision for drinking water. These villagers met and considered many methods of forcing the government to respond to their need. Which of these is **not** a democratic method?

a Filing a case in the courts claiming that water is part of right to life.

b Boycotting the next elections to give a message to all parties.

c Organising public meetings against government's policies.

d Paying money to government officials to get water.

7 Write a response to the following arguments against democracy:

a Army is the most disciplined and corruption-free organisation in the country. Therefore army should rule the country.

b Rule of the majority means the rule of ignorant people. What we need is the rule of the wise, even if they are in small numbers.

c If we want religious leaders to guide us in spiritual matters, why not invite them to guide us in politics as well. The country should be ruled by religious leaders.

8 Are the following statements in keeping with democracy as a value? Why?

a Father to daughter: I don't want to hear your opinion about your marriage. In our family children marry where the parents tell them to.

b Teacher to student: Don't disturb my concentration by asking me questions in the classroom.

c Employee to the officer: Our working hours must be reduced according to the law.

exercises
© NCERT not to be republished

9. ایک ملک کے بارے میں درج ذیل حقائق پر غور کیجیے۔ اپنے فیصلے کی حمایت میں وجوہات بھی بتائیے۔

a. ملک کے تمام شہریوں کو ووٹ دینے کا حق حاصل ہے۔ انتخابات باقاعدگی سے ہوتے ہیں۔

b. ملک نے بین الاقوامی ایجنسیوں سے قرضہ لیا ہے۔ قرضہ دینے میں ایک شرط یہ تھی کہ حکومت تعلیم اور صحت پر اخراجات کم کرے گی۔

c. لوگ سات سے زیادہ زبانیں بولتے ہیں، لیکن تعلیم صرف ایک ہی زبان میں حاصل ہے جو ایک ایسی زبان ہے جس کو ملک کے 52 فیصد لوگ بولتے ہیں۔

d. ان پالیسیوں کی مخالفت کرنے کے لیے ملک کے اندر پرامن مظاہروں اور ملک گیر ہڑتال کے لیے کئی تنظیموں نے آواز بلند کی تھی۔ حکومت نے ان لیڈروں کو گرفتار کر لیا۔

e. ملک میں ریڈیو اور ٹی پر حکومت کا قبضہ ہے۔ تمام اخباروں کو حکومت کی پالیسیوں اور احتجاجات کے بارے میں خبریں شائع کرنے کے لیے حکومت سے اجازت لینی پڑتی ہے۔

10. 2004 میں یو ایس اے میں شائع کی گئی رپورٹ میں ملک میں بڑھتی ہوئی عدم مساوات کی جانب اشارہ کیا گیا۔ آمدنی میں عدم مساوات جمہوریت میں لوگوں کی شمولیت سے ظاہر ہوتی ہے۔ اس رپورٹ نے حکومت کی جانب سے اپنائے گئے فیصلوں پر اثر ڈالنے کو بھی شکل دی۔ اس رپورٹ نے روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ .....

- اگر ایک سیاہ فام خاندان اوسطاً 100 ڈالر کماتا ہے تو سفید فام خاندان کی اوسط آمدنی 162 ڈالر ہے۔ ایک سفید فام خاندان کے پاس سیاہ فام خاندان کی بہ نسبت 12 گنا زیادہ دولت ہے۔
- صدارتی الیکشن میں خاندان کے 10 افراد میں سے تقریباً 9 افراد نے جن کی آمدنی 75,000 ڈالر سے زیادہ ہے، ووٹ دیتے ہیں۔ آمدنی کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ لوگ آبادی کے 20 فیصد وہ لوگ ہیں جو سرفہرست ہیں۔ اس کے برعکس 15,000 ڈالر سے کم آمدنی والے خاندانوں کے 10 میں سے صرف 5 لوگ ایسے ہیں جنہوں نے ووٹ دیے۔ آمدنی کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ آبادی کے 20 فیصد وہ لوگ ہیں جو سب سے نیچے آتے ہیں۔
- سیاسی پارٹیوں کو تقریباً 95% امداد مالداروں سے حاصل ہوتی ہے۔ اس سے ان کو اپنی رائے ظاہر کرنے اور مسائل پیش کرنے کا موقع ملتا ہے جو زیادہ تر شہریوں کو حاصل نہیں ہے۔
- چونکہ غریب طبقات سیاست میں کم سے کم حصہ لیتے ہیں، اس لیے حکومت ان کی تشویش، غربت سے نکلنے، ملازمت حاصل کرنے، تعلیم، صحت اور رہائش جیسے مسائل کی جانب توجہ نہیں دیتی۔ اس کے برعکس تاجر طبقے اور بڑے بڑے مالداروں کے مسائل پر سیاست داں اچھی طرح سے توجہ دیتے ہیں۔
- رپورٹ میں دی گئی معلومات کا استعمال کرتے ہوئے ''جمہوریت اور غربت'' پر ایک مضمون لکھیے جس میں ہندوستان کے مثالوں کا استعمال کیا گیا ہو۔



زیادہ تر اخباروں کا ایک صفحہ اداریہ کا ہوتا ہے۔ اس صفحہ پر اخبار حالاتِ حاضرہ کے بارے میں خود اپنی خود کی رائے شامل کرتا ہے۔ یہ اخبار دوسرے مصنفین اور عالموں کے نظریات اور اخبار پڑھنے والوں کے خطوط بھی شائع کرتا ہے۔ ایک مہینے تک کوئی ایک اخبار پڑھتے رہیے اور اس کے اُس صفحہ کے وہ آرٹیکلس اور خطوط جمع کیجیے جن میں جمہوریت کے بارے میں خیالات کا اظہار کیا گیا ہو۔ ان کی درجہ بندی مندرجہ ذیل زمروں میں کیجیے۔

- جمہوریت کے آئینی اور قانونی پہلو
- شہری حقوق
- انتخابی اور پارٹی سیاست
- جمہوریت پر تنقید

exercises

9 Consider the following facts about a country and decide if you would call it a democracy. Give reasons to support your decision.

a All the citizens of the country have right to vote. Elections are held regularly.

b The country took loan from international agencies. One of the conditions for giving loan was that the government would reduce its expenses on education and health.

c People speak more than seven languages but education is available only in one language, the language spoken by 52 percent people of that country.

d Several organisations have given a call for peaceful demonstrations and nation wide strikes in the country to oppose these policies. Government has arrested these leaders.

e The government owns the radio and television in the country. All the newspapers have to get permission from the government to publish any news about government's policies and protests.

10 In 2004 a report published in USA pointed to the increasing inequalities in that country. Inequalities in income reflected in the participation of people in democracy. It also shaped their abilities to influence the decisions taken by the government. The report highlighted that:

- If an average Black family earns $ 100 then the income of average White family is $ 162. A White family has twelve times more wealth than the average Black family.
- In a President's election 'nearly 9 out of 10 individuals in families with income over $ 75,000 have voted. These people are the top 20% of the population in terms of their income. On the other hand only 5 people out of 10 from families with income less than $ 15,000 have voted. They are the bottom 20% of the population in terms of their income.
- About 95% contribution to the political parties comes from the rich. This gives them opportunity to express their opinions and concerns, which is not available to most citizens.
- As poor sections participate less in politics, the government does not listen to their concerns – coming out of poverty, getting job, education, health care and housing for them. Politicians hear most regularly about the concerns of business persons and the rich.

Write an essay on 'Democracy and Poverty' using the information given in this report but using examples from India.



Most newspapers have an editorial page. On that page the newspaper publishes its own opinions about current affairs. The paper also publishes the views of other writers and intellectuals and letters written by the readers. Follow any one newspaper for one month and collect editorials, articles and letters on that page that have anything to do with democracy. Classify these into the following categories:

- Constitutional and legal aspects of democracy
- Citizens' rights
- Electoral and party politics
- Criticism of democracy

© NCERT

باب 2

دستورسازی

جائزہ

گذشتہ باب میں ہم نے دیکھا تھا کہ جمہوریت میں حکمراں ہر کام اپنی مرضی کے مطابق کرنے کے لیے آزاد نہیں ہوتے۔ جمہوریت کے چند ایسے بنیادی قوانین ہوتے ہیں جن پر شہریوں اور حکومت دونوں کو عمل کرنا پڑتا ہے۔ ایسے تمام قوانین کا مجموعہ آئین کہلاتا ہے۔ ملک کے اعلیٰ تر قانون کی حیثیت سے، آئین شہریوں کے حقوق اور حکومت کے اختیارات اور حکومت کو کام کرنے کے طریقہ کار کا تعین کرتا ہے۔

اس باب میں ہم جمہوریت کی آئینی وضع کے بارے میں چند بنیادی سوالات کریں گے۔ ہم کو آئین کی ضرورت کیوں پیش آتی ہے؟ آئین کس طرح تیار کئے جاتے ہیں؟ ان کو کون اور کس طرح بناتا ہے؟ وہ کون سی اقدار ہیں جو جمہوری ریاستوں میں آئین کی شکل اختیار کر لیتی ہیں؟ آئین ایک بار تسلیم ہونے کے بعد، کیا ہم بدلتے حالات کے مطابق بعد میں اس میں ترمیمات کر سکتے ہیں؟

کسی جمہوری ریاست کے لیے آئین بنانے کی حالیہ مثال جنوبی افریقہ کی ہے۔ اس باب کا آغاز یہ دیکھ کر کرتے ہیں کہ وہاں کیا ہوا اور جنوبی افریقہ کے باشندوں نے اپنا آئین بنانے کا کام کس طرح کیا۔ اس کے بعد ہم اس بات پر بحث کریں گے کہ ہندوستانی دستور سازی کس طرح کی گئی اور اس کے بنیادی اقدار کیا ہیں، اور یہ شہریوں کی زندگی اور حکومت کے کردار کو آگے بڑھانے کے لیے ایک اچھا لائحہ عمل کس طرح مہیا کرتا ہے۔

CHAPTER 2

CONSTITUTIONAL DESIGN

Overview

We noted in the previous chapter that in a democracy the rulers are not free to do what they like. There are certain basic rules that the citizens and the government have to follow. All such rules together are called constitution. As the supreme law of the country, the constitution determines the rights of citizens, the powers of the government and how the government should function.

In this chapter we ask some basic questions about the constitutional design of a democracy. Why do we need a constitution? How are the constitutions drawn up? Who designs them and in what way? What are the values that shape the constitutions in democratic states? Once a constitution is accepted, can we make changes later as required by the changing conditions?

One recent instance of designing constitution for a democratic state is that of South Africa. We begin this chapter by looking at what happened there and how the South Africans went about this task of designing their constitution. Then we turn to how the Indian Constitution was made, what its foundational values are, and how it provides a good framework for the conduct of citizens' life and that of the government.

© NCERT

2.1 جنوبی افریقہ میں جمہوری آئین



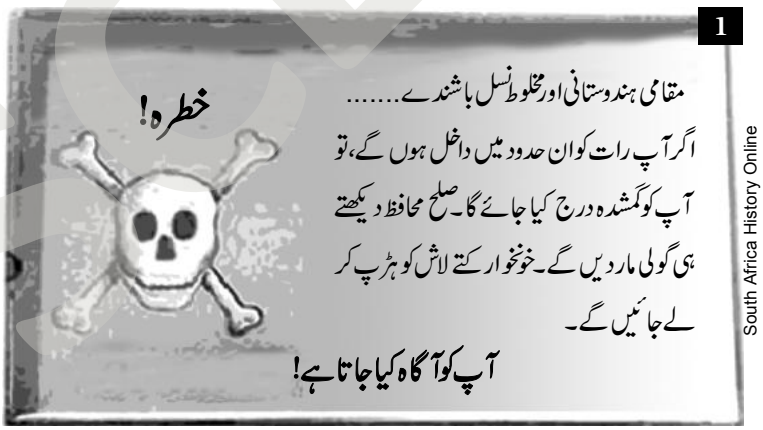
نیلسن منڈیلا

''میں نے سفید فام تسلط کے کے خلاف جنگ کی اور میں نے کالوں کے تسلط کے خلاف جنگ کی ہے۔ میں نے ایک جمہوری اور آزاد سماج کے ایک ایسے نصب العین کو پروان چڑھایا ہے جس میں مساوی مواقع کے ساتھ تمام لوگ مل جل کر رہیں۔ یہی وہ نصب العین ہے جس کے لیے مجھ کو زندہ رہنے کی اور اُسے حاصل کرنے کی اُمید ہے، لیکن اگر ضرورت پڑے، تو یہ ایک ایسا نصب العین ہے جس کے لیے میں اپنی جان دینے کو بھی تیار ہوں''۔

یہ وہ نیلسن منڈیلا ہیں جن پر جنوبی افریقہ کی گوری حکومت نے غداری کے لیے مقدمہ چلایا تھا۔ اُن کو اور دیگر سات لیڈروں کو 1964 میں ملک کی نسل پرست حکومت کے خلاف مخالفت کی جرأت کرنے کے جرم میں عمر قید کی سزا سنائی تھی۔ اُنہوں نے جنوبی افریقہ کی سب سے زیادہ دہلانے والی جیل رابن آئیلینڈ میں 28 سال گزار دیئے۔

1

نسلی امتیاز، 1953 کے کشیدہ تعلقات کا علامتی سائن بورڈ



South Africa History Online

2

انگریزی، افریقی، اور زولو زبانوں میں دربن بیچ پر نصب ایک سائن بورڈ: ''ڈربن بیچ قانون کے سیکشن 37 کے تحت دربن شہر کا نہانے کا یہ علاقہ صرف سفید فام نسل کے ممبران کے تنہا استعمال کے لیے محفوظ ہے۔''

نسلی امتیاز کے خلاف جدوجہد

خصوصاً جنوبی آفریقہ میں موجود نسلی امتیاز کے نظام کو اپارتھیڈ کا نام دیا گیا۔ سفید فام یوروپین باشندوں نے اس نظام کو جنوبی افریقہ پر مسلط کر دیا۔ سترہویں اور اٹھارہویں صدی کے دوران یوروپی تجارتی کمپنیوں نے اس پر اپنے ہتھیاروں اور طاقت کے بل بوتے پر اُسی طرح قبضہ کیا تھا جس طرح ہندوستان پر۔ لیکن ہندوستان سے بالکل الگ ہٹ کر گوروں کی ایک بڑی تعداد جنوبی افریقہ میں جا بسی اور مقامی حکمراں بن گئی۔ نسلی امتیاز نے لوگوں کو بانٹ دیا اور اُن کی جلد کے رنگ کی بنیاد پر ٹھپہ لگا دیا۔ جنوبی افریقہ کے مقامی لوگ سیاہ فام ہوتے ہیں۔ یہ ملک کی آبادی کے تقریباً تین چوتھائی تھے، جن کو ''سیاہ'' کہا جاتا تھا۔ ان دو گروپوں کے علاوہ یہاں ملی جلی نسلوں کے لوگ بھی رہتے تھے، جن کو ''رنگدار'' کہا جاتا تھا۔ اور وہ لوگ بھی رہتے تھے جو ہندوستان سے ہجرت کر کے یہاں آباد ہوئے تھے۔ سفید فام حکمراں تمام غیر سفید لوگوں کو گھٹیا سمجھتے تھے۔ ان غیر سفید فام کو ووٹ دینے کا حق حاصل نہیں تھا۔

نسلی امتیاز کا یہ نظام خاص طور سے سیاہ فاموں کے لیے کافی ظالمانہ تھا۔ انہیں سفید فام کے علاقوں میں رہنا ممنوع قرار دیا گیا تھا۔ اجازت نامہ ہونے کی صورت میں ہی وہ سفید فام لوگوں کے علاقوں میں کام کر سکتے تھے۔ گوروں اور کالوں کے لیے گاڑیاں ٹرینیں، بسیں، ٹیکسیاں، ہوٹل، ہسپتال، اسکول اور کالج، لائبریریاں، سنیما ہال، تھیٹر، سمندر کے کنارے ریتیلے ساحل، تیرنے کے تالاب اور عوامی بیت الخلا الگ الگ تھے۔

2



John Mullen, Wikipedia, GNU Free Documentation License



Nelson Mandela

2.1 Democratic constitution in South Africa

"I have fought against white domination and I have fought against black domination. I have cherished the ideal of a democratic and free society in which all persons live together in harmony and with equal opportunities. It is an ideal which I hope to live for and to achieve. But if needs be, it is an ideal for which I am prepared to die."

This was Nelson Mandela, being tried for treason by the white South African government. He and seven other leaders were sentenced to life imprisonment in 1964 for daring to oppose the apartheid regime in his country. He spent the next 28 years in South Africa's most dreaded prison, Robben Island.

1

A signboard emblematic of the tense relations of the apartheid era, 1953.



South Africa History Online

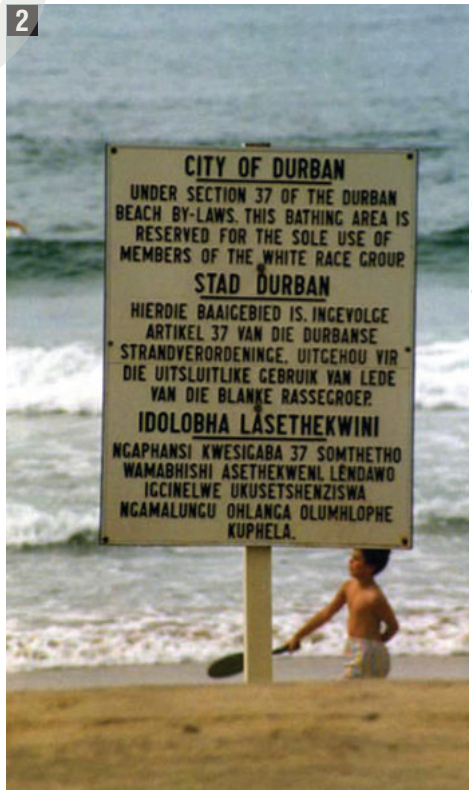
Struggle against apartheid

Apartheid was the name of a system of racial discrimination unique to South Africa. The white Europeans imposed this system on South Africa. During the seventeenth and eighteenth centuries, the trading companies from Europe occupied it with arms and force, in the way they occupied India. But unlike India, a large number of 'whites' had settled in South Africa and became the local rulers. The system of apartheid divided the people and labelled them on the basis of their skin colour. The native people of South Africa are black in colour. They made up about three-fourth of the population and were called 'blacks'. Besides these two groups, there were people of mixed races who were called 'coloured' and people who migrated from India. The white rulers treated all non-whites as inferiors. The non-whites did not have voting rights.

The apartheid system was particularly oppressive for the blacks. They were forbidden from living in white areas. They could work in white areas only if they had a permit. Trains, buses, taxis, hotels, hospitals, schools and colleges, libraries, cinema halls, theatres, beaches, swimming pools, public

2

Sign on Durban beach in English, Afrikaans and Zulu
In English it reads: 'CITY OF DURBAN Under section 37 of the Durban beach by-laws, this bathing area is reserved for the sole use of members of the white race group'.



John Mullen, *Wikipedia*, GNU Free Documentation License

اسی کو ''الگ کرنا'' کہتے ہیں۔ ان کو سفید فاموں کی گرجا گھروں کا بھی دورہ کرنا ممنوع تھا۔ سیاہ فام نہ تو اپنی انجمنیں بنا سکتے تھے اور نہ ہی ایسے ظالمانہ برتاؤ کے خلاف احتجاج کر سکتے تھے۔

1950 سے ہی سیاہ فاموں، رنگ داروں اور ہندوستانیوں نے نسل پرستی کے اس نظام کے خلاف لڑ رہے تھے۔ انہوں نے احتجاجی مارچ اور ہڑتالیں شروع کیں، افریقن نیشنل کانگریس (ANC) ایک ایسی محافظ تنظیم تھی جس نے علٰحیدگی کی پالیسیوں کے خلاف جدوجہد کی قیادت کی۔ اس میں متعدد مزدور یونینیں اور کمیونسٹ پارٹیاں شامل تھیں۔ متعدد حساس سفید فاموں نے بھی جو نسلی امتیاز کی مخالفت کے لیے ANC میں شامل ہو گئے اور جنہوں نے اس جدوجہد میں قائدانہ کردار نبھایا۔ کئی ممالک نے نسلی امتیاز کو غیر منصفانہ اور نسل پرست قرار دیا۔ لیکن سفید فام نسل پرستوں نے ہزاروں سیاہ فام اور رنگدار لوگوں کو حراست میں لے کر تشدد کا نشانہ بنایا اور قتل و غارت گری کے ذریعہ حکومت جاری رکھی۔

مشغلہ

- نیلسن منڈیلا کی زندگی اور جدوجہد پر ایک پوسٹر بنائیے۔
- اگر دستیاب ہو سکے تو اپنی کلاس میں اُن کی لکھی خودنوشت سوانح ''اے لانگ واک ٹو فریڈم'' کے چند حصے پڑھئے۔

ایک نئے آئین کی جانب سفر

جیسے جیسے نسل پرستی کے خلاف احتجاجات اور جدوجہد بڑھی، حکومت کو اس بات کا احساس ہو گیا کہ سیاہ فاموں کو جبر کے ذریعہ مزید اپنی حکمرانی میں نہیں رکھ سکتے۔ سفید فاموں کی حکومت نے اپنی پالیسیاں بدل دیں۔ امتیازی قوانین، سیاسی پارٹیوں پر ممانعت اور میڈیا پر قائم پابندیاں اُٹھالی گئیں۔ 28 سال بعد ایک آزاد آدمی کی حیثیت سے نیلسن منڈیلا جیل سے باہر نکلے۔ آخرکار، 26 اپریل 1994 کی نصف شب، دنیا میں جدید جمہوریتی ملک کے طور پر جنوبی افریقہ کا قومی جھنڈا لہرایا گیا تھا۔ نسلی امتیاز برتنے والی حکومت کا اختتام ہوا۔ جس نے بعد میں ایک کثیر نسلی حکومت کے قیام کی راہ ہموار کی۔

یہ تمام حالات کس طرح پیدا ہوئے؟ آیئے ہم منڈیلا کے خیالات سنتے ہیں جو اس غیر معمولی تغیر کے دور میں، اس نئے جنوبی افریقہ کے پہلے صدر تھے۔

''تاریخی دشمن نسلی امتیاز سے جمہوریت کی جانب ایک پر امن عبور کے لیے گفتو شنید کرنے میں کامیاب ہوئے، صرف اس وجہ سے کہ ہم دوسری جانب خیر کے لیے موروثی اہلیت کو تسلیم کرنے کے لیے تیار تھے۔ میری خواہش ہے کہ جنوبی افریقہ کے باشندے، خیر میں اپنے پختہ یقین سے کبھی دستبردار نہ ہوں گے، خیر و بھلائی پر ایک ایسا یقین جس کو وہ پروان چڑھاتے ہیں، یہ ہے انسانوں پر بھروسہ جو ہماری جمہوریت کا مرکزی خیال ہے''۔

نئے جمہوری کے طور پر جنوبی افریقہ کے ظہور کے بعد، سیاہ فام لیڈروں نے اپنے ساتھی سیاہ فام باشندوں سے سفید فام کے مظالم کو معاف کرنے کی درخواست کی جو انہوں نے اپنے دورِ اقتدار میں ڈھائے تھے۔ اُنہوں نے کہا کہ آیئے، ہم ایک ایسے نئے جنوبی افریقہ کی تعمیر کریں جس کی بنیاد تمام نسلوں، مردوں اور عورتوں کی مساوات پر قائم ہو اور جہاں جمہوری اقدار، سماجی انصاف اور انسانی حقوق کا احترام ہو۔ وہ پارٹی جس نے جور و ستم اور بیدردانہ قتل و غارت گری کے ذریعے حکومت کی، اور وہ پارٹی جس نے آزادی کی جدوجہد کی راہنمائی کی، ایک مشترک دستور کا خاکہ تیار کرنے کے لیے ایک ساتھ مل کر بیٹھیں۔

دو سال کے طویل مباحثے اور مناظرے کے بعد وہ ایک ایسے آئین پر متفق ہو گئے جو دنیا کے بہترین آئینوں میں سے ایک تھا۔ اس آئین نے اپنے شہریوں کو اتنے وسیع حقوق عطا کئے جو کسی بھی ملک کے شہریوں کو حاصل نہ تھے۔ اُن سب نے مل کر فیصلہ کیا، کہ مسائل کے حل کی تلاش میں کسی کو بھی بے دخل نہ کیا جائے۔ خارج نہ کی جائے۔ کسی کے ساتھ بھی تحقیر آمیز برتاؤ نہ ہو۔ وہ اس بات پر بھی متفق تھے کہ ہر شخص کو مسائل کے حل کا ایک حصہ بنایا جائے، اُنہوں نے ماضی میں چاہے جو کچھ کیا ہو، یا کسی بھی عمل کی نمائندگی کی ہو۔ جنوبی افریقہ کے آئین کا تمہید یہ اسی مرکزی خیال کا خلاصہ کرتا ہے۔



اگر سفید فاموں کے مظالم اور استحصال کے لیے سیاہ فام اکثریت بدلہ لینے پر آمادہ ہو جاتی تو جنوبی افریقہ میں کیا ہوتا؟

toilets, were all separate for the whites and blacks. This was called segregation. They could not even visit the churches where the whites worshipped. Blacks could not form associations or protest against the terrible treatment.

Since 1950, the blacks, coloured and Indians fought against the apartheid system. They launched protest marches and strikes. The African National Congress (ANC) was the umbrella organisation that led the struggle against the policies of segregation. This included many workers' unions and the Communist Party. Many sensitive whites also joined the ANC to oppose apartheid and played a leading role in this struggle. Several countries denounced apartheid as unjust and racist. But the white racist government continued to rule by detaining, torturing and killing thousands of black and coloured people.



ACTIVITY

- Make a poster on the life and struggle of Nelson Mandela.
- If available, read some portions of his autobiography, *The Long Walk to Freedom,* in the classroom.

Towards a new constitution

As protests and struggles against apartheid had increased, the government realised that they could no longer keep the blacks under their rule through repression. The white regime changed its policies. Discriminatory laws were repealed. Ban on political parties and restrictions on the media were lifted. After 28 years of imprisonment, Nelson Mandela walked out of the jail as a free man. Finally, at the midnight of 26 April 1994, the new national flag of the Republic of South Africa was unfurled marking the newly born democracy in the world. The apartheid government came to an end, paving way for the formation of a multi-racial government.

How did this come about? Let us hear Mandela, the first president of this new South Africa, on this extra-ordinary transition:

"*Historical enemies succeeded in negotiating a peaceful transition from apartheid to democracy exactly because we were prepared to accept the inherent capacity for goodness in the other. My wish is that South Africans never give up on the belief in goodness, that they cherish that faith in human beings is the cornerstone of our democracy.*"

After the emergence of the new democratic South Africa, black leaders appealed to fellow blacks to forgive the whites for the atrocities they had committed while in power. They said let us build a new South Africa based on equality of all races and men and women, on democratic values, social justice and human rights. The party that ruled through oppression and brutal killings and the party that led the freedom struggle sat together to draw up a common constitution.

After two years of discussion and debate they came out with one of the finest constitutions the world has ever had. This constitution gave to its citizens the most extensive rights available in any country. Together, they decided that in the search for a solution to the problems, nobody should be excluded, no one should be treated as a demon. They agreed that everybody should become part of the solution, whatever they might have done or represented in the past. The preamble to the South African Constitution (see page 212) sums up this spirit.



What would have happened in South Africa if the black majority had decided to take revenge on the whites for all their oppression and exploitation?

© NCERT

جنوبی افریقہ کا دستور ساری دنیا کے جمہوریت پسندوں کو متاثر کرتا ہے۔ ایک ایسی ریاست جس کو 1994 تک ساری دنیا نے سب سے زیادہ غیر جمہوری کہہ کر اس کی ملامت اور مذمت کی جاتی تھی، آج اس کو جمہوریت کا ایک ماڈل تسلیم کیا جاتا ہے۔اس تبدیلی کو جس چیز نے ممکن بنایا وہ تھا جنوبی آفریقہ کی عوام کا مل جل کر کام کرنے کا عزم اور اس قوس وقزح والی قوم کو مضبوطی سے جوڑ کر اس کی کایا پلٹ دینا۔ جنوبی افریقہ کے آئین پر بات کرتے ہوئے نیلسن منڈیلا نے کہا تھا:

''جنوبی افریقہ کا آئین ماضی اور مستقبل دونوں کی بات کرتا ہے۔ ایک طرف تو یہ ایک ایسا باضابطہ معاہدہ ہے جس میں ہم جنوبی افریقہ کے باشندے اپنے نسل پرست، ظالم اور جبری ماضی کو دھرانے کی اجازت کبھی نہیں دیں گے۔ لیکن یہ اس سے بھی کچھ زیادہ ہی ہے۔ یہ ہمارے لیے ایک ایسے ملک کی کایا پلٹ کے لیے ایک منشور بھی ہے، جس میں اُس کے تمام لوگوں کی شراکت اور حصہ داری ہو۔ ایک ایسا ملک جو مکمل طور سے ہم سب کا ہو، جس میں کالے اور گورے عورتیں اور مرد سبھی شامل ہوں''۔



Wikipedia, GNU Free Documentation License

یہ تصویر آج کے جنوبی آفریقہ کے عوام کے جذبہ کی عکاسی کرتی ہے۔ کیا آپ سوچ سکتے ہیں کہ جنوبی آفریقہ کے لوگ خود کو ''قوس قزاح کی قوم'' کیوں کہتے ہیں۔

جنوبی آفریقہ کے بارے میں مزید معلومات کے لیے دیکھیے۔ https://www.gov.za



کیا آزادی کے لیے جنوبی آفریقی جدوجہد کی کہانی آپ کو ہندوستانی قومی تحریک کی یاد دلاتی ہے؟ مندرجہ ذیل نکات پر دونوں کے درمیان یکسانیتوں اور غیر یکسانیتوں کی ایک فہرست بنائیے۔

- نوآبادیاتی نظام (استعمار پسندی) کی نوعیت۔
- مختلف فرقوں کے درمیان فرق۔
- لیڈرشپ : گاندھی / منڈیلا۔
- وہ پارٹی جس نے جدوجہد کی رہنمائی کی : افریقی نیشنل کانگریس / انڈین نیشنل کانگریس۔
- جدوجہد کا طریقہ۔

2.2 ہمیں آئین کی ضرورت کیوں ہے؟

جنوبی افریقہ کی مثال یہ سمجھنے کا ایک اچھا طریقہ ہے کہ ہم کو آئین کی ضرورت کیوں ہوتی ہے اور آئین کا کیا کام ہوتا ہے۔اس جمہوریت میں ظالم اور مظلوم دونوں مساوی حیثیت سے ایک ساتھ مل کر رہنے کا منصوبہ بنا رہے تھے۔ان کے لیے ایک دوسرے پر بھروسہ کرنا آسان نہیں تھا۔اُن کے دلوں میں خوف سمایا ہوا تھا۔ وہ اپنے اپنے مفادات کا تحفظ کرنا چاہتے تھے۔سیاہ فام میں اکثریت اس بات کو یقینی بنانا چاہتی تھی کہ اکثر حکومت کے جمہوری اصول پر سمجھوتہ نہ کیا جائے۔ وہ کافی سماجی اور معاشی حقوق چاہتے تھے۔اس کے برعکس سفید فام اقلیت اپنی مراعات اور جائیداد کا تحفظ چاہتی تھی۔



Wikipedia, GNU Free Documentation License

The South African constitution inspires democrats all over the world. A state denounced by the entire world till 1994 as the most undemocratic one is now seen as a model of democracy. What made this change possible was the determination of the people of South Africa to work together, to transform bitter experiences into the binding glue of a rainbow nation. Speaking on the South African Constitution, Mandela said:

"The Constitution of South Africa speaks of both the past and the future. On the one hand, it is a solemn pact in which we, as South Africans, declare to one another that we shall never permit a repetition of our racist, brutal and repressive past. But it is more than that. It is also a charter for the transformation of our country into one which is truly shared by all its people — a country which in the fullest sense belongs to all of us, black and white, women and men."

Does the story of South African struggle for freedom remind you of the Indian national movement? Make a list of similarities and dissimilarities between the two on the following points:

- Nature of colonialism
- Relationship between different communities
- Leadership: Gandhi/ Mandela
- Party that led the struggle: African National Congress/ Indian National Congress
- Method of struggle

This image captures the spirit of South Africa today. South Africans call themselves a 'rainbow nation'. Can you guess why?

For more details about South Africa, visit https://www.gov.za

CHECK YOUR PROGRESS

2.2 Why do we need a constitution?

The South African example is a good way to understand why we need a constitution and what do constitutions do. The oppressor and the oppressed in this new democracy were planning to live together as equals. It was not going to be easy for them to trust each other. They had their fears. They wanted to safeguard their interests. The black majority was keen to ensure that the democratic principle of majority rule was not compromised. They wanted substantial social and economic rights. The white minority was keen to protect its privileges and property.

ایک طویل بات چیت کے بعد دونوں فریق ایک سمجھوتہ کرنے پر راضی ہوگئیں۔ گوروں نے اکثریتی حکومت اور ایک شخص کے ایک ووٹ پر راضی ہوگئے۔ وہ غریبوں اور مزدوروں کے لیے چند بنیادی حقوق پر بھی راضی ہوگئے۔ سیاہ فام اس بات پر راضی ہوئے کہ اکثریتی حکومت مطلق العنان نہیں ہوگی۔ اُنہوں نے یہ بھی تسلیم کیا کہ اکثریت گوروں کی جائیداد پر قبضہ نہیں کرے گی۔ یہ سمجھوتہ آسان نہیں تھا۔ اب اس سمجھوتے کا نفاذ کس طرح ہونا تھا؟ چاہے دونوں فریقوں نے ایک دوسرے پر بھروسہ کرلیا تھا، لیکن اس کی کیا گارنٹی تھی کہ مستقبل میں اس بھروسے کو توڑا نہیں جائے گا؟

اس صورت میں اعتماد قائم کرنے اور اُسے برقرار رکھنے کا واحد طریقہ یہ ہے کہ اس سیاسی کھیل کے اُصولوں کو ضبطِ تحریر میں لایا جائے تاکہ ہر شخص اُن پر قائم رہے۔ ان اصولوں میں یہ لکھا تھا کہ مستقبل میں حکمراں کا انتخاب کیسے ہوگا؟ یہ اُصول یہ بھی طے کرتے تھے کہ منتخبہ حکومتوں کو کیا کچھ کرنے کا اختیار ہوگا اور وہ کیا نہیں کرسکتے۔ آخر کار یہ اُصول شہریوں کے حقوق متعین کرتے ہیں۔ یہ اُصول کارگر اُسی صورت میں ہوں گے جب فاتح ان کو بہ آسانی تبدیل نہیں کرسکتے۔ جنوبی افریقہ کے باشندوں نے یہی کام انجام دیا۔ وہ چند بنیادی اُصولوں پر راضی ہوگئے۔ وہ اس بات پر اتفاق کیا کہ یہ قواعد اس درجہ اعلیٰ اور برتر ہوں گے کہ کوئی بھی حکومت انہیں نظر انداز نہیں کرسکے گی۔ بنیادی اُصولوں کا یہ مجموعہ آئین کہلاتا ہے۔

آئین سازی صرف جنوبی افریقہ کے لیے ہی منفرد نہیں ہے۔ ہر ملک میں لوگوں کے مختلف گروپ ہوتے ہیں۔ ان میں آپسی تعلقات اس درجہ خراب نہیں تھے جتنے کہ جنوبی افریقہ میں کالوں اور گوروں کے درمیان رہے تھے۔ لیکن پوری دنیا کے ممالک کے لوگوں میں خیالات اور مفادات میں اختلافات ہوتے ہیں۔ چاہے کوئی ملک جمہوری ہو یا نہ ہو، دنیا کے زیادہ تر ممالک کو ایسے بنیادی اُصولوں کی ضرورت پیش آتی ہے، یہ بات صرف حکمرانوں پر ہی صادق نہیں آتی۔ کسی بھی انجمن کو آئین کی ضرورت ہوتی ہے۔ وہ چاہے آپ کے علاقے کا کوئی کلب ہو، یا پھر ایک کوآپریٹیو سوسائٹی ہو اور چاہے کوئی سیاسی پارٹی کیوں نہ ہو۔ ان سب کو آئین کی ضرورت ہوتی ہے۔

مشغلہ

اپنے علاقے کے کسی کلب یا کوآپریٹیو سوسائٹی یا یونین یا پھر کوئی سیاسی پارٹی آفس کا دورہ کیجیے۔ اُن کے اُصولوں کی کتاب کی ایک کاپی (اس کو اکثر انجمن کے ضابطے کہا جاتا ہے) طلب کیجیے اور اس کو پڑھیے۔ کیا یہ ضابطے جمہوریت کے اُصولوں کے مطابق ہیں؟ کیا یہ بلاتفریق کسی بھی شخص کو اپنا ممبر بناتے ہیں؟

اس طرح کسی ملک کا آئین تحریری اُصولوں کا ایک ایسا مجموعہ ہوتا ہے جس کو کسی ملک میں اکٹھے رہنے والے تمام لوگ تسلیم کرتے ہیں۔ آئین ایک ایسا اعلیٰ اور برتر قانون ہے جو کسی علاقے میں رہنے والے عوام کے درمیان تعلقات کا تعین کرتا ہے (جو شہری کہلاتے ہیں) اور ساتھ ہی عوام اور حکومت کے درمیان آپسی تعلقات کا یقین کرتے ہیں۔ آئین کئی کام کرتا ہے۔

- سب سے پہلے یہ اعتماد اور ہم آہنگی کا ایک ایسا معیار پیدا کرتا ہے جو مختلف لوگوں کے ایک ساتھ رہنے کے لیے ضروری ہے؛
- دوسرا یہ وضاحت کرتا ہے کہ حکومت کی تشکیل کیسے ہوگی اور کونسے فیصلے لینے کا اختیار کس کو ہوگا؟
- تیسرا یہ کہ حکومت کے اختیارات کی حدیں طے کرتا ہے۔ اور بتاتا ہے کہ شہریوں کے کیا حقوق ہیں اور
- چوتھا یہ کہ ایک اچھے معاشرے کی تشکیل کے بارے میں لوگوں کی خواہشات کا اظہار کرتا ہے۔

وہ تمام ممالک جن کے پاس آئین ہیں، مگر ضروری نہیں کہ وہ جمہوری بھی ہوں۔ لیکن وہ تمام ممالک جو جمہوری ہوتے ہیں، اُن میں آئین ضرور ہوتے ہیں۔ برطانیہ عظمیٰ کے خلاف جنگ آزادی کے بعد، امریکیوں نے اپنے لیے آئین بنایا۔ انقلاب کے بعد، فرانسیسیوں نے جمہوری آئین کی منظوری دی۔ اُس وقت سے تمام جمہوریتوں میں ایک تحریری آئین ہونا رواج بن گیا۔



یہ بات منصفانہ نہیں ہے۔ اگر تمام، بنیادی فیصلے پہلے ہی طے کئے جا چکے تھے تو ہندوستان میں دستور ساز اسمبلی بنانے کا کیا فائدہ؟

After long negotiations both parties agreed to a compromise. The whites agreed to the principle of majority rule and that of one person one vote. They also agreed to accept some basic rights for the poor and the workers. The blacks agreed that majority rule would not be absolute. They agreed that the majority would not take away the property of the white minority. This compromise was not easy. How was this compromise going to be implemented? Even if they managed to trust each other, what was the guarantee that this trust will not be broken in future?

The only way to build and maintain trust in such a situation is to write down some rules of the game that everyone would abide by. These rules lay down how the rulers are to be chosen in future. These rules also determine what the elected governments are empowered to do and what they cannot do. Finally these rules decide the rights of the citizen. These rules will work only if the winner cannot change them very easily. This is what the South Africans did. They agreed on some basic rules. They also agreed that these rules will be supreme, that no government will be able to ignore these. This set of basic rules is called a constitution.

Constitution making is not unique to South Africa. Every country has diverse groups of people. Their relationship may not have been as bad as that between the whites and the blacks in South Africa. But all over the world people have differences of opinion and interests. Whether democratic or not, most countries in the world need to have these basic rules. This applies not just to governments. Any association needs to have its constitution. It could be a club in your area, a cooperative society or a political party, they all need a constitution.



ACTIVITY

Approach a club or cooperative society or union or political party in your locality. Get a copy of their rule book (it is often called Rules of Association) and read it. Are these rules in accordance with principles of democracy? Do they give membership to any person without discrimination?

Thus, the constitution of a country is a set of written rules that are accepted by all people living together in a country. Constitution is the supreme law that determines the relationship among people living in a territory (called citizens) and also the relationship between the people and government. A constitution does many things:

- First, it generates a degree of trust and coordination that is necessary for different kind of people to live together;
- Second, it specifies how the government will be constituted, who will have power to take which decisions;
- Third, it lays down limits on the powers of the government and tells us what the rights of the citizens are; and
- Fourth, it expresses the aspirations of the people about creating a good society.

All countries that have constitutions are not necessarily democratic. But all countries that are democratic will have constitutions. After the War of Independence against Great Britain, the Americans gave themselves a constitution. After the Revolution, the French people approved a democratic constitution. Since then it has become a practice in all democracies to have a written constitution.



This is not fair! What was the point in having a Constituent Assembly in India if all the basics were already decided?



ولبھ بھائی جھاویر بھائی پٹیل
(1875-1950) پیدائش گجرات، عبوری حکومت میں وزیر داخلہ، معلومات اور نشریات۔ بردولی کسان ستیا گرہ کے وکیل اور رہنما، دیسی ریاستوں ہندوستان کے انضمام میں فیصلہ کن کردار نبھایا۔ بعد از نائب وزیر اعظم رہے۔



ابوالکلام آزاد
(1888-1958)
پیدائش، سعودی عربیہ، ماہر تعلیم، مصنف اور عالم دین، عربی کے عالم، کانگریس رہنما، قومی تحریک میں سرگرم رکن، مسلمانوں کی علیحدگی پسندانہ سیاست کی مخالفت کی، بعد میں پہلی مرکزی کابینہ میں وزیر تعلیم رہے۔



ٹی۔ٹی۔کرشنماچاری
(1899-1974)
پیدائش تامل ناڈو، مسودہ ساز کمیٹی کے ممبران، کاروباری اور کانگریس لیڈر، بعد میں مرکزی کابینہ وزیر خزانہ رہے۔

2.3 ہندوستانی آئین کی تشکیل

جنوبی افریقہ کی طرح ہندوستان کا آئین بھی انتہائی مشکل حالات میں تیار کیا گیا۔ ہندوستان جیسے وسیع اور تنوع سے بھرے ملک کے لیے آئین بنانا کوئی آسان کام نہیں تھا۔ اُس وقت ہندوستان کے لوگوں کی حیثیت رعایا سے شہری میں منتقل ہو رہی تھی۔ یہ ملک مذہبی اختلافات کی بنیاد پر تقسیم سے گزر کر وجود میں آ رہا تھا۔ یہ ہندوستان اور پاکستان کے لوگوں کے لیے ایک تکلیف دہ تجربہ تھا۔

سرحد کے دونوں جانب، تقسیم سے جڑے تشدد میں کم سے کم دس لاکھ لوگ مارے گئے۔ یہاں ایک دوسرا مسئلہ بھی موجود تھا۔ انگریزوں نے دیسی رجواڑوں کے حکمرانوں کو یہ فیصلہ کرنے کی آزادی دی تھی کہ وہ ہندوستان یا پاکستان کے ساتھ الحاق کر سکتے تھے یا پھر آزاد رہ سکتے تھے۔ ان دیسی رجواڑوں (ریاستوں کے راجا اور نواب) کا الحاق ایک مشکل اور غیر یقینی کام تھا۔ جس وقت آئین لکھا جا رہا تھا، ملک کا مستقبل اس درجہ محفوظ دکھائی نہیں دے رہا تھا جتنا کہ آج ہے۔ آئین کے بنانے والوں کے ذہن میں ملک کے حال اور مستقبل کے بارے میں اضطراب اور بے چینی کا عالم طاری تھا۔

مشغلہ

اپنے علاقے میں دادا / نانا یا دوسرے بزرگوں سے بات کیجئے، اُن سے پوچھئے کہ کیا اُن کو تقسیم یا آزادی یا آئین بنانے کا زمانہ یاد ہے۔ اُس وقت ملک کے بارے میں اُن کے کیا خوف اور اُمیدیں تھیں؟ ان پر کلاس میں بحث کیجئے۔

آئین سازی کا راستہ

ان تمام دشواریوں کے باوجود ہندوستانی آئین بنانے والوں کو ایک سہولیت بھی حاصل تھی، جنوبی افریقہ کے برعکس انہیں اس بارے میں اتفاق رائے پیدا کرنے کی ضرورت نہیں تھی کہ جمہوری ہندوستان کو کیا ہونا چاہیے۔ یہ اتفاق رائے آزادی کی جد و جہد کے دوران فروغ پا چکا تھا۔ ہماری قومی تحریک محض غیر ملکی حکمرانی کے خلاف جدوجہد نہ تھی بلکہ یہ ملک کو نئے سرے سے طاقتور بنانے اور سماج اور سیاست کی کایا پلٹ کے لیے بھی ایک جد و جہد تھی۔ آزادی کے بعد ہندوستان کو ن سا راستہ اختیار کرے، اس سلسلے میں بھی آزادی کی جد و جہد کے دوران خیالات میں گہرے اختلافات موجود تھے۔ یہ اختلافات آج بھی موجود ہیں۔ اس کے باوجود چند بنیادی نظریات کو تقریباً سبھی لوگوں نے قبول کیا۔

آزادی سے بہت پہلے، 1928 میں موتی لعل نہرو اور آٹھ دوسرے کانگریسی ممبران نے ہندوستان کے لیے آئین کا ایک مسودہ تیار کیا تھا۔ انڈین نیشنل کانگریس کے 1931 میں ہوئے کراچی اجلاس میں یہ بحث آئی تھی کہ ہندوستان کا آئین کیسا ہونا چاہئے۔ ان دونوں دستاویزات نے آزاد ہندوستان کے آئین میں عالمگیر بالغ رائے دہندگی، آزادی اور مساوات کے حق اور اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کے حق کو شامل کرنے کا عہد کر رکھا تھا۔ اس طرح آئین ساز اسمبلی کی نشست سے کافی پہلے آئین پر کارروائی کرنے کے لیے تمام لیڈروں کے بنیادی اقدام کو تسلیم کر لیا تھا۔

نو آبادیاتی حکمرانی کے سیاسی اداروں سے واقفیت نے بھی اداراتی تشکیل کے لیے رضامندی پیدا کرنے میں مدد کی۔ انگریزی حکومت نے ووٹ کا حق صرف چند ہی لوگوں کو دیا تھا، اُس بنیاد پر انگریزوں نے ایک کمزور مقنّنہ کی شروعات کی تھی۔ 1937 میں صوبائی دستور ساز اسمبلیوں کے لیے انتخابات کرائے گئے تھے اور پورے برٹش انڈیا میں وزارتوں کا قیام کیا گیا تھا۔ یہ حکومتیں مکمل طور سے جمہوری نہیں تھیں۔ لیکن ہندوستانیوں کو مقنّنہ میں کام کرنے سے جو تجربہ حاصل ہوا وہ ان میں اپنے ادارے قائم کرنے میں بہت کارآمد ہوا۔ اسی لیے ہندوستانی جمہوریت نے نو آبادیاتی قوانین سے بہت سے ادارہ جاتی تفصیلات اور طریق کار اختیار کیا گیا جن

2.3 Making of the Indian Constitution



Sardar Vallabhbhai Patel
(1875-1950) born: Gujarat. Minister of Home, Information and Broadcasting in the Interim Government. Lawyer and leader of Bardoli peasant satyagraha. Played a decisive role in the integration of the Indian princely states. Later: Deputy Prime Minister.

All sketches by Rajeev Kumar



Abul Kalam Azad
(1888-1958)
born: Saudi Arabia. Educationist, author and theologian; scholar of Arabic. Congress leader, active in the national movement. Opposed Muslim separatist politics. Later: Education Minister in the first union cabinet.



T.T.Krishnamachari
(1899-1974)
born: Tamil Nadu. Member, Drafting Committee. Entrepreneur and Congress leader. Later: Finance Minister in the Union Cabinet.

Like South Africa, India's Constitution was also drawn up under very difficult circumstances. The making of the constitution for a huge and diverse country like India was not an easy affair. At that time the people of India were emerging from the status of subjects to that of citizens. The country was born through a partition on the basis of religious differences. This was a traumatic experience for the people of India and Pakistan.

Atleast ten lakh people were killed on both sides of the border in partition related violence. There was another problem. The British had left it to the rulers of the princely states to decide whether they wanted to merge with India or with Pakistan or remain independent. The merger of these princely states was a difficult and uncertain task. When the constitution was being written, the future of the country did not look as secure as it does today. The makers of the constitution had anxieties about the present and the future of the country.



ACTIVITY

Speak to your grandparents or some other elders in your locality. Ask them if they have any memory of partition or independence or the making of the constitution. What were their fears and hopes about the country at that time? Discuss these in the class-room.

The path to Constitution

Despite all these difficulties, there was one big advantage for the makers of the Indian Constitution. Unlike South Africa, they did not have to create a consensus about what a democratic India should look like. Much of this consensus had evolved during the freedom struggle. Our national movement was not merely a struggle against a foreign rule. It was also a struggle to rejuvenate our country and to transform our society and politics. There were sharp differences of opinion within the freedom struggle about the path India should take after Independence. Such differences exist even today. Yet some basic ideas had come to be accepted by almost everyone.

As far back as in 1928, Motilal Nehru and eight other Congress leaders drafted a constitution for India. In 1931, the resolution at the **Karachi session** of the Indian National Congress dwelt on how independent India's constitution should look like. Both these documents were committed to the inclusion of universal adult franchise, right to freedom and equality and to protecting the rights of minorities in the constitution of independent India. Thus some basic values were accepted by all leaders much before the Constituent Assembly met to deliberate on the Constitution.

The familiarity with political institutions of colonial rule also helped develop an agreement over the institutional design. The British rule had given voting rights only to a few. On that basis the British had introduced very weak legislatures. Elections were held in 1937 to Provincial Legislatures and Ministries all over British India. These were not fully democratic governments. But the experience gained by Indians in the working of the legislative institutions proved to be very useful for the country in setting up its own institutions and

میں گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ 1935 اس کی ایک مثال ہے۔

آئین کے فریم ورک پر کئی سال کی غور وفکر ایک بہتر تجربہ ثابت ہوا۔ دوسرے ممالک سے معلومات حاصل کر کے ہمارے لیڈروں کو اعتماد ہوا لیکن اپنی شرائط اور حالات کو مدنظر رکھا گیا۔ ہماری متعدد لیڈروں کو فرانسیسی انقلاب، برطانیہ کے اندر پارلیمانی جمہوریت کے رواج اور ریاستہائے متحدہ میں حقوق کے بل سے تحریک ملی۔ سماجی اور معاشی مساوات پر مبنی نظام کی تشکیل کے بارے میں غور کرنے کے لیے روس کے سوشلسٹ انقلاب نے متعدد ہندوستانیوں کو سماجی اور اقتصادی مساوات پر مبنی نظام کی تشکیل کے بارے میں سوچنے کی ترغیب دی۔ ان تمام تجربات کے باوجود وہ دوسروں کی نقل نہیں کر رہے تھے۔ ہر مرحلے پر وہ یہ سوچتے تھے کہ آیا یہ باتیں ہمارے ملک کے لیے موزوں ہیں۔ یہ وہ تمام عوامل تھے جنہوں نے ہمارے آئین کی تشکیل میں مدد کی۔

دستور ساز اسمبلی

تو پھر وہ کون لوگ تھے جنہوں نے ہندوستانی آئین بنایا؟ یہاں آپ کو اُن چند لیڈران کا ایک مختصر سا خاکہ ملے گا جنہوں نے آئین سازی میں اہم کردار نبھایا تھا۔

مشغلہ

اپنی ریاست یا علاقے کے کسی بھی ایسے دستور ساز اسمبلی کے ممبر کے بارے میں مزید معلومات حاصل کیجئے جس ذکر یہاں نہیں کیا گیا ہے۔ اس لیڈر کی تصویر جمع کیجئے یا اُس کا خاکہ بنائیے۔ درج ذیل دیے گئے نمونے کے مطابق اس پر مختصر نوٹ لکھئے: نام (سال پیدائش / سال وفات)، جائے پیدائش (حالیہ سیاسی حدود کے مطابق)، سیاسی سرگرمیوں کی مختصر تفصیل، دستور ساز اسمبلی کے بعد اُن کا کردار۔

دستاویز کی مسودہ نویسی جس کو آئین کہا جاتا ہے جسے منتخب نمائندوں کی ایک اسمبلی کے ذریعہ انجام دیا گیا تھا۔ اسے دستور ساز اسمبلی کہا جاتا ہے۔ دستور ساز اسمبلی کے لیے انتخابات جولائی 1946 میں کرائے گئے تھے۔ اُس کا پہلا اجلاس دسمبر 1946 میں ہوا تھا۔ اس کے فوراً بعد ملک ہندوستان اور پاکستان نام کے دو ممالک میں تقسیم ہو گیا۔ دستور ساز اسمبلی کو بھی ہندوستان اور پاکستان کی دستور ساز اسمبلی میں تقسیم کیا گیا تھا۔ اُس دستور ساز اسمبلی جس نے ہندوستانی آئین تحریر کیا، 299 ممبران پر مشتمل تھی۔ اس اسمبلی نے 26 نومبر 1949 کو آئین کو منظور کیا لیکن یہ 26 جنوری 1950 کو نافذ ہوا۔ اسی دن کی یاد میں ہم ہر سال 26 جنوری کو یومِ جمہوریہ کے طور پر مناتے ہیں۔

چھ دہائیوں سے پہلے دستور ساز اسمبلی کے بنائے ہوئے اس آئین کو ہم کیوں تسلیم کریں؟ ہم اس کی ایک وجہ تو پہلے ہی بتا چکے ہیں۔ آئین صرف اراکین کے نظریات کی عکاسی نہیں کرتا۔ یہ اپنے وقت کے ایک وسیع اتفاق کا اظہار کرتا ہے۔ دنیا کے بیشتر ممالک کو اپنا آئین دوبارہ اس وجہ سے لکھنا پڑا ہے کیونکہ کئی بنیادی اصول تمام بڑے سماجی گروپوں یا سیاسی پارٹیوں کے لیے قابل قبول نہیں تھے۔ دنیا میں چند ممالک ایسے بھی تھے جہاں آئین صرف کاغذ کا ایک ٹکڑا بن کر رہ گیا ہے۔ حقیقت میں اس پر عمل کوئی نہیں کرتا ہے۔ لیکن ہمارے آئین کا تجربہ بالکل جداگانہ ہے۔ گذشتہ نصف صدی سے کئی گروپ آئین کی چند شرائط پر سوال اٹھا رہے ہیں۔ لیکن آج کسی بڑے سماجی گروپ یا سیاسی پارٹی نے کبھی خود آئین کی قانونی حیثیت پر سوال نہیں اٹھایا۔ یہ کسی بھی آئین کے لیے ایک غیر معمولی کامیابی ہے۔

آئین کو تسلیم کرنے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ دستور ساز اسمبلی ہندوستان کے لوگوں کی نمائندگی کرتی تھی۔ اُس وقت عالمگیر بالغ رائے دہندگی کا حق موجود نہیں تھا۔ اس لیے دستور ساز اسمبلی کو ہندوستان کے تمام لوگ براہِ راست نہیں چن سکتے تھے۔ اس کا انتخاب خاص طور سے اُس وقت کی اُن



راجیندر پرساد
(1884-1963)
پیدائش بہار، دستور ساز اسمبلی کے چیئرمین، وکیل چمپارن ستیہ گرہ میں اپنے کردار کے لیے مشہور، کانگریس کے تین بار صدر بنے، بعد میں ہندوستان کے پہلے صدر کے عہدے پر فائز ہوئے۔



جے پال سنگھ
(1903-1970) پیدائش جھارکھنڈ، کھلاڑی اور ماہر تعلیم، پہلی نیشنل ہاکی ٹیم کے کیپٹن، آدی واسی مہاسبھا کے بانی صدر، بعد میں جھارکھنڈ پارٹی کے بانی۔



ایچ۔ سی۔ مکھرجی
(1887-1956)
پیدائش بنگال، دستور ساز اسمبلی کے نائب چیئرمین، معروف مصنف اور ماہر تعلیم، کانگریس لیڈر، کل ہند کرسچین کونسل بنگال دستور ساز اسمبلی کے ممبر، بعد میں مغربی بنگال کے گورنر بنے۔

working in them. That is why the Indian constitution adopted many institutional details and procedures from colonial laws like the Government of India Act, 1935.

Years of thinking and deliberation on the framework of the constitution had another benefit. Our leaders gained confidence to learn from other countries, but on our own terms. Many of our leaders were inspired by the ideals of French Revolution, the practice of parliamentary democracy in Britain and the Bill of Rights in the US. The socialist revolution in Russia had inspired many Indians to think of shaping a system based on social and economic equality. Yet they were not simply imitating what others had done. At each step they were questioning whether these things suited our country. All these factors contributed to the making of our Constitution.

The Constituent Assembly

Who, then, were the makers of the Indian Constitution? You will find here very brief sketch of some of the leaders who played an important role in making the Constitution.

ACTIVITY

Find out more about any member of the Constituent Assembly from your state or region who is not mentioned here. Collect a photograph or make a sketch of that leader. Write a short note on him or her, following the same style as used here: Name (year of birth-year of death), place of birth (by current political boundaries), brief description of political activities; role played after the Constituent Assembly.

The drafting of the document called the constitution was done by an assembly of elected representatives called the Constituent Assembly. Elections to the Constituent Assembly were held in July 1946. Its first meeting was held in December 1946. Soon after, the country was divided into India and Pakistan. The Constituent Assembly was also divided into the Constituent Assembly of India and that of Pakistan. The Constituent Assembly that wrote the Indian constitution had 299 members. The Assembly adopted the Constitution on 26 November 1949 but it came into effect on 26 January 1950. To mark this day we celebrate January 26 as Republic Day every year.

Why should we accept the Constitution made by this Assembly more than six decades ago? We have already noted one reason above. The Constitution does not reflect the views of its members alone. It expresses a broad consensus of its time. Many countries of the world have had to rewrite their Constitution afresh because the basic rules were not acceptable to all major social groups or political parties. In some other countries, the Constitution exists as a mere piece of paper. No one actually follows it. The experience of our Constitution is different. Over the last half a century, several groups have questioned some provisions of the Constitution. But no large social group or political party has ever questioned the legitimacy of the Constitution itself. This is an unusual achievement for any constitution.

The second reason for accepting the Constitution is that the Constituent Assembly represented the people of India. There was no universal adult franchise at that time. So the Constituent Assembly could not have been chosen directly by all the people of India. It was



Rajendra Prasad
(1884-1963) born: Bihar. President of the Constituent Assembly. Lawyer, known for his role in the Champaran satyagraha. Three times the president of Congress. Later: the first President of India.



Jaipal Singh
(1903-1970)
born: Jharkhand
A sportsman and educationist. Captain of the first national Hockey team. Founder President of Adivasi Maha Sabha. Later: founder of Jharkhand Party.



H. C. Mookherjee
(1887-1956)
born: Bengal.
Vice-Chairman of the Constituent Assembly. Reputed author and educationist. Congress leader. Member of All India Christian Council and Bengal Legislative Assembly. Later: Governor of West Bengal.



جی۔درگابائی دیش مکھ
(1909-1981)
پیدائش آندھراپردیش، وکیل اور عورتوں کی نجات کے لیے عوامی کارکن، کانگریس لیڈر، بعد میں مرکزی سماجی فلاحی بورڈ کے چیئرپرسن کے بانی۔

ریاستی مقنّنہ کے ممبران نے کیا تھا جن کا ہم ذکر کر چکے ہیں۔ اس صورتِ حال نے ملک کے تمام حصوں سے آئے ممبران کی ایک منصفانہ جغرافیائی حصہ داری کو یقینی بنایا۔ اسمبلی پر انڈین نیشنل کانگریس کا تسلط تھا جو ایک ایسی پارٹی بھی جس نے ہندوستان کی آزادی کی جد و جہد کی قیادت کی تھی۔ لیکن خود کانگریس میں مختلف سیاسی گروپ اور خیالات کے لوگ شامل تھے۔ اسمبلی میں متعدد ممبر ایسے بھی تھے جو کانگریس سے متفق نہیں تھے۔ اگر سماجی اصطلاح میں دیکھا جائے، تو اسمبلی مختلف لسانی گروپوں، ذاتوں، طبقات، مذاہب اور پیشوں کے ممبران کی نمائندگی کرتی تھی۔ دستور ساز اسمبلی چاہے عالمگیر بالغ رائے دہندگی کی بنیاد پر ہی چنی جاتی، تب بھی اُس کی ترکیب زیادہ مختلف نہ ہوتی۔

آخر میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ جس انداز سے دستور ساز اسمبلی نے کام کیا اس سے آئین کو تقدس ملتا ہے۔ دستور ساز اسمبلی نے باقاعدگی، کشادگی اور اجتماعی طور سے اپنا کام کیا تھا۔ پہلے چند بنیادی اُصولوں پر فیصلہ ہوا اور اُس کے بعد اُس پر رضامندی ہوئی۔ اس کے بعد ڈاکٹر بی۔ آر۔ امبیڈکر کی صدارت میں مباحثے کے لیے آئین کا ایک مسودہ تیار کیا گیا۔ آئین کے اس مسودے پر تفصیلی بحث کے لیے کئی نشستیں ہوئیں۔ اس میں دو ہزار سے زیادہ ترامیم پر غور کیا گیا۔ ممبران نے تین سال کی مدت میں 114 دن تک کار روائیاں کیں۔ مسودہ ساز کمیٹی کے سامنے پیش کردہ دستاویز اور دستور ساز اسمبلی میں پیش کی گئی دستاویز اور ہر لفظ محفوظ کیا گیا۔ ان کو دستور ساز اسمبلی کے مناظرے (ڈبیٹ) کہا جاتا ہے۔ جب ان کو چھاپا گیا تو ان کی 12 بڑی جلدیں تیار ہوگئیں۔ یہ مناظرے آئین کی ہر شرط میں پوشیدہ استدلال کو ظاہر کرتے ہیں۔ ان کو آئین کے مطلب کی ترجمانی میں استعمال کیا جاتا ہے۔



ہندوستانی آئین کے بنانے والوں کے بارے میں یہاں ایک طرف کالم میں دی گئی معلومات کو پڑھئے۔ آپ کو ان معلومات کو ازبر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ان میں سے درج ذیل بیانات کی حمایت میں صرف مثالیں دیجئے۔

1. اسمبلی میں متعدد ایسے ممبر تھے جو کانگریس کے ساتھ نہیں تھے۔
2. اسمبلی مختلف سماجی گروپوں کے ممبران کی نمائندگی کرتی تھی۔
3. اسمبلی کے ممبران مختلف نظریات میں یقین رکھتے تھے۔



بلدیو سنگھ
(1901-1961)
پیدائش ہریانہ، ایک کامیاب کارنداز اور پنجاب اسمبلی میں پنتھک اکالی پارٹی کے لیڈر، دستور ساز اسمبلی میں کانگریس کے نامزد ممبر بعد میں مرکزی کابینہ میں وزیر دفاع۔

2.4 ہندوستانی آئین کے رہنمائی اقدار

اس کتاب میں ہم مختلف موضوعات پر ہندوستانی آئین کے قطعی قواعد کا مطالعہ کریں گے۔ اس مرحلے پر آیئے ہم یہ سمجھتے ہوئے شروع کرتے ہیں کہ ہمارے آئین کا مجموعی فلسفہ کن باتوں کے بارے میں ہے۔ یہ کام ہم دو طرح سے کر سکتے ہیں۔ ہم اپنے آئین پر چند اہم لیڈروں کے نظریات پڑھ کر سمجھ سکتے ہیں۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ یہ پڑھنا بھی ضروری ہے کہ آئین خود اپنی فلاسفی کے بارے میں کیا کہتا ہے۔ یہی کام آئین کا تمہید یہ کرتا ہے۔ آیئے ہم ان کو ایک ایک کر کے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

خواب اور وعدہ

آپ میں سے کسی نے آئین کے بنانے والوں کی تصاویر میں ایک نام ایسا بھی دیکھا ہوگا جو وہاں موجود نہیں ہے، یہ ہیں: مہاتما گاندھی۔ وہ دستور ساز اسمبلی کے ممبر نہیں تھے۔ اس کے باوجود متعدد ممبران ایسے بھی تھے جنہوں نے ان کی بصیرت سے تحریک حاصل کی۔ کئی سال پہلے انھوں نے 1931 میں اپنے رسالے **ینگ انڈیا** میں اپنے پسند کے آئین کے بارے میں اپنے نظریات ظاہر کئے تھے۔



G. Durgabai Deshmukh
(1909-1981)
born: Andhra Pradesh. Advocate and public activist for women's emancipation. Founder of Andhra Mahila Sabha. Congress leader. Later: Founder Chairperson of Central Social Welfare Board.

elected mainly by the members of the existing Provincial Legislatures that we mentioned above. This ensured a fair geographical share of members from all the regions of the country. The Assembly was dominated by the Indian National Congress, the party that led India's freedom struggle. But the Congress itself included a variety of political groups and opinions. The Assembly had many members who did not agree with the Congress. In social terms too, the Assembly represented members from different language groups, castes, classes, religions and occupations. Even if the Constituent Assembly was elected by universal adult franchise, its composition would not have been very different.

Finally, the manner in which the Constituent Assembly worked gives sanctity to the Constitution. The Constituent Assembly worked in a systematic, open and consensual manner. First some basic principles were decided and agreed upon. Then a Drafting Committee chaired by Dr. B.R. Ambedkar prepared a draft constitution for discussion. Several rounds of thorough discussion took place on the Draft Constitution, clause by clause. More than two thousand amendments were considered. The members deliberated for 114 days spread over three years. Every document presented and every word spoken in the Constituent Assembly has been recorded and preserved. These are called 'Constituent Assembly Debates'. When printed, these debates are 12 bulky volumes! These debates provide the rationale behind every provision of the Constitution. These are used to interpret the meaning of the Constitution.

CHECK YOUR PROGRESS

Read the information about all the makers of the Indian Constitution given in the side columns here. You don't need to memorise this information. Just give examples from these to support the following statements:

1. The Assembly had many members who were not with the Congress
2. The Assembly represented members from different social groups
3. Members of the Assembly believed in different ideologies



Baldev Singh
(1901-1961)
born: Haryana. A successful entrepreneur and leader of the Panthic Akali Party in the Punjab Assembly. A nominee of the Congress in the Constituent Assembly. Later: Defence Minister in the Union Cabinet.

2.4 Guiding Values of the Indian Constitution

In this book we shall study the exact provisions of the Constitution on different subjects. At this stage let us begin by understanding the overall philosophy of what our Constitution is all about. We can do this in two ways. We can understand it by reading the views of some of our major leaders on our Constitution. But it is equally important to read what the Constitution says about its own philosophy. This is what the preamble to the Constitution does. Let us turn to these, one by one.

The Dream and the Promise

Some of you may have noticed a name missing from the sketches of the makers of the constitution: Mahatma Gandhi. He was not a member of the Constituent Assembly. Yet there were many members who followed his vision. Years ago, writing in his magazine *Young India* in 1931, he had spelt out what he wanted the Constitution to do:

میں ایک ایسے آئین کے لیے کوشش کروں گا جو ہندوستان کو غلامی اور سرپرستی سے چھٹکارا دلائے گا... میں ایک ایسے ہندوستان کے لیے کام کروں گا جس میں غریب ترین آدمی بھی یہ محسوس کرے گا کہ یہ اُس کا ملک ہے، جس کے بنانے میں اُن کی آواز کی بھی قیمت ہوگی۔ ایک ایسا ہندوستان جس میں لوگوں کا کوئی اعلیٰ طبقہ اور ادنیٰ طبقہ نہیں ہوگا۔ ایک ایسا ہندوستان جس میں تمام فرقے مل جل کر رہیں گے۔ ایسے ہندوستان میں چھوت چھات یا نشہ آور مشروبات اور ادویہ کے عذاب کے لیے کوئی جگہ نہیں ہوگی۔ عورتوں کو وہی حقوق حاصل ہوں گے جو مردوں کو حاصل ہیں اس سے کم پر مجھ کو تسلی نہیں ہوگی۔



ڈاکٹر امبیڈکر بھی اس خواب میں شریک ہوئے جنھوں نے عدم مساوات سے پاک ہندوستان کی تمنا کی۔ انھوں نے آئین کے بنانے میں اہم کردار نبھایا تھا لیکن آپ کا ادراک اس سلسلے میں مختلف تھا کہ عدم مساوات کو کس طرح ختم کیا جائے۔ وہ اکثر مہاتما گاندھی اور اُن کی بصیرت پر سخت تنقید کرتے تھے۔ دستور ساز اسمبلی کی اپنی اختتامی تقریر میں انھوں نے اپنے سروکاروں کو واضح الفاظ میں بیان کیا تھا :

26 جنوری 1950 کو ہم ایسی زندگی میں داخل ہونے جا رہے ہیں جو تضاد سے بھرپور ہے۔ سیاست میں ہم کو مساوات حاصل ہوگی لیکن سماجی اور معاشی زندگی میں غیر مساوات۔ سیاست میں ہم ایک آدمی ایک ووٹ اور ایک قیمت کے اُصول کو تسلیم کریں گے۔ لیکن اپنی سماجی اور معاشی زندگی میں، اپنے سماجی اور معاشی ڈھانچے کو مدنظر رکھ کر، ایک آدمی ایک قدر کے اُصول سے انکار کرتے رہیں گے۔ نہ جانے ہم تضادات کی یہ زندگی کب تک گزارتے رہیں گے؟ ہم کب تک اپنی سماجی اور معاشی زندگی میں مساوات سے انکار کرتے رہیں گے؟ اگر ہم طویل مدت تک اس مساوات سے انکار کرتے رہے، تو پھر ہم اپنی سیاسی جمہوریت کو خطرے میں ڈال دیں گے۔

آخر میں، آیئے ہم جواہر لعل نہرو کی وہ مشہور تقریر دیکھیں جو انھوں نے 15/ اگست 1947 کی نصف شب کا گھنٹہ بجتے ہی دستور ساز اسمبلی سے مخاطب ہو کر کہی تھی۔



کنھیالال مانک لاشی
(1887-1971)
پیدائش گجرات، مورخ اور ماہر لسانیات، کانگریس لیڈر اور گاندھیائی نظریے کے حامی۔ بعد میں مرکزی کابینہ میں وزیر، سوسنتر پارٹی کے بانی۔



بھیم راؤ رام جی امبیڈکر
(1891-1956) پیدائش مہاراشٹر، مسودہ ساز کمیٹی کے چیئرمین، سماجی انقلابی مفکر، ذات پات کی تقسیم اور ذات پر مبنی تقسیم کے خلاف احتجاج کرنے والے۔ بعد میں ازاد ہندوستان میں پہلی کابینہ میں وزیر قانون۔ ری پبلیکن پارٹی آف انڈیا کے بانی۔



شیاما پرشاد کھرجی
(1901-1953) پیدائش مغربی بنگال، عبوری حکومت میں انڈسٹری اور سپلائی کے وزیر، ماہر تعلیم اور وکیل، ہندو مہاسبھا کے سرگرم کارکن، بعد میں بھارتیہ جن سنگھ کے بانی۔

I shall strive for a constitution which will release India from all thralldom and patronage ... I shall work for an India in which the poorest shall feel that it is their country in whose making they have an effective voice; an India in which there shall be no high class and low class of people; an India in which all communities shall live in perfect harmony. There can be no room in such an India for the curse of untouchability or the curse of the intoxicating drinks and drugs. Women will enjoy the same rights as men ... I shall be satisfied with nothing else.





Kanhaiyalal Maniklal Munshi
(1887-1971) born:Gujarat. Advocate, historian and linguist. Congress leader and Gandhian. Later: Minister in the Union Cabinet. Founder of the Swatantra Party.



Bhimrao Ramji Ambedkar
(1891-1956) born: Madhya Pradesh. Chairman of the Drafting Committee. Social revolutionary thinker and agitator against caste divisions and caste based inequalities. Later: Law minister in the first cabinet of post-independence India. Founder of Republican Party of India.



Shyama Prasad Mukherjee
(1901-1953) born: West Bengal. Minister for Industry and Supply in the Interim Government. Educationist and lawyer. Active in Hindu Mahasabha. Later: Founder President of Bharatiya Jansangh.

This dream of an India that has eliminated inequality was shared by Dr. Ambedkar, who played a key role in the making of the Constitution but he had a different understanding of how inequalities could be removed. He often bitterly criticised Mahatma Gandhi and his vision. In his concluding speech to the Constituent Assembly he stated his anxiety very clearly:

On the 26th of January 1950 we are going to enter a life of contradictions. In politics we will have equality and in social and economic life we will have inequality. In politics we will be recognising the principle of one man one vote and one vote one value. In our social and economic life, we shall, by reason of our social and economic structure, continue to deny the principle of one man one value. How long shall we continue to live this life of contradictions? How long shall we continue to deny equality in our social and economic life? If we continue to deny it for long, we will do so only by putting our political democracy in peril.

Finally let us turn to Jawaharlal Nehru giving his famous speech to the Constituent Assembly at the stroke of midnight on 15 August 1947:

برسوں گزر گئے جب ہم نے **اپنی تقدیر سے ملنے کا اقرار** کیا تھا، اور اب وہ وقت آن پہنچا جب ہم اپنے عہد کو پورا کریں گے مکمل یا پورے طور پر نہیں معقول حد تک۔ نیم شب کا گھنٹہ بجتے ہی، جب دنیا سو رہی ہوگی، ہندوستان زندگی اور آزادی کے لیے بیدار ہوگا۔ ایسا لمحہ آتا ہے لیکن یہ تاریخ میں کم ہی آتا ہے، جب ہم پرانے زمانے سے نئے زمانے میں قدم رکھتے ہیں، جب ایک دَور ختم ہوتا ہے، اور جب کسی قوم کی روح، جس پر مدتوں ظلم ڈھائے گئے تھے، اُس کو بھی بولنے کا موقعہ ملتا ہے۔ یہ موزوں بات ہے کہ اس سنجیدہ موقعہ پر ہم ہندوستان اور اُس کے عوام کی خدمت کے لیے خود کو اور اس سے بھی زیادہ انسانیت کے وسیع تر مفاد میں خود کو وقف کرنے کا عہد کرتے ہیں۔

آزادی اور اقتدار سے ذمے داریاں بڑھتی ہیں۔ یہ ذمہ داری اس اسمبلی پر عائد ہوتی ہے جو کہ ہندوستان کے مقتدر لوگوں کی نمائندگی کرنے والی مقتدر جماعت ہے۔ آزادی حاصل کرنے سے پہلے ہم نے محنت کی تمام تکالیف برداشت کیں اور ہمارے دل اس غم کی یاد سے بوجھل ہیں۔ ان میں سے چند غم او رپریشانیاں اب بھی جاری ہیں، پھر بھی ، ماضی گزر گیا اور اب ہمارے سامنے وہ مستقبل کھڑا ہے جو اب ہم کو آواز دے رہا ہے۔

یہ مستقبل آسانیوں یا آرام کے لیے نہیں ہے، بلکہ مسلسل کوشش ہے، تاکہ ہم اپنے اُس عہد کو پورا کر سکیں جو ہم نے اکثر کیے ہیں اور ایک عہد تو وہ ہے جو ہم آج کریں گے۔ ہندوستان کی خدمت کا مطلب ہے اُن کروڑوں لوگوں کی خدمت جو مصیبت زدہ ہیں۔ اس کا مطلب ہے غربت، لاعلمی، بیماری اور مواقع کی غیر مساوات کا اختتام۔ ہرآنکھ کے ہر آنسو کو پوچھنا، ہماری نسل کے عظیم ترین آدمی کی خواہش ہے۔ یہ کام ہماری پہنچ سے بالاتر ہو سکتا ہے، لیکن جب تک آنکھوں میں آنسو اور مصائب ہیں، تب تک ہمارا کام نامکمل رہے گا۔



جواہر لعل نہرو
(1889-1964)
پیدائش اُتر پردیش، عبوری حکومت کے وزیر اعظم، وکیل اور کانگریس لیڈر، اشتراکیت، جمہوریت کے حامی اور استعمار پسندی مخالف۔ بعد میں ہندوستان کے وزیر اعظم۔



سروجنی نائڈو
(1879-1949) پیدائش آندھرا پردیش، شاعر، مصنف اور سیاسی کارکن، کانگریس کی اوّلین خواتین، بعد میں اُتر پردیش کی گورنر۔



سوم ناتھ لہری
(1901-1984) پیدائش مغربی بنگال، مصنف اور مدیر، کمیونسٹ پارٹی آف انڈیا کے لیڈر، بعد میں مغربی بنگال دستور ساز اسمبلی کے ممبر۔

اپنی ترقی کی جانچ کیجیے

مندرجہ بالا تین حوالے دھیان سے پڑھئے۔

- کیا ان میں کوئی ایسا خیال ظاہر کیا گیا ہے جو ان تینوں میں مشترک ہے؟
- اس مشترک خیال کو ظاہر کرنے کے ان طریقوں میں کیا فرق پایا جاتا ہے؟



Jawaharlal Nehru
(1889-1964) born: Uttar Pradesh. Prime Minister of the interim government. Lawyer and Congress leader. Advocate of socialism, democracy and anti-imperialism. Later: First Prime Minister of India.



Sarojini Naidu
(1879-1949)
born: Andhra Pradesh. Poet, writer and political activist. Among the foremost women leaders in the Congress. Later: Governor of Uttar Pradesh.



Somnath Lahiri
(1901-1984) born: West Bengal. Writer and editor. Leader of the Communist Party of India. Later: Member of West Bengal Legislative Assembly.

Long years ago we made a **tryst with destiny,** and now the time comes when we shall redeem our pledge, not wholly or in full measure, but very substantially. At the stroke of the midnight hour, when the world sleeps, India will awake to life and freedom. A moment comes, which comes but rarely in history, when we step out from the old to the new, when an age ends, and when the soul of a nation, long suppressed, finds utterance. It is fitting that at this solemn moment we take the pledge of dedication to the service of India and her people and to the still larger cause of humanity ...

Freedom and power bring responsibility. The responsibility rests upon this Assembly, a sovereign body representing the sovereign people of India. Before the birth of freedom we have endured all the pains of labour and our hearts are heavy with the memory of this sorrow. Some of those pains continue even now. Nevertheless, the past is over and it is the future that beckons to us now.

That future is not one of ease or resting but of incessant striving so that we may fulfil the pledges we have so often taken and the one we shall take today. The service of India means the service of the millions who suffer. It means the ending of poverty and ignorance and disease and inequality of opportunity. The ambition of the greatest man of our generation has been to wipe every tear from every eye. That may be beyond us, but as long as there are tears and suffering, so long our work will not be over.

CHECK YOUR PROGRESS

Read the three quotations above carefully.

- Can you identify one idea that is common to all these three?
- What are the differences in their ways of expressing that common idea?

آئین کا فلسفہ

وہ اقدار جو کہ آزادی کی تحریک کو روح پھونکی اور اُس کی رہنمائی کی اور اس کے بعد اُس کی پرورش کے جذبے نے ہندوستان کی جمہوریت کے لیے ایک بنیاد فراہم کی۔ یہ اقدار ہندوستانی آئین کے تمہیدیے میں مرتب کئے گئے ہیں۔ یہ آئین کی تمام دفعات کی رہنمائی کرتے ہیں۔ آئین کی ابتدا بنیادی اقدار کے ایک مختصر بیان سے ہوتی ہے۔ اس کو آئین کا تمہید یہ کہا جاتا ہے۔ امریکن ماڈل سے تحریک پا کر عصری دنیا میں زیادہ تر ممالک اپنے آئین کی ابتدا ایک تمہیدیے سے کرتے ہیں۔

ہم ریاست ہائے متحدہ کے

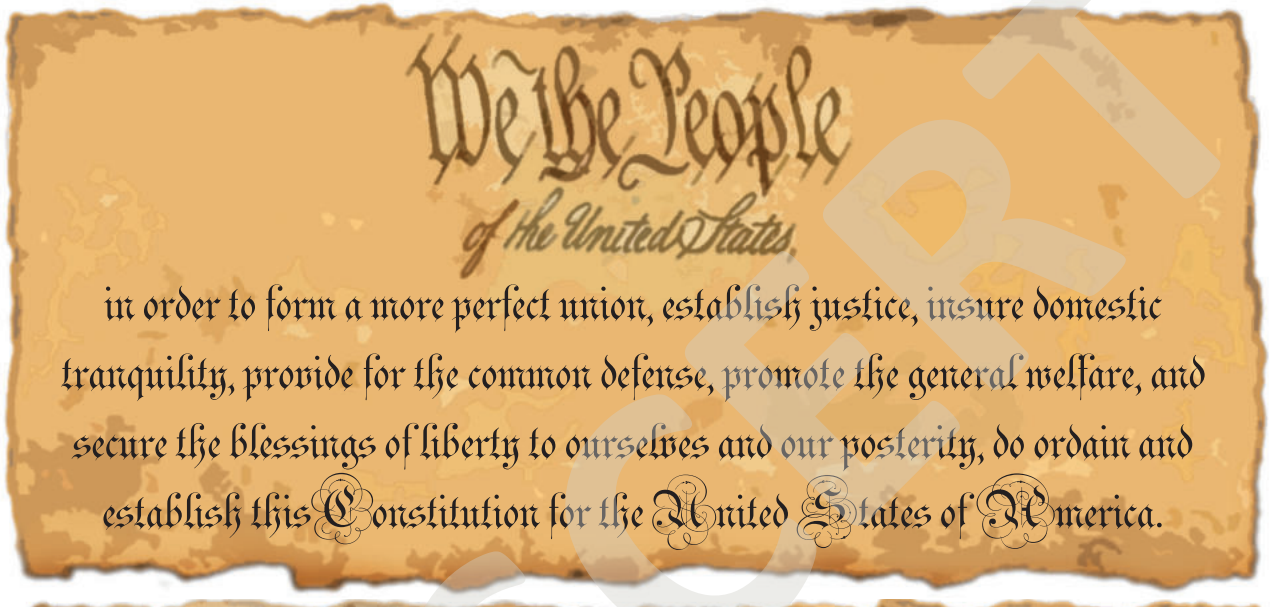
عوام

زیادہ بہتر اتحاد پیدا کرنے، انصاف قائم کرنے، گھریلو امن و سکون کی یقین دھانی کرانے، ایک مشترکہ تحفظ مہیا کرنے، عوامی فلاح کو ترقی دینے اور حریت کی نعمتوں اور آنے والی نسلوں کا تحفظ کرنے کے لئے، ریاستھائے متحدہ امریکہ کے لیے یہ آئین قائم کرنے کا فرمان جاری کرتے ہیں.

ہم جنوبی افریقہ کے عوام اپنے ماضی کی ناانصافیوں کو تسلیم کرتے ہیں، ان لوگوں کا احترام کرتے ہیں جنھو ںنے انصاف اور ملک میں آزادی کے لیے تکالیف برداشت کیں، ان لوگوں کا احترام کرتے ہیں جنھوں نے اپنے ملک کی تعمیر و ترقی میں حصہ لیا. یقین کرتے ہیں کہ جنوبی افریقہ اُن لوگوں کا ملک ہے جو اس میں رہتے ہیں، جو باوجود تنوع کے متحد ہیں. اس لیے ہم اپنے آزادانہ منتخب شدہ نمائندوں کے ذریعہ جمہوریت کے ایک اعلیٰ اور برتر قانون کی حیثیت سے اس کو اپناتے ہیں تاکہ ماضی میں ہوئی تقسیموں کا مداوا کریں اور ایک ایسا سماج قائم کریں جو جمہوری اقدار، سماجی انصاف اور بنیادی انسانی حقوق پر مبنی ہو، ایک ایسے جمہوری اور کشادہ سماج کی بنیاد ڈالیں جس میں حکومت لوگوں کی خواہش کے مطابق ہو اور قانون شہری کی مساوی طور سے حفاظت کرے، تمام شہریوں کے معیار زندگی کو بلند رکھے اور ہر شخص کی صلاحیت کو آزادانہ طور سے استعمال کرنے کا موقعہ دے اور ایک متحدہ اور جمہوری افریقہ کی تعمیر کرے جو اقوام کی فیملی میں ایک مقتدر ریاست کی حیثیت سے اپنا جائز مقام حاصل کر سکے. خدا ہمارے عوام کی حفاظت کرے.

Philosophy of the Constitution

Values that inspired and guided the freedom struggle and were in turn nurtured by it, formed the foundation for India's democracy. These values are embedded in the Preamble of the Indian Constitution. They guide all the articles of the Indian Constitution. The Constitution begins with a short statement of its basic values. This is called the Preamble to the constitution. Taking inspiration from American model, most countries in the contemporary world have chosen to begin their constitutions with a preamble.

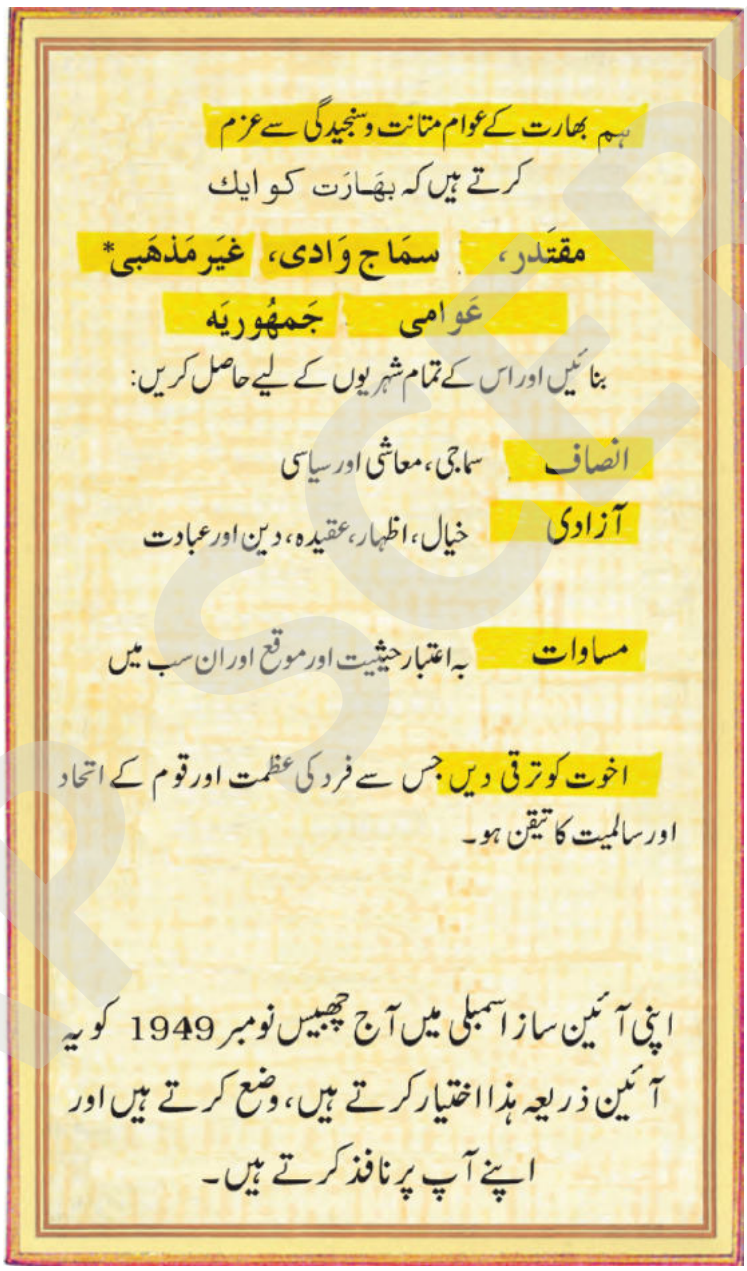


We the People
of the United States,
in order to form a more perfect union, establish justice, insure domestic tranquility, provide for the common defense, promote the general welfare, and secure the blessings of liberty to ourselves and our posterity, do ordain and establish this Constitution for the United States of America.

We, the people of South Africa,
Recognise the injustices of our past;
Honour those who suffered for justice and freedom in our land;
Respect those who have worked to build and develop our country; and
Believe that South Africa belongs to all who live in it, united in our diversity.
We therefore, through our freely elected representatives, adopt this Constitution as the supreme law of the Republic so as to —
Heal the divisions of the past and establish a society based on democratic values, social justice and fundamental human rights;
Lay the foundations for a democratic and open society in which government is based on the will of the people and every citizen is equally protected by law;
Improve the quality of life of all citizens and free the potential of each person; and
Build a united and democratic South Africa able to take its rightful place as a sovereign state in the family of nations.
May God protect our people.
Nkosi Sikelel' iAfrika. Morena boloka setjhaba sa heso.
God seën Suid-Afrika. God bless South Africa.
Mudzimu fhatutshedza Afurika. Hosi katekisa Afrika.

آیئے ہم اپنے آئین کے تمہید کو غور سے پڑھیں اور اُس کے ہر اہم لفظ کے مطلب کو سمجھیں۔

ہمارے آئین کا تمہید یہ جمہوریت پر کہی گئی ایک نظم کی طرح لگتا ہے۔ اس میں وہ تمام فلسفہ موجود ہے جس پر پورا آئین تیار کیا گیا ہے۔ یہ ایک ایسا معیار مہیا کرتا ہے جو کسی بھی قانون اور حکومت کے عمل کا جائزہ لیتا ہے اور اُس کی جانچ کرتا ہے، جس سے یہ معلوم کیا جا سکتا ہے کہ آیا وہ عمل صحیح ہے یا غلط۔ یہ ہندوستان کی روح ہے۔



*غیر مذہبی اور عوامی جمہوریہ اصطلاحات کو آئین کی تمہید میں آئین کی 42 ویں ترمیم 1976 میں شامل کیا گیا۔

ہم بھارت کے عوام

آئین لوگوں کے نمائندوں کے ذریعہ بنایا گیا ہے اور واضح کیا گیا ہے، جس کو اُنہیں کسی بادشاہ یا خارجی طاقت نے نہیں دیا۔

مقتدر

عوام کو داخلی اور خارجی معاملات میں فیصلہ کرنے کے حق کے اعلیٰ حقوق حاصل ہیں۔ کوئی بھی خارجی طاقت حکومت ہند کو احکامات نہیں دے سکتی۔

سوشلسٹ

دولت سماجی طور سے پیدا کی جاتی ہے اور اس پر سماج کی مساویانہ حصہ داری ہے۔ حکومت کو سماجی- معاشی غیر مساوات کو گھٹانے کے لیے زمین اور صنعت کی ملکیت کو باضابطہ بنانا چاہئے۔

سیکولر (غیر مذہبی)

شہریوں کو کسی بھی مذہب پر عمل کرنے کی پوری آزادی ہے۔ لیکن کوئی سرکاری مذہب نہیں ہے۔ حکومت تمام مذہبی عقائد اور رواجوں کا احترام مساویانہ طور سے کرتی ہے۔

عوامی (جمہوری)

ایک ایسی طرز حکومت جہاں لوگوں کو برابر کے سیاسی حقوق حاصل ہیں۔ لوگ اپنے حکمرانوں کا انتخاب کرتے ہیں جن کو وہ جواب دہ ہوتے ہیں۔

جمہوریہ

ریاست کا سربراہ ایک منتخبہ شخص ہوتا ہے، نہ کہ اُس کا عہدہ موروثی ہے۔

انصاف

شہریوں کے درمیان ذات، مذہب اور صنف کی بنیاد پر تفریق روا نہیں رکھی جا سکتی۔ سماجی عدم مساوات کو کم کرنا ہے جو حکومت کو سب کی فلاح کے لیے کم کرنا چاہئے، خاص طور سے غیر مراعات یافتہ طبقات کے لیے۔

آزادی

شہریوں پر کوئی غیر مدلل پابندیاں عائد نہیں ہیں کہ وہ کس طرح سوچتے ہیں، وہ اپنے خیالات کا اظہار کس طرح کرنا چاہتے ہیں، یا وہ اپنے کسی بھی عمل کو اختیار کرنے میں کوئی بھی راستہ اختیار کرنا چاہتے ہیں۔

مساوات

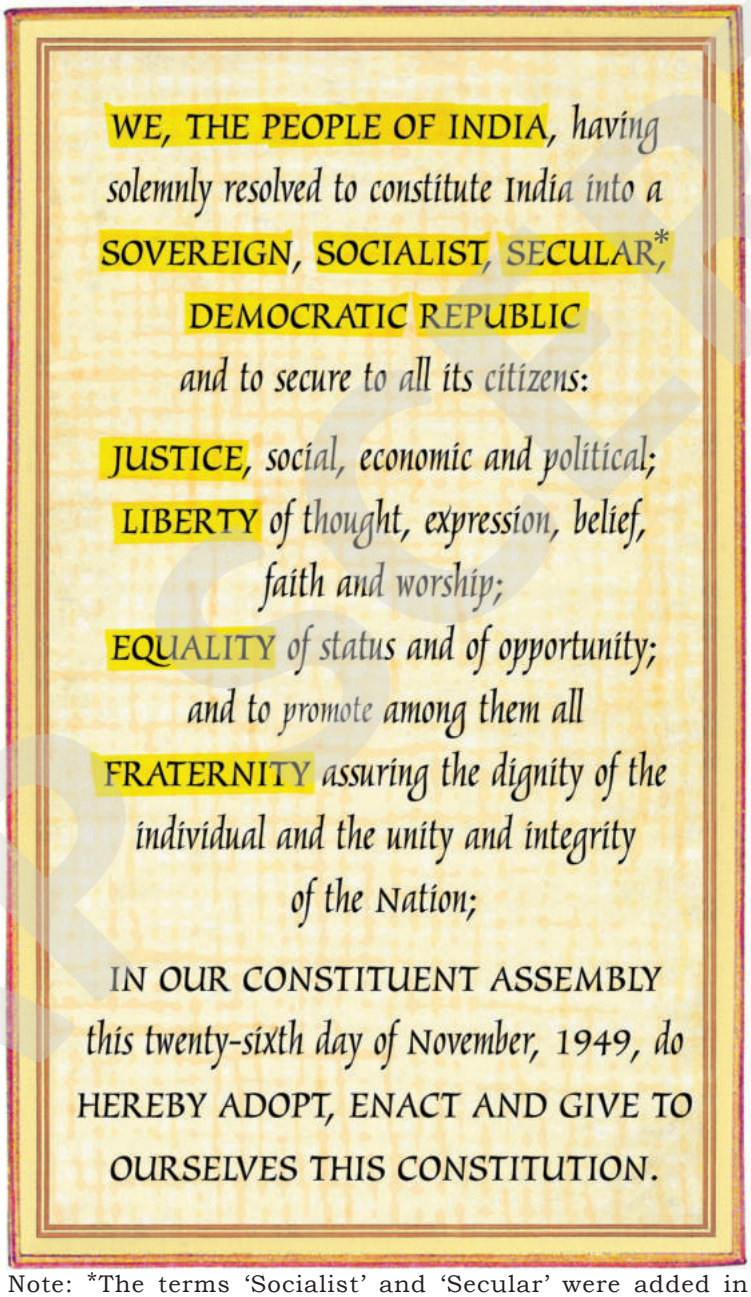
قانون کی نظر میں سب برابر ہیں، روایتی سماجی غیر مساوات کو ختم کرنا ہے۔ حکومت کو سب کے لیے مساوی مواقع کی یقین دہائی کرانی چاہئے۔

اخوت

ہم سب کو اس طرح برتاؤ کرنا چاہئے جیسے ہم ایک ہی فیملی کے ممبران ہوں۔ کسی کو بھی اپنے ساتھی شہری کو کم تر نہیں سمجھنا چاہئے۔

Let us read the Preamble of our Constitution very carefully and understand the meaning of each of its key words.

The Preamble of the Constitution reads like a poem on democracy. It contains the philosophy on which the entire Constitution has been built. It provides a standard to examine and evaluate any law and action of government, to find out whether it is good or bad. It is the soul of the Indian Constitution.



Note: *The terms 'Socialist' and 'Secular' were added in Preamble through the 42nd Constitutional Amendment in 1976.

WE, THE PEOPLE OF INDIA
The constitution has been drawn up and enacted by the people through their representatives, and not handed down to them by a king or any outside powers.

SOVEREIGN
People have supreme right to make decisions on internal as well as external matters. No external power can dictate the government of India.

SOCIALIST
Wealth is generated socially and should be shared equally by society. Government should regulate the ownership of land and industry to reduce socio-economic inequalities.

SECULAR
Citizens have complete freedom to follow any religion. But there is no official religion. Government treats all religious beliefs and practices with equal respect.

DEMOCRATIC
A form of government where people enjoy equal political rights, elect their rulers and hold them accountable. The government is run according to some basic rules.

REPUBLIC
The head of the state is an elected person and not a hereditary position.

JUSTICE
Citizens cannot be discriminated on the grounds of caste, religion and gender. Social inequalities have to be reduced. Government should work for the welfare of all, especially of the disadvantaged groups.

LIBERTY
There are no unreasonable restrictions on the citizens in what they think, how they wish to express their thoughts and the way they wish to follow up their thoughts in action.

EQUALITY
All are equal before the law. The traditional social inequalities have to be ended. The government should ensure equal opportunity for all.

FRATERNITY
All of us should behave as if we are members of the same family. No one should treat a fellow citizen as inferior.

تمہیدیوں کا موازنہ ریاستہائے متحدہ امریکہ، ہندوستان اور جنوبی افریقہ سے کیجیے۔

- اُن خیالات کی ایک فہرست بنائیے جو ان تینوں میں مشترک ہیں۔
- ان میں موجود کم سے کم ایک فرق کو نوٹ کیجیے۔
- ان تینوں میں کون سا تمہید یہ ماضی کا حوالہ دیتا ہے۔
- ان میں سے کون سا خدا سے التجا نہیں کرتا۔

اپنی ترقی کی جانچ کیجیے

ادارہ جاتی تشکیل

آئین صرف اقدار کا فلسفیانہ بیان ہی نہیں ہوتا۔ آئین خاص طور سے ان اقدار کو اداراتی انتظامات میں ایک مجسم شکل دیتا ہے جیسا کہ ہم نے اوپر مشاہدہ کیا ہے۔ زیادہ تر یہ دستاویز جو ہندوستان کا آئین کہلاتا ہے، ان ہی انتظامات کے بارے میں ہے۔ یہ ایک بڑی طویل اور تفصیلی دستاویز ہے۔ اس لیے اس کو تاریخ جاریہ تک قابل قبول رکھنے کے لیے باقاعدگی سے ترمیم کی ضرورت پیش آتی ہے۔ جن لوگوں نے آئین کی تشکیل کی تھی، اُنہوں نے محسوس کرلیا تھا کہ لوگوں کی تمناؤں اور سماج میں آئی تبدیلیوں کے مطابق آئینی ہونی چاہئے۔ وہ اس کو ایک مقدس، ساکت اور ایک طرفہ قانون کی شکل میں نہیں دیکھتے تھے۔ اس لیے، انہوں نے وقتاً فوقتاً تبدیلیوں کو شامل کرنے کے لیے شرائط بنادیں۔ یہ تبدیلیاں آئینی ترمیمات کہلاتی ہیں۔

ہمارا آئین اداراتی انتظامات کو بالکل قانونی زبان میں بیان کرتا ہے۔ اگر آپ آئین کو پہلی بار پڑھیں تو اس کو سمجھنا بڑا مشکل ہوگا۔ اس کے باوجود اس کی بنیادی اداراتی تشکیل کو سمجھنا آسان ہوتا ہے۔ کسی بھی آئین کی طرح، ہندوستانی آئین بھی ملک پر حکومت کرنے والے لوگوں کو منتخب کرنے کا طریقہ کار بیان کرتی ہے۔ یہ واضح کرتی ہے کہ کون سے فیصلے کرنے کے لیے کس کے ہاتھ میں کتنی طاقت ہوگی۔ یہ شہریوں کو چند حقوق فراہم کرتی ہے جن پر حکومت تجاوز نہیں کرسکتی۔ ان اقدامات کے ذریعہ اس نے حکومت کے اختیارات پر پابندیاں عائد کردی ہیں۔ شہریوں کو ان حقوق سے محروم نہیں کیا جاسکتا۔ اس کتاب کے بقیہ تین ابواب ہندوستانی آئین کی کارکردگی کے تین پہلوؤں کے بارے میں وضاحت کرتی ہیں۔ ہم ہر باب میں چند اہم آئینی شرائط پر بحث کریں گے اور یہ سمجھیں گے کہ یہ جمہوری سیاست میں یہ کس طرح کام کرتی ہیں۔ لیکن اس درسی کتاب میں ہندوستانی آئین میں موجود اداراتی تشکیل کی تمام اہم خصوصیات پر بحث نہیں کی جائے گی۔ آپ کی اگلے سال کی درسی کتاب میں چند دوسرے پہلو بھی شامل ہوں گے۔

فرہنگ

نسلی امتیاز : سیاہ فام لوگوں کے خلاف 1948 اور 1989 کے درمیان جنوبی افریقہ کی حکومت کی اختیار کردہ نسلی علیحدگی اور خراب برتاؤ کی سرکاری پالیسی۔

شق (کلاز) : کسی دستاویز کا ایک مخصوص سیکشن

دستور ساز اسمبلی : لوگوں کے نمائندوں کی ایک ایسی مجلس جو کسی ملک کے لیے آئین لکھتی ہے۔

آئین : کسی ملک کا ایک ایسا برتر قانون جس میں کسی ملک کی سیاست اور سماج کا نظام چلانے کے بنیادی اُصول تحریر ہوتے ہیں۔

آئینی ترمیم : کسی ملک میں موجود ایک اعلیٰ دستور ساز جماعت کے ذریعہ آئین میں کی گئی تبدیلی۔

مسودہ : کسی قانونی دستاویز کا ابتدائی بیان۔

فلسفہ (فلاسفی) : کسی شخص کے خیال اور اعمال کو ظاہر کرنے والے سب سے اہم بنیادی اُصول۔

تمہید یہ : کسی آئین کا ایک ایسا تعارفی بیان جو آئین کی وجوہات اور رہنمائی کرنے والی اقدار کو واضح کرتا ہے۔

بغاوت (سازش) : کسی ملک کا شہری اس ملک کی حکومت کو معزول کرنے کی کوشش۔

خفیہ ملاقات: ایک خفیہ اجلاس یا ملاقات کی جگہ جس پر اتفاق کیا گیا ہو۔

Compare the Preambles to the constitutions of the United States of America, India and South Africa.

- Make a list of ideas that are common to all these three.
- Note down at least one of the major differences among these.
- Which of the three makes a reference to the past?
- Which of these does not invoke God?



Institutional design

A constitution is not merely a statement of values and philosophy. As we noted above, a constitution is mainly about embodying these values into institutional arrangements. Much of the document called Constitution of India is about these arrangements. It is a very long and detailed document. Therefore it needs to be amended quite regularly to keep it updated. Those who crafted the Indian Constitution felt that it has to be in accordance with people's aspirations and changes in society. They did not see it as a sacred, static and unalterable law. So, they made provisions to incorporate changes from time to time. These changes are called constitutional amendments.

The Constitution describes the institutional arrangements in a very legal language. If you read the Constitution for the first time, it can be quite difficult to understand. Yet the basic institutional design is not very difficult to understand. Like any Constitution, the Indian Constitution lays down a procedure for choosing persons to govern the country. It defines who will have how much power to take which decisions. And it puts limits to what the government can do by providing some rights to the citizen that cannot be violated. The remaining three chapters in this book are about these three aspects of the working of Indian constitution. We shall look at some key constitutional provisions in each chapter and understand how they work in democratic politics. But this textbook will not cover all the salient features of the institutional design in the Indian Constitution. Some other aspects will be covered in your textbook next year.



Apartheid: The official policy of racial separation and ill treatment of blacks followed by the government of South Africa between 1948 and 1989.
Clause: A distinct section of a document.
Constituent Assembly: An assembly of people's representatives that writes a constitution for a country.
Constitution: Supreme law of a country, containing fundamental rules governing the politics and society in a country.
Constitutional amendment: A change in the constitution made by the supreme legislative body in a country.
Draft: A preliminary version of a legal document.
Philosophy: The most fundamental principles underlying one's thoughts and actions.
Preamble: An introductory statement in a constitution which states the reasons and guiding values of the constitution.
Treason: The offence of attempting to overthrow the government of the state to which the offender owes allegiance.
Tryst: A meeting or meeting place that has been agreed upon.

© NCERT

1 یہاں چند غلط بیانات دیے گئے ہیں۔ ہر معاملے پر غلطی کی شناخت کیجئے اور اس باب میں جو پڑھا ہے اس کی بنیاد پر ان بیانات کو درست کیجئے۔

a آزادی کی تحریک سے وابستہ رہنماؤں کا ذہن اس بارے میں کشادہ تھا کہ آزادی کے بعد ملک جمہوری ہونا چاہئے یا نہیں۔

b ہندوستان کی دستور ساز اسمبلی کے ممبران آئین کی تمام شرائط پر ایک ہی نظریہ رکھتے تھے۔

c ایک ایسا ملک جس کے پاس آئین ہو، اُسے جمہوری ضرور ہونا چاہئے۔

d آئین میں ترمیم نہیں کی جاسکتی کیونکہ یہ کسی ملک کا ایک اعلیٰ قانون ہوتا ہے۔

2 جنوبی افریقہ میں ایک جمہوری آئین کے بنانے میں ان میں سے کون سا تصادم سب سے زیادہ نمایاں تھا۔

a جنوبی افریقہ اور اُس کے پڑوسی ممالک کے درمیان۔

b مردوں اور عورتوں کے درمیان۔

c سفید فام اکثریت اور سیاہ فام اقلیت کے درمیان۔

d رنگدار اقلیت اور سیاہ فام اکثریت کے درمیان۔

3 ان میں سے وہ کون سا اہتمام ہے جو ایک جمہوری آئین میں نہیں رکھا جاتا۔

a ریاست کے سربراہ کے اختیارات۔

b ریاست کے سربراہ کا نام۔

c مقنّنہ کے اختیارات۔

d ملک کا نام۔

4 آئین سازی میں اپنے فرائض کی بنیاد پر درج ذیل رہنماؤں کو جوڑیئے۔

a	موتی لعل نہرو	i	دستور ساز اسمبلی کے صدر
b	بی۔آر۔امبیڈکر	ii	دستور ساز اسمبلی کے ممبر
c	راجیندر پرشاد	iii	مسوّدہ کمیٹی کے چیئرمین
d	سروجنی نائیڈو	iv	1928 میں ہندوستان کے لیے آئین تیار کیا۔

5 نہرو کی تقریر کا اقتباس ''تقدیر سے ملاقات'' دوبارہ پڑھیئے اور درج ذیل جواب دیجئے۔

a نہرو نے یہ جزو جملہ ''مکمل طور سے یا پورے طور پر نہیں'' اپنے پہلے جملے میں کیوں استعمال کیا؟

b وہ ہندوستانی آئین سازوں سے کیا عہد لینا چاہتے ہیں؟

c ''ہر آنکھ سے ہر آنسو کو پوچھنا ہماری نسل کے عظیم ترین آدمی کی خواہش ہے۔'' ان کا اشارہ کس کی جانب تھا؟

6 یہاں آئین کی چند رہنمائی کرنیوالی اقدار اور اُن کا مطلب دیا جارہا ہے۔ ان کو مناسب طرح سے ملا کر دوبارہ لکھئے۔

a	مقتدر	i	حکومت کسی بھی مذہب کی طرفداری نہیں کرے گی۔
b	جمہوریہ	ii	عوام کو فیصلے کرنے کا اعلیٰ حق حاصل ہے۔
c	اُخوت	iii	ریاست کا سربراہ منتخبہ ہوتا ہے۔
d	سیکولر	iv	لوگوں کو بہن بھائیوں کی طرح رہنا چاہئے۔

exercises

1 Here are some false statements. Identify the mistake in each case and rewrite these correctly based on what you have read in this chapter.

a Leaders of the freedom movement had an open mind about whether the country should be democratic or not after independence.
b Members of the Constituent Assembly of India held the same views on all provisions of the Constitution.
c A country that has a constitution must be a democracy.
d Constitution cannot be amended because it is the supreme law of a country.

2 Which of these was the most salient underlying conflict in the making of a democratic constitution in South Africa?

a Between South Africa and its neighbours
b Between men and women
c Between the white majority and the black minority
d Between the coloured minority and the black majority

3 Which of these is a provision that a democratic constitution does not have?

a Powers of the head of the state
b Name of the head of the state
c Powers of the legislature
d Name of the country

4 Match the following leaders with their roles in the making of the Constitution:

a	Motilal Nehru	**i**	President of the Constituent Assembly
b	B.R. Ambedkar	**ii**	Member of the Constituent Assembly
c	Rajendra Prasad	**iii**	Chairman of the Drafting Committee
d	Sarojini Naidu	**iv**	Prepared a Constitution for India in 1928

5 Read again the extracts from Nehru's speech 'Tryst with Destiny' and answer the following:

a Why did Nehru use the expression "not wholly or in full measure" in the first sentence?
b What pledge did he want the makers of the Indian Constitution to take?
c "*The ambition of the greatest man of our generation has been to wipe every tear from every eye*". Who was he referring to?

6 Here are some of the guiding values of the Constitution and their meaning. Rewrite them by matching them correctly.

a	Sovereign	**i**	Government will not favour any religion.
b	Republic	**ii**	People have the supreme right to make decisions.
c	Fraternity	**iii**	Head of the state is an elected person.
d	Secular	**iv**	People should live like brothers and sisters.

© NCERT

7 آپ کے اسکول میں 26 نومبر کو یوم جمہوریہ کیسے منایا گیا؟ ایک مختصر رپورٹ تیار کیجیے۔

8 ہندوستان کو ایک جمہوریت بنانے کے بارے میں یہاں پر الگ الگ خیالات دیئے جا رہے ہیں۔ ان عوامل میں سے ہر ایک کو آپ کتنی اہمیت دیں گے؟

a ہندوستان میں جمہوریت انگریز حکمرانوں کا تحفہ ہے۔ ہم نے برطانوی حکومت کے تحت نمائندہ دستور ساز اداروں کے ساتھ کام کر کے تربیت حاصل کی۔

b آزادی کی جدوجہد نے نوآبادیاتی استحصال اور ہندوستانیوں کو مختلف آزادیوں سے انکار کو چیلنج کیا۔ آزاد ہندوستان جمہوری ملک کے علاوہ کچھ اور نہیں ہو سکتا۔

c ہم خوش قسمت تھے کہ ہم کو ایسے لیڈر ملے جو جمہوری یقین رکھتے تھے۔ کئی دوسرے نئے آزاد ممالک میں جمہوریت سے انکار ان رہنماؤں کے اہم کردار کو ظاہر کرتا ہے۔

9 کتاب ''میریڈ وومین'' (شادی شدہ خواتین) کے طرز عمل سے درجہ ذیل اقتباس پڑھیے جو 1912 میں شائع ہوئی تھی۔

'خدا نے عورت کی نوع کو جسمانی اور جذباتی دونوں طور سے نازک اور کمزور بنایا ہے۔ جو بیچاری خود اپنا تحفظ کرنے کی اہل نہیں ہوتی۔ اس لیے یہ تو خدا کی مرضی سے اُن کی قسمت میں لکھا ہے کہ وہ مردوں کے تحفظ میں رہیں۔ وہ پوری زندگی کسی باپ، شوہر یا بیٹے کے زیر سایہ زندگی گزاریں۔ اس لیے عورتوں کو نا اُمید نہیں ہونا چاہئے بلکہ اُن کو شکر کرنا چاہئے کہ اُنھوں نے خود کو مرد کی خدمت کے لیے وقف کیا ہے۔' کیا آپ کے خیال میں اس اقتباس میں ظاہر کئے گئے خیالات ہمارے آئین کی اقدار کے مطابق ہیں؟ یا یہ جمہوری اقدار کے خلاف ہیں؟

10 کسی دستور کے بارے میں مندرجہ ذیل بیانات پڑھئے۔ وجوہات بتائیے کہ ان میں سے کونسا صحیح ہے کونسا صحیح نہیں ہے؟

a دستور کے اُصولوں کا اختیار وہی ہے جو کسی دوسرے قانون کا ہے۔

b دستور یہ تحریر کرتا ہے کہ حکومت کے مختلف اعضاء کی تشکیل کس طرح ہوگی۔

c شہریوں کے حقوق اور حکومت کے اختیارات پر حد بندیاں آئین میں تحریر کی جاتی ہیں۔

d آئین اداروں کے بارے میں ہوتا ہے، نہ کہ اقدار کے بارے میں۔



کسی دستوری ترمیم یا کسی دستوری ترمیم کے مطالبے پر ہوئے مباحثے کے لیے اخبارات کا مطالعہ کیجئے۔ مثال کے طور پر آپ مقنّنہ (قانون ساز اداروں) میں خواتین کے تحفظ کے لیے جمہوری ترمیم کے مطالبے کو نظر میں رکھیں۔ کیا کوئی عوامی مناظرہ ہوا تھا؟ ترمیم کی حمایت میں کیا وجوہات پیش کی گئی تھیں؟ مختلف پارٹیوں نے دستوری ترمیم کا کیا ردّعمل ظاہر کیا؟ کیا دستور میں ترمیم عمل میں آئی؟

exercises

7 How did your school celebrate the Constitution Day on November 26th? Prepare a brief report.

8 Here are different opinions about what made India a democracy. How much importance would you give to each of these factors?

a Democracy in India is a gift of the British rulers. We received training to work with representative legislative institutions under the British rule.

b Freedom Struggle challenged the colonial exploitation and denial of different freedoms to Indians. Free India could not be anything but democratic.

c We were lucky to have leaders who had democratic convictions. The denial of democracy in several other newly independent countries shows the important role of these leaders.

9 Read the following extract from a conduct book for 'married women', published in 1912. '*God has made the female species delicate and fragile both physically and emotionally, pitiably incapable of self-defence. They are destined thus by God to remain in male protection – of father, husband and son – all their lives. Women should, therefore, not despair, but feel obliged that they can dedicate themselves to the service of men*'. Do you think the values expressed in this para reflected the values underlying our constitution? Or does this go against the constitutional values?

10 Read the following statements about a constitution. Give reasons why each of these is true or not true.

a The authority of the rules of the constitution is the same as that of any other law.

b Constitution lays down how different organs of the government will be formed.

c Rights of citizens and limits on the power of the government are laid down in the constitution.

d A constitution is about institutions, not about values

Follow the newspapers for any report on a discussion on any constitutional amendment or demand for any constitutional amendment. You could, for example, focus on the demand for constitutional amendment for reservation for women in legislatures. Was there a public debate? What reasons were put forward in favour of the amendment? How did different parties react to the constitutional amendment? Did the amendment take place?



© NCERT

hru Memorial Museum and Library, New Delhi

Nehru Memorial Museum and Library, New Delhi

باب 3

انتخابی سیاست

جائزہ

پہلے باب میں ہم نے مطالعہ کیا ہے کہ جمہوریت میں عوام کی براہِ راست حکومت نہ تو ممکن ہے اور نہ ہی ضرورت ہے۔ حالیہ دور میں جمہوریت کی عام شکل یہ ہے کہ عوام اپنے نمائندوں کے ذریعہ حکومت کرتے ہیں۔ اس باب میں ہم یہ دیکھیں گے کہ جمہوریت میں نمائندوں کا انتخاب کس طرح ہوتا ہے۔ اس کی ابتدا ہم اس تفہیم سے کرتے ہیں کہ جمہوریت میں انتخابات ضروری اور فائدے مند کیوں ہوتے ہیں؟ ہم یہ سمجھنے کی کوشش کریں گے کہ پارٹیوں میں انتخابی مقابلے عوامی مقاصد کی تعمیل کس طرح کرتے ہیں۔ اس کے بعد ہم سوال یہ کرتے ہیں کہ وہ کون سی خصوصیات ہیں جو انتخابات کو جمہوری بنا دیتی ہیں۔ یہاں اس کا بنیادی مقصد جمہوری انتخابات اور غیر جمہوری انتخابات میں فرق کو واضح کرنا ہے۔

اس باب کا بقیہ حصہ اسی پیمانے کی روشنی میں ہندوستان میں انتخابات کا تخمینہ لگانے کی کوشش کرتا ہے۔ ہم مختلف انتخابی حلقوں کی سرحد کھینچنے سے لے کر انتخابات کے نتائج کے اعلانات تک انتخابات کے ہر مرحلے پر نظر ڈالیں گے۔ ہر مرحلے پر ہم یہ سوال کر سکتے ہیں کہ انتخابات میں کیا ہونا چاہئے اور ہوتا کیا ہے۔ باب کے آخر میں ہم یہ جائزہ لیں گے کہ کیا ہندوستان میں انتخابات آزادانہ اور منصفانہ ہوتے ہیں۔ یہاں ہم آزادانہ اور منصفانہ انتخابات کو یقینی بنانے میں الیکشن کمیشن کے کردار کا بھی جائزہ لیں گے۔

CHAPTER 3

Electoral Politics

Overview

In Chapter 1 we have seen that in a democracy it is neither possible nor necessary for people to govern directly. The most common form of democracy in our times is for the people to govern through their representatives. In this chapter we will look at how these representatives are elected. We begin by understanding why elections are necessary and useful in a democracy. We try to understand how electoral competition among parties serves the people. We then go on to ask what makes an election democratic. The basic idea here is to distinguish democratic elections from non-democratic elections.

The rest of the chapter tries to assess elections in India in the light of this yardstick. We take a look at each stage of elections, from the drawing of boundaries of different constituencies to the declaration of results. At each stage we ask what should happen and what does happen in elections. Towards the end of the chapter, we turn to an assessment of whether elections in India are free and fair. Here we also examine the role of the Election Commission in ensuring free and fair elections.

© NCERT

2.1 انتخابات کیوں؟

ہریانہ میں اسمبلی انتخاب



کیا اکثر لیڈر الیکشن کے دوران کئے ہوئے انتخابی وعدے پورے کرتے ہیں؟

"وقت ہے آدھی رات کے بعد کا۔ شہر کے چوک میں پچھلے پانچ گھنٹوں سے بیٹھی ہوئی پر امید بھیڑ اپنے لیڈر کے آنے کی منتظر ہے۔ منتظمین بھیڑ کو بار بار یقین دلا رہے ہیں کہ کسی بھی لمحہ وہ یہاں پہنچنے والا ہے۔ جب بھی کبھی کوئی گاڑی اُدھر سے گزرتی ہے، بھیڑ بے چینی کے عالم میں کھڑی ہو جاتی ہے۔ اس نوعیت سے اُمید یہ بڑھ جاتی ہے کہ اُن کا لیڈر بس پہنچ رہا ہے۔

یہ لیڈر ہریانہ سنگھرش سمیتی کے سربراہ مسٹر دیوی لال ہیں جن کو جمعرات کی رات میں کرنال کے اندر جلسہ کو خطاب کرنا تھا۔ ان دنوں 76 سالہ لیڈر بے حد مشغول ہے۔ اُن کا دن صبح 8 بجے سے شروع ہو کر رات 11 بجے کے بعد ختم ہوتا ہے۔ وہ صبح سے پہلے ہی تو انتخابی جلسوں کو خطاب کر چکے ہیں۔ وہ پچھلے 23 مہینوں سے مسلسل عوامی جلسوں کو خطاب کرتے آ رہے ہیں اور یہ سب اسی الیکشن کی تیاری کے لیے ہے۔"

یہ اخباری رپورٹ 1987 میں ہریانہ کے ریاستی انتخاب کے بارے میں ہے۔ ریاست پر 1982 سے کانگریس پارٹی کی قیادت والی حکومت تھی۔ چودھری دیوی لال نے جو کہ مخالف پارٹی کے لیڈر تھے "نیائے یُدھ" (انصاف کے لیے جدوجہد) نام کی ایک تحریک شروع کی اور لوک دَل نام کی ایک نئی پارٹی بنائی۔ انتخابات میں کانگریس کے خلاف محاذ بنانے کے لیے دوسری مخالف پارٹیوں کے ساتھ اُن کی پارٹی شامل ہوگئی۔ انتخابی مہم میں دیوی لال نے یہ اعلان کیا کہ اگر اُن کی پارٹی کامیاب ہوئی اُن کی حکومت کسانوں اور چھوٹے تاجروں کے قرضوں کو معاف کر دے گی۔ اُنہوں نے وعدہ کیا کہ اُن کی حکومت کی یہ پہلی کارروائی ہوگی۔

عوام موجودہ حکومت سے ناخوش تھے۔ وہ دیوی لال کے وعدے سے گرویدہ بھی ہوئے۔ چنانچہ جب انتخابات ہوئے تو اُنہوں نے بھاری اکثریت سے لوک دل اور اُس کے اتحادیوں کے حق میں پوری گرم جوشی سے ووٹ دیئے۔ لوک دل اور اُن کے ساتھیوں نے ریاستی اسمبلی کی 90 نشستوں میں سے 76 نشستیں جیت لیں۔ تنہا لوک دل ہی 60 نشستیں جیتیں جس کے نتیجہ میں اسمبلی میں اس کو واضح اکثریت حاصل ہوئی۔ کانگریس صرف پانچ نشستوں پر کامیاب رہی۔

انتخابی نتائج کا اعلان ہوتے ہی پچھلے وزیر اعلیٰ نے استعفیٰ دے دیا۔ ریاستی قانون ساز اسمبلی کے لیے منتخب لوک دل کے نئے ممبران (MLA) نے دیوی لال کو اپنا لیڈر منتخب کیا۔ گورنر نے دیوی لال کو نیا وزیر اعلیٰ بننے کی دعوت دی۔ انتخابی نتائج کے تین دن بعد وہ زیر اعلیٰ بن گئے۔ وزیر اعلیٰ بنتے ہی اُن کی حکومت نے چھوٹے کسانوں، زرعی مزدوروں اور چھوٹے دوکانداروں کے قرضوں کو معاف کرنے کا سرکاری حکم نامہ جاری کیا۔ اُن کی پارٹی نے ریاست پر چار سال تک حکومت کی۔ اگلے انتخابات 1991 میں ہوئے۔ لیکن اس بار اُن کی پارٹی کو عوامی حمایت حاصل نہ ہو سکی۔ کانگریس نے انتخاب جیت لیا اور حکومت سازی کی۔

اپنی ترقی کی جانچ کیجیے

جگدیپ اور نوپریت نے یہ کہانی پڑھی اور مندرجہ ذیل نتائج اخذ کئے۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ ان میں سے کون سے نتائج صحیح یا غلط ہیں۔ (کہانی میں دی گئی معلومات ان کو صحیح یا غلط بتانے میں ناکافی ہیں)۔

- انتخابات حکومت کی پالیسی بدلنے کا راستہ ہموار کر سکتے ہیں۔
- گورنر نے دیوی لال کو وزیر اعلیٰ بننے کی دعوت اس لیے دی کیونکہ وہ اُن کی تقاریر سے متاثر تھے۔
- عوام ہر حکمران پارٹی سے ناخوش رہتے ہیں۔ اور اگلے الیکشن میں اُس کے خلاف ووٹ دیتے ہیں۔
- الیکشن جیتنے والی پارٹی حکومت بناتی ہے۔
- الیکشن نے ہریانہ میں کافی معاشی ترقی کا راستہ کھولا۔
- کانگریس کے وزیر اعلیٰ کو انتخابات ہارنے کے بعد استعفیٰ دینے کی ضرورت نہ تھی۔



Do most leaders fulfil their election promises?

3.1 Why Elections?

Assembly Election in Haryana

The time is after midnight. An expectant crowd sitting for the past five hours in a chowk of the town is waiting for its leader to come. The organisers assure and reassure the crowd that he would be here any moment. The crowd stands up whenever a passing vehicle comes that way. It arouses hopes that he has come.

The leader is Mr. Devi Lal, chief of the Haryana Sangharsh Samiti, who was to address a meeting in Karnal on Thursday night. The 76-year-old leader, is a very busy man these days. His day starts at 8 a.m. and ends after 11 p.m. … he had already addressed nine election meetings since morning… been constantly addressing public meetings for the past 23 months and preparing for this election.

This newspaper report is about the State assembly election in Haryana in 1987. The State had been ruled by a Congress party led government since 1982. Chaudhary Devi Lal, then an opposition leader, led a movement called 'Nyaya Yudh' (Struggle for Justice) and formed a new party, Lok Dal. His party joined other opposition parties to form a front against the Congress in the elections. In the election campaign, Devi Lal said that if his party won the elections, his government would waive the loans of farmers and small businessmen. He promised that this would be the first action of his government.

The people were unhappy with the existing government. They were also attracted by Devi Lal's promise. So, when elections were held, they voted overwhelmingly in favour of Lok Dal and its allies. Lok Dal and its partners won 76 out of 90 seats in the State Assembly. Lok Dal alone won 60 seats and thus had a clear majority in the Assembly. The Congress could win only 5 seats.

Once the election results were announced, the sitting Chief Minister resigned. The newly elected Members of Legislative Assembly (MLAs) of Lok Dal chose Devi Lal as their leader. The Governor invited Devi Lal to be the new Chief Minister. Three days after the election results were declared, he became the Chief Minister. As soon as he became the Chief Minister, his Government issued a Government Order waiving the outstanding loans of small farmers, agricultural labourers and small businessmen. His party ruled the State for four years. The next elections were held in 1991. But this time his party did not win popular support. The Congress won the election and formed the government.

CHECK YOUR PROGRESS

Jagdeep and Navpreet read this story and drew the following conclusions. Can you say which of these are right or wrong (or if the information given in the story is inadequate to call them right or wrong):

- Elections can lead to changes in the policy of the government.
- The Governor invited Devi Lal to become the Chief Minister because he was impressed with his speeches.
- People are unhappy with every ruling party and vote against it in the next election.
- The party that wins the election forms the government.
- This election led to a lot of economic development in Haryana.
- The Congress Chief Minister need not have resigned after his party lost elections.

مشغلہ

کیا آپ جانتے ہیں کہ آپ کی ریاست میں پچھلے اسمبلی انتخابات کب ہوئے تھے؟ آپ کے علاقے میں، پچھلے پانچ سالوں میں کون سے دوسرے انتخابات ہوئے تھے؟ انتخابات کی سطح لکھئے (قومی، اسمبلی اور پنچایت وغیرہ) وہ کب منعقد ہوئے تھے اور ان افراد (ایم پی، ایم ایل اے وغیرہ) نام اور القاب تحریر کیجئے۔ جو آپ کے علاقے سے چنے گئے تھے۔

ہمیں انتخابات کی ضرورت کیوں ہے؟

جمہوریت میں انتخابات باقاعدگی سے ہوتے ہیں۔ دنیا میں ایسے 100 سے بھی زائد ممالک ایسے ہیں جن میں عوامی نمائندوں کے انتخابات کے لیے الیکشن ہوتے ہیں۔ ہم یہ بھی پڑھتے ہیں کہ بہت سے ایسے ممالک میں بھی انتخابات ہوتے ہیں جو جمہوری نہیں ہیں۔

لیکن انتخابات کی ضرورت کیوں پیش آتی ہے؟ آیئے ہم انتخابات کے بغیر جمہوریت کا تصور کریں۔ اگر تمام لوگ روزانہ ایک ساتھ مل بیٹھیں اور تمام فیصلے خود کریں تو کیا انتخابات کے بغیر لوگوں کی حکومت ممکن ہوسکتی ہے۔ جیسا کہ ہم دوسرے باب میں پڑھ چکے ہیں کہ یہ کسی بھی بڑے ملک میں ممکن نہیں ہے۔ اور نہ ہی یہ ممکن ہے کہ ہر ایک کے پاس تمام معاملات پر فیصلے کرنے کے لیے وقت اور علم ہو۔ اس لیے زیادہ تر جمہوریتوں میں لوگ اپنے نمائندوں کے ذریعہ حکومت کرتے ہیں۔

کیا بغیر انتخابات کے نمائندوں کے انتخاب کا کوئی جمہوری طریقہ موجود ہے؟ آیئے ایک ایسی جگہ کا تصور کریں جہاں نمائندوں کا انتخاب عمر اور تجربے کی بنیاد پر ہوتا ہے۔ یا کسی ایسے مقام کا جہاں اُن کا انتخاب تعلیم اور علم کی بنیاد پر ہوتا ہو۔ یہ فیصلہ کرنے میں بڑی مشکل پیش آئے گی کہ آیا کون تجربہ کار ہے یا باعلم۔ لیکن ہم یہ کہتے ہیں کہ لوگ ان مشکلات کو واضح طور پر حل کر سکتے ہیں۔ تو ایسی جگہ پر انتخابات کی کوئی ضرورت نہیں ہوگی۔

لیکن کیا ہم اس جگہ کو جمہوریت کہہ سکتے ہیں؟ ہم کو اس بات کا علم کیسے ہوگا کہ لوگ اپنے نمائندوں کو پسند کرتے ہیں یا نہیں؟ ہم یہ کیسے یقینی بنائیں گے کہ یہ نمائندے لوگوں کی خواہشات کے مطابق حکومت کریں؟ اور اس بات کو کس طرح یقینی بنایا جائے کہ وہ لوگ جن کو عوام ناپسند کرتے ہیں، اُن کے نمائندوں کو کیسے نااہل قرار دے سکتے ہیں؟ اسی وجہ سے ایک ایسے طریقۂ کار کی ضرورت پیش آتی ہے جس کے مطابق معینہ وقفوں پر لوگ اپنے نمائندوں کا انتخاب کر سکیں اور اگر چاہیں تو اُن کو بدل سکیں۔ یہی طریقہ کار الیکشن کہلاتا ہے۔ اسی لیے حالیہ دور میں کسی بھی نمائندہ جمہوریت کے لیے انتخابات ضروری سمجھے جاتے ہیں۔



ہم دیکھ چکے ہیں کہ جمہوریتوں کو انتخابات کی ضرورت کیوں پیش آتی ہے۔ لیکن غیر جمہوری ممالک میں حکمرانوں کو انتخابات کرانے کی ضرورت کیوں ہوتی ہے؟

کسی بھی الیکشن میں ووٹ دہندگان متعدد چناؤ کرتے ہیں۔

- وہ چن سکتے ہیں کہ اُن کے لیے قانون سازی کون کرے گا۔
- وہ چن سکتے ہیں کہ حکومت سازی کا کام کون کرے گا اور کون اہم فیصلے کرے گا۔
- وہ ایک ایسی پارٹی چن سکتے ہیں جن کی پالیسیاں حکومت کی رہبری کریں گی اور قانون سازی کریں گی۔

کون سی خصوصیت الیکشن کو جمہوری بناتی ہے؟

الیکشن کئی طریقوں سے ہوسکتے ہیں۔ تمام جمہوری ممالک میں انتخابات ہوتے ہیں۔ لیکن زیادہ تر غیر جمہوری ممالک میں بھی کسی نہ کسی نوعیت کے الیکشن ہوتے ہیں۔ ہم جمہوری الیکشن اور کسی دوسرے الیکشن کے درمیان فرق کس طرح کریں گے؟ اس سوال پر پہلے باب میں مختصراً بحث کر چکے ہیں۔ وہاں ہم نے بہت سی ایسی مثالوں پر بحث کی تھی جہاں انتخابات ہوتے ہیں لیکن ہم اُن کو حقیقی معنوں میں جمہوری انتخابات نہیں کہہ سکتے۔ آیئے ہم وہاں سیکھے ہوئے اسباق کو یاد کرتے ہیں اور جمہوری الیکشن کی کم سے کم شرائط کی ایک سادہ سی فہرست کے ساتھ شروع کرتے ہیں۔

- پہلا، ہر شخص کو چننے کا اہل ہونا چاہئے اس کا یہ مطلب ہے کہ ہر فرد کا ایک ووٹ ہونا چاہئے اور ہر ووٹ کی قدر برابر ہونی چاہئے۔

ACTIVITY

Do you know when the last Assembly election was held in your state? Which other elections have taken place in your locality in the last five years? Write down the level of elections (National, Assembly, Panchayat, etc.), when were they held and the name and designation (MP, MLA, etc.) of the persons who got elected from your area.

Why do we need elections?

Elections take place regularly in any democracy. There are more than one hundred countries in the world in which elections take place to choose people's representatives. We also read that elections are held in many countries that are not democratic.

But why do we need elections? Let us try to imagine a democracy without elections. A rule of the people is possible without any elections if all the people can sit together everyday and take all the decisions. But as we have already seen in Chapter 1, this is not possible in any large community. Nor is it possible for everyone to have the time and knowledge to take decisions on all matters. Therefore in most democracies people rule through their representatives.

Is there a democratic way of selecting representatives without elections? Let us think of a place where representatives are selected on the basis of age and experience. Or a place where they are chosen on the basis of education or knowledge. There could be some difficulty in deciding on who is more experienced or knowledgable. But let us say the people can resolve these difficulties. Clearly, such a place does not require elections.

But can we call this place a democracy? How do we find out if the people like their representatives or not? How do we ensure that these representatives rule as per the wishes of the people? How to make sure that those who the people don't like do not remain their representatives? This requires a mechanism by which people can choose their representatives at regular intervals and change them if they wish to do so. This mechanism is called election. Therefore, elections are considered essential in our times for any representative democracy.

In an election the voters make many choices:

- They can choose who will make laws for them.
- They can choose who will form the government and take major decisions.
- They can choose the party whose policies will guide the government and law making.



We have seen why democracies need to have elections. But why do rulers in non-democratic countries need to hold elections?

What makes an election democratic?

Elections can be held in many ways. All democratic countries hold elections. But most non-democratic countries also hold some kind of elections. How do we distinguish democratic elections from any other election? We have discussed this question briefly in Chapter 1. We discussed many examples of countries where elections are held but they can't really be called democratic elections. Let us recall what we learnt there and start with a simple list of the minimum conditions of a democratic election:

- First, everyone should be able to choose. This means that everyone should have one vote and every vote should have equal value.

© NCERT

- دوسرا، کوئی ایسی چیز بھی ہونی چاہیے جس میں سے چناؤ کرنا مقصور ہو۔ پارٹیوں اور اُمیدواروں کو الیکشن لڑنے میں آزادی ہونا چاہیئے اور رائے دہندگان (ووٹرز) کے لیے کوئی حقیقی انتخاب ہونا چاہیئے۔
- تیسرا، انتخابات کا حق باقاعدگی سے ملتے رہنا چاہیئے۔ یہ انتخابات معمول کے مطابق ہر چند سال بعد ہونے چاہئیں۔
- چوتھا، عوام جس کو بھی چنیں اُن کا انتخاب ہونا چاہیئے۔
- پانچواں، انتخابات ایسے آزادانہ اور منصفانہ طریقے سے ہونا چاہئیں جہاں عوام اپنی ہی خواہش کے مطابق چنیں۔

دیکھنے میں یہ شرائط بالکل سادہ اور آسان لگتی ہوں گی، لیکن بہت سے ممالک ایسے بھی ہیں جہاں ان کی تکمیل نہیں ہوتی۔ اس باب میں ہم ان شرائط کا اطلاق اپنے ملک میں ہونے والے انتخابات پر کریں گے اور غور کریں گے کہ کیا ہم ان کو جمہوری انتخابات کہہ سکتے ہیں۔

کیا سیاسی مقابلہ آرائی ایک اچھی بات ہے؟

انتخابات سیاسی مقابلے کے لیے ہوتے ہیں۔ اس مقابلہ کی مختلف شکلیں ہوتی ہیں۔ سب سے زیادہ واضح شکل سیاسی پارٹیوں کے درمیان مقابلہ آرائی ہے۔ انتخابی حلقے کی طح پر یہ کئی اُمیدواروں کے درمیان مقابلے کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ اگر کوئی مقابلہ ہی نہ ہو تو انتخاب بے معنی ہو کر رہ جائے گا۔

لیکن کیا سیاسی مقابلہ ہونا ایک اچھی بات ہے؟ یہ بات واضح ہے کہ انتخابی مقابلے کے بہت سے نقصانات ہوتے ہیں۔ یہ ہر علاقے کے اندر انتشار اور گروہ بندی کا احساس پیدا کرتا ہے۔ آپ نے اپنے علاقے میں لوگوں کو ''پارٹی سیاست'' کے بارے میں شکایت کرتے ہوئے سنا ہوگا۔ اکثر مختلف سیاسی پارٹیاں اور لیڈر ایک دوسرے کے خلاف الزام تراشی کرتے ہیں۔ اکثر پارٹیاں اور اُمید وار انتخابات جیتنے کے لیے نازیبا طریقے اختیار کرتے ہیں۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ انتخابی لڑائی جیتنے کے لیے یہ دباؤ ایک بامعنی طویل المدتی پالیسیاں بنانے کی اجازت نہیں دیتا۔ چند اچھے لوگ ایسے بھی ہیں جو اپنے ملک کی خدمت کرنا چاہتے ہیں، لیکن گندی سیاست سے مجبور ہو کر الیکشن نہیں لڑتے۔ وہ خود کو غیر صحت مند مقابلے میں گھسیٹنا پسند نہیں کرتے۔



بھئی واہ! الیکشن تو ہمارے امتحانات کی طرح ہیں جہاں سیاست دانوں اور پارٹیوں کو علم ہو جاتا ہے کہ وہ پاس ہوئے یا فیل۔ لیکن ممتحن کون ہیں؟

ہمارے آئین کے معماروں کو ان مسائل کا علم تھا۔ اس کے باوجود اُنہوں نے مستقبل کے لیڈروں کے انتخاب کرنے کے لیے آزادانہ مقابلے کا انتخاب کیا۔ اُنہوں نے ایسا اس لیے کیا کیوں کہ یہ نظام طویل مدت تک چل سکتا تھا۔ ایک معیاری دنیا میں تمام سیاسی لیڈروں کو اس بات کا علم ہوتا ہے کہ عوام کے لیے کون سی بات بہتر ہے۔ اور ایسے لوگوں کو عوامی خدمات کی خواہش سے تحریک ملتی ہے۔ ایسی معیاری اور مثالی دنیا میں سیاسی مقابلہ آرائی ضروری نہیں۔ لیکن جو کچھ ہماری حقیقی زندگی میں ہوتا ہے ایسا دیکھنے میں نہیں آتا۔ پوری دنیا میں سیاسی لیڈر، دوسرے پیشہ وروں کی طرح اپنی ہی سیاسی روش کو آگے لے جانے کی خواہش سے تحریک پاتے ہیں۔ وہ اپنے ہی لیے اقتدار میں رہنا یا اُس کو پانے یا اپنی حیثیت بڑھانے کی خواہش رکھتے ہیں۔ یہ بھی ہے کہ اُن کے دل میں عوامی خدمت کا جذبہ موجود ہوتا ہے لیکن پورے طور پر فرض شناسی کے جذبے پر منحصر رہنا خطرناک بھی ہو سکتا ہے۔ اس کے علاوہ اگر وہ عوامی خدمات انجام دینا بھی چاہیں تو اُن کو اس کا علم نہیں ہوتا کہ یہ کس طرح کیا جائے۔ یا یہ کہ اُن کے نظریات عوامی خواہش سے میل نہیں کھاتے۔

اب ہم اس حقیقی زندگی میں پیش آنے والی صورت حال سے کس طرح نمٹیں؟ ایک طریقہ تو یہ ہے کہ ہم سیاسی لیڈروں کے علم اور کردار کو بہتر بنانے کی کوشش کریں۔ دوسرا اور زیادہ حقیقت پسندانہ طریقہ ایک ایسے نظام کا قیام ہے جہاں سیاسی لیڈروں کو عوامی خدمت کے لیے انعام سے نوازا جائے اور ایسا نہ کرنے والوں کو سزا دی جائے۔ اس انعام یا سزا کا فیصلہ کون کرتا ہے؟ اس کا جواب ہے عوام۔ یہی وہ کام ہے جس کو انتخابی مقابلہ انجام دینا ہے۔ معمول کے مطابق انتخابی مقابلہ سیاسی پارٹیوں اور لیڈروں کو ترغیب دلاتا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ اگر وہ ایسے مسائل سامنے لائیں جن کو عوام اُٹھانا چاہتے ہیں، تو اگلے انتخابات میں اُن کی مقبولیت اور جیت کے امکانات بڑھ جائیں گے۔ لیکن اگر وہ اپنے کام سے رائے دہندگان کو مطمئن کرنے میں ناکام رہتے ہیں تو پھر وہ دوبارہ جیت نہیں سکتے۔

- Second, there should be something to choose from. Parties and candidates should be free to contest elections and should offer some real choice to the voters.
- Third, the choice should be offered at regular intervals. Elections must be held regularly after every few years.
- Fourth, the candidate preferred by the people should get elected.
- Fifth, elections should be conducted in a free and fair manner where people can choose as they really wish.

These might look like very simple and easy conditions. But there are many countries where these are not fulfilled. In this chapter we will apply these conditions to the elections held in our own country to see if we can call these democratic elections.

Is it good to have political competition?

Elections are thus all about political competition. This competition takes various forms. The most obvious form is the competition among political parties. At the constituency level, it takes the form of competition among several candidates. If there is no competition, elections will become pointless.

But is it good to have political competition? Clearly, an electoral competition has many demerits. It creates a sense of disunity and 'factionalism' in every locality. You would have heard of people complaining of 'party-politics' in your locality. Different political parties and leaders often level allegations against one another. Parties and candidates often use dirty tricks to win elections. Some people say that this pressure to win electoral fights does not allow sensible long-term policies to be formulated. Some good people who may wish to serve the country do not enter this arena. They do not like the idea of being dragged into unhealthy competition.

Our Constitution makers were aware of these problems. Yet they opted for free competition in elections as the way to select our future leaders. They did so because this system works better in the long run. In an ideal world all political leaders know what is good for the people and are motivated only by a desire to serve them. Political competition is not necessary in such an ideal world. But that is not what happens in real life. Political leaders all over the world, like all other professionals, are motivated by a desire to advance their political careers. They want to remain in power or get power and positions for themselves.They may wish to serve the people as well, but it is risky to depend entirely on their sense of duty. Besides even when they wish to serve the people, they may not know what is required to do so, or their ideas may not match what the people really want.

How do we deal with this real life situation? One way is to try and improve the knowledge and character of political leaders. The other and more realistic way is to set up a system where political leaders are rewarded for serving the people and punished for not doing so. Who decides this reward orpunishment? The simple answer is: the people. This is what electoral competition does. Regular electoral competition provides incentives to political parties and leaders. They know that if they raise issues that people want to be raised, their popularity and chances of victory will increase in the next elections. But if they fail to satisfy the voters with their work they will not be able to win again.



Ah! So, elections are like exams where politicians and parties know if they have passed or failed. But who are the examiners?

اس لیے اگر کسی سیاسی پارٹی کو اقتدار پر قابض رہنے کی بھلے ہی تحریک ملتی ہو تب بھی وہ عوامی خدمات انجام دینے پر مجبور ہوتی ہے۔ یہ انتخابات تو بس ایک بازار کی طرح ہوتے ہیں جہاں زیادہ سے زیادہ منافع کے لیے مقابلہ آرائی رہتی ہے۔ چاہے دوکاندار کو صرف اپنے منافع سے ہی دلچسپی کیوں نہ ہو، وہ اپنے گاہکوں کو بہتر خدمات مہیا کرنے پر مجبور ہوجاتا ہے۔ اگر وہ ایسا نہیں کرتا، تو گاہک دوسری دکان کا رُخ کرے گا۔ اسی طرح سے، سیاسی مقابلہ بٹواروں اور چند بھدے پن کی مثالوں کا بھی سبب بنتا ہے۔ لیکن بالآخر یہ سیاسی پارٹیوں اور لیڈروں کو عوامی خدمات انجام دینے پر مجبور کرتا ہے۔

کارٹون پڑھیے





ان دونوں کارٹونوں کو غور سے پڑھیے۔ ان میں سے ہر ایک کا پیغام اپنے الفاظ میں لکھیے۔ کلاس میں ایک ایسا مباحثہ مرتب کیجئے کہ جس سے آپ اپنے علاقے میں ان دونوں کارٹونوں کی حقیقت اصل زندگی سے قریب تر دکھائی دیتی ہو۔ ووٹروں اور سیاسی لیڈروں کے درمیان تعلق ظاہر کرنے کے لیے الیکشن کے کردار پر ایک کارٹون بنائیے۔

3.2 ہمارا انتخابی نظام کیا ہے؟

کیا ہمارے ملک میں ہونے والے انتخابات جمہوری ہیں؟ اس سوال کا جواب دینے کے لیے آیئے ایک نظر ڈالتے ہیں کہ ہندوستان میں انتخابات کس طرح ہوتے ہیں۔ لوک سبھا اور ودھان سبھا (اسمبلی) کے انتخابات ہر پانچ سال بعد باقاعدگی سے ہوتے ہیں۔ پانچ سال بعد تمام منتخبہ نمائندوں کی مدت ختم ہوجاتی ہے۔ لوک سبھا یا ودھان سبھا ''تحلیل'' ہوجاتی ہے۔ تمام انتخابی حلقوں میں انتخابات، ایک ہی وقت پر، یا اُسی دن یا پھر چند دنوں کے اندر اندر کرائے جاتے ہیں۔ اس کو عام انتخاب کہتے ہیں۔ بعض اوقات کسی ممبر کی موت یا استعفیٰ کی وجہ سے خالی ہوئی جگہ کو پر کرنے کے لیے صرف ایک ہی حلقے میں الیکشن کرائے جاتے ہیں۔ یہ ضمنی انتخابات کہلاتے ہیں۔ اس باب میں ہم عام انتخابات پر خصوصی بحث کریں گے۔

انتخابی حلقے

آپ نے ہریانہ میں عوام کے ہاتھوں 90 ایم ایل اے کے انتخاب کے بارے میں پڑھا ہے۔ آپ کو تعجب ہوگا کہ انہوں نے یہ کام کس طرح کیا تھا۔ کیا ہریانہ میں رہنے والے ہر شخص نے تقریباً 90 ممبران کو ووٹ دیا تھا؟ شاید آپ کو علم ہوگا کہ ایسا نہیں ہوتا۔ ہمارے ملک میں علاقہ وار نمائندگی کا نظام موجود ہے۔ الیکشن کے مقصد سے پورے ملک کو مختلف علاقوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ یہ علاقے انتخابی حلقے کہلاتے ہیں۔ وہ رائے دہندگان جو اُسی علاقے میں رہتے ہیں۔

So if a political party is motivated only by desire to be in power, even then it will be forced to serve the people. This is a bit like the way market works. Even if a shopkeeper is interested only in his profit, he is forced to give good service to the customers. If he does not, the customer will go to some other shop. Similarly, political competition may cause divisions and some ugliness, but it finally helps to force political parties and leaders to serve the people.

read the cartoon



Irfan Khan



Read these two cartoons carefully. Write the message of each of them in your own words. Have a discussion in class on which of the two is closer to the reality in your own locality. Draw a cartoon to depict what elections do to the relationship between voters and political leaders.

3.2 What Is Our System of Elections?

Can we say that Indian elections are democratic? To answer this question, let us take a look at how elections are held in India. Lok Sabha and Vidhan Sabha (Assembly) elections are held regularly after every five years. After five years **the term** of all the elected representatives comes to an end. The Lok Sabha or Vidhan Sabha stands 'dissolved'. Elections are held in all constituencies at the same time, either on the same day or within a few days. This is called a general election. Sometimes election is held only for one constituency to fill the vacancy caused by death or resignation of a member. This is called a by-election. In this chapter we will focus on general elections.

Electoral constituencies

You read about the people of Haryana electing 90 MLAs. You may have wondered how they did that. Did every person in Haryana vote for all the 90 MLAs? You perhaps know that this is not the case. In our country we follow an area based system of representation. The country is divided into different areas for purposes of elections. These areas are called electoral constituencies. The voters who live

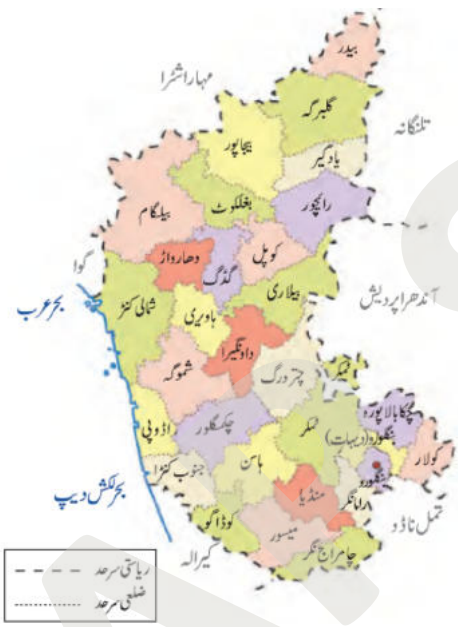
اپنے لیے ایک نمائندے کا انتخاب کرتے ہیں۔ لوک سبھا انتخابات کے لیے ملک کو 543 انتخابی حلقوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ ہر انتخابی حلقے سے منتخبہ نمائندہ ممبر پارلیمنٹ یا ایم پی کہلاتا ہے۔ جمہوریت کی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ ہے کہ ہر ووٹ کی قدر برابر ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارا آئین اس بات پر زور دیتا ہے کہ ہر انتخابی حلقے میں آبادی تقریباً یکساں ہونی چاہئے۔

اسی طرح سے ہر ریاست کو متعدد اسمبلی (ریاستی) انتخابی حلقوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ اس کا منتخبہ نمائندہ ممبر آف لیجسلیٹو اسمبلی یا ایم ایل اے کہلاتا ہے۔ ریاست کے ہر پارلیمانی انتخابی حلقے میں اندر کئی اسمبلی انتخابی حلقے ہوتے ہیں۔ یہی اُصول پنچایت اور میونسپل الیکشن پر بھی نافذ ہوتا ہے۔ ہر گاؤں یا قصبے کو متعدد ''وارڈوں'' میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ جو انتخابی حلقوں کی ہی طرح ہوتے ہیں۔ ہر وارڈ کسی گاؤں یا شہری مقامی جماعت (مقامی حکومت) کے لیے ایک ممبر کا انتخاب کرتا ہے۔ بعض اوقات انتخابی حلقوں کو نشستوں کی حیثیت سے گنا جاتا ہے۔ کیوں کہ ہر انتخابی حلقہ اسمبلی کی ایک نشست کی نمائندگی کرتا ہے۔ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ ہریانہ میں لوک دل نے 60 نشستیں جیتیں، اس کا یہ مطلب ہوا کہ ریاستی اسمبلی کے 60 انتخابی حلقوں میں لوک دل اُمید واروں نے فتح حاصل کی اور اس طرح ریاستی اسمبلی میں لوک دل کے 60 ایم ایل اے تھے۔

گلبرگہ لوک سبھا انتخابی حلقہ



کرناٹک میں ضلع (کلبرگی) گلبرگہ



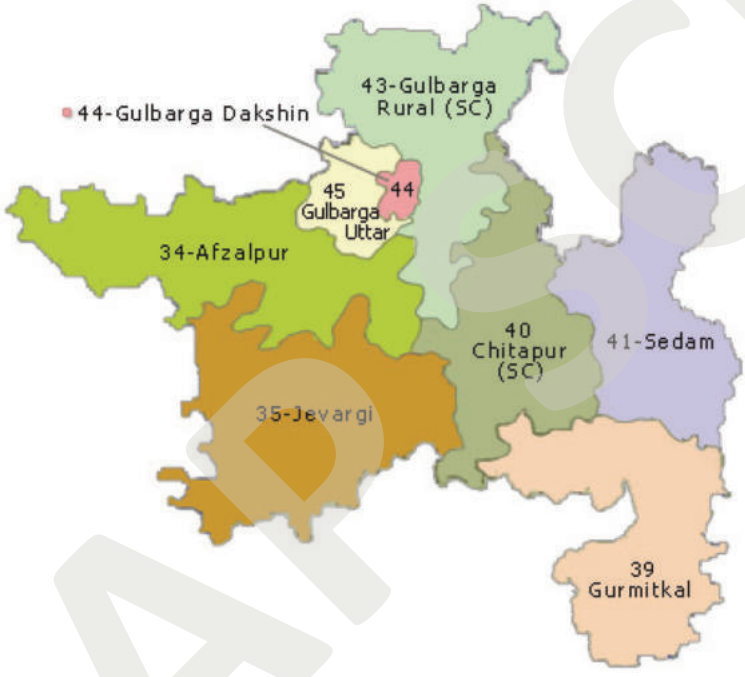
- گلبرگہ لوک سبھا انتخابی حلقے کی سرحد (کلبرگی) گلبرگہ کی ضلعی حدود جیسی کیوں نہیں ہے؟ اپنے لوک سبھا انتخابی حلقے کا ایسا ہی نقشہ بنائیے۔
- گلبرگہ لوک سبھا انتخابی حلقے میں اسمبلی انتخابی حلقوں کی تعداد کتنی ہے؟ کیا آپ کے اپنے لوک سبھا انتخابی حلقے میں بھی ایسا ہی ہے؟

© NCERT

in an area elect one representative. For Lok Sabha elections, the country is divided into 543 constituencies. The representative elected from each constituency is called a Member of Parliament or an MP. One of the features of a democratic election is that every vote should have equal value. That is why our Constitution requires that each constituency should have a roughly equal population living within it.

Similarly, each state is divided into a specific number of Assembly constituencies. In this case, the elected representative is called the Member of Legislative Assembly or an MLA. Each Parliamentary constituency has within it several assembly constituencies. The same principle applies for Panchayat and Municipal elections. Each village or town is divided into several 'wards' that are like constituencies. Each ward elects one member of the village or the urban local body. Sometimes these constituencies are counted as 'seats', for each constituency represents one seat in the assembly. When we say that 'Lok Dal won 60 seats' in Haryana, it means that candidates of Lok Dal won in 60 assembly constituencies in the state and thus Lok Dal had 60 MLAs in the state assembly.

GULBARGA LOK SABHA CONSTITUENCY



GULBARGA (KALABURAGI) DISTRICT IN KARNATAKA



- Why is the boundary of the Gulbarga Lok Sabha constituency not the same as the district boundary of Gulbarga (Kalaburagi)? Draw a similar map for your own Lok Sabha constituency.
- How many Assembly constituencies are there in the Gulbarga Lok Sabha constituency? Is it the same in your own Lok Sabha constituency?

محفوظ (ریزرو) انتخابی حلقے

ہمارا آئین ہر شہری کو اپنے عوامی نمائندوں کے انتخاب کرنے اور ایک نمائندے کی حیثیت سے چنے جانے کا اہل بناتا ہے۔ تاہم آئین ساز متفکر تھے کہ ایک کھلے انتخابی مقابلے میں مخصوص کمزور طبقات لوک سبھا اور ودھان سبھاؤں میں چنے جانے کا اچھا موقع نہیں پا سکتے۔ ان کے پاس دوسروں کے خلاف انتخابات لڑنے اور جیتنے کے لیے مطلوبہ وسائل، تعلیم اور رابطے نہیں ہو سکتے۔ وہ لوگ جو با اثر ہیں اور پُر وسائل اور با تدبیر ہیں، وہ انہیں الیکشن جیتنے سے روک سکتے ہیں۔ اگر ایسا ہوا تو ہماری پارلیمنٹ اور ریاستی اسمبلیاں ہماری آبادی کے ایک اہم طبقے کی آواز سے محروم ہو جائیں گی۔ اس صورت حال سے ہماری جمہوریت بہت کم نمائندگانہ اور کم جمہوری بن کر رہ جاتی۔

اس لیے ہمارے آئین سازوں نے سماج کے کمزور طبقات کے لیے ریزرو / محفوظ انتخابی حلقوں کے مخصوص نظام بنانے کا طریقہ سوچا۔ اس لیے چند انتخابی حلقے درج فہرست ذاتوں (ایس سی) اور درج فہرست قبائل (ایس ٹی) کے لوگوں کے لیے محفوظ کر دیئے گئے ہیں۔ ایک محفوظ انتخابی حلقے میں (ایس سی) صرف درج فہرست ذاتوں سے وابستہ فرد ہی الیکشن کے لیے کھڑا ہو سکتا ہے۔ اسی طرح سے صرف درج فہرست قبائل سے وابستہ افراد ہی محفوظ انتخابی حلقے سے (ایس ٹی) الیکشن لڑ سکتے ہیں۔ حالیہ لوک سبھا میں درج فہرست ذاتوں کے لیے 84 نشستیں اور درج فہرست قبائل کے لیے (1 ستمبر 2012 سے) 47 نشستیں محفوظ ہیں۔ یہ تعداد ملک کی کل آبادی میں اُن کے تناسب کے مطابق ہے اس طرح سے ایس سی اور ایس ٹی کے لیے محفوظ نشستوں نے کسی دوسرے سماجی گروپ کو اُس کے جائز حق سے محروم نہیں کیا ہے۔

بعد میں ریزرویشن طریقہ کار کو ضلعی اور مقامی سطح پر سماج کے دوسرے کمزور طبقات تک بھی بڑھا دیا گیا۔ بہت سی ریاستوں میں دیہی (پنچایت) اور شہری (میونسپلٹیاں اور کارپوریشن) مقامی جماعتوں میں نشستیں دوسرے پسماندہ طبقات کے لیے بھی محفوظ کر دی گئی ہیں۔ اسی طرح سے خواتین اُمیدواروں کے لیے دیہی اور شہری مقامی جماعتوں میں ایک تہائی نشستیں محفوظ ہیں۔

رائے دہندگان کی فہرست

انتخابی حلقوں کا فیصلہ ہونے کے بعد فیصلہ کا اگلا قدم یہ ہے کہ ووٹ کون دے سکتا ہے اور کون نہیں۔ یہ فیصلہ آخری دن تک چھوڑا نہیں جا سکتا۔ جمہوری الیکشن میں انتخابات سے بہت پہلے ہی ووٹ دینے کی اہل لوگوں کی فہرست تیار کر لی جاتی ہے اور ہر شخص کو دے دی جاتی ہے۔ اس فہرست کو سرکاری طور پر انتخابی فہرست یا عام زبان میں ووٹر لسٹ کہا جاتا ہے۔

یہ ایک نہایت اہم قدم ہوتا ہے کیوں کہ یہ جمہوری الیکشن کی پہلی شرط سے وابستہ ہے، وہ شرط یہ ہے کہ ہر شخص کو نمائندوں کے انتخاب میں مساوی موقع ملنا چاہئے۔ پہلے باب میں ہم نے عام بالغ رائے دہندگی کے بارے میں پڑھا تھا۔ عملی طور پر اس کا یہ مطلب ہے کہ ہر شخص کا ایک ووٹ ہونا چاہئے اور ہر ووٹ کی قدر برابر ہونی چاہئے۔ بغیر مناسب وجوہات کے کسی کو ووٹ کے حق سے محروم نہیں کرنا چاہئے۔

مختلف شہری ایک دوسرے کے مقابلے مختلف حیثیت کے مالک ہوتے ہیں۔ ان میں کچھ تو مالدار ہوتے ہیں، کچھ غریب اور چند اعلیٰ تعلیم یافتہ، چند ناخواندہ ہوتے ہیں۔ ان میں چند اپنے ایسے ہیں جو بے حد شریف النفس ہیں جبکہ دوسرے ان سے بالکل مختلف۔ لیکن سب ہی انسان ہیں جن کی اپنی اپنی ضروریات اور اندازِ فکر ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اُن کو فیصلوں میں یکساں رائے دینے کا حق حاصل ہے۔

ہمارے ملک میں 18 سال یا اُس سے زیادہ عمر کے تمام شہری الیکشن میں ووٹ دے سکتے ہیں۔ بلا لحاظ تفریق ذات، مذہب یا صنف ہر شہری کو ووٹ دینے کا حق حاصل ہے۔ چند جرائم پیشہ اور ذہنی معذور لوگوں کو ووٹ



کیا آپ جانتے ہیں کہ پنچایت کی طرح پارلیمنٹ اور ریاستی اسمبلیوں میں بھی خواتین کے لیے ایک تہائی نشستیں 'ناری شکتی وندھن ادھی نیم 2023' (خواتین ریزرویشن ایکٹ 2023) کے تحت مختص کی گئی ہیں۔

Reserved Constituencies

Our Constitution entitles every citizen to elect her/his representative and to be elected as a representative. The Constitution makers, however, were worried that in an open electoral competition, certain weaker sections may not stand a good chance to get elected to the Lok Sabha and the state Legislative Assemblies. They may not have the required resources, education and contacts to contest and win elections against others. Those who are influential and resourceful may prevent them from winning elections. If that happens, our Parliament and Assemblies would be deprived of the voice of a significant section of our population. That would make our democracy less representative and less democratic.

So, the makers of our Constitution thought of a special system of reserved constituencies for the weaker sections. Some constituencies are reserved for people who belong to the Scheduled Castes [SC] and Scheduled Tribes [ST]. In a SC reserved constituency only some one who belongs to the Scheduled Castes can stand for election. Similarly only those belonging to the Scheduled Tribes can contest an election from a constituency reserved for ST. Currently, in the Lok Sabha, 84 seats are reserved for the Scheduled Castes and 47 for the Scheduled Tribes (as on 26 January 2019). This number is in proportion to their share in the total population. Thus the reserved seats for SC and ST do not take away the legitimate share of any other social group.

This system of reservation was extended later to other weaker sections at the district and local level. In many states, seats in rural (panchayat) and urban (municipalities and corporations) local bodies are now reserved for Other Backward Classes (OBC) as well. However, the proportion of seats reserved varies from state to state. Similarly, one-third of the seats are reserved in rural and urban local bodies for women candidates.

Voters' list

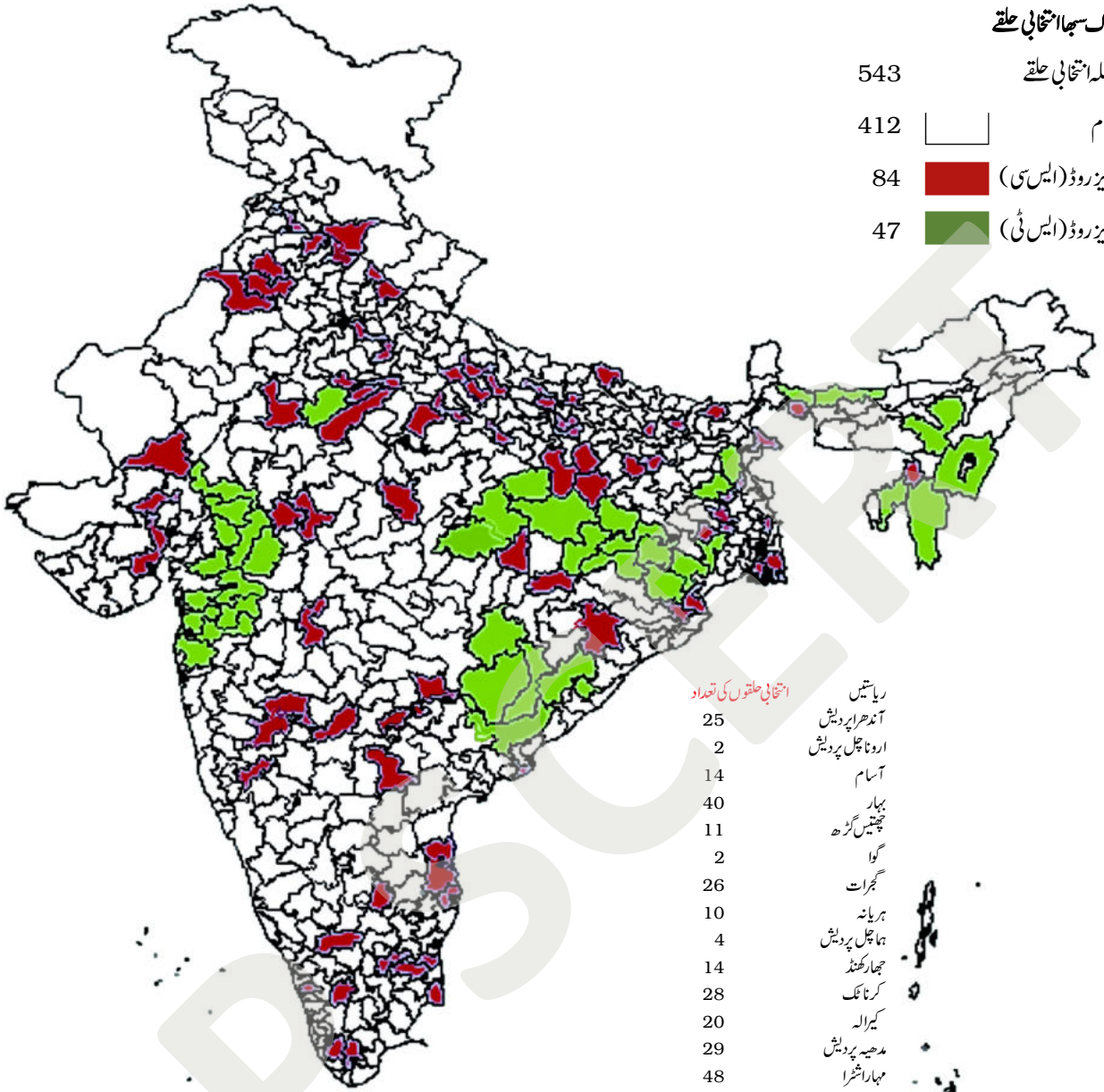
Once the constituencies are decided, the next step is to decide who can and who cannot vote. This decision cannot be left to anyone till the last day. In a democratic election, the list of those who are eligible to vote is prepared much before the election and given to everyone. This list is officially called the Electoral Roll and is commonly known as the Voters' List.

This is an important step for it is linked to the first condition of a democratic election: everyone should get an equal opportunity to choose representatives. Earlier, we read about the principle of universal adult franchise. In practice it means that everyone should have one vote and each vote should have equal value. No one should be denied the right to vote without a good reason. Different citizens differ from one another in many ways: some are rich, some are poor; some are highly educated, some are not so educated or not educated at all; some are kind, others are not so kind. But all of them are human beings with their own needs and views. That is why all of them deserve to have an equal say in decisions that affect them.

In our country, all the citizens aged 18 years and above can vote in an election. Every citizen has the right to vote, regardless of his or her caste, religion or gender. Some criminals and persons with unsound mind can



Do you know, like in Panchayats, one-third of the seats in Parliament and Legislative Assemblies have also been reserved for women as per Nari Shakti Vandan Adhiniyam, 2023 (Women's Reservation Act 2023)



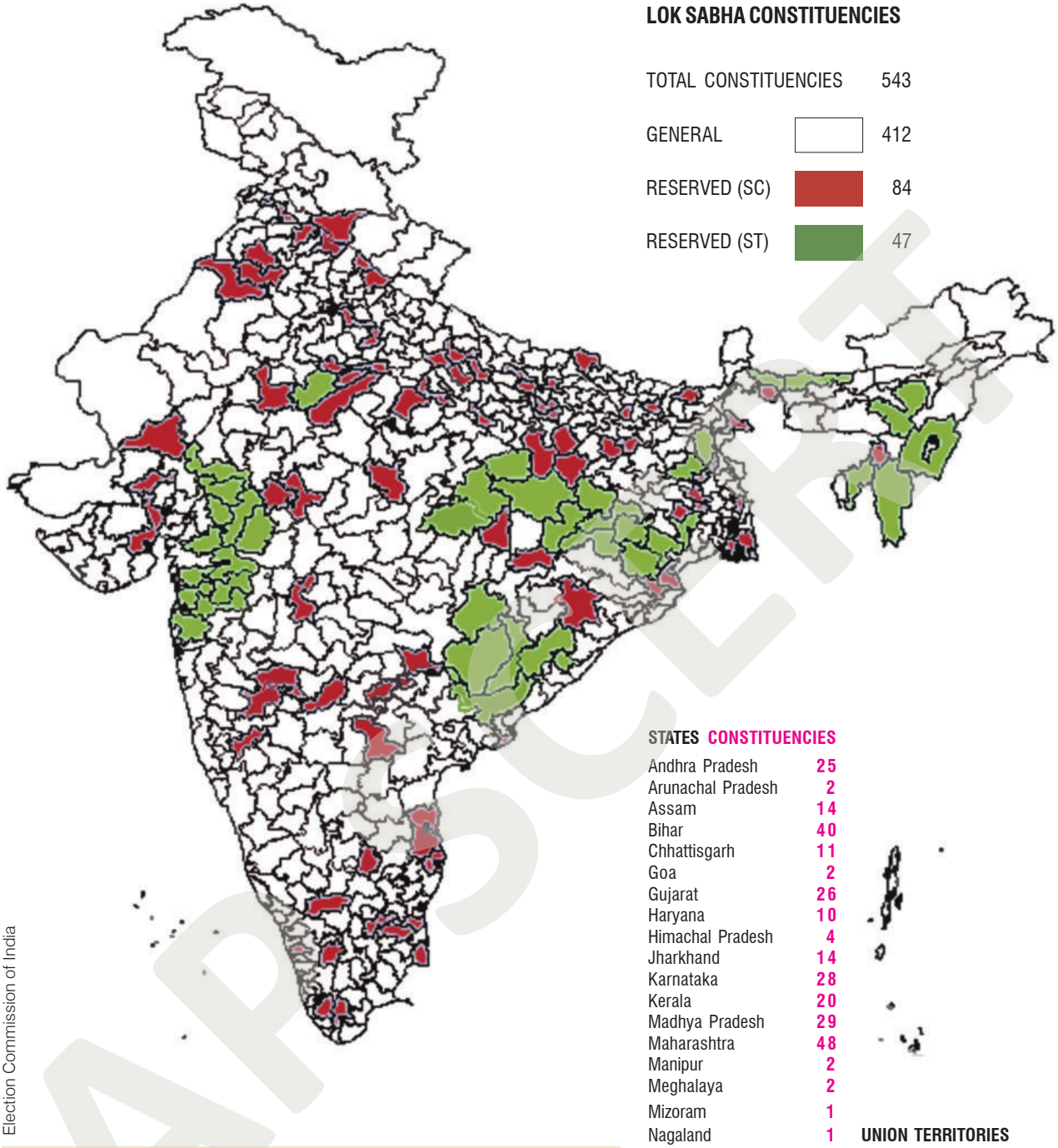
ریاستیں	انتخابی حلقوں کی تعداد
آندھرا پردیش	25
اروناچل پردیش	2
آسام	14
بہار	40
چھتیس گڑھ	11
گوا	2
گجرات	26
ہریانہ	10
ہماچل پردیش	4
جھارکھنڈ	14
کرناٹک	28
کیرالہ	20
مدھیہ پردیش	29
مہاراشٹرا	48
منی پور	2
میگھالیہ	2
میزورم	1
ناگالینڈ	1
اُڈیشہ	21
پنجاب	13
راجستھان	25
سکم	1
تامل ناڈو	39
تلنگانہ	17
تری پورہ	2
اُتر پردیش	80
اُتراچل	5
مغربی بنگال	42

مرکز کے زیر انتظام علاقے

جزائر انڈومان اور نکوبر	1
چنڈی گڑھ	1
دادرا اور نگر حویلی	1
دمن اور دیو	1
دہلی	7
جموں و کشمیر	5
لداخ	1
لکشدیپ	1
پڈوچیری	1

اوپر دیا گیا نقشہ دیکھئے اور درج ذیل سوالات کے جواب دیجئے۔

- آپ کی ریاست اور آپ کی دو پڑوسی ریاستوں میں لوک سبھا انتخابی حلقوں کی تعداد کیا ہیں؟
- کون سی ریاستوں میں لوک سبھا انتخابی حلقوں کی تعداد 30 سے زیادہ ہے؟
- چند ریاستوں میں انتخابی حلقوں کی تعداد اتنی زیادہ کیوں ہے؟
- چند انتخابی حلقے رقبہ لحاظ سے چھوٹے، جبکہ دوسرے بہت بڑے کیوں ہیں؟
- کیا ایس سی اور ایس ٹی کے لیے محفوظ انتخابی حلقے پورے ملک میں یکساں طور سے پھیلے ہیں یا چند علاقوں میں ان کی تعداد زیادہ ہے؟



Election Commission of India

STATES	CONSTITUENCIES
Andhra Pradesh	25
Arunachal Pradesh	2
Assam	14
Bihar	40
Chhattisgarh	11
Goa	2
Gujarat	26
Haryana	10
Himachal Pradesh	4
Jharkhand	14
Karnataka	28
Kerala	20
Madhya Pradesh	29
Maharashtra	48
Manipur	2
Meghalaya	2
Mizoram	1
Nagaland	1
Odisha	21
Punjab	13
Rajasthan	25
Sikkim	1
Tamil Nadu	39
Telangana	17
Tripura	2
Uttar Pradesh	80
Uttarakhand	5
West Bengal	42

UNION TERRITORIES	
Andaman & Nicobar Islands	1
Chandigarh	1
Dadra & Nagar Haveli	1
Daman & Diu	1
Delhi	7
Jammu and Kashmir	5
Ladakh	1
Lakshadweep	1
Puducherry	1

See the map above and answer the following questions.

- What is the number of Lok Sabha constituencies in your state and the neighbouring two states?
- Which states have more than 30 Lok Sabha constituencies?
- Why do some states have such a large number of constituencies?
- Why are some constituencies small in area while others are very big?
- Are the constituencies reserved for the SCs and STs evenly spread all over the entire country or are there more in some areas?

APSCERT

کے حق سے محروم رکھا جاسکتا ہے۔لیکن یہ شرط بے حد کمیاب صورتوں ہی میں نافذ ہوتی ہے۔ووٹرلسٹ میں تمام اہل رائے دہندگان کا نام درج کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے۔ جوں جوں نئے افراد ووٹ دینے کی عمر کو پہنچتے ہیں، اُن کے نام ووٹر لسٹ میں شامل کردیئے جاتے ہیں۔اُن لوگوں کے نام جو اپنی جائے رہائش چھوڑ چکے ہیں یا فوت ہو چکے ہیں، کاٹ دیئے جاتے ہیں۔ ہر پانچ سال بعد ووٹرلسٹ کی مکمل نظر ثانی کی جاتی ہے۔اس بات کو یقینی بنانے کے لیے ایسا اس لیے کیا جاتا ہے کہ ووٹرلسٹ تاریخ جاریہ تک صحیح ہو۔پچھلے چند سالوں سے الیکشن فوٹو شناختی کارڈ (ای پی آئی سی) کا ایک نیا نظام شروع کیا گیا ہے۔حکومت نے ووٹرلسٹ میں درج ہر فرد کو یہ کارڈ دینے کی کوشش کی ہے۔رائے دہندگان کو ووٹ دینے کے وقت اپنے ہمراہ یہ کارڈ لے جانے کی ضرورت پیش آتی ہے۔کسی ایک ووٹر کی بجائے کوئی دوسرا شخص ووٹ نہ ڈال دے۔لیکن اب تک ووٹ دینے کے لیے کارڈ لے جانا ضروری نہیں ہے۔رائے دہندگان اپنی شناخت کے دوسرے کئی ثبوت دکھا سکتے ہیں۔مثلاً راشن کارڈ یا گاڑی چلانے کا لائسنس۔

اُمیدواروں کی نامزدگی

ہم نے اوپر یہ بات ذہن نشین کی ہے کہ کسی جمہوری الیکشن میں عوام کے سامنے حقیقی انتخاب ہونا چاہئے۔ یہ اُسی وقت ممکن ہوسکتا ہے جب الیکشن لڑنے میں کسی بھی شخص پر تقریباً کوئی بھی پابندیاں عائد نہ ہوں۔ہمارے الیکشن کا نظام یہی سہولت مہیا کرتا ہے۔کوئی بھی ایسا شخص جو رائے دہندہ ہو، الیکشن میں ایک اُمیدوار بن سکتا ہے۔فرق صرف اتنا ہے کہ اُمیدوار ہونے کے لیے کم سے کم عمر کی حد 25 سال ہے جبکہ رائے دہندہ ہونے کے لیے عمر صرف 18 سال یا اُس سے زیادہ ہونی چاہئے۔ مجرموں وغیرہ پر چند دوسرے پابندیاں عائد ہیں لیکن ان کا استعمال نہایت ہی بدترین حالت میں کیا جاتا ہے۔سیاسی پارٹیاں اپنے اُمیدوار نامزد کرتی ہیں جن کو پارٹی کی علامت اور حمایت حاصل ہوتی ہے۔ پارٹی کی نامزدگی کو اکثر پارٹی کا ''ٹکٹ'' کہا جاتا ہے۔

ہر اُس شخص کو جو الیکشن لڑنے کا خواہش مند ہو، ایک نامزدگی فارم بھرنا پڑتا ہے اور کچھ رقم ''زرِضمانت'' کے طور پر دینی ہوتی ہے۔حال ہی میں سپریم کورٹ کی ہدایت پر اعلان نامے کا ایک نیا نظام شروع کیا گیا ہے۔ ہر اُمیدوار کو اپنی ذاتی تفصیلات دیتے ہوئے ایک قانونی اعلان نامہ بھرنا پڑتا ہے۔ ہر اُمیدوار کو درج ذیل تمام تفصیلات دینی ہوتی ہیں۔

- ہر اُمیدوار کے خلاف چل رہے سیکشن مجرمانہ مقدمات۔
- اُمیدوار اور اُس کی فیملی کے اثاثوں اور واجبات کی تفصیلات۔
- اُمیدوار کی تعلیمی اہلیتیں۔

یہ معلومات عوام کے سامنے لانا چاہئیے۔اس سے اُمیدوار کے ذریعہ مہیا کی گئی معلومات کی بنیاد پر فیصلہ لینے کا ایک موقع مہیا ہوگا۔

اُمیدواروں کے لیے تعلیمی قابلیت؟

جب ملک میں کسی بھی ملازمت کے لیے کسی نہ کسی حد تک تعلیمی قابلیت کی ضرورت ہوتی ہے تو پھر اتنے اہم عہدہ پر فائز ہونے کے لیے کسی بھی تعلیمی قابلیت کی ضرورت کیوں نہیں ہے؟

- ہر قسم کے کاموں کے لیے تعلیمی قابلیتوں کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ کیوں کہ یہ اُس سے متعلق نہیں ہوتیں۔مثال کے طور پر ہندوستانی کرکٹ ٹیم کے انتخاب کے لیے متعلقہ قابلیت تعلیمی ڈگریاں ضروری نہیں ہیں بلکہ اس کے لیے کھیل کی بہتر کارکردگی کی صلاحیت ضروری ہے۔ اسی طرح سے ایک ایم پی یا ایم ایل اے ہونے کے لیے متعلقہ قابلیت عوامی مسائل کو سمجھنا اور اُن کے مفادات کو سامنے لانا ہے۔وہ ایسا کرسکتے ہیں یا نہیں، اس اہلیت کا احتساب کرنے کے لیے ہر پانچ سال بعد اُن کے لاکھوں ووٹر جو اُن کے ممتحن ہیں، اُن کا امتحان لیتے ہیں۔
- اور اگر متعلقہ تعلیم ضروری بھی ہو تو یہ بات اُن لوگوں پر چھوڑ دینی چاہئے کہ وہ تعلیمی قابلیت کو کس درجہ اہمیت دیتے ہیں۔
- ہمارے ملک میں تعلیمی قابلیت کو اہمیت دینا ایک دوسری وجہ سے جمہوریت کی روح کے خلاف جاتا ہے۔اس کا یہ مطلب ہوگا کہ ملک کے شہریوں کی اکثریت کو الیکشن لڑنے کے حق سے محروم کرنا ہے۔مثال کے طور پر اگر ایک گریجویٹ ڈگری مثلاً بی۔اے، بی۔کام یا بی۔ایس۔سی کسی اُمیدوار کے لیے ضروری کردی جاتی تو 90 فیصد سے زیادہ شہری الیکشن لڑنے میں نااہل بن جائیں گے۔



امیدواروں کو اپنی جائیداد کا تفصیلی بیان دینے کی کیا ضرورت ہے؟

be denied the right to vote, but only in rare situations. It is the responsibility of the government to get the names of all the eligible voters put on the voters' list. As new persons attain voting age names are added to the voters' list. Names of those who move out of a place or those who are dead are deleted. A complete revision of the list takes place every five years. This is done to ensure that it remains up to date. In the last few years a new system of Election Photo Identity Card [**EPIC**] has been introduced. The government has tried to give this card to every person on the voters list. The voters are required to carry this card when they go out to vote, so that no one can vote for someone else. But the card is not yet compulsory for voting. For voting, the voters can show many other proofs of identity like the ration card or the driving licence.

Nomination of candidates

We noted above that in a democratic election people should have a real choice. This happens only when there are almost no restrictions on anyone to contest an election. This is what our system provides. Anyone who can be a voter can also become a candidate in elections. The only difference is that in order to be a candidate the minimum age is 25 years, while it is only 18 years for being a voter. There are some other restrictions on criminals etc. but these apply in very extreme cases. Political parties nominate their candidates who get the party symbol and support. Party's nomination is often called **party 'ticket'**.

Every person who wishes to contest an election has to fill a 'nomination form' and give some money as 'security deposit'. Recently, a new system of declaration has been introduced on direction from the Supreme Court. Every candidate has to make a legal declaration, giving full details of :

- Serious criminal cases pending against the candidate;
- Details of the assets and liabilities of the candidate and his or her family; and
- Educational qualifications of the candidate.

This information has to be made public. This provides an opportunity to the voters to make their decision on the basis of the information provided by the candidates.

Educational qualifications for candidates

Why is there no educational qualification for holding such an important position when some kind of educational qualification is needed for any other job in the country?

- Educational qualifications are not relevant to all kinds of jobs. The relevant qualification for selection to the Indian cricket team, for example, is not the attainment of educational degrees but the ability to play cricket well. Similarly the relevant qualification for being an MLA or an MP is the ability to understand people's concerns, problems and to represent their interests. Whether they can do so or not is examined by lakhs of examiners — their voters — after every five years.
- Even if education was relevant, it should be left to the people to decide how much importance they give to educational qualifications.
- In our country putting an educational qualification would go against the spirit of democracy for yet another reason. It would mean depriving a majority of the country's citizens the right to contest elections. If, for example, a graduate degree like B.A., B.Com or B.Sc was made compulsory for candidates, more than 90 per cent of the citizens will become ineligible to contest elections.



Why are the candidates required to give a detailed statement of their property?

ELECTORAL ROLL -2018 STATE (S16) MIZORAM

No. Name and Reservation Status of Assembly Constituency :	7 - TUIVAWL (ST)	Part Number 14
No. Name and Reservation Status of Parliamentary Constituency (ies) in which the assembly constituency is located :	1 - MIZORAM (ST)	

1 . DETAILS OF REVISION

Year of Revision	:	2018
Qualifying Date	:	01/01/2019
Type of Revision	:	Special Summary Revision
Date of Publication	:	28/12/2018

Roll Identification:

Basic Roll of Intensive Revision, 2005 integrated with all supplements preceeding Special Summary Revision, 2019

2 . DETAILS OF PART AND POLLING AREA

No. & Name of Sections in the part :

1 Vervek

Main Village/Town	:	**VERVEK**
PostOffice	:	DARLAWN
Block	:	DARLAWN
PoliceStation	:	**SAKAWRDAI**
Subdivision	:	**SAKAWRDAI**
District	:	**AIZAWL**
Pincode	:	796111

3 . POLLING STATION DETAILS

No. and Name of Polling Station :	14VERVEK	Type of Polling Station (Male/Female/General)	General
Address of Polling Station :	Govt. Primary School, Village Name :VERVEK Post Office :DARLAWN District:AIZAWL	Number of Auxiliary Polling Stations in this part :	0

4 . NUMBER OF ELECTORS

Starting Serial No.	Ending Serial No.	Net Electors								
		Male	With Photo	Without Photo	Female	With Photo	Without Photo	Total	With Photo	Without Photo
1	181	93	93	0	88	88	0	181	181	0

Assembly constituency 7 - TUIVAWL Part No. - 14

Section No. & Name: 1 Vervek District - AIZAWL PIN- 796111

1 KDJ0178376 Name : Lawrkhuma Father's Name : Khawma House No : 1 Age : 60 Sex : Male	2 KDJ0178566 Name : Thanseli Husband's Name : Lawrkhuma House No : 1 Age : 50 Sex : Female	3 KDJ0203133 Name : Nghakliana Father's Name : Lawrkhuma House No : 1 Age : 31 Sex : Male	
4 KDJ0195795 Name : Hmingchhuangi Father's Name : Lawrkhuma House No : 1 Age : 28 Sex : Female	5 TXL0025494 Name : Malsawmzuali Father's Name : Lawrkhuma House No : 1 Age : 24 Sex : Female	6 KDJ0177931 Name : Lalrinmawia Father's Name : Lawrkhuma House No : 2 Age : 42 Sex : Male	
7 KDJ0178483 Name : Lalthapuii Husband's Name : L. Rinmawia House No : 2 Age : 28 Sex : Female	8 TXL0051456 Name : Jessy Vanlaldiki Father's Name : Zomawia House No : 2 Age : 21 Sex : Female	9 KDJ0178160 Name : Thanzuala Father's Name : Lalrema House No : 3 Age : 52 Sex : Male	

APSCERT

ELECTORAL ROLL -2018 STATE (S16) MIZORAM

No. Name and Reservation Status of Assembly Constituency :	7 - TUIVAWL (ST)	Part Number 14
No. Name and Reservation Status of Parliamentary Constituency (ies) in which the assembly constituency is located :	1 - MIZORAM (ST)	

1 . DETAILS OF REVISION

Year of Revision	:	2018
Qualifying Date	:	01/01/2019
Type of Revision	:	Special Summary Revision
Date of Publication	:	28/12/2018

Roll Identification:

Basic Roll of Intensive Revision, 2005 integrated with all supplements preceeding Special Summary Revision, 2019

2 . DETAILS OF PART AND POLLING AREA

No. & Name of Sections in the part :

1 Vervek

Main Village/Town	:	**VERVEK**
PostOffice	:	**DARLAWN**
Block	:	**DARLAWN**
PoliceStation	:	**SAKAWRDAI**
Subdivision	:	**SAKAWRDAI**
District	:	**AIZAWL**
Pincode	:	**796111**

3 . POLLING STATION DETAILS

No. and Name of Polling Station :	14VERVEK	Type of Polling Station (Male/Female/General)	General
Address of Polling Station :	Govt. Primary School, Village Name :VERVEK Post Office :DARLAWN District:AIZAWL	Number of Auxiliary Polling Stations in this part :	0

4 . NUMBER OF ELECTORS

Starting Serial No.	Ending Serial No.	Net Electors								
		Male	With Photo	Without Photo	Female	With Photo	Without Photo	Total	With Photo	Without Photo
1	181	93	93	0	88	88	0	181	181	0

Assembly constituency 7 - TUIVAWL Part No. - 14

Section No. & Name: 1 Vervek District - AIZAWL PIN- 796111

1 KDJ0178376 Name : Lawrkhuma Father's Name : Khawma House No : 1 Age : 60 Sex : Male	2 KDJ0178566 Name : Thanseii Husband's Name : Lawrkhuma House No : 1 Age : 50 Sex : Female	3 KDJ0203133 Name : Nghakliana Father's Name : Lawrkhuma House No : 1 Age : 31 Sex : Male
4 KDJ0196766 Name : Hmingchhuangi Father's Name : Lawrkhuma House No : 1 Age : 28 Sex : Female	5 TXU0025494 Name : Malsawmzuali Father's Name : Lawrkhuma House No : 1 Age : 24 Sex : Female	6 KDJ0177931 Name : Lalrinmawia Father's Name : Lawrkhuma House No : 2 Age : 42 Sex : Male
7 KDJ0178483 Name : Lalthapuii Husband's Name : L. Rinmawia House No : 2 Age : 28 Sex : Female	8 TXU0051458 Name : Jessy Vanlaldiki Father's Name : Zomawia House No : 2 Age : 21 Sex : Female	9 KDJ0178160 Name : Thanzuala Father's Name : Lalrema House No : 3 Age : 52 Sex : Male

© NCERT

اپنی ترقی کی جانچ کیجیے

انتخابی نظام کی درج ذیل خصوصیات کے ساتھ اُن اُصولوں کو ملائیے جن کو وہ ظاہر کرتے ہیں۔

اُصول	انتخابی نظام کی خصوصیات
آفاقی بالغ رائے دہی	ہر انتخابی حلقے میں تقریباً یکساں آبادی ہوتی ہے۔
کمزور طبقات کی نمائندگی	ہر اُس شخص کو جس کی عمر 18 سال یا اُس سے زیادہ ہو، ووٹ دینے کا حق ہے۔
کشادہ سیاسی مقابلہ	کوئی بھی شخص پارٹی بنا سکتا ہے اور الیکشن لڑ سکتا ہے۔
ایک ووٹ ایک قدر	ایس سی اور ایس ٹی کے لیے نشستوں کا تحفظ۔

انتخابی مہم

الیکشن کا بنیادی مقصد عوام کو ایک ایسا موقع فراہم کرنا ہے جہاں وہ اپنے نمائندوں، حکومت اور اپنی مرضی کی پالیسیوں کا انتخاب کریں۔ بہرحال اس بارے میں کھلی اور آزادانہ بحث ہونی چاہیئے کہ کون بہتر نمائندگی کر سکتا ہے اور یہ کہ کون سی پارٹی بہتر حکومت فراہم کر سکتی ہے یا یہ کہ کون سی پالیسی بہتر ہے۔ انتخابی مہم کے دوران یہی تمام مسائل سامنے آتے ہیں۔

ہمارے ملک میں ایسی مہم اُمیدواروں کی حتمی فہرست کے اعلان اور پولنگ کی تاریخ کے درمیان دو ہفتہ کے وقفے تک چلتی ہیں۔ اس مدت میں اُمیدوار اپنے رائے دہندگان سے رابطہ قائم کرتے ہیں۔ سیاسی لیڈر انتخابی جلسوں کو خطاب کرتے ہیں اور سیاسی پارٹیاں اپنے حامیوں کو حرکت میں لاتی ہیں۔ یہ وہ دور بھی ہوتا ہے جب اخبار اور ٹیلی ویژن الیکشن کی کہانیوں اور مباحثوں سے بھرے پڑے ہوتے ہیں۔ لیکن انتخابی مہم صرف ان ہی دو ہفتوں تک محدود نہیں ہوتی۔ سیاسی پارٹیاں کئی مہینے پہلے ہی سے اصل الیکشن شروع ہونے سے پہلے الیکشن کے لیے تیاریاں شروع کر دیتی ہیں۔

مشغلہ

سابقہ لوک سبھا انتخابات میں آپ کے انتخابی حلقے میں انتخابی مہم کس طرح چلائی گئی تھی؟ اُمیدواروں اور پارٹیوں کے کہنے اور کرنے کی ایک فہرست تیار کیجئے۔

انتخابی مہمات میں سیاسی پارٹیاں چند بڑے مسائل پر عوامی توجہ مرکوز کرتی ہیں۔ وہ پبلک کو ان مسائل کی جانب کھینچنا چاہتی ہیں اور ان ہی مسائل کی بنیاد پر اُن سے ووٹ لینے کی اُمید کرتی ہیں۔ آیئے مختلف انتخابات میں مختلف سیاسی پارٹیوں کے چند نہایت کامیاب نعروں پر نظر ڈالتے ہیں۔

- اندرا گاندھی کی قیادت میں کانگریس پارٹی نے 1971 کے لوک سبھا انتخابات میں **غریبی ہٹاؤ** کا نعرہ دیا۔
- 1977 میں ہوئے لوک سبھا انتخابات کے دوران جے پرکاش نارائن کی قیادت رہنمائی میں جنتا پارٹی نے **جمہوریت بچاؤ** کا نعرہ دیا۔ انہوں نے ایمرجنسی کے دوران ہونے والی زیادتیوں کو ختم کر کے شہری آزادی کو بحال کرنے کا وعدہ کیا۔
- 1977 میں مغربی بنگال ریاستی اسمبلی انتخابات کے دوران لیفٹ فرنٹ نے ''کاشتکار زمین کا مالک ہے'' کا نعرہ بلند کیا۔
- 1983 میں آندھرا پردیش ریاستی اسمبلی کے انتخابات میں، تیلوگو دیشم پارٹی کے لیڈر این۔ ٹی۔ راماراؤ نے ''**تیلگو عوام کی خودداری کا تحفظ کریں**'' کا نعرہ دیا۔

جمہوریت میں سیاسی پارٹیوں اور اُمیدواروں کو اُن کی مرضی کے مطابق انتخابی مہمات چلانے میں آزاد چھوڑ دینا چاہیئے۔ اس امر کو یقینی بنانے کے لیے کہ ہر سیاسی پارٹی اور اُمیدوار کو مقابلہ آرائی کا ایک منصفانہ موقع حاصل ہو، اس مہم کو بعض اوقات باضابطہ بنانا ضروری ہو جاتا ہے۔

Match the following features of our electoral system with the principles they reflect.

Principles	Features of election system
Universal adult franchise	Each constituency has roughly the same population
Representation of weaker sections	Everyone who is 18 years of age or older has a right to vote
Open political competition	Anyone can form a party or contest elections
One vote one value	Reservation of seats for the SCs and the STs

CHECK YOUR PROGRESS

Election Campaign

The main purpose of election is to give people a chance to choose the representatives, the government and the policies they prefer. Therefore it is necessary to have a free and open discussion about who is a better representative, which party will make a better government or what is a good policy. This is what happens during election campaigns.

In our country such campaigns take place for a two-week period between the announcement of the final list of candidates and the date of polling. During this period the candidates contact their voters, political leaders address election meetings and political parties mobilise their supporters. This is also the period when newspapers and television news are full of election related stories and debates. But election campaign is not limited to these two weeks only. Political parties start preparing for elections months before they actually take place.

ACTIVITY

How was the election campaign in your constituency in the last Lok Sabha elections? Prepare a list of what the candidates and parties said and did.

In election campaigns, political parties try to focus public attention on some big issues. They want to attract the public to that issue and get them to vote for their party on that basis. Let us look at some of the successful slogans given by different political parties in various elections.

- The Congress party led by Indira Gandhi gave the slogan of **Garibi Hatao** (**Remove poverty**) in the Lok Sabha elections of 1971. The party promised to reorient all the policies of the government to remove poverty from the country.
- **Save Democracy** was the slogan given by Janata Party under the leadership of Jayaprakash Narayan, in the Lok Sabha election held in 1977. The party promised to undo the excesses committed during Emergency and restore civil liberties.
- The Left Front used the slogan of **Land to the Tiller** in the West Bengal Assembly elections held in 1977.
- '**Protect the Self-Respect of the Telugus**' was the slogan used by N. T. Rama Rao, the leader of the Telugu Desam Party in Andhra Pradesh Assembly elections in 1983.

In a democracy it is best to leave political parties and candidates free to conduct their election campaigns the way they want to. But it is sometimes necessary to regulate

© NCERT not to be republished

ہمارے انتخابی قانون کے مطابق کوئی بھی اُمیدوار :

- رائے دہندگان کو رشوت یا دھمکی نہیں دے سکتا۔
- ذات پات، مذہب کے نام پر ووٹ دینے کی مانگ نہیں کرسکتا۔
- انتخابی مہم کے لیے سرکاری وسائل استعمال نہیں کرسکتا۔
- لوک سبھا الیکشن کے لیے 25 لاکھ روپے سے زیادہ اور ریاستی اسمبلی کے ایک انتخابی حلقے میں 10 لاکھ روپے سے زیادہ خرچ نہیں کرسکتا۔

اگر وہ ایسا کرتا ہے تو عدالت اُن کے الیکشن کو مسترد کر سکتی ہے۔ بھلے ہی اُن کی انتخابی فتح کا اعلان ہی کیوں نہ ہوگیا ہو۔ قوانین کے علاوہ ہمارے ملک میں تمام سیاسی پارٹیاں انتخابی مہمات کے لیے ایک مثالی ضابطہ اخلاق پر اتفاق کیا ہے۔ اس کے مطابق کوئی بھی پارٹی یا اُمیدوار :

- انتخابی پرچار کے لیے کوئی عبادت گاہ کا استعمال نہیں کرسکتا۔
- الیکشن کے لیے سرکاری گاڑیاں، ہوائی جہاز اور سرکاری افسران کا استعمال نہیں کرسکتا؛ اور
- انتخابات کا اعلان ہوتے ہی وزراء کسی بھی پروجیکٹ کا سنگِ بنیاد نہیں رکھیں گے، پالیسی کے کوئی بڑے فیصلے نہیں کریں گے یا عوامی سہولیات مہیا کرانے کے لیے کوئی دعوے نہیں کریں گے۔

پولنگ اور ووٹوں کی گنتی

انتخاب کا آخری مرحلہ ووٹرس کا ووٹ دینے کا دن ہے۔ اس دن کو عام طور سے الیکشن کا دن کہا جاتا ہے۔ ہر وہ شخص جس کا نام ووٹرلسٹ میں موجود ہے، وہ ووٹ ڈالنے کے لیے مقامی اسکول یا سرکاری دفتر میں واقع قریبی ''پولنگ بوتھ'' میں جا سکتا ہے۔ بوتھ میں داخل ہوتے ہی الیکشن افسران اُس کی شناخت کرتے ہیں، اُس کی انگلی پر نشان لگا دیتے ہیں۔ پولنگ بوتھ میں ہر اُمیدوار کے لیے ایک ایجنٹ کو رکھنے کی اجازت ہوتی ہے اور اس بات کو یقینی بنایا جاتا ہے کہ ووٹنگ منصفانہ ہو۔

کیا ہمارے ملک کے لیے انتخابات بہت مہنگے ہوتے ہیں

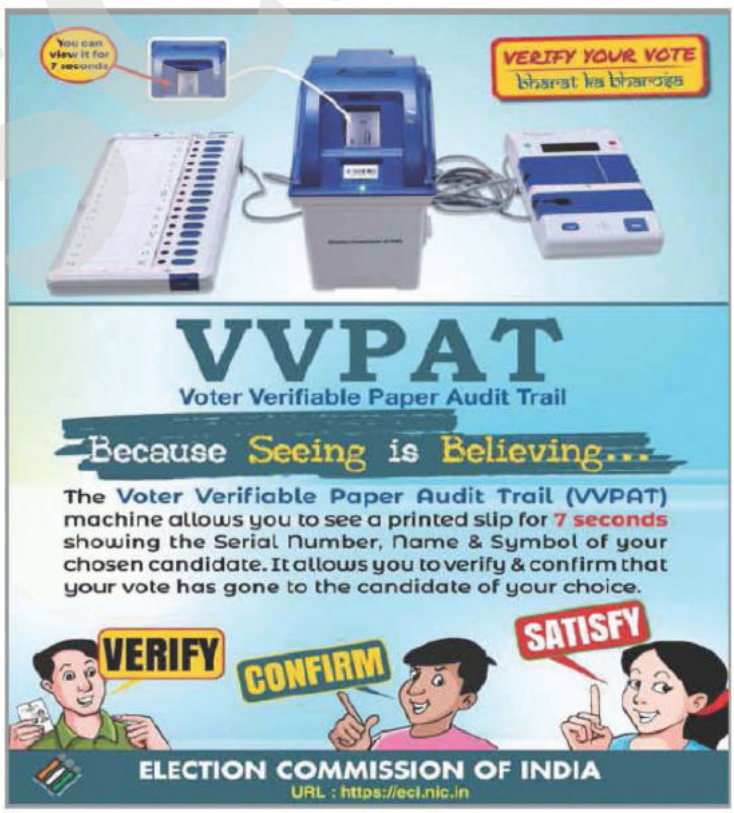
ہندوستان میں الیکشن کرانے میں ایک بڑی رقم خرچ کردی جاتی ہے۔ مثال کے طور پر 2014 کے لوک سبھا انتخابات کرانے میں حکومت نے 3,500 کروڑ روپے کی بھاری رقم خرچ کر ڈالی۔ اس رقم کا تخمینہ ووٹرلسٹ پر موجود تقریباً 40 روپے فی شخص لگایا گیا ہے۔ پارٹیوں اور اُمیدواروں کی جانب سے خرچ کی گئی رقم حکومت کی خرچ شدہ رقم سے کہیں زیادہ تھی۔ حکومت، پارٹیوں اور اُمیدواروں کا خرچ تقریباً 30,000 کروڑ روپے 500 روپے فی ووٹر ہوا۔

کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ انتخابات ہمارے ملک کے عوام پر ایک بوجھ بن کر سوار ہیں اور ہمارے ملک کے غریب عوام ہر پانچ سال میں ایک بار انتخابات کرانے کا بوجھ نہیں اُٹھا سکتے۔ آیئے اس خرچ کا موازنہ چند دوسرے اعداد سے کرتے ہیں۔

2005 میں ہماری حکومت نے فرانس سے نیوکلیائی سمندری پن ڈبیاں خریدنے کا فیصلہ کیا۔ ہر پن ڈبّی کی قیمت 3,000 کروڑ روپے تھی۔

2010 میں دہلی نے دولت مشترکہ (کامن ویلتھ) کھیلوں کی میزبانی کا منصوبہ بنایا ہے۔ اس پر آنے والی موجودہ لاگت تقریباً 20,000 کروڑ روپے تھی۔

اب آپ خود فیصلہ کریں کہ آیا انتخابات زیادہ مہنگے ہیں یا نہیں۔

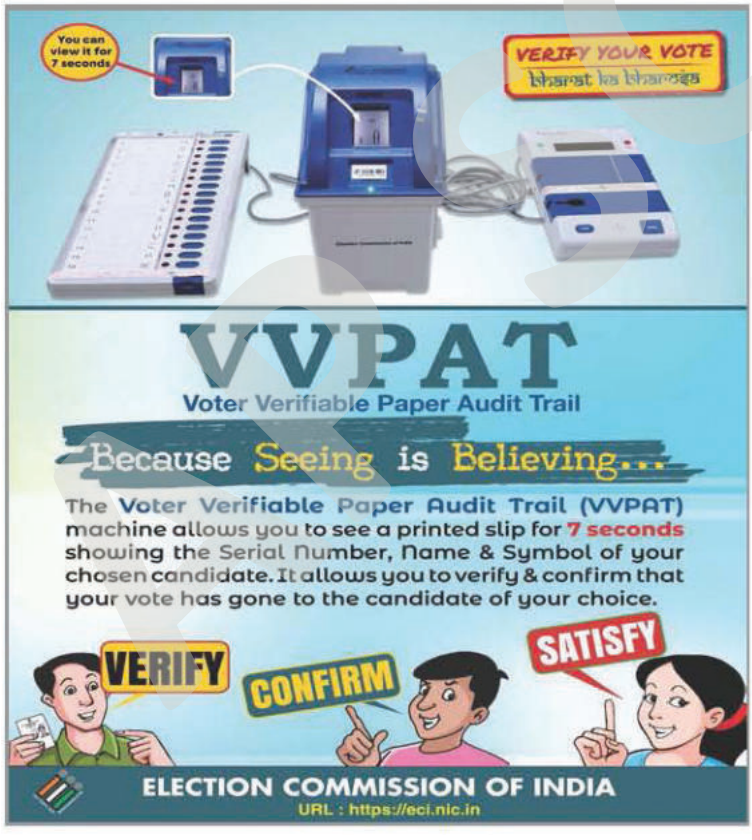


campaigns to ensure that every political party and candidate gets a fair and equal chance to compete. According to our election law, no party or candidate can:

- Bribe or threaten voters;
- Appeal to them in the name of caste or religion;
- Use government resources for election campaign; and
- Spend more than ₹ 25 lakh in a constituency for a Lok Sabha election or ₹ 10 lakh in a constituency in an Assembly election.

If they do so, their election can be rejected by the court even after they have been declared elected. In addition to the laws, all the political parties in our country have agreed to a Model Code of Conduct for election campaigns. According to this, no party or candidate can:

- Use any place of worship for election propaganda;
- Use government vehicles, aircrafts and officials for elections; and
- Once elections are announced, Ministers shall not lay foundation stones of any projects, take any big policy decisions or make any promises of providing public facilities.



Polling and counting of votes

The final stage of an election is the day when the voters cast or 'poll' their vote. That day is usually called the election day. Every person whose name is on the voters' list can go to a nearby 'polling booth', situated usually in a local school or a government office. Once the voter goes inside the booth, the election officials identify her, put a mark on her finger and allow her to cast her vote. An agent of each candidate is allowed to sit inside the polling booth and ensure that the voting takes place in a fair way.

Are the elections too expensive for our country?

A large amount of money is spent in conducting elections in India. For instance, the government spent about ₹3,500 crores in conducting Lok Sabha elections in 2014. That works out to about ₹40 per person on the voters' list. The amount spent by parties and candidates was more than what the government spent. Roughly speaking, the expenditure made by government, parties and candidates was around ₹30,000 crores or ₹500 per voter.

Some people say that elections are a burden on our people, that our poor country cannot afford to hold elections once every five years. Let us compare this expenditure with some other figures:

- In 2005, our government decided to buy six nuclear submarines from France. Each submarine cost about ₹3,000 crores.
- Delhi hosted the Commonwealth Games in 2010. The estimate for its cost is around ₹20,000 crores.

Are the elections too expensive? You decide.

گلبرگہ میں انتخابی نتائج

آیئے اب ہم گلبرگہ کی مثال کی جانب دوبارہ لوٹتے ہیں۔ 2004 میں جہاں کل 11 اُمیدواروں نے الیکشن لڑا تھا اس میں اہل رائے دہندگان (ووٹرس) کی کل تعداد 14.39 لاکھ تھی۔ ان میں سے 8.28 لاکھ رائے دہندگان نے واقعی ووٹ ڈالے۔ کانگریس پارٹی کے اُمیدوار اقبال احمد سرنگدی نے تقریباً 3 لاکھ 12 ہزار ووٹ حاصل کئے۔ یہ تعداد کل ڈالے گئے ووٹوں کی تقریباً 38% تھی۔ لیکن چونکہ اُنہوں نے کسی بھی دوسرے اُمیدوار سے زیادہ ووٹ حاصل کئے تھے، اس لیے اُن کو گلبرگہ لوک سبھا انتخابی حلقے سے ممبر پارلیمنٹ کی حیثیت سے منتخب قرار دیا گیا۔

گلبرگہ لوک سبھا انتخابی حلقہ، 2014 کے الیکشن کا نتیجہ

امیدوار	پارٹی	ڈالے گئے ووٹ	ووٹ کا فیصد
ڈی جی ساگر	جے ڈی (ایس)	15690	1.57
ملکارجن کھڑگے	آئی این سی	507193	50.82
وانی مہادیوی	بی ایس پی	11428	1.14
دیونائک بیلاگی	بی جے پی	432460	43.33
بی ٹی للیتا نائک	اے اے پی	9074	0.91
ایس ایم شرما	ایس یو سی آئی	4943	0.50
شنکر جادھو	بی ایچ پی پی	2877	0.29
رامو	آئی این ڈی	4085	0.41
مندرجہ بالا میں سے کوئی نہیں	نوٹا	9888	0.99



پولنگ بوتھ اور گنتی کے مراکز پر پارٹی ایجنٹ موجود کیوں رہتے ہیں؟

- ان ووٹروں کا فی صد کیا ہے جنہوں نے واقعی ووٹ ڈالے؟
- کسی انتخاب کو جیتنے کے لیے کس فرد کے لیے کیا یہ ضروری ہے کہ کل پڑے ووٹوں کے نصف سے زیادہ حاصل کیے جائیں؟

اس سے پہلے رائے دہندگان بیلٹ پیپر پر مہر لگا کر یہ ظاہر کیا کرتے تھے کہ وہ اپنا ووٹ کس کو دینا چاہتے ہیں۔ بیلٹ پیپر کاغذ کی ایسی شیٹ ہوتی ہے جس میں پارٹی کے نام کے ساتھ اُس کی علامت کے سامنے لڑنے والے اُمیدواروں کا نام درج ہوتا ہے۔ آج کل ووٹوں کا ریکارڈ کرنے کے لیے الیکٹرانک ووٹنگ مشینوں (EVM) کا استعمال کیا جا رہا ہے۔ یہ مشین اُمیدوار کا نام اور پارٹی علامت کو ظاہر کرتی ہے۔ آزاد امیدواروں کے بھی الکشن کمیشن کی جانب سے جاری کردہ نشان ہوتے ہیں۔ رائے دہندگان کو اپنے اُس اُمیدوار کے سامنے جسے وہ ووٹ دینا چاہتے ہیں صرف ایک بٹن دبانا پڑتا ہے۔

پولنگ ختم ہوتے ہی تمام ووٹنگ مشینیں مہر بند کر دی جاتی ہیں اور کسی محفوظ مقام پر پہنچا دی جاتی ہیں۔ چند دن بعد، ایک معینہ تاریخ پر کسی انتخابی حلقے کی تمام ووٹنگ مشینیں کھولی جاتی ہیں۔ تمام اُمیدواروں کے ایجنٹ اس بات کو یقینی بنانے کے لیے گنتی مراکز پر موجود ہوتے ہیں تاکہ گنتی ٹھیک طریقے سے کی جائے۔ اُس اُمیدوار کہ جس کو کسی انتخابی حلقے سے سب سے زیادہ ووٹ حاصل ہوتے ہیں، جیتنے کا اعلان کر دیا جاتا ہے۔ عام انتخابات میں تمام انتخابی حلقوں سے ووٹوں کی گنتی عام طور سے ایک ہی وقت اور ایک ہی دن پر کی جاتی ہے۔ ٹیلی ویژن نشریات، ریڈیو اور اخبارات اس واقعہ کی رپورٹ بیان کرتے ہیں۔ ووٹ شماری کے چند ہی گھنٹوں میں تمام نتائج کا اعلان کر دیا جاتا ہے اور یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ اگلی حکومت کون بنائے گا۔

اپنی ترقی کی جانچ کیجیے

درج ذیل میں غلط اور صحیح انتخابی سرگرمیوں کی شناخت کیجیے۔

- پولنگ سے ایک ہفتہ پہلے ایک وزیر اپنے انتخابی حلقے میں ایک نئی ٹرین کو جھنڈی دکھا کر روانہ کرتا ہے۔
- ایک اُمیدوار دعوہ کرتی ہے کہ اگر وہ منتخب ہوتی ہے تو اپنے انتخابی حلقے میں ایک نئی ٹرین شروع کرائے گی۔
- ایک اُمیدوار کے حامی رائے دہندگان کو مندر لے جاتے ہیں اور اُن سے قسم کھلواتے ہیں کہ وہ اُس کو ووٹ دیں گے۔
- ایک اُمیدوار کے حامی گندی بستیوں میں اپنے اُمیدوار کو ووٹ دینے کے بدلے کمبل تقسیم کرتے ہیں۔

Election result in Gulbarga

Let us go back to our example of Gulbarga. In 2014, a total of 8 candidates contested elections in that constituency. The total eligible voters were 17.21 lakhs. Of these 9.98 lakh voters had cast their votes. The candidate of the Congress party, Mallikarjun Kharge secured about 5.07 lakh votes. This was 50.82 percent of the total votes polled. But since he had secured more votes than anyone else, he was declared elected a Member of Parliament from Gulbarga Lok Sabha constituency.

Election Result of Gulbarga constituency, General Election to Lok Sabha, 2014

CANDIDATE	PARTY	VOTES POLLED	% OF VOTES
D.G. Sagar	JD(S)	15690	1.57
Mallikarjun Kharge	INC	507193	50.82
Danni Mahadev B.	BSP	11428	1.14
Revunaik Belamagi	BJP	432460	43.33
B.T. Lalitha Naik	AAAP	9074	0.91
S.M. Sharma	SUCI	4943	0.50
Shankar Jadhav	BHPP	2877	0.29
Ramu	IND	4085	0.41
None of the Above	NOTA	9888	0.99

- What is the percentage of voters who had actually cast their votes?
- To win an election is it necessary for a person to secure more than half the votes polled?



Why are party agents present in the polling booth and the counting centre?

Earlier the voters used to indicate who they wanted to vote for by putting a stamp on the ballot paper. A ballot paper is a sheet of paper on which the names of the contesting candidates along with party name and symbols are listed. Nowadays electronic voting machines (**EVM**) are used to record votes. The machine shows the names of the candidates and the party symbols. Independent candidates too have their own symbols, allotted by election commission. All that the voter has to do is to press the button against the name of the candidate she wants to give her vote.

Once the polling is over, all the EVMs are sealed and taken to a secure place. A few days later, on a fixed date, all the EVMs from a constituency are opened and the votes secured by each candidate are counted. The agents of all candidates are present there to ensure that the counting is done properly. The candidate who secures the highest number of votes from a constituency is declared elected. In a general election, usually the counting of votes in all the constituencies takes place at the same time, on the same day. Television channels, radio and newspapers report this event. Within a few hours of counting, all the results are declared and it becomes clear as to who will form the next government.

Identify the fair and the unfair electoral practices among the following:

- A minister flags off a new train in his constituency a week before polling day.
- A candidate promises that she will get a new train for her constituency if she is elected.
- Supporters of a candidate take the voters to a temple and make them take an oath that they will vote for him.
- The supporters of a candidate distribute blankets in slums in return for a promise for vote.

CHECK YOUR PROGRESS

© NCERT

3.3 ہندوستان میں انتخابات کی کون سی خصوصیت اُسے جمہوری بناتی ہے؟

ہمیں انتخابات میں نامناسب رویوں کے بارے میں ابھی بہت کچھ علم حاصل کیا ہے۔ اکثر اخبار اور ٹیلی ویژن کی رپورٹیں ایسے الزامات کے بارے میں اکثر ذکر کرتی ہیں۔ ان میں سے زیادہ تر شکایات مندرجہ ذیل کے بارے میں ہیں:

- ووٹرلسٹ میں غلط ناموں کی شمولیت اور صحیح ناموں کا اخراج۔
- حکمران پارٹی کی طرف سے سرکاری سہولتوں اور افسران کا غلط استعمال؛
- مالدار اُمیدواروں اور بڑی بڑی پارٹیوں کا الیکشن پر حد سے زیادہ خرچہ کرنا؛ اور
- پولنگ والے دن رائے دہندگان کو دھمکانا اور رگنگ کرنا۔

ان میں سے بیشتر رپورٹیں بالکل ٹھیک ہیں اور جب ہم ٹیلی ویژن پر ایسی خبریں پڑھتے اور دیکھتے ہیں تو ہم کو بہت افسوس ہوتا ہے۔ لیکن خوش قسمتی سے ایسی خبریں انتخابات ہی کے مقصد کو مجروح نہیں کرتیں۔ اس سیاق وسباق میں اگر ہم ایک سوال پوچھیں تو بات صاف ہوجاتی ہے کہ کیا کوئی پارٹی عوامی حمایت کے بغیر اور فریب کارانہ سرگرمیوں میں ملوث ہوتے ہوئے الیکشن جیت کر اقتدار میں آسکتی ہے؟ یہ ایک نہایت اہم سوال ہے۔ آیئے ہم اس سوال کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ لیں۔

الیکشن کمیشن آف انڈیا کے بارے میں مزید معلومات کے لیے https://eci.gov.in

آزاد الیکشن کمیشن

الیکشن صحیح اور منصفانہ طریقے سے چلائے گئے ہیں یا نہیں، اس کا تعین یہ دیکھ کر کیا جاسکتا ہے کہ الیکشن کون منعقد کرتے ہیں۔ کیا وہ حکومت کی نگرانی سے آزاد ہیں؟ یا یہ کہ حکومت یا حکمراں پارٹی ان پر اثر ڈالتی ہے یا دباؤ ڈالتی ہے؟ کیا ان کے ہاتھ میں اس درجہ اختیار ہے جس سے کہ وہ آزادانہ اور منصفانہ انتخابات کرا سکتے ہیں؟ کیا ایسی ایجنسی اپنے اختیارات واقعی استعمال کرتی ہے؟



الیکشن کمیشن کے ہاتھ میں اتنے زیادہ اختیارات کیوں ہیں؟ کیا یہ جمہوریت کے لیے بہتر ہے؟

ہمارے ملک کے لیے ان تمام سوالوں کا مثبت جواب ملتا ہے۔ ہمارے ملک میں انتخابات ایک آزاد اور بے حد طاقتور اور با اختیار الیکشن کمیشن (ای سی) کراتا ہے۔ اس کو عدلیہ کی طرح آزادی حاصل ہے۔ ہندوستان کا صدر جمہوریہ، چیف الیکشن کمشنر (سی ای سی) کا تقرر کرتا ہے۔ لیکن تقرری کے بعد یہ چیف الیکشن کمشنر صدر جمہوریہ، یا حکومت کو جواب دہ نہیں ہوتا۔ یہاں تک کہ اگر خود حکمراں پارٹی اور حکومت کمیشن کی سرگرمیوں کو ناپسند کرتی ہو تب بھی اس کو اپنے عہدے سے ہٹانا ناممکن ہے۔

دنیا میں بہت سے کم الیکشن کمیشن کے پاس اتنے وسیع اختیارات حاصل ہیں جتنے کہ ہندوستان کے الیکشن کمیشن کو حاصل ہیں۔

الیکشن کمیشن انتخابات کے اعلان سے لے کر نتائج کے اعلان تک انتخابات چلانے اور اُن کی نگرانی کے ہر پہلو پر فیصلہ کرتی ہے۔

- یہ ضابطۂ اخلاقی ضوابط کو نافذ کرتا ہے اور کسی بھی اُمیدوار یا پارٹی کو سزا دے سکتی ہے۔
- انتخابات کے دوران الیکشن کمیشن حکومت کو چند ہدایتی اُصولوں پر عمل کرنے کے لیے کہتا ہے حکم دے سکتا ہے تاکہ انتخابات جیتنے کے امکانات کو بڑھانے کے لیے سرکاری طاقت اور عملے کے غلط استعمال کو روکا جاسکے یا کچھ سرکاری افسروں کا تبادلہ کیا جاسکے۔
- الیکشن ڈیوٹی پر تعینات ہونے پر سرکاری افسران الیکشن کمیشن کی نگرانی میں کام کرتے ہیں، نہ کہ حکومت کی۔
- تقریباً پچھلے 25 سال سال سے الیکشن کمیشن نے اپنے تمام اختیارات کا استعمال کرنا شروع کردی ہے اور اس میں توسیع بھی کی ہے۔

حکومت اور انتظامیہ کی کمزوریوں پر سرزنش کرنا الیکشن کمیشن کے لیے ایک عام بات ہوچکی ہے۔ جب الیکشن پر تعینات عہدے داروں کو یہ نظر آتا ہے کہ چند بوتھوں یا پورے انتخابی حلقے میں پولنگ کے موقع پر غلط طریقوں کا استعمال ہوا ہے تو یہ (ای سی) دوبارہ پولنگ کا حکم صادر کرتا ہے۔ اکثر حکمران پارٹیاں ای سی کے طرزِ عمل کو ناپسند کرتی ہیں، لیکن اُن کو اس حکم کی تعمیل کرنی ہی پڑتی ہے۔ اگر ای سی آزاد اور طاقتور نہ ہوتی تو ایسا ممکن نہیں ہوتا۔

3.3 What Makes Elections in India Democratic?

We get to read a lot about unfair practices in elections. Newspapers and television reports often refer to such allegations. Most of these reports are about the following:

- Inclusion of false names and exclusion of genuine names in the voters' list;
- Misuse of government facilities and officials by the ruling party;
- Excessive use of money by rich candidates and big parties; and
- Intimidation of voters and rigging on the polling day.

Many of these reports are correct. We feel unhappy when we read or see such reports. But fortunately they are not on such a scale so as to defeat the very purpose of elections. This becomes clear if we ask a basic question: Can a party win an election and come to power not because it has popular support but through electoral malpractices? This is a vital question. Let us carefully examine various aspects of this question.

For more details about the Election Commission of India, visit https://eci.gov.in

Independent Election Commission

One simple way of checking whether elections are fair or not is to look at who conducts the elections. Are they independent of the government? Or can the government or the ruling party influence or pressurise them? Do they have enough powers to be able to conduct free and fair elections? Do they actually use these powers?



Why does the Election Commission have so much powers? Is this good for democracy?

The answer to all these questions is quite positive for our country. In our country elections are conducted by an independent and very powerful Election Commission (EC). It enjoys the same kind of **independence** that the judiciary enjoys. The Chief Election Commissioner (CEC) is appointed by the President of India. But once appointed, the Chief Election Commissioner is not answerable to the President or the government. Even if the ruling party or the government does not like what the Commission does, it is virtually impossible for it to remove the CEC.

Very few election commissions in the world have such wide-ranging powers as the Election Commission of India.

- EC takes decisions on every aspect of conduct and control of elections from the announcement of elections to the declaration of results.
- It implements the Code of Conduct and punishes any candidate or party that violates it.
- During the election period, the EC can order the government to follow some guidelines, to prevent use and misuse of governmental power to enhance its chances to win elections, or to transfer some government officials.
- When on election duty, government officers work under the control of the EC and not the government.

In the last 25 years or so, the Election Commission has begun to exercise all its powers and even expand them. It is very common now for the Election Commission to reprimand the government and administration for their lapses. When election officials come to the opinion that polling was not fair in some booths or even an entire constituency, they order a repoll. The ruling parties often do not like what the EC does. But they have to obey. This would not have happened if the EC was not independent and powerful.

اپنی ترقی کی جانچ کیجیے

الیکشن کمیشن نے چودھویں لوک سبھا کی تشکیل کا اعلان جاری کیا

بہار الیکشن میں فوٹو شناختی کارڈ لازمی نہیں ہے

الیکشن اخراجات کے لیے ای سی کی جانب سے ضابطوں میں سختی

الیکشن کمیشن نے ہریانہ کے لیے ڈی جی پی کو قبول کیا

سیاسی اشتہارات کی مذمت کے لیے الیکشن کمیشن اختیارات حاصل کرے گا

گجرات میں ای سی کا دوبارہ دورہ، الیکشن انتظامات پر نظر ثانی

الیکشن کمیشن کا پولنگ کے بعد امکانی نتائج ممنوع کرنے کے لیے فوری منصوبے سے انکار

جرائم پیشہ نیتاؤں کو خارج کرنے کے لیے ہائی کورٹ کا الیکشن کمیشن کو فرمان

398 مزید بوتھوں پر الیکشن کمیشن کے دوبارہ پولنگ کے احکامات

الیکشن کمیشن نے الیکشن اصلاحات پر ایچ ایم کی صلاح مسترد کی

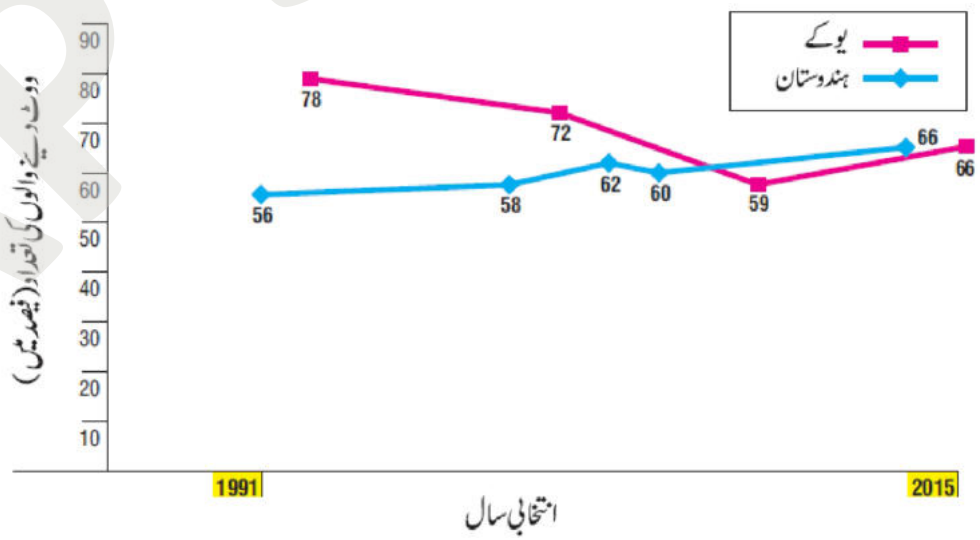
پوشیدہ الیکشن اخراجات پر الیکشن کمیشن کی خفیہ نظر

ان سرخیوں کا بغور مطالعہ کیجیے اور شناخت کیجیے کہ ہر سرخی میں آزادانہ اور منصفانہ انتخابات کو یقینی بنانے کے لیے الیکشن کمیشن نے کونسے اختیارات استعمال کیے ہیں۔

عوامی شمولیت

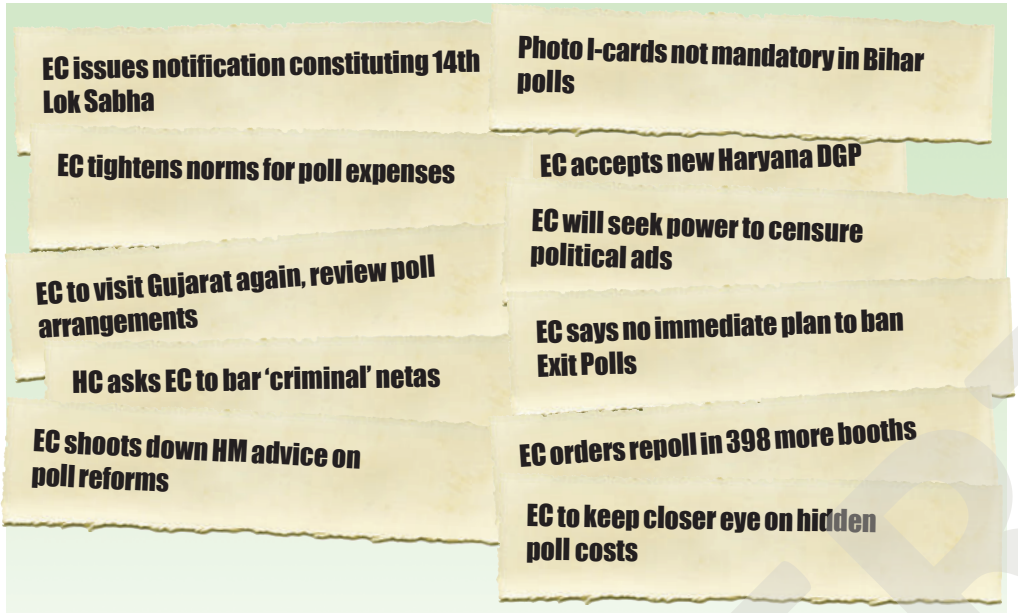
انتخابی عمل کے معیار کی جانچ کا دوسرا طریقہ یہ دیکھنا ہے کہ آیا عوام پورے جوش وخروش کے ساتھ اس میں حصہ لیتے ہیں یا نہیں اگر انتخابی عمل آزادانہ اور منصفانہ نہیں ہے تو عوام انتخابات میں حصہ لینا ترک کر دیں گے۔ اب ان چارٹوں کو پڑھیے اور ہندوستان میں عوامی شمولیت کے بارے میں کچھ نتائج اخذ کیجیے۔

1. ہندوستان اور یوکے میں رائے دہندگان کی حاضری



1 الیکشن میں عوامی شمولیت کا اندازہ رائے عام طور سے رائے دہندگان کی الیکشن میں حاضری کی تعداد سے لگایا جاسکتا ہے۔ یہ حاضری اُن جائز رائے دہندگان کے فیصد کو ظاہر کرتی ہے جو واقعی اپنا ووٹ ڈالتے ہیں۔ پچھلے پچاس سالوں کے دوران یوروپ اور شمالی امریکہ میں اس حاضری میں کمی ہوئی ہے۔ لیکن ہندوستان میں یہ حاضری یا تو برقرار رہے یا پھر اس میں اضافہ ہوا ہے۔

APSCERT



CHECK YOUR PROGRESS

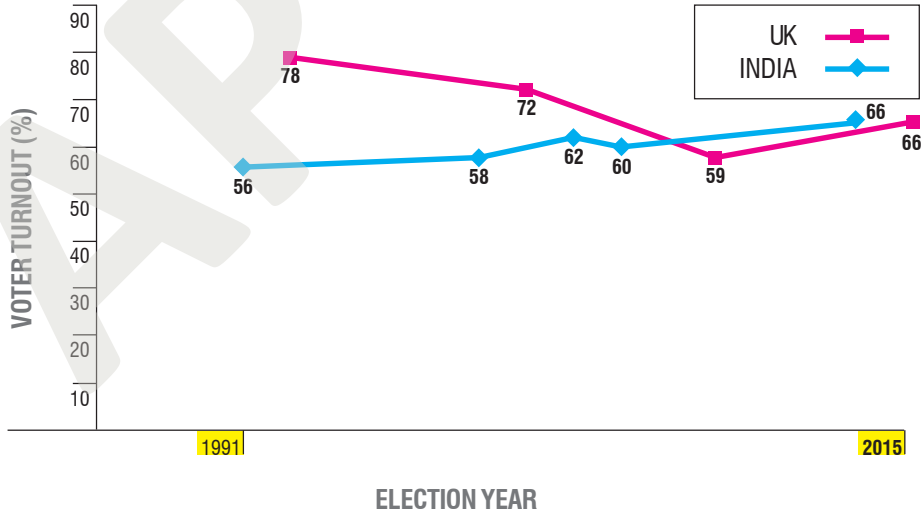
Read these headlines carefully and identify which powers are used by the Election Commission in each instance to ensure free and fair elections.

Popular participation

Another way to check the quality of the election process is to see whether people participate in it with enthusiasm. If the election process is not free or fair, people will not continue to participate in the exercise. Now, read these charts and draw some conclusions about participation in India:

1 People's participation in election is usually measured by voter turnout figures. Turnout indicates the per cent of eligible voters who actually cast their vote. Over the last fifty years, the turnout in Europe and North America has declined. In India the turnout has either remained stable or actually gone up.

1 VOTER TURNOUT IN INDIA AND THE UK

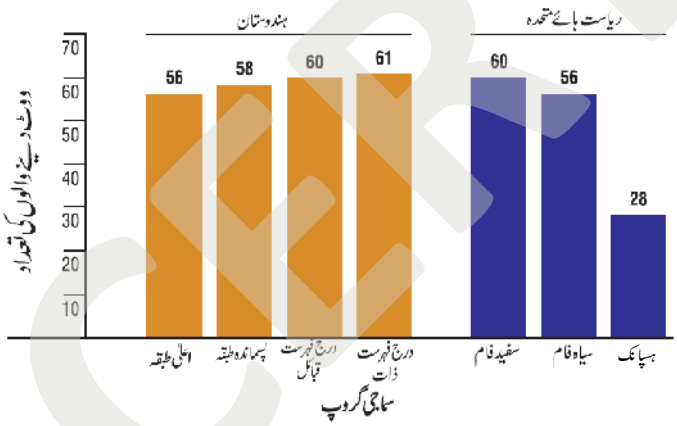


APSCERT

2 ہندوستان میں غرباء، ناخواندہ اور پسماندہ لوگ، امیر اور مراعات یافتہ طبقوں کے مقابلے میں زیادہ ووٹ دیتے ہیں۔ یہ مغربی جمہوریتی ممالک کے برعکس ہے۔ مثال کے طور پر ریاستہائے متحدہ امریکہ میں مالدار اور سفید فام لوگوں کی بہ نسبت غریب لوگ، افریقی امریکن اور اسپینی زبان بولنے والے افراد بہت کم ووٹ ڈالتے ہیں۔

4 پچھلے کئی سالوں سے الیکشن سے وابستہ سرگرمیوں میں رائے دہندگان کی دلچسپی بڑھ رہی ہے۔ 2004 کے انتخابات میں ایک تہائی سے بھی زیادہ رائے دہندگان نے الیکشن مہمات سے وابستہ سرگرمیوں میں حصہ لیا۔ آدھی سے زیادہ آبادی نے کسی نہ کسی سیاسی پارٹی کے ساتھ اپنی وابستگی کو ظاہر کیا۔ ہر سات رائے دہندگان میں ایک کسی سیاسی پارٹی کا ممبر ہے۔ (این ای ایس 1996-2004)۔

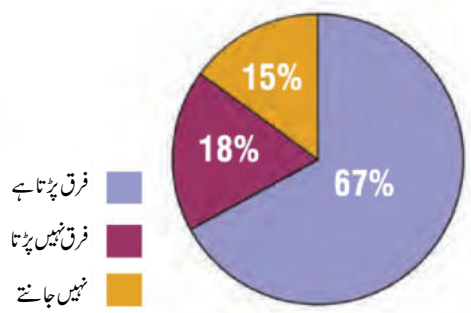
2 سماجی گروپوں کے ذریعہ ہندوستان اور ریاستہائے متحدہ میں ووٹ دینے والوں کی تعداد 2004



ماخذ : نیشنل الیکشن اسٹیڈی، CSDS سے ہندوستان کے لیے اعداد و شمار نیشنل الیکشن اسٹیڈی 2004 مشیگن یونیورسٹی سے یو۔ایس کے لیے اعداد و شمار

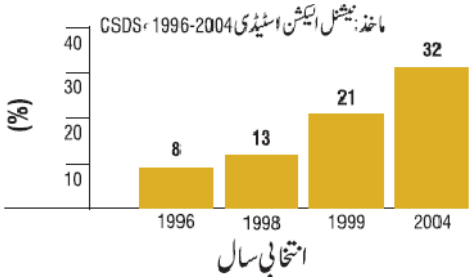
3 ہندوستان میں عام لوگ انتخابات کو بڑی اہمیت دیتے ہیں۔ وہ سوچتے ہیں کہ الیکشن کے ذریعہ وہ سیاسی پارٹیوں پر ایسی پالیسیاں اور پروگرام اختیار کرنے پر زور ڈال سکتے ہیں جو اُن کے لیے سازگار ہوں۔ وہ یہ بھی سوچتے ہیں کہ اُن کا ووٹ حالات پر اس طرح اثر انداز ہوتا ہے جس سے ملک کا نظامِ حکومت چلتا ہے۔

3 کیا آپ کو لگتا ہے کہ آپ کے ووٹ سے فرق پڑے گا؟



ماخذ : نیشنل الیکشن اسٹیڈی SDS، 1996-2004

4 وہ لوگ جنہوں نے ہندوستان میں انتخابات سے متعلق کسی بھی سرگرمی میں حصہ نہ لینے والی عوام



مشغلہ

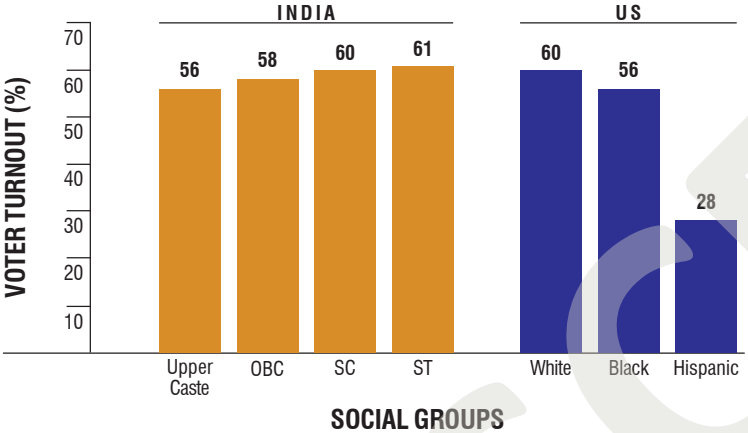
اپنے خاندان رائے دہندگان سے پوچھئے کہ کیا اُنہوں نے پچھلے لوک سبھا یا ریاستی اسمبلی کے انتخابات میں ووٹ ڈالے تھے۔ اگر اُنہوں نے ووٹ نہیں ڈالے تھے تو اُن سے پوچھئے کہ اُنہوں نے ایسا کیوں کیا اور اُنہوں نے ووٹ ڈالے تھے تو اُنہوں نے کس پارٹی اور اُمیدوار کے حق میں ووٹ ڈالا تھا اور کیوں۔ اُن سے یہ بھی پوچھئے کہ آیا اُنہوں نے الیکشن سے وابستہ کسی سرگرمی میں حصہ لیا تھا، مثلاً الیکشن جلسے یا کسی ریلی میں شرکت کرنا۔

انتخابی نتائج کو تسلیم کرنا

آزادانہ اور منصفانہ الیکشن کا آخری امتحان بذات خود اُس کا نتیجہ ہے۔ اگر انتخابات آزادانہ و منصفانہ نہ ہوں تو نتیجہ ہمیشہ طاقتور کے حق میں جاتا ہے۔ ایسی صورت میں حکمراں پارٹیاں الیکشن نہیں ہارتیں۔ عام طور سے ہارنے والی پارٹی رگنگ والے الیکشن کے نتیجہ کو تسلیم نہیں کرتی۔

2 In India the poor, illiterate and underprivileged people vote in larger proportion as compared to the rich and privileged sections. This is in contrast to western democracies. For example in the United States of America, poor people, African Americans and Hispanics vote much less than the rich and the white people.

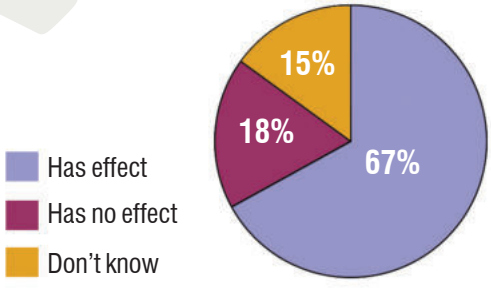
2 VOTER TURNOUT IN INDIA AND US BY SOCIAL GROUPS, 2004



Source: Figures for India from National Election Study 2004, CSDS. Figures for US from National Election Study 2004, University of Michigan.

3 Common people in India attach a lot of importance to elections. They feel that through elections they can bring pressure on political parties to adopt policies and programmes favourable to them. They also feel that their vote matters in the way things are run in the country.

3 DO YOU THINK YOUR VOTE MAKES A DIFFERENCE?

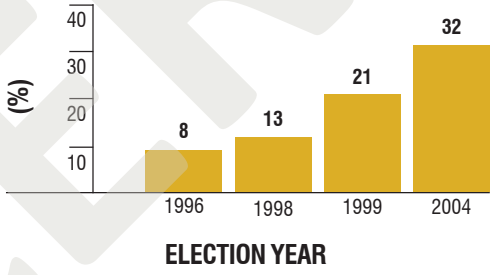


Source: National Election Study 2004, CSDS.

4 The interest of voters in election-related activities has been increasing over the years. During the 2004 elections, more than one-third voters took part in a campaign-related activities. More than half of the people identified themselves as being close to one or the other political party. One out of every seven voters is a member of a political party.

4 THOSE WHO PARTICIPATED IN ANY ELECTION RELATED ACTIVITY IN INDIA

Source: National Election Study 1996-2004, CSDS.



ACTIVITY

Ask the eligible voters in your family whether they voted in the last election to the Lok Sabha or to the state assembly. If they did not, ask them why did they not vote. If they did, ask them which party and candidate they voted for and why. Also ask them whether they had participated in any other election-related activity like attending an election meeting or rally etc.

Acceptance of election outcome

One final test of the free and fairness of election has in the outcome itself. If elections are not free or fair, the outcome always favours the powerful. In such a situation, the ruling parties do not lose elections. Usually, the

ہندوستانی کے انتخابات کا نتیجہ خود اپنی منہ بولتی تصویر ہے :

- ہندوستان میں قومی اور ریاستی سطحات پر حکمراں پارٹیاں الیکشن ہار جاتی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ 25 سالہ عرصے کے دوران ہر تین انتخابات میں سے دو الیکشن حکمراں پارٹی نے ہارے تھے۔
- ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں حکومت پر قابض منتخبہ نمائندہ شاذ و نادر ہی الیکشن ہارتا ہے۔ ہندوستان میں تقریباً موجودہ آدھے ایم پی اور ایم ایل اے نے انتخابات ہارے تھے۔
- وہ اُمیدوار جنہوں نے ووٹ خریدنے پر کافی روپیہ خرچ کیا تھا یا وہ جن کا کردار مجرمانہ رہا تھا، اکثر یقینی طور سے الیکشن ہارتے ہیں۔
- چند متنازعہ انتخابات کو چھوڑ کر ہاری ہوئی پارٹی انتخابی نتائج کو عام طور سے ''عوامی فیصلہ'' تسلیم کرتی ہے۔

آزادانہ اور منصفانہ انتخابات کے لیے درپیش چیلنجز

درج بالا بیان کو پڑھ کر یہ نتیجہ اخذ کیا جاتا ہے کہ ہندوستان میں انتخابات بنیادی طور سے آزادانہ اور منصفانہ ہوتے ہیں۔ وہ پارٹی جو انتخابات میں فتح حاصل کرتی ہے وہ حکومت کی تشکیل کرتی ہے۔ وہ ایسا اس لیے کرتی ہے کیوں کہ عوام نے اُس کے حریفوں پر اُس کو ترجیح دی۔ ہوسکتا ہے کہ ہر انتخابی حلقے میں بات صحیح نہ ہو۔ چند اُمیدوار اپنے پیسے کی طاقت اور نازیبا طریقے استعمال کرتے ہوئے جیت سکتے ہیں۔ لیکن بحیثیت مجموعی عام انتخابات کا فیصلہ اب بھی عوامی ترجیح کو ظاہر کرتا ہے۔ ہمارے ملک میں پچھلے ساٹھ سالوں میں اس اُصول کے تحت چند مستثنیات بھی رہی ہیں یہی وہ خصوصیت ہے جو ہندوستان کے الیکشن کو جمہوری بناتی ہیں۔

لیکن اگر ہم ان مسائل پر گہرائی سے نظر ڈالیں تو تصویر یا بالکل مختلف دکھائی دیتی ہے۔ کیا لوگوں کی ترجیحات حقیقی علم پر مبنی ہیں؟ کیا رائے دہندگان کو حقیقی انتخاب حاصل ہیں؟ کیا ایک عام آدمی انتخاب جیتنے کی اُمید کرسکتا ہے؟ یہ ایسے سوال ہیں جن پر ہماری توجہ کے لیے ہندوستانی انتخابات پر بہت ہی حد بندیاں اور چیلنج ہیں۔ ان میں درج ذیل شامل ہیں:

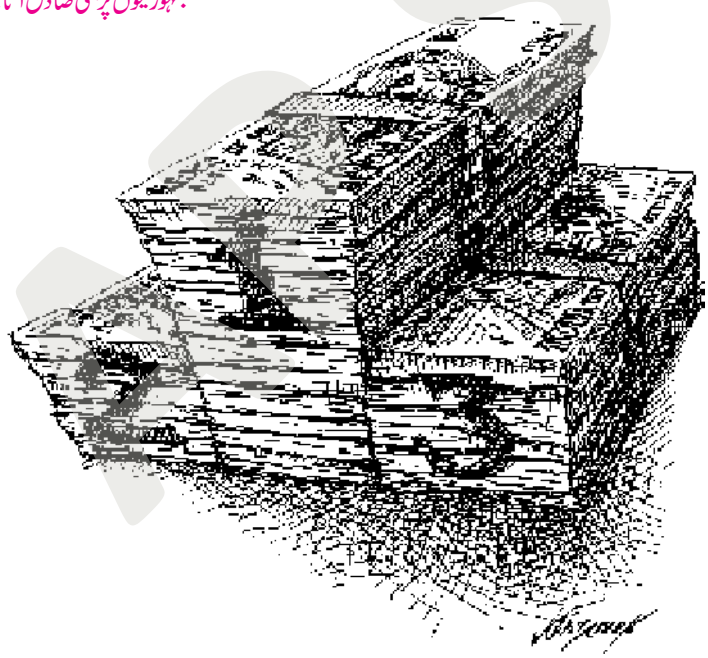
Irfan Khan



کارٹون پڑھیے

لیڈر پریس کانفرنس سے لوٹ رہا ہے۔ ''یہ کہنے کی ضرورت کیا تھی کہ ہم نے ٹکٹ صرف ان لوگوں میں تقسیم کئے ہیں جو مناسب اور جیتنے کی اہلیت رکھنے والے رشتہ دار ہیں۔ کیا تم جانتے نہیں کہ فیملی سیاست صرف چند ریاستوں اور پارٹیوں تک محدود ہے؟''۔

یہ کارٹون جس کا عنوان ہے ''انتخابی مہم'' لاطینی امریکہ کے سیاق سباق میں بنایا گیا تھا۔ کیا یہ ہندوستان اور دنیا کی دوسری جمہوریتوں پر بھی صادق آتا ہے؟



©Nerilicon, El Economista, Cagle Cartoons Inc.

losing party does not accept the outcome of a rigged election.

The outcome of India's elections speaks for itself:

- The **ruling parties** routinely lose elections in India both at the national and state level. In fact in every two out of the three elections held in the last 25 years, the ruling party lost.
- In the US, an incumbent or 'sitting' elected representative rarely loses an election. In India about half of the sitting MPs or MLAs lose elections.
- Candidates who are known to have spent a lot of money on 'buying votes' and those with known criminal connections often lose elections.
- Barring very few disputed elections, the electoral outcomes are usually accepted as 'people's verdict' by the defeated party.

Challenges to free and fair elections

All this leads to a simple conclusion: elections in India are basically free and fair. The party that wins an election and forms government does so because people have chosen it over its rivals. This may not be true for every constituency. A few candidates may win purely on the basis of money power and unfair means. But the overall verdict of a general election still reflects popular preference. There are very few exceptions to this rule in the last 60 years in our country. This is what makes Indian elections democratic.

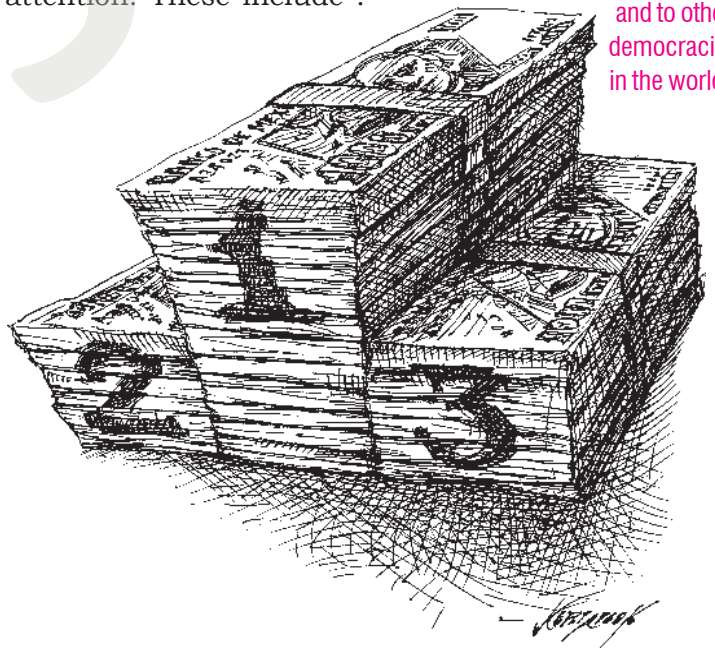
Yet the picture looks different if we ask deeper questions: Are people's preferences based on real knowledge? Are the voters getting a real choice? Is election really level playing field for everyone? Can an ordinary citizen hope to win elections? Questions of this kind bring the many limitations and challenges of Indian elections to our attention. These include :



The leader is coming out of a press conference: "What was the need to say that we have distributed tickets only amongst suitable and winnable family relations?" Do you think that family politics is confined to only a few states or parties?

read the cartoon

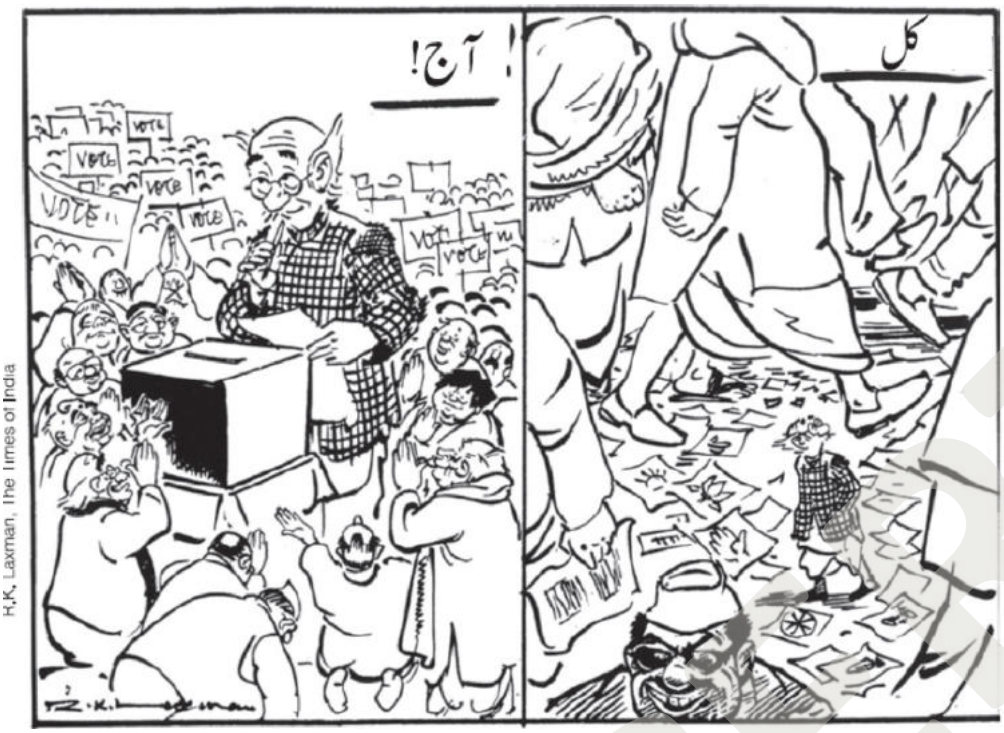
Titled 'Electoral Campaigns', this cartoon was drawn in the Latin American context. Does this apply to India and to other democracies in the world?



©Nerilicon, *El Economista*, Cagle Cartoons Inc.

انتخابات سے پہلے اور بعد میں ووٹر کے ساتھ جو کچھ ہوتا ہے کیا یہ اس کی صحیح تصویر ہے۔ کیا جمہوریت میں ہمیشہ ایسا ہونا چاہیے۔ کیا آپ ایسی مثالیں سوچ سکتے ہیں جب ایسا نہ ہوا ہو۔

کارٹون پڑھیے



R.K. Laxman, The Times of India

- مالدار اُمیدواروں اور پارٹیوں کو اپنی جیت کا یقین نہیں ہوسکتا لیکن وہ چھوٹی پارٹیوں اور آزاد امیدواروں سے بڑا اور غیر منصفانہ فائدہ اٹھاتے ہیں۔
- ملک کے چند حصوں میں مجرمانہ تعلق رکھنے والے اُمیدوار دوسروں کو انتخابی دوڑ سے باہر کرنے اور بڑی پارٹیوں سے ٹکٹ حاصل کرنے میں کامیاب رہے ہیں۔
- کچھ خاندانوں کا سیاسی پارٹیوں پر تسلط جمانے کا رجحان موجود ہے۔ ان خاندانوں کے ذریعہ رشتہ داروں کو ٹکٹ تقسیم کئے جاتے ہیں۔
- عام شہریوں کے لیے الیکشن لڑنے کا انتخاب تقریباً نہیں کے برابر ہے، کیوں کہ بڑی بڑی پارٹیاں سیاست اور عملی دونوں میدانوں میں ایک دوسرے جیسی ہی ہیں۔
- بڑی پارٹیوں کے مقابلے چھوٹی پارٹیاں اور آزاد اُمیدوار کو بڑا نقصان رہتا ہے۔

یہ چیلنج نہ صرف ہندوستان میں ہے بلکہ مستحکم جمہوریتوں میں بھی موجود ہے۔ یہ نہایت سنجیدہ مسائل جن پر اُن لوگوں کو فکر لاحق ہے جو جمہوریت میں یقین رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مسائل کو کم کرنے کے لیے شہری سماجی کارکن اور تنظیمیں ہمارے انتخابی نظام میں اصلاح لانے کی مانگ کر رہی ہیں۔ کیا آپ کے ذہن میں چند دوسری اصلاحات ہیں؟ ان چیلنجز کا مقابلہ کرنے کے لیے عام شہری کیا کر سکتے ہیں؟

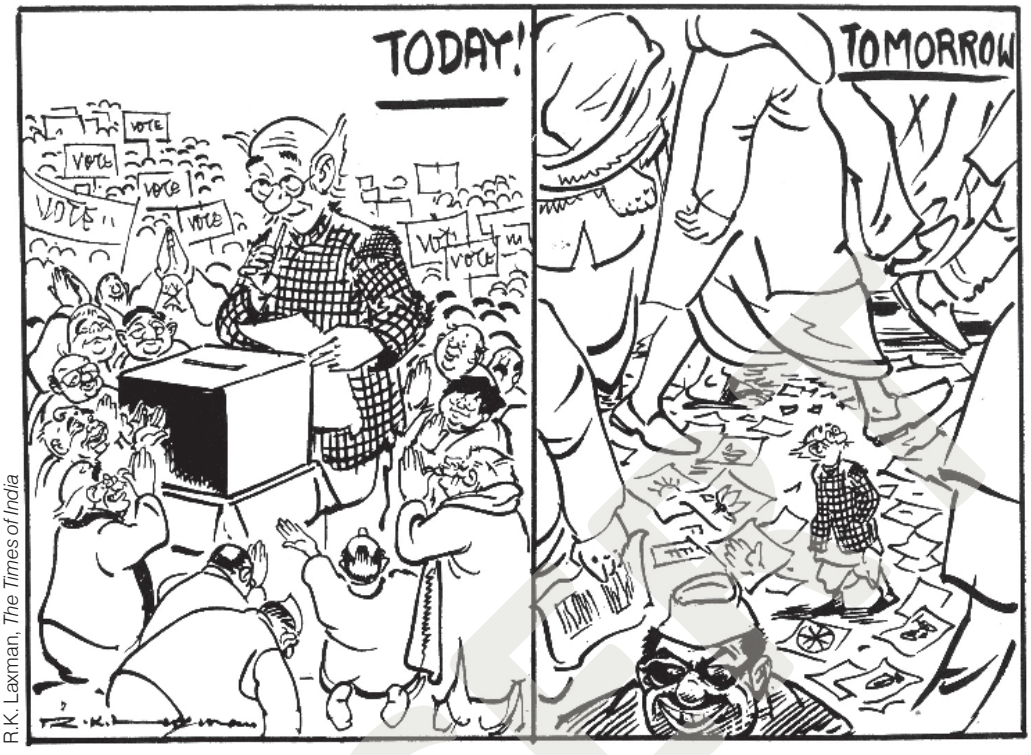
اپنی ترقی کی جانچ کیجیے

ہندوستانی انتخابات کے بارے میں یہاں چند حقائق دئے گئے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک پر تبصرہ کیجئے کہ آیا یہ ہمارے انتخابی نظام کی قوت یا کمزوریوں کو ظاہر کرتے ہیں:

- 16 ویں لوک سبھا میں 12% خواتین ممبران رہی ہیں۔
- اکثر الیکشن کمیشن اس بارے میں حکومت کی صلاح ماننے سے انکار کر دیتا ہے کہ الیکشن کب ہونے چاہئیں۔
- 16 ویں لوک سبھا میں 440 سے زیادہ ممبران ایسے ہیں جن کے اثاثے ایک کروڑ روپے سے زیادہ ہیں۔
- الیکشن ہارنے کے بعد وزیر اعلیٰ نے کہا ''میں عوام کے فیصلے کا احترام کرتا ہوں۔''

Is this an accurate picture of what happens to the voter before and after elections? Must this always happen in a democracy? Can you think of examples when this did not happen?

read the cartoon



R.K. Laxman, *The Times of India*

- Candidates and parties with a lot of money may not be sure of their victory but they do enjoy a big and unfair advantage over smaller parties and independents.
- In some parts of the country, candidates with criminal connection have been able to push others out of the electoral race and to secure a 'ticket' from major parties.
- Some families tend to dominate political parties; tickets are distributed to relatives from these families.
- Very often elections offer little choice to ordinary citizens, for both the major parties are quite similar to each other both in policies and practice.
- Smaller parties and independent candidates suffer a huge disadvantage compared to bigger parties.

These challenges exist not just in India but also in many established democracies. These deeper issues are a matter of concern for those who believe in democracy. That is why citizens, social activists and organisations have been demanding reforms in our electoral system. Can you think of some reforms? What can an ordinary citizen do to face these challenges?

CHECK YOUR PROGRESS

Here are some facts on Indian elections. Comment on each of these to say whether they reflect the strength or the weakness of our electoral system:

- The 16th Lok Sabha has 12 per cent women members.
- The Election Commission often refuses to accept the government's advice about when the elections should be held.
- The 16th Lok Sabha has more than 440 members whose assets are more than Rs.1 crore.
- After losing an election the Chief Minister said: "I respect the people's verdict".



ضابطۂ اخلاق : الیکشن کے دوران سیاسی پارٹیوں اورلڑنے والے اُمیدواروں کے ذریعہ عمل کیے جانے والے اصول اور ہدایتوں کا مجموعہ۔

انتخابی حلقہ: ایک جغرافیائی علاقے میں رہنے والے وہ رائے دہندگان جو قانون ساز جماعتوں کے لیے نمائندے کا انتخاب کرتے ہیں۔

انکمبینٹ : سیاسی عہدہ پر فائز فرد۔ عام طور پر انتخابات میں ووٹرس کا انتخاب، موجودہ پارٹی یا امیدوار اور اس کے مخالف کے درمیان ہوتا ہے۔

ہموار کھیل کا میدان : ایسی حالت جس میں تمام پارٹیاں اور اُمیدوار الیکشن میں مقابلہ کرتے ہوئے ووٹ کے لیے درخواست کرنے اور انتخابی مہم چلانے کے مساوی مواقع رکھتے ہوں۔

دھاندلی (رگنگ) : اس کا تعلق ایک ایسے دھوکے اور بے ضابطگی سے ہے جس میں کوئی پارٹی یا اُمیدوار اپنے اُمیدوار کے لیے ووٹوں کی تعداد بڑھانے کی کوشش کرتا ہے۔ اس میں چند لوگوں کا دوسروں کے ووٹوں کو بیلٹ باکسوں میں بھرنا، دوسروں کے بدلے ایک ہی آدمی کا ووٹ دینا اور ایک اُمیدوار کے حق میں ووٹوں کی تعداد بڑھانے کے لیے افسران کا تعاون حاصل کرنا رشوت یا جبر کرنا۔

ٹرن آؤٹ : اہل ووٹروں کا فیصد جنھوں نے الیکشن میں اپنا ووٹ دیا ہے۔

مشقیں

1 الیکشن کیوں کرائے جاتے ہیں، اس بارے میں درج ذیل متبادل بیانوں میں سے کون سا بیان غلط ہے؟

a انتخابات عوام کو حکومت کی کارگزاری کا اندازہ لگانے میں مدد کرتے ہیں۔

b لوگ الیکشن میں اپنی مرضی کا نمائندہ چنتے ہیں۔

c انتخابات عدلیہ کی کارگزاری کا احتساب کرنے میں عوام کی مدد کرتے ہیں۔

d عوام ظاہر کر سکتے ہیں کہ وہ کونسی پالیسیوں کو ترجیح دیتے ہیں۔

2 ان میں سے یہ کہنے کے لیے کون سا بیان ایک مناسب وجہ نہیں ہے کہ ہندوستانی انتخابات جمہوری ہیں؟

a ہندوستان میں رائے دہندگان کی سب سے بڑی تعداد ہے۔

b ہندوستانی الیکشن کمیشن بہت طاقتور ہے۔

c ہندوستان میں 18 سال کے عمر سے زیادہ ہر شخص کو ووٹ دینے کا حق حاصل ہے۔

d ہندوستان میں ہارنے والی پارٹیاں انتخابی فیصلہ تسلیم کرتی ہیں۔

3 درج ذیل کو ملائیے

a ووٹرلسٹ کو تاریخ جاریہ تک رکھنا ضروری ہے کیوں کہ	(i) ہمارے سماج کے تمام طبقات کی مناسب نمائندگی موجود ہے۔
b چند انتخابی حلقے ایس سی اور ایس ٹی کے لیے محفوظ ہیں کیوں کہ	(ii) اپنے نمائندے کو چننے میں ہر شخص کو مساوی موقع حاصل ہے۔
c ہر شخص کا ایک اور صرف ایک ہی ووٹ ہوتا ہے تا کہ	(iii) الیکشن میں مقابلے کے لیے تمام اُمیدواروں کو مناسب موقع حاصل ہونا چاہئے۔
d برسر اقتدار پارٹی کو سرکاری گاڑیاں استعمال کرنے کی اجازت نہیں کیوں کہ	(iv) کچھ لوگ ایسے بھی ہو سکتے ہیں جنھوں نے اُس علاقے کو چھوڑ دیا ہو جہاں اُنہوں نے پہلے ووٹ دیا تھا۔

APSCERT

Code of Conduct: A set of norms and guidelines to be followed by political parties and contesting candidates during election time.
Constituency: Voters in a geographical area who elect a representative to the legislative bodies.
Incumbent: The current holder of a political office. Usually the choice for the voters in elections is between the incumbent party or candidate and those who oppose them.
Level playing field: Condition in which all parties and candidates contesting in an election have equal opportunities to appeal for votes and to carry out election campaign.
Rigging: Fraud and malpractices indulged by a party or candidate to increase its votes. It includes stuffing ballot boxes by a few persons using the votes of others; recording multiple votes by the same person; and bribing or coercing polling officers to favour a candidate.
Turnout: The percentage of eligible voters who cast their votes in an election.

exercises

1 Which of the following statements about the reasons for conducting elections are false?
a Elections enable people to judge the performance of the government.
b People select the representative of their choice in an election.
c Elections enable people to evaluate the performance of the judiciary.
d People can indicate which policies they prefer.

2 Which of these is *not* a good reason to say that Indian elections are democratic?
a India has the largest number of voters in the world.
b India's Election Commission is very powerful.
c In India, everyone above the age of 18 has a right to vote.
d In India, the losing parties accept the electoral verdict.

3 Match the following :

a	It is necessary to keep the voters list up to date because	**i**	there is a fair representation of all sections of our society
b	Some constituencies are reserved for SCs and STs so that	**ii**	everyone has equal opportunity to elect their representative
c	Everyone has one and only one vote so that	**iii**	all candidates must have a fair chance of competing in elections
d	Party in power is not allowed to use government vehicles because	**iv**	some people may have moved away from the area where they voted last

© NCERT

4 اس باب میں مذکورہ الیکشن سے وابستہ مختلف سرگرمیوں کی فہرست بنائیے، پہلی سرگرمی سے شروعات کرتے ہوئے آخر تک ان کے ہونے کے مطابق ترتیب سے جوڑیئے۔ ان میں چند سرگرمیاں ذیل میں دی جارہی ہیں۔ انتخابی مشوروں کا اجراء، ووٹوں کی گنتی، ووٹر لسٹ بنانا، انتخابی مہم، الیکشن نتائج کا اعلان، ووٹ ڈالنا، دوبارہ الیکشن کرانے کا حکم۔

5 ایک ریاست کے ایک اسمبلی انتخابی حلقے میں آزادانہ اور منصفانہ الیکشن کرانے کے لیے سریکھا ایک افسر انچارج ہے۔ بیان کیجئے کہ اُس کو مندرجہ ذیل ہر مراحل میں کس پر دھیان دینا چاہئے۔

a انتخابی مہم

b پولنگ کا دن

c ووٹ شماری کا دن

6 درج ذیل جدول ریاست ہائے متحدہ امریکہ کانگریس میں الیکشن جیتنے والے اُمیدواروں میں سے مختلف فرقوں کی نسبت کو ظاہر کرتا ہے۔ ان کا موازنہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی آبادی میں ان فرقوں کی نسبت سے کیجئے۔ اس پر مبنی کیا آپ ریاست ہائے متحدہ امریکہ کانگریس میں تحفظ کا نظام تجویز کریں گے۔ اگر ہاں تو کیوں اور کن فرقوں کے لیے؟ اگر نہیں تو کیوں نہیں۔

	ذیل میں فرقے کی نسبت (فیصد میں)	
	ایوانِ نمائندگان	ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی آبادی
سیاہ فام	8	13
اسپینی زبان بولنے والے سیاہ فام	5	13
سفید فام	86	70

7 اس باب میں دی گئی معلومات سے کیا ہم درج ذیل نتائج اخذ کر سکتے ہیں؟ ان میں سے ہر ایک کے لیے اپنے خیال کی حمایت میں دو حقائق بھی پیش کیجئے۔

a ملک میں آزادانہ اور منصفانہ انتخابات کرانے کے لیے ہندوستان کے الیکشن کمیشن کے پاس کافی اختیارات نہیں ہیں۔

b ہمارے ملک میں انتخابات میں عوامی شمولیت کا ایک اونچے درجے کا معیار موجود ہے۔

c برسرِ اقتدار پارٹی کو الیکشن جیتنا بہت آسان ہے۔

d ہمارے انتخابات کو آزادانہ اور منصفانہ بنانے کے لیے بہت سی اصلاحات کی ضرورت ہے۔

8 جہیز کی خاطر اپنی بیوی کو ایذا رسانی کے لیے چنپا مجرم قرار دیا گیا۔ ستبیر کو چھوت چھات برتنے کے عوض میں ملزم قرار دیا گیا ہے۔ عدالت نے ان دونوں کو الیکشن لڑنے کی اجازت نہیں دی۔ کیا یہ فیصلہ جمہوری انتخابات کے اُصولوں کی خلاف ورزی کرتا ہے۔

9 دنیا کے مختلف حصوں سے یہاں انتخابی بدعنوانیوں کی چند رپورٹیں دی جارہی ہیں۔ کیا ان کے اندر چند ایسی باتیں ہیں جہاں اپنے انتخابات میں اصلاح کے لیے یہ ممالک ہندوستان سے کچھ سیکھ سکتے ہیں؟ ہر صورت میں آپ کون سی تجویز پیش کریں گے؟

a نائیجیریا کے الیکشن میں ووٹ شماری کے ایک افسر نے جان بوجھ کر ایک اُمیدوار کے ووٹوں کی تعداد بڑھادی اور اُس کے جیتنے کا اعلان کر دیا۔ بعد میں عدالت کو پتہ چلا کے پانچ لاکھ سے بھی زیادہ ووٹ دوسرے اُمیدوار کے حق میں شمار کر لیے گئے۔

4 List all the different election related activities mentioned in the chapter and arrange them in a time sequence, beginning with the first activity and ending with the last. Some of these activities are given below: releasing election manifestos; counting of votes; making of voters' list; election campaign; declaration of election results; casting of votes; ordering of re-poll; announcing election schedule; filing nomination.

5 Surekha is an officer in-charge of ensuring free and fair elections in an assembly constituency in a state. Describe what should she focus on for each of the following stages of election:
- **a** Election campaign
- **b** Polling day
- **c** Counting day

6 The table below gives the proportion of different communities among the candidates who won elections to the US Congress. Compare these to the proportion of these communities in the population of the US. Based on this, would you suggest a system of reservations in the US Congress? If yes, why and for which communities? If no, why not?

	Proportion of the community (in per cent) in the	
	House of representatives	Population of US
Blacks	8	13
Hispanics	5	13
Whites	86	70

7 Can we draw the following conclusions from the information given in this chapter? Give two facts to support your position for each of these.
- **a** Election Commission of India does not have enough powers to conduct free and fair elections in the country.
- **b** There is a high level of popular participation in the elections in our country.
- **c** It is very easy for the party in power to win an election.
- **d** Many reforms are needed to make our elections completely free and fair.

8 Chinappa was convicted for torturing his wife for dowry. Satbir was held guilty of practicing untouchability. The court did not allow either of them to contest elections. Does this decision go against the principles of democratic elections?

9 Here are some reports of electoral malpractices from different parts of the world. Is there anything that these countries can learn from India to improve their elections? What would you suggest in each case?
- **a** During an election in Nigeria, the officer in charge of counting votes deliberately increased the votes of one candidate and declared

مشقیں

b فیجی میں انتخابات سے بالکل پہلے رائے دہندگان میں ایک دستی اشتہار تقسیم کیا گیا جس میں تنبیہ کی گئی کہ سابق وزیر اعظم مہیندر چودھری کے حق میں ووٹ ملک میں خون خرابے کا سبب بنے گا۔ یہ ہندوستانی قوم کے لیے ایک دھمکی تھی۔

c ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں ووٹ دینے کا خود اپنا ہی ایک منفرد طریقہ ہے، ووٹ شماری کا اپنا ہی ڈھنگ ہے اور انتخابات کرانے کا اپنا ہی انتظامیہ ہے۔ فلوریڈا کی ریاست میں افسران نے متعدد ایسے اختلافی فیصلے کئے جو 2000 کے صدارتی الیکشن میں مسٹر بش کی حمایت کرتے تھے۔ لیکن ان فیصلوں کو کوئی بھی بدل نہ سکا۔

10 ہندوستانی الیکشن میں یہاں بدعنوانیوں کی چند رپورٹیں پیش کی جارہی ہیں۔ اس صورت حال کو سدھارنے کے لیے کیا کچھ کیا جاسکتا ہے؟

a انتخابات کے اعلان کے بعد وزیر نے بند ہوئی چینی ملوں کو دوبارہ کھولنے کے لیے مالی مدد مہیا کرانے کا وعدہ کیا۔

b مخالف پارٹیوں نے الزام یہ لگایا کہ اُن کے بیانات اور انتخابی مہم کو دوردرشن اور آل انڈیا ریڈیو نے مناسب توجہ نہیں دی۔

c الیکشن کمیشن کی تشویش سے معلوم یہ ہوا کہ ایک ریاست کے الیکٹرول رول (رائے دہندگان کے ناموں کی فہرست) میں 20 لاکھ سے بھی زیادہ جعلی رائے دہندگان کے نام درج ہیں۔

d سیاسی پارٹی کے حامی فسادی بندوقیں لیے گھوم رہے تھے، دوسری سیاسی پارٹی کے حامیوں کو رائے دہندگان سے ملنے کے لیے روک رہے تھے اور دوسری پارٹیوں کے جلسوں پر حملہ کررہے تھے۔

11 جب یہ باب پڑھا جارہا تھا، رمیش کلاس میں حاضر نہیں تھا، اگلے دن وہ آیا اور اس بات کو دہرایا جو اُس نے اپنے باپ سے سنی تھی۔ کیا آپ رمیش کو بتاسکتے ہیں کہ ان بیانات میں کیا غلط بات ہے؟

a عورتیں ہمیشہ اُسی طریقے سے ووٹ دیتی ہیں جیسے مرد اُن کو بتائیں۔ اس لیے اُن کو ووٹ دینے کا حق عطا کرنے کا فائدہ کیا ہے؟

b پارٹی سیاست، سماج کے اندر خلفشار کا سبب بنتی ہے۔ انتخابات کا فیصلہ باہمی رضامندی سے ہونا چاہئے نہ کہ مقابلے سے۔

c انتخابات کے لیے اُمیدوار کی حیثیت سے صرف گریجویٹس (بی اے پاس) کو کھڑا ہونے کی اجازت ہونی چاہئے۔



ملک کی چند ریاستوں میں ریاستی انتخابات ہر سال ہوتے ہیں۔ آپ اُن انتخابات کے بارے میں معلومات جمع کرسکتے ہیں جو اس دوران ہورہے ہیں، کو جمع کرتے ہوئے ان کو تین حصوں میں تقسیم کیجئے۔

- الیکشن کے دن اور ووٹ شماری والے دن اہم واقعات کیا ہوئے۔ سیاسی پارٹیوں کے زیر بحث آئے اہم کاروائی نامے (ایجنڈے)، لوگوں کے مطالبات کے بارے میں معلومات، الیکشن کمیشن کا کردار۔
- الیکشن اور ووٹ شماری کے دن اہم واقعات کیا تھے جن لوگوں نے انتخابات میں حصہ لیا اُن کا فیصد کیا تھا، کیا وہاں بدعنوانیوں کے واقعات ہوئے، کیا وہاں دوبارہ ووٹ ڈالے گئے، کی گئی پیشین گوئیوں کی اقسام کیا تھیں۔
- انتخابات کے بعد کیا واقعات رونما ہوئے۔ انتخابات جیتنے یا ہارنے کے بارے میں سیاسی پارٹیوں کی بتائی ہوئی وجوہات۔ میڈیا کے ذریعہ کیا گیا انتخابی فیصلے کا تجزیہ۔ وزیر اعلیٰ کا چناؤ۔

him elected. The court later found out that more than five lakh votes cast for one candidate were counted in favour of another.

b Just before elections in Fiji, a pamphlet was distributed warning voters that a vote for former Prime Minister, Mahendra Chaudhry will lead to bloodshed. This was a threat to voters of Indian origin.

c In the US, each state has its own method of voting, its own procedure of counting and its own authority for conducting elections. Authorities in the state of Florida took many controversial decisions that favoured Mr. Bush in the presidential elections in 2000. But no one could change those decisions.

10 Here are some reports of malpractices in Indian elections. Identify what the problem in each case is. What should be done to correct the situation?

a Following the announcement of elections, the minister promised to provide financial aid to reopen the closed sugar mill.

b Opposition parties alleged that their statements and campaign was not given due attention in Doordarshan and All India Radio.

c An inquiry by the Election Commission showed that electoral rolls of a state contain name of 20 lakh fake voters.

d The hoodlums of a political party were moving with guns, physically preventing supporters of other political parties to meet the voters and attacking meetings of other parties.

11 Ramesh was not in class when this chapter was being taught. He came the next day and repeated what he had heard from his father. Can you tell Ramesh what is wrong with these statements?

a Women always vote the way men tell them to. So what is the point of giving them the right to vote?

b Party politics creates tension in society. Elections should be decided by consensus not by competition.

c Only graduates should be allowed to stand as candidates for elections.



Assembly elections are usually held every year in a few states of the country. You can collect information about the elections that take place during this session. While collecting news items, divide these into three parts:

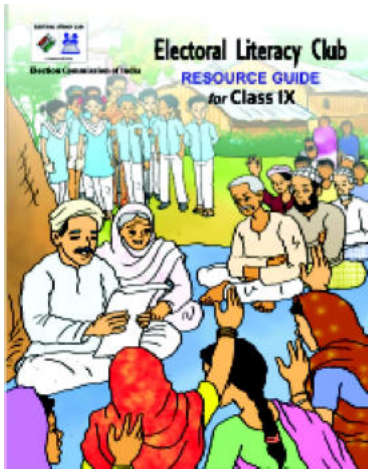
- Important events that took place before the election – main agenda discussed by political parties; information about people's demand; role of the Election Commission.
- Important events on the day of the election and counting – turnout in elections; reports of malpractice; re-polls; the types of predictions made; and the final outcome.
- Post elections – reasons offered by political parties for winning or losing elections; analysis of the election verdict by the media; selection of the Chief Minister.

© NCERT

حلف برائے قومی یوم رائے دہندگان

ہم ہندوستانی شہری، جمہوریت میں مستحکم یقین رکھتے ہوئے اپنے ملک کے جمہوری رواجوں اور آزادانہ، غیر جانب دارانہ اور پُر امن انتخابات کی روایت برقرار رکھنے اور ہر انتخاب میں بے خوف ہو کر مذہب، نسل، ذات، فرقہ، زبان کے خیال سے یا کسی لالچ سے متاثر ہوئے بغیر رائے دہندگی کا حلف لیتے ہیں۔

آپ کے اسکول نے 25 جنوری کو قومی یوم رائے دہندگان (NVD) کیسے منایا؟ کیا آپ نے NVD حلف لیا؟



کیا آپ کے اسکول میں الکٹورل لٹریسی کلب (ELC) کام کر رہا ہے؟ الیکشن کمیشن آف انڈیا کے سسٹمیٹک ووٹرز کی تعلیم اور انتخابی شرکت (S V E E P) پروگرام سے متعلق تفصیلات کے لیے http://ecisveep.nic.in ملاحظہ کریں۔

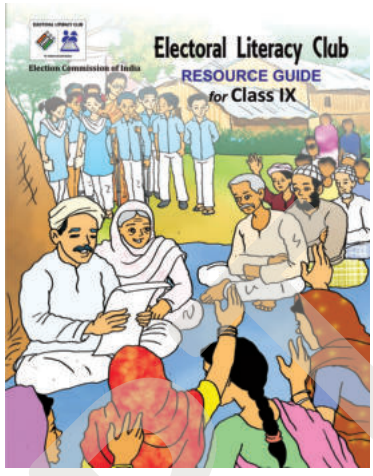


67 ویں یوم جمہوریہ پریڈ 2016، کے موقع پر راج پتھ، نئی دہلی سے الیکشن کمیشن آف انڈیا (ECI) کی جھانکی گزرتی ہوئی۔

National Voters' Day (NVD) Pledge

We, the citizens of India, having abiding faith in democracy, hereby pledge to uphold the democratic traditions of our country and the dignity of free, fair and peaceful elections, and to vote in every election fearlessly and without being influenced by considerations of religion, race, caste, community, language or any inducement.

How did your school celebrate the National Voters' Day on 25th January? Did you take the NVD Pledge?



Is Electoral Literacy Club (ELC) functioning in your school? For details about Systematic Voters' Education and Electoral Participation (SVEEP) programme of the Election Commission of India, visit http://ecisveep.nic.in

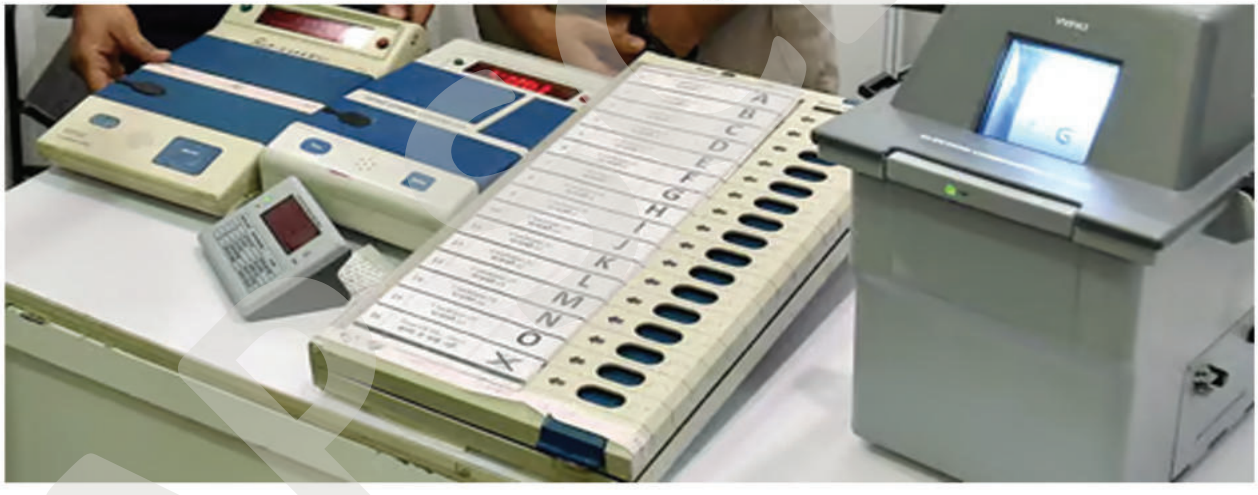


The tableau of the Election Commission of India passes through the Rajpath, New Delhi, on the occasion of the 67th Republic Day Parade in 2016.

General Election 1952



Electronic Voting Machine



Secret voting compartment



Election Commision of India



ECONOMICS

معاشیات

SEMISTER - 1

Contents

Chapter 1 The Story of Village Palampur پالم پور گاؤں کی کہانی	July جولائی	271-300
Chapter 2 People as Resource انسان بطور وسیلہ	September ستمبر	301-325

N7Q4F9
اساتذہ کے لیے

U6T6X5
طلباء کے لیے

APSCERT

اکتسابی نتائج

سبق کے اختتام پر طلباء

1. پالم پور گاؤں کی کہانی

1. گاؤں میں زرعی (کاشتکاری) اور غیر زرعی معاشی سرگرمیوں کے درمیان فرق کریں گے۔
2. پیداوار کے عوامل کا تجزیہ کریں گے۔
3. کثیر فصلوں کی ضرورت کو جانیں گے۔
4. سبز انقلاب کے اثر کا تجزیہ کریں گے اور اپنے علاقے میں اپنائے جانے والے مختلف زرعی طریقوں کے بارے میں مقامی کسانوں سے انٹرویو کریں گے۔
5. زرعی مزدوروں کے حالات، سرمایہ کے ذرائع، زائد فصل کی فروخت اور اس کے مؤثر استعمال کے بارے میں بحث ومباحثہ کریں گے۔

2. انسان بطور وسیلہ

1. انسان کو بطور وسیلہ میں تبدیل کرنے والے عوامل کو سمجھیں گے۔
2. معیشت کے تین شعبوں اور ان کی سرگرمیوں پر تجزیہ کریں گے۔
3. صنفی امتیازات کو بیان کریں گے۔
4. معیشت پر بے روزگاری کے اثرات اور اپنائے جانے والے اقدامات پر تبادلہ خیال کریں گے۔
5. مزید روزگار کے مواقع فراہم کرنے میں تیسرے شعبہ کے رول کی ستائش کریں گے۔
6. معیاری آبادی پر اثر انداز ہونے والے عوامل بیان کریں گے۔

AP SCERT

LEARNING OUTCOMES

The students will be able to

1. The Story of Village Palampur

1. Distinguish between farming and non forming economic activities in villages.
2. Analyse the factors of production.
3. Recognise the need of multiple cropping.
4. Analyse the Impact of the Green Revolution and perform an interview with the local farmers regarding different farming methods in their area.
5. Discuss about the conditions of labour, source of capital, sale of surplus and its effective use.

2. People as Resource

1. Understand the factors that make people as resource
2. Analyse the three economic sectors and their activities.
3. Explain on the gender discrimination.
4. Discuss the effect of unemployment on economy and the measures to be taken.
5. Appreciate the role of Tertiary Sector in providing employment opportunities.
6. Describe factors affecting quality of population

APSCERT

باب 1

پالم پور گاؤں کی کہانی

S1N5M8

عمومی جائزہ

اس کہانی کا مقصد پیداور سے وابستہ بنیادی تصورات سے متعارف کرانا ہے اور یہ ہم فرضی گاؤں کی کہانی کے ذریعہ کریں گے جس کا نام پالم پور ہے۔

پال پور میں کاشت کاری اہم سرگرمی ہے، جبکہ پراشیا سازی، دودھ کا روبار اور نقل وحمل جیسی کئی دوسری سرگرمیاں محدود پیمانے پر کی جاتی ہیں۔ ان پیداواری سرگرمیوں کے لیے مختلف قسم کے وسائل کی ضرورت ہوتی ہے۔ جن میں قدرتی وسائل، دستکاری، انسانی کوشش اور نقد رقم وغیرہ شامل ہیں۔ جب ہم پالم پور کی کہانی کا مطالعہ کریں گے تو ہمیں معلوم ہوگا کہ کس طرح گاؤں میں مطلوبہ اشیا اور خدمات پیدا کرنے کے لیے مختلف وسائل یکجا ہوتے ہیں۔

تعارف

حمل ونقل کے اعتبار سے پالم پور قریب وجوار کے گاؤں اور قصبات سے اچھی طرح جڑا ہوا ہے۔ رائے گنج جو کافی بڑا گاؤں ہے پالم پور سے 3 کلومیٹر کی دوری پر واقع ہے۔ سال بھر استعمال ہونے والی ایک سڑک گاؤں کو رائے گنج سے جوڑتی ہے اور اس سے بھی آگے قریب ترین چھوٹے سے قصبے شاہ پور تک جاتی ہے۔ تانگوں، سامان سے بھری بگیوں، گڑ اور دوسری اشیا سے لدی بیل گاڑیوں سے لے کر موٹر سائیکلوں، جیپوں، ٹریکٹروں اور ٹرکوں جیسی موٹر گاڑیوں کی کئی قسم کے ذرائع نقل وحمل اس سڑک پر دکھائی دیتے ہیں۔

اس گاؤں میں مختلف ذاتوں کے تقریباً 450 کنبے رہتے ہیں۔ اعلیٰ ذات کے 80 کنبے گاؤں کی زیادہ تر زمین پر قابض ہیں۔ ان کے مکانات، جن میں سے چند کافی بڑے ہیں جو اینٹوں اور سیمنٹ سے تعمیر کیے گئے ہیں۔ گاؤں کی آبادی میں ایک تہائی دلت ذات کے لوگ ہیں جو گاؤں کے ایک کونے میں آباد ہیں۔ جن کے مکانات کافی چھوٹے ہیں اور جن میں سے چند تو کچی مٹی اور گھاس پھوس سے بنائے گئے ہیں۔ زیادہ تر مکانوں میں



شکل 1.1 : گاؤں کا منظر

بجلی کی سہولت موجود ہے۔ اس کے علاوہ کھیتوں میں لگے تمام ٹیوب ویلوں کو بجلی مہیا رہتی ہے اور جو مختلف قسم کی چھوٹی موٹی تاجرانہ سرگرمیوں میں بھی استعمال کی جاتی ہے۔ پالم پور میں دو پرائمری اسکول اور ایک ہائی اسکول ہیں۔ مریضوں کے علاج کے لیے ایک سرکاری ابتدائی طبی مرکز اور ایک پرائیوٹ ڈسپنسری بھی موجود ہے۔

- مذکورہ بالا بیان سے واضح ہے کہ پالم پور میں سڑکوں، نقل وحمل، بجلی، آب پاشی، اسکولوں اور بنیادی طبی مرکز کا ایک اچھا خاصا ترقی یافتہ نظام موجود ہے۔ اپنے قرب وجوار کے گاؤں سے ان سہولیات کا موازانہ کیجیے۔

پالم پور کی کہانی جو ایک فرضی گاؤں ہے جو ہمیں گاؤں میں ہونے والی مختلف پیداورانہ سرگرمیوں کا متعارف کرائے گی۔ ہندوستان کے گاؤں میں کاشت کاری اہم پیداوارانہ سرگرمی ہے۔ متذکرہ دیگر پیدا وارانہ سرگرمیاں غیر زراعتی سرگرمیاں ہیں جن میں چھوٹے پیمانے پر اشیاء سازی، نقل وحمل اور دوکانداری وغیرہ شامل ہیں۔ پیداوار کے بارے میں چند عمومی باتیں سیکھنے کے بعد، ہم ان دونوں اقسام کی سرگرمیوں پر نظر ڈالیں گے۔

* یہ کہانی جزوی طور پر مغربی اتر پردیش کے ضلع بلند شار کے ایک گاؤں سے متعلق گلبرٹ ایٹین کے تحقیقی مطالعہ پر مبنی ہے۔

© NCERT not to be republished

Chapter 1

The Story of Village Palampur

Overview

The purpose of the story is to introduce some basic concepts relating to production and this we do through a story of a hypothetical village called Palampur.*

Farming is the main activity in Palampur, whereas several other activities such as small scale manufacturing, dairy, transport, etc. are carried out on a limited scale. These production activities need various types of resources — natural resources, man-made items, human effort, money, etc. As we read through the story of Palampur, we will learn how various resources combine to produce the desired goods and services in the village.

Introduction

Palampur is well-connected with neighbouring villages and towns. Raiganj, a big village, is 3 kms from Palampur. An all weather road connects the village to Raiganj and further on to the nearest small town of Shahpur. Many kinds of transport are visible on this road starting from bullock carts, *tongas*, bogeys (wooden cart drawn by buffalos) loaded with jaggery (*gur*) and other commodities to motor vehicles like motorcycles, jeeps, tractors and trucks.

This village has about 450 families belonging to several different castes. The 80 upper caste families own the majority of land in the village. Their houses, some of them quite large, are made of brick with cement plastering. The SCs (dalits) comprise one third of the population and live in one corner of the village and in much smaller houses some of which are of mud and straw. Most of the houses have



Picture 1.1 *Scene of a village*

electric connections. Electricity powers all the tubewells in the fields and is used in various types of small business. Palampur has two primary schools and one high school. There is a primary health centre run by the government and one private dispensary where the sick are treated.

- The description above shows that Palampur has fairly well-developed system of roads, transport, electricity, irrigation, schools and health centre. Compare these facilities with those in your nearby village.

The story of Palampur, an imaginary village, will take us through the different types of production activities in the village. In villages across India, farming is the main production activity. The other production activities, referred to as non-farm activities include small manufacturing, transport, shop-keeping, etc. We shall take a look at both these types of activities, after learning a few general things about production.

* The narrative is partly based on a research study by Gilbert Etienne of a village in Bulandshahr district in Western Uttar Pradesh.

پیداوار کی تنظیم

پیداوار کا مقصد عوام کے لیے ضروری اشیاء اور خدمات کی پیداوار ہے۔ اشیاء اور خدمات کی پیداوار کے لیے چار ضرورتیں ہوتی ہیں۔

پہلی ضرورت **زمین** اور دیگر قدرتی وسائل جیسے پانی، جنگلات اور معدنیات ہیں۔

دوسری ضرورت **مزدوروں** کی ہے، چند پیداوار نہ سرگرمیوں کے لیے اعلیٰ تعلیم یافتہ مزدوروں کی ضرورت ہوتی ہے جو ضروری کام انجام دے سکے۔ دوسری سرگرمیوں میں ایسے کام کرنے والوں کی ضرورت ہوتی ہے جو صرف دستی کام کر سکتے ہیں۔ کام کرنے والا ہر شخص پیداوار کے لیے مطلوبہ محنت مہیا کرتا ہے۔

تیسری ضرورت **مادّی سرمایہ** کی ہے یعنی وہ متعدد اشیا جن کی پیداوار کے دوران ہر مرحلے پر ضرورت پیش آتی ہے۔ مادّی سرمایہ کے تحت کیا چیزیں آتی ہیں؟

(a) اوزار، مشینیں اور عمارتیں: اوزاروں اور مشینوں میں کسان کے سادہ ہلوں سے لے کر جزیٹرز۔ چرخ اور کمپیوٹر وغیرہ جیسی جدید ترین مشینوں تک شامل ہیں۔ اوزار، مشین اور عمارتیں کئی سال تک اشیاء کی پیداوار کے لیے استعمال کی جاسکتی ہیں اور اسی وجہ سے ان کو **مقررہ سرمایہ یا مادی سرمایہ** کہتے ہیں۔

(b) خام مال اور نقد رقم (زر) : پیداواری سرگرمیوں میں متعدد قسم کی خام مال کی ضرورت پیش آتی ہے، مثلاً بنکروں کے ذریعہ استعمال کیا جانے والا سوت اور کمہار کے استعمال میں آنے والی چکنی مٹی۔ اسی طرح دوسری ضروری اشیاء خرید اور ادائیگی کے لیے پیداواری مرحلہ میں کچھ نہ کچھ زر کی ضرورت پیش آتی ہے۔ خام مال اور نقد رقم کو 'زیر کار سرمایہ' کہتے ہیں۔ اوزاروں، مشینوں اور عمارتوں سے بالکل مختلف ان کا استعمال پیداواری عمل میں کیا جاتا ہے۔

ایک چوتھی ضرورت بھی ہے۔ زمین، محنت اور مادّی سرمایہ کو ایک جا کرنے کا اہل ہونے کے لیے اور تیار مال پیدا کرنے کے بعد یا تو اسے ذاتی طور سے استعمال کرنے یا اس کو بازار میں فروخت کرنے کے لیے آپ کو علم اور کاروباری مہمات کی ضرورت پیش آئے گی۔ جس کو انسانی سرمایہ کہتے ہیں۔ ہم اگلے باب میں **انسانی سرمایہ** کے بارے میں مزید معلومات حاصل کریں گے۔

- اس تصویر میں پیداوار میں استعمال ہونے والی زمین، محنت اور قائم سرمایہ کی شناخت کیجیے۔



شکل 1.2 : متعدد مزدور اور مشینوں کے ساتھ فیکٹری کی تصویر

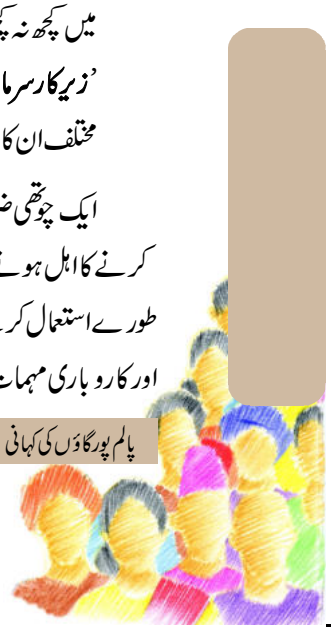
زمین، محنت، مادی سرمایہ اور انسانی سرمایہ کو یکجا کر کے پیداوار کو منظّم کیا جاتا ہے۔ جو **پیداور کے عوامل** کہلاتے ہیں۔ جب ہم پالم پور کی کہانی پڑھیں گے، تو پیداوار کے پہلے تین اجزاء کے بارے میں مزید معلومات حاصل کریں گے۔ اس باب میں سہولت کے لیے سرمایہ کی حیثیت سے ہم مادی سرمایہ کا حوالہ دیں گے۔

پالم پور میں زراعت (کاشت کاری)

1. زمین متعین و محدود ہے

پالم پور میں کاشت کاری اہم پیداواری سرگرمی ہے۔ کل کام کرنے والے لوگوں کے 75 فیصدی لوگ اپنی گزر بسر کے لیے کاشت کاری پر منحصر ہیں۔ یہ کسان ہو سکتے ہیں یا پھر زرعی مزدور۔ ان لوگوں کی خوشحالی کا قریبی تعلق کھیت کی پیداوار سے ہے۔

لیکن یاد رکھئے کہ کھیت سے پیداوار حاصل کرنے میں ایک بنیادی پریشانی ہوتی ہے۔ کاشت کاری کے لیے زمین کا رقبہ عملاً مختص کر دیا جاتا ہے۔ 1960 سے پالم پور میں زیر کاشت زمینی رقبہ کے اندر کوئی توسیع نہیں



Organisation of Production

The aim of production is to produce the goods and services that we want. There are four requirements for production of goods and services.

The first requirement is **land**, and other natural resources such as water, forests, minerals.

The second requirement is **labour**, i.e. people who will do the work. Some production activities require highly educated workers to perform the necessary tasks. Other activities require workers who can do manual work. Each worker is providing the labour necessary for production.

The third requirement is **physical capital**, i.e. the variety of inputs required at every stage during production. What are the items that come under physical capital?

(a) *Tools, machines, buildings:* Tools and machines range from very simple tools such as a farmer's plough to sophisticated machines such as generators, turbines, computers, etc. Tools, machines, buildings can be used in production over many years, and are called **fixed capital**.

(b) *Raw materials and money in hand:* Production requires a variety of raw materials such as the yarn used by the weaver and the clay used by the potter. Also, some money is always required during production to make payments and buy other necessary items. Raw materials and money in hand are called **working capital**. Unlike tools, machines and buildings, these are used up in production.

There is a fourth requirement too. You will need knowledge and enterprise to be able to put together land, labour and physical capital and produce an output either to use yourself or to sell in the market. This these days is called human capital. We shall learn more about **human capital** in the next chapter.

- In the picture, identify the land, labour and fixed capital used in production.



Picture 1.2 *A factory, with several labourers and machines*

Every production is organised by combining land, labour, physical capital and human capital, which are known as **factors of production**. As we read through the story of Palampur, we will learn more about the first three factors of production. For convenience, we will refer to the physical capital as the capital in this chapter.

Farming in Palampur

1. Land is fixed

Farming is the main production activity in Palampur. 75 per cent of the people who are working are dependent on farming for their livelihood. They could be farmers or farm labourers. The well-being of these people is closely related to production on the farms.

But remember that there is a basic constraint in raising farm production. Land area under cultivation is practically fixed. Since 1960 in Palampur, there has been no expansion in land area under

ہوئی ہے۔ تب تک گاؤں کی کچھ بنجر زمین کو کاشت کے قابل بنا دیا گیا تھا۔ اس لیے اب وہاں نئی زمین کو زیر کاشت لاکر زرعی پیداوار بڑھانے کی مزید گنجائش نہیں ہے۔

زمین کی پیمائش کی معیاری اکائی ہیکٹر (ڈھائی ایکڑ) ہے۔ دیہاتوں میں زمین کو مقامی اکائیوں جیسے بیگھا، کنٹہ وغیرہ میں پیمائش کرتے ہوئے آپ نے دیکھا ہوگا۔ ایک ہیکٹر ایک مربع رقبہ کے مساوی ہوتا ہے جس کے ایک ضلع کی پیمائش 100 میٹر ہوتی ہے۔ کیا آپ ایک ہیکٹر کھیت کے رقبے کا موازنہ اپنے اسکول کے میدان سے کر سکتے ہیں؟

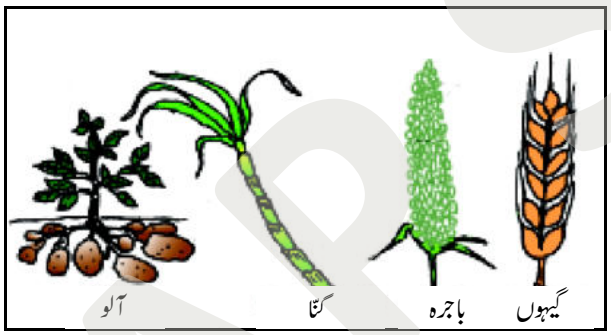
2. کیا ایک ہی زمین سے زیادہ پیداوار اگانے کا کوئی طریقہ ہے؟

پالم پور میں اگائی جانے والی فصلوں کی اقسام اور دستیاب سہولیات، ریاست اتر پردیش کے مغربی حصے کی کسی بھی ایک گاؤں سے ملتی جلتی ہیں۔ پالم پور میں موجود تمام زمین پر کاشت کاری کی جاتی ہے اور کوئی بھی زمین غیر کاشت شدہ نہیں چھوڑی جاتی۔ بارش کے موسم میں (خریف) کسان جوار اور باجرے کی کاشت کرتے ہیں۔ ان پودوں کو مویشیوں کے چارے کی طرح استعمال کرتے ہیں۔ اس کے بعد اکتوبر اور دسمبر کے درمیان آلو کی کاشت کی جاتی ہے۔ سردی کے موسم میں (ربیع) کھیتوں میں گیہوں کی فصل کی جاتی ہے۔ کسان اپنی گیہوں کی پیداوار کی وافر مقدار اپنے کنبے کے استعمال کے لیے رکھ لیتے ہیں اور زائد گیہوں کو رائے گنج کے بازار میں فروخت کرتے ہیں۔ زمین کا ایک حصہ گنے کی کاشت کے لیے چھوڑ دیا جاتا ہے یہ فصل سال میں ایک اگائی جاتی ہے۔ گنے کو خام شکل میں یا پھر گڑ کی شکل میں شاہ پور کے تاجروں کو فروخت کیا جاتا ہے۔

پالم پور میں کسانوں کا ایک سال میں تین مختلف فصلیں اگانے کے قابل ہونے کی بنیادی وجہ وہاں موجود کافی ترقی یافتہ آب پاشی کا نظام ہے۔ پالم پور میں بجلی کافی ابتدائی دور میں آ گئی تھی۔ اس کا ایک بڑا اثر یہ ہوا کہ یہاں نظام آب پاشی کی کایا پلٹ دی۔ اس سے قبل کسان کنوؤں سے پانی کھینچنے کے لیے پرشین پہیہ کا استعمال کرتے ہوئے زمین کے چھوٹے چھوٹے کھیتوں کی آب پاشی کرتے تھے۔ لوگوں نے دیکھا کہ بجلی سے چلنے والے ٹیوب ویل زمین کے کافی بڑے رقبے پر بہترین طور پر آسانی سے آب پاشی کر سکتے تھے۔ پہلے چند ٹیوب ویل تو سرکار کی جانب سے لگائے گئے۔ تاہم، اس کے بعد جلد ہی کسانوں نے ذاتی ٹیوب ویل لگانے شروع کر دیے۔ جس کے نتیجہ میں 1970ء کی دہائی کے وسط تک 200 ہیکٹیر کے کل رقبہ پر آب پاشی کی گئی۔

ہندوستان کے تمام گاؤں میں اتنی اعلیٰ سطح کے آب پاشی کا نظام موجود نہیں ہے۔ دریائی میدانوں کے علاوہ ہمارے ملک میں ساحلی علاقوں میں عمدہ آب پاشی نظام موجود ہے۔ اس کے برعکس، سطح مرتفع کا علاقہ مثلاً دکن مرتفع میں آب پاشی کا نظام نچلی سطح پر ہے۔ ہمارے ملک میں آج بھی جملہ رقبہ کے 40 فیصد سے بھی کم رقبہ پر آب پاشی کی سہولت پائی جاتی ہے۔ بقیہ علاقوں میں کاشت کاری زیادہ تر بارش پر ہی منحصر ہوتی ہے۔

ایک سال میں ایک ہی قطعہ زمین پر ایک سے زیادہ فصلیں اگانے کے عمل کو 'کثیر فصل' کہا جاتا ہے۔ یہ ایک دیے ہوئے زمین کے ٹکڑے پر پیداوار کو بڑھانے کا سب سے زیادہ عام طریقہ ہے۔ پالم پور میں تقریباً تمام کسان سال میں کم سے کم دو فصلیں اگاتے ہیں۔ گذشتہ پندرہ یا بیس سالوں سے بہت سے کسان آلو کو ایک تیسری فصل کی حیثیت سے بھی اگا رہے ہیں۔



شکل 1.3 : مختلف فصلیں

آیئے بحث کریں

- درج ذیل جدول 1.1 ہندوستان میں زیر کاشت زمین کو ملین (10 لاکھ) ہیکٹیر کی اکائیوں میں ظاہر کرتی ہے۔ دیے گئے گراف پر اس کو ظاہر کیجیے۔ گراف کس بات کو واضح کرتا ہے؟ کلاس میں بحث کیجیے۔

cultivation. By then, some of the wastelands in the village had been converted to cultivable land. There exists no further scope to increase farm production by bringing new land under cultivation.

The standard unit of measuring land is hectare, though in the villages you may find land area being discussed in local units such as *bigha, guintha* etc. One hectare equals the area of a square with one side measuring 100 metres. Can you compare the area of a 1 hectare field with the area of your school ground?

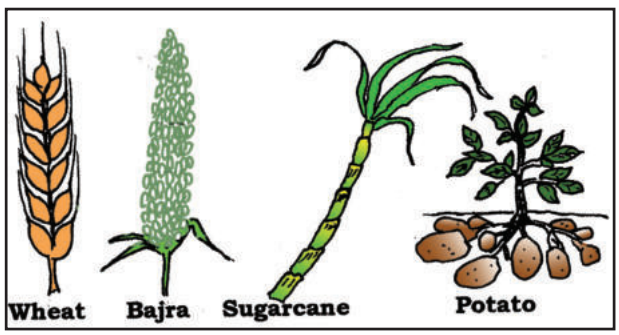
2. Is there a way one can grow more from the same land?

In the kind of crops grown and facilities available, Palampur would resemble a village of the western part of the state of Uttar Pradesh. All land is cultivated in Palampur. No land is left idle. During the rainy season (kharif) farmers grow jowar and bajra. These plants are used as cattle feed. It is followed by cultivation of potato between October and December. In the winter season (rabi), fields are sown with wheat. From the wheat produced, farmers keep enough wheat for the family's consumption and sell the surplus wheat at the market at Raiganj. A part of the land area is also devoted to sugarcane which is harvested once every year. Sugarcane, in its raw form, or as jaggery, is sold to traders in Shahpur.

The main reason why farmers are able to grow three different crops in a year in Palampur is due to the well-developed system of irrigation. Electricity came early to Palampur. Its major impact was to transform the system of irrigation. Persian wheels were, till then, used by farmers to draw water from the wells and irrigate small fields. People saw that the electric-run tubewells could irrigate much larger areas of land more effectively. The first few tubewells were installed by the government. Soon, however, farmers started setting up private tubewells. As a result, by mid-1970s the entire cultivated area of 200 hectares (ha.) was irrigated.

Not all villages in India have such high levels of irrigation. Apart from the riverine plains, coastal regions in our country are well-irrigated. In contrast, plateau regions such as the Deccan plateau have low levels of irrigation. Of the total cultivated area in the country a little less than 40 per cent is irrigated even today. In the remaining areas, farming is largely dependent on rainfall.

To grow more than one crop on a piece of land during the year is known as multiple cropping. It is the most common way of increasing production on a given piece of land. All farmers in Palampur grow atleast two main crops; many are growing potato as the third crop in the past fifteen to twenty years.



Picture 1.3 *Different crops*

Let's Discuss

- The following Table1.1 shows the land under cultivation in India in units of million hectares. Plot this on the graph provided. What does the graph show? Discuss in class.

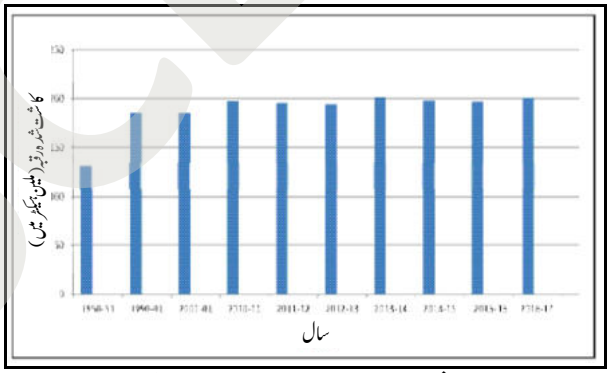
جدول 1.1: مختلف سالوں میں کاشت شدہ رقبہ

سال	کاشت شدہ رقبہ (ملین ہیکٹر میں)
1950-51	132
1990-91	186
2000-01	186
2010-11(P)	198
2011-12(P)	196
2012-13(P)	194
2013-14(P)	201
2014-15(P)	198
2015-16(P)	197
2016-17(P)	200

(P) عارضی اعداد و شمار

ماخذ: زراعتی شماریات کی دستی کتاب، 2017، ڈائریکٹوریٹ برائے معاشیات اور شماریات شعبہ برائے زراعت، کوآپریشن اور کسانوں کی فلاح

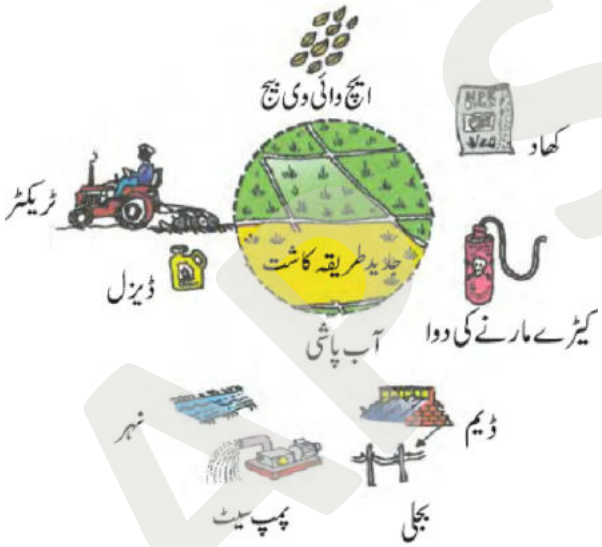
کاشت شدہ رقبہ (ملین ہیکٹر میں)



- کیا آب پاشی کے تحت موجود کاشتکاری کے رقبہ کو بڑھانا ضروری ہے؟ کیوں؟
- آپ پالم پور میں اگائی جانے والی فصلوں کے بارے میں پڑھ چکے ہیں۔ مندرجہ ذیل جدول کو اپنے علاقے میں اگائی جانے والی فصلوں کی معلومات کی بنیاد پر بھریئے۔

آپ دیکھ ہی چکے ہیں کہ ایک ہی قطعہء زمین سے پیداوار بڑھانے کا ایک طریقہ کثیر زرعی کاشت ہے۔ زیادہ حصول کے لیے دوسرا طریقہ یعنی جدید طرز کی کاشت کاری ہے۔ جب ایک ہی موسم میں ایک دیئے ہوئے قطعہء زمین پر کاشت کی گئی فصل کو پیداوار کے طور پر پیمائش کی جاتی ہے۔ 1960 کی دہائی کے وسط تک کاشت کاری میں استعمال کیے جانے والے تخم یعنی بیج روایتی تھے جن سے پیداوار نسبتاً کم حاصل ہوتی تھی۔ روایتی بیجوں کو کم آب پاشی کی ضرورت ہوتی تھی۔ زرخیزی برقرار رکھنے کے لیے کسان گوبر اور دوسری قدرتی کھادوں کا استعمال کرتے تھے۔ اس قسم کی تمام کھاد کسانوں کے پاس دستیاب تھی، جس کو انہیں خریدنے کی ضرورت نہیں تھی۔

1960ء کی دہائی کے آخری حصے میں سبز انقلاب نے ہندوستانی کسان کو بیجوں کی زیادہ پیداوار دینے والی قسموں (HYVs) کو استعمال کرتے ہوئے گیہوں اور چاول کی کاشت کے طریقے سے متعارف کرایا۔ روایتی بیجوں کی بہ نسبت ایچ وائی وی بیج ایک ہی رقبے پر غذائی اناجوں کی زیادہ پیداوار کر سکتے ہیں۔ جس کے نتیجے میں اب زمین کا وہی قطعہ اراضی HYV بیجوں کے استعمال سے پہلے کی بہ نسبت غذائی اناجوں کی ایک بڑی مقدار پیدا کر سکتا تھا۔ لیکن ایچ وائی وی بیجوں کو بہترین نتائج دینے کے لیے کافی پانی، کیمیائی کھاد اور کیڑے مار ادویات کی ضرورت تھی۔



شکل 1.4 : جدید کاشت کاری کے طریقے HYV بیج اور کیمیائی کھاد وغیرہ

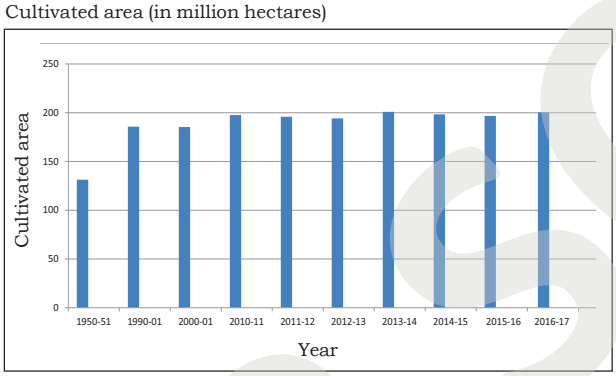
فصل کا نام	بوائی کا مہینہ	فصل کی کٹائی کا مہینہ	آب پاشی کے ذرائع (بارش، تالاب، ٹیوب ویل، نہریں وغیرہ)

Table 1.1: Cultivated area over the years

Year	Cultivated Area (in Million ctares)
1950–51	132
1990–91	186
2000–01	186
2010–11 (P)	198
2011–12 (P)	196
2012–13 (P)	194
2013–14 (P)	201
2014–15 (P)	198
2015–16 (P)	197
2016–17 (P)	200

(P) - Provisional Data
Source: Pocket Book of Agriculture Statistics 2020, Directorate of Economics and Statistics, Department of Agriculture, Cooperation and Farmers Welfare.

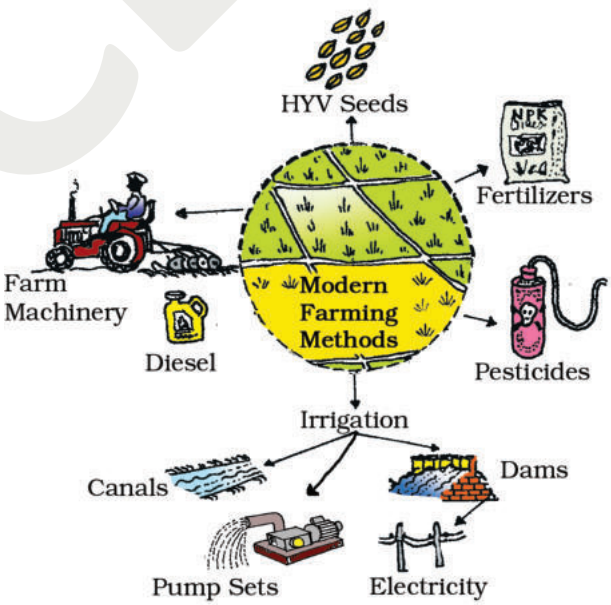
Cultivated area (in million hectares)



- Is it important to increase the area under irrigation? Why?
- You have read about the crops grown in Palampur. Fill the following table based on information on the crops grown in your region.

You have seen that one way of increasing production from the same land is by **multiple cropping**. The other way is to use modern farming methods for higher yield. Yield is measured as crop produced on a given piece of land during a single season. Till the mid-1960s, the seeds used in cultivation were traditional ones with relatively low yields. Traditional seeds needed less irrigation. Farmers used cow-dung and other natural manure as fertilizers. All these were readily available with the farmers who did not have to buy them.

The **Green Revolution** in the late 1960s introduced the Indian farmer to cultivation of wheat and rice using high yielding varieties (HYVs) of seeds. Compared to the traditional seeds, the HYV seeds promised to produce much greater amounts of grain on a single plant. As a result, the same piece of land would now produce far larger quantities of foodgrains than was possible earlier. HYV seeds, however, needed plenty of water and also chemical fertilizers and pesticides to produce best results.



Picture 1.4 *Modern Farming Methods: HYV seeds, chemical fertilizer etc.*

Name of crop	Month sown	Month Harvested	Source of irrigation (Rain, tanks, tubewells, canals, etc.)

HYV بیج سے زیادہ پیداوار اس وقت ممکن ہے جبکہ بہترین آب پاشی کی سہولت، کیمیائی کھاد، کیڑا مار ادویات وغیرہ دستیاب ہوں۔

پنجاب، ہریانہ اور مغربی اتر پردیش کے کسانوں نے سب سے پہلے ہندوستان میں کاشت کاری کے جدید طریقوں کا استعمال کیا۔ ان علاقوں کے کسانوں نے آب پاشی کے لیے ٹیوب ویل نسب کئے اور کاشت کاری میں ایچ وائی وی بیجوں، کیمیائی کھادوں اور کیڑے مار ادویہ کا استعمال کیا۔ چند کسانوں نے ٹریکٹروں اور تھریشروں (فصل کاٹنے کی مشین) جیسی مشینیں خریدیں جس کے نتیجہ میں ہل چلانے اور فصل کاٹنے میں بہت تیزی آ گئی اور ان کو گیہوں کی کافی زیادہ پیداوار حاصل ہوئی۔

پالم پور میں جہاں روایتی اقسام سے پیدا کیے گئے گیہوں کی پیداوار 1300 کلوگرام فی ہیکٹیر تھی۔ ایچ وائی وی بیجوں سے پیداوار 3200 کلو گرام فی ہیکٹیر تک جا پہنچی۔ گیہوں کی پیداوار میں کافی اضافہ ہو گیا۔ اب کسانوں کے پاس بازار میں فروخت کرنے کے لیے بچت گیہوں کی کافی مقدار موجود تھی۔

آیئے بحث کریں

- کثیر فصلی اور کاشت کاری کے جدید طریقوں میں کیا فرق ہے؟
- مندرجہ ذیل جدول ہندوستان میں سبز انقلاب کے بعد ملین ٹن کی اکائی میں گیہوں اور دالوں کی پیداوار کو ظاہر کرتا ہے۔ اس کو گراف پیپر پر ظاہر کیجیے۔ کیا سبز انقلاب دونوں فصلوں کے لیے کامیاب ثابت ہوا؟
- کاشت کاری کے جدید طریقوں کو استعمال کرتے ہوئے کسان کے کام میں آنے والا کاروباری سرمایہ کیا ہے؟

شکل 1.2 دالوں کی پیداوار اور گیہوں کی پیداوار۔ (ملین ٹن میں)

	دالوں کی پیداوار	گیہوں کی پیداوار
1965-66	10	10
1970-71	12	24
1980-81	11	36
1990-91	14	55
2000-01	11	70
2010-11	18	87
2012-13	18	94
2013-14	19	96
2014-15	17	87
2015-16	17	94
2016-17	23	99
2017-18	25	100
2018-19	23	104
2019-20	23	108
2020-21	25	110
2021-22	28	107

Source: Pocket book of agricultural Statistics 2022 Directorate of Economics and Statistics, Department of Agriculture, Cooperation and Farmers Welfare.

- موجودہ طریقہ کاشت کاری میں کسان کو پہلے سے کہیں زیادہ روپیہ کی ضرورت پیش آتی ہے۔ ایسا کیوں ہے؟

مجوزہ مشغلہ

- کسی فیلڈ وزیٹ کے دوران اپنے علاقے کے کسانوں سے بات کیجیے اور معلوم کیجیے کہ:

1. کسان کاشت کاری کے کون سے طریقے اپنا رہے ہیں۔ کیا وہ جدید یا روایتی یا پھر مخلوط طریقے اپنا رہے ہیں؟ ایک نوٹ لکھیے۔
2. ذرائع آب پاشی کیا ہیں؟
3. کاشت شدہ زمین کے کتنے حصے پر آب پاشی کی جاتی ہے؟ (بہت کم / تقریباً آدھی / اکثر یتی زمین پر / تمام زمین پر)
4. کسان اپنی ضروری مصنوعات کہاں سے حاصل کرتے ہیں؟

3. کیا زمین کی قوت پیداوار دائمی ہوتی ہے؟

چونکہ زمین ایک قیمتی قدرتی وسیلہ ہے اس لیے اس کا استعمال کرتے وقت بہت محتاط رہنا چاہیے۔ سائنسی رپورٹس بتاتی ہیں کہ جدید طریقہ کاشت کاری استعمال کرتے ہوئے اس بنیادی قدرتی وسیلے کو ضرورت سے زیادہ استعمال کیا گیا ہے۔

متعدد علاقوں میں کیمیائی کھاد کے بہت زیادہ استعمال کی وجہ سے سبز انقلاب کے ساتھ زمین کی زرخیزیت کا خاتمہ بھی وابستہ ہے۔ اس کے علاوہ ٹیوب ویل آب پاشی کے لیے زمینی پانی کے مسلسل استعمال نے زیر زمین پانی کی سطح کو گھٹا دیا ہے۔ زمینی زرخیزیت اور زیر زمین پانی جیسے ماحولی ذرائع بننے کے لیے کافی عرصہ لگتا ہے۔ اگر ایک مرتبہ یہ ضائع ہو جائیں تو پھر ان کو بحال کرنا ایک مشکل امر ہے۔ زراعت کے مستقبل کو یقینی بنانے کے لیے ہمیں ماحول کی حفاظت پر دھیان دینا ضروری ہے۔

مجوزہ مشغلہ

- مندرجہ ذیل اخبارات / رسالوں کی رپورٹ پڑھنے کے بعد اپنے الفاظ میں وزیر زراعت کو ایک خط لکھیے کہ کیمیائی کھاد کا استعمال کس طرح نقصان دہ ہو سکتا ہے۔

... کیمیائی کھاد ایسے معدنیات مہیا کرتی ہے جو پانی میں گھل جاتے ہیں اور پودوں کو فوراً مل جاتے ہیں۔ لیکن یہ زیادہ مدت تک زمین میں برقرار نہیں



Higher yields were possible only from a combination of HYV seeds, irrigation, chemical fertilisers, pesticides, etc.

Farmers of Punjab, Haryana and Western Uttar Pradesh were the first to try out the modern farming method in India. The farmers in these regions set up tubewells for irrigation, and made use of HYV seeds, chemical fertilisers and pesticides in farming. Some of them bought farm machinery, like tractors and threshers, which made ploughing and harvesting faster. They were rewarded with high yields of wheat.

In Palampur, the yield of wheat grown from the traditional varieties was 1300 kg per hectare. With HYV seeds, the yield went up to 3200 kg per hectare. There was a large increase in the production of wheat. Farmers now had greater amounts of surplus wheat to sell in the markets.

Let's Discuss

- What is the difference between multiple cropping and modern farming method?
- The following table shows the production of wheat and pulses in India after the Green Revolution in units of million tonnes. Plot this on a graph. Was the Green Revolution equally successful for both the crops? Discuss.
- What is the working capital required by the farmer using modern farming methods?

Table 1.2: Production of pulses and wheat (in Million Tonnes)

	Production of Pulses	Production of Wheat
1965 - 66	10	10
1970 - 71	12	24
1980 - 81	11	36
1990 - 91	14	55
2000 - 01	11	70
2010 - 11	18	87
2012 - 13	18	94
2013 - 14	19	96
2014 - 15	17	87
2015 - 16	17	94
2016 - 17	23	99
2017 - 18	25	100
2018 - 19	23	104
2019 - 20	23	108
2020 - 21	25	110
2021 - 22	28	107

Source: Pocket book of agricultural Statistics 2022, Directorate of Economics and Statistics, Department of Agriculture, Cooperation and Farmers Welfare.

- Modern farming methods require the farmer to start with more cash than before. Why?

Suggested Activity

- During your field visit talk to some farmers of your region. Find out:

1. What kind of farming methods — modern or traditional or mixed — do the farmers use? Write a note.
2. What are the sources of irrigation?
3. How much of the cultivated land is irrigated? (very little/nearly half/ majority/all)
4. From where do farmers obtain the inputs that they require?

3. Will the land sustain?

Land being a natural resource, it is necessary to be careful in its use. Scientific reports indicate that the modern farming methods have overused the natural resource base.

In many areas, Green Revolution is associated with the loss of soil fertility due to increased use of chemical fertilisers. Also, continuous use of groundwater for tubewell irrigation has led to the depletion of the water-table. Environmental resources, like soil fertility and groundwater, are built up over years. Once destroyed it is very difficult to restore them. We must take care of the environment to ensure future development of agriculture.

Suggested Activity

- After reading the following reports from newspapers/magazines, write a letter to the Agriculture Minister in your own words telling him how the use of chemical fertilisers can be harmful.

...Chemical fertilisers provide minerals which dissolve in water and are immediately available to plants. But these may not be retained in the



شکل 1.5 : پالم پور گاؤں : زیر کاشت زمین کی تقسیم

رہ سکتے۔ یہ مٹی سے گہرائی تک پہنچ کر زیر زمین پانی، دریاؤں اور جھیلوں کو بھی آلودہ کر سکتے ہیں۔ کیمیائی کھادیں مٹی میں موجود جراثیم یا دوسرے چھوٹے چھوٹے عضویوں کو ہلاک کر دیتے ہیں۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ ان کے استعمال کے کچھ عرصہ بعد مٹی پہلے سے کم زرخیز رہ جائے گی.... (ماخذ: ڈاؤن ٹو ارتھ، نئی دہلی)

.... ملک کے ریاست پنجاب میں کیمیائی کھادوں کا استعمال سب سے زیادہ ہے۔ کیمیائی کھادوں کے مسلسل استعمال کی وجہ سے مٹی کی زرخیزیت میں کمی آ گئی ہے۔ اب پنجاب کے کسان پہلی جیسی پیداواری سطح حاصل کرنے کے لیے زیادہ سے زیادہ کیمیائی کھادوں اور دوسرے درآمدات کے استعمال پر مجبور ہیں، جس کی وجہ سے کاشت کی لاگت بہت تیزی سے بڑھ رہی ہے.... (ماخذ: دی ٹری بیون، چنڈی گڑھ)

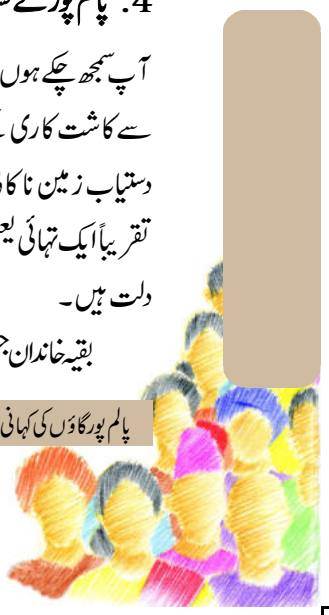
4. پالم پور کے کسانوں کے درمیان زمین کی تقسیم کیسے کی گئی ہے؟

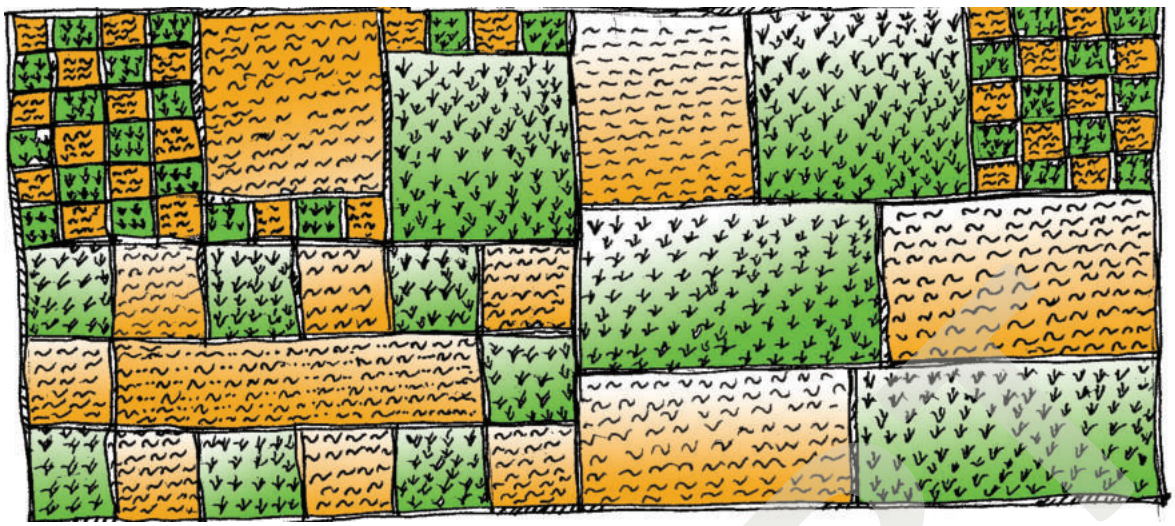
آپ سمجھ چکے ہوں گے کہ کاشت کاری کے لیے زمین کتنی اہم ہے۔ بدقسمتی سے کاشت کاری کے پیشے میں لگے تمام لوگوں کے پاس کاشت کے لیے دستیاب زمین ناکافی ہے۔ پالم پور میں موجود 450 خاندانوں میں سے تقریباً ایک تہائی یعنی 150 خاندان زمین سے محروم ہیں۔ جن میں زیادہ تر دلت ہیں۔

بقیہ خاندان جن کے پاس زمین ہے، ان میں 240 خاندان ایسے جن کے پاس 2 ہیکٹر سے بھی کم رقبے والی چھوٹی زمین کے ٹکڑوں پر کاشت کرتے ہیں۔ کاشتکاری سے کسانوں کے خاندانوں کو محدود آمدنی ہوتی ہے۔

1960ء میں گوبند نامی ایک کسان 2.25 ہیکٹیر زمین کا مالک تھا۔ جس کا زیادہ حصہ آب پاشی کی سہولیت سے محروم تھا۔ اپنے تین بیٹوں کی مدد سے گوبند نے زمین پر کاشت کاری کرتا تھا۔ اس کے باوجود ان کی زندگی آرام سے نہیں گزرتی تھی۔ اس خاندان کو تھوڑی سی زائد آمدنی ایک بھینس سے ہوتی تھی۔ گووند کی موت کے چند سال بعد، یہ زمین اس کے تین بیٹوں میں تقسیم ہوگئی۔ اب ہر ایک بیٹے کو صرف 0.75 ہیکٹیر حصہ میں آئی۔ آب پاشی اور جدید طریقہء کاشت کاری کے استعمال کے باوجود گوبند کے بیٹے اپنی زمین سے اتنی آمدنی حاصل کرنے سے قاصر ہیں جس پر وہ گزارا کر سکیں۔ سال کے چند مہینے انہیں مزید کام کی تلاش کرنی پڑتی تھی۔

آپ تصویر میں گاؤں کے اندر پھیلے ہوئے چھوٹے چھوٹے زمین کے ٹکڑوں کی ایک بڑی تعداد دیکھ سکتے ہیں۔ ان پر چھوٹے کسان کاشت کاری کرتے ہیں۔ اس کے برعکس گاؤں کے آدھے سے زیادہ رقبہ پر ایسے پلاٹ ہیں جن کا سائز کافی بڑا ہے۔ پالم پور میں کسانوں کے 60 ایسے خاندان درمیانی اور بڑے ہیں جو دو ہیکٹیر سے بھی زیادہ زمین پر کاشت کاری کرتے ہیں۔ چند بڑے کسان ایسے بھی ہیں جن کے پاس زمین کے ایسے پلاٹ ہیں جن کا رقبہ 10 ہیکٹیر یا اس سے بھی زیادہ ہے۔





Picture 1.5 *Palampur village: Distribution of cultivated land*

soil for long. They may escape from the soil and pollute groundwater, rivers and lakes. Chemical fertilizers can also kill bacteria and other micro-organisms in the soil. This means some time after their use, the soil will be less fertile than ever before....*(Source:* Down to Earth, New Delhi)

.....The consumption of chemical fertilizers in Punjab is highest in the country. The continuous use of chemical fertilizers has led to degradation of soil health. Punjab farmers are now forced to use more and more chemical fertilizers and other inputs to achieve the same production level. This means cost of cultivation is rising very fast.....*(Source:* The Tribune, Chandigarh)

4. How is land distributed between the farmers of Palampur?

You must have realised how important land is for farming. Unfortunately, not all the people engaged in agriculture have sufficient land for cultivation. In Palampur, about one third of the 450 families are landless, i.e. 150 families, most of them dalits, have no land for cultivation.

Of the remaining families who own land, 240 families cultivate small plots of land less than 2 hectares in size. Cultivation of such plots doesn't bring adequate income to the farmer family.

In 1960, Gobind was a farmer with 2.25 hectares of largely unirrigated land. With the help of his three sons Gobind cultivated the land. Though they didn't live very comfortably, the family managed to feed itself with a little bit of extra income from one buffalo that the family possessed. Some years after Gobind's death, this land was divided among his three sons. Each one now has a plot of land that is only 0.75 hectare in size. Even with improved irrigation and modern farming method, Gobind's sons are not able to make a living from their land. They have to look for additional work during part of the year.

You can see the large number of small plots scattered around the village in the picture. These are cultivated by the small farmers. On the other hand, more than half the area of the village is covered by plots that are quite large in size. In Palampur, there are 60 families of medium and large farmers who cultivate more than 2 hectares of land. A few of the large farmers have land extending over 10 hectares or more.

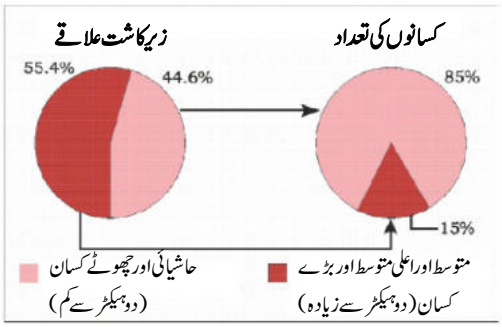


شکل 1.6 : کھیتوں پر جاری کام؛ گیہوں کی فصل۔ بیلوں کی مدد سے ہل چلانے کا عمل، بوائی، کٹائی، کیڑے مار دواؤں کا چھڑکاؤ، فصل کی کٹائی ، (قدیم اور جدید طریقہ کاشت اور فصلوں کی کٹائی)

آیئے بحث کریں

- کیا آپ تصویر 1.5 میں ایسی زمین کو شیڈ کر سکتے ہیں جس پر چھوٹے کسان کاشت کاری کرتے ہیں؟
- کسانوں کے اتنے بہت سے خاندان زمین کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں پر کاشت کاری کیوں کرتے ہیں؟
- ہندوستان میں کسانوں کی تقسیم اور ان کی کاشت کردہ زمین کی مقدار مندرجہ ذیل گراف 1.1 میں دی گئی ہے۔ کلاس میں بحث کیجیے۔

گراف 1.1: زیر کاشت علاقے اور کسانوں کی تقسیم



Source: Pocket Book of Agriculture Statistics 2020 and State of Indian Agriculture 2020. Department of Agriculture, Cooperation and former's welfare.

آیئے بحث کریں

- کیا آپ اس بات سے متفق ہیں کہ پالم پور میں کاشت شدہ زمین کی تقسیم غیر مساوی ہے؟ کیا آپ پورے ہندوستان میں ایسی ہی صورت حال دیکھتے ہیں؟ واضح کیجیے۔

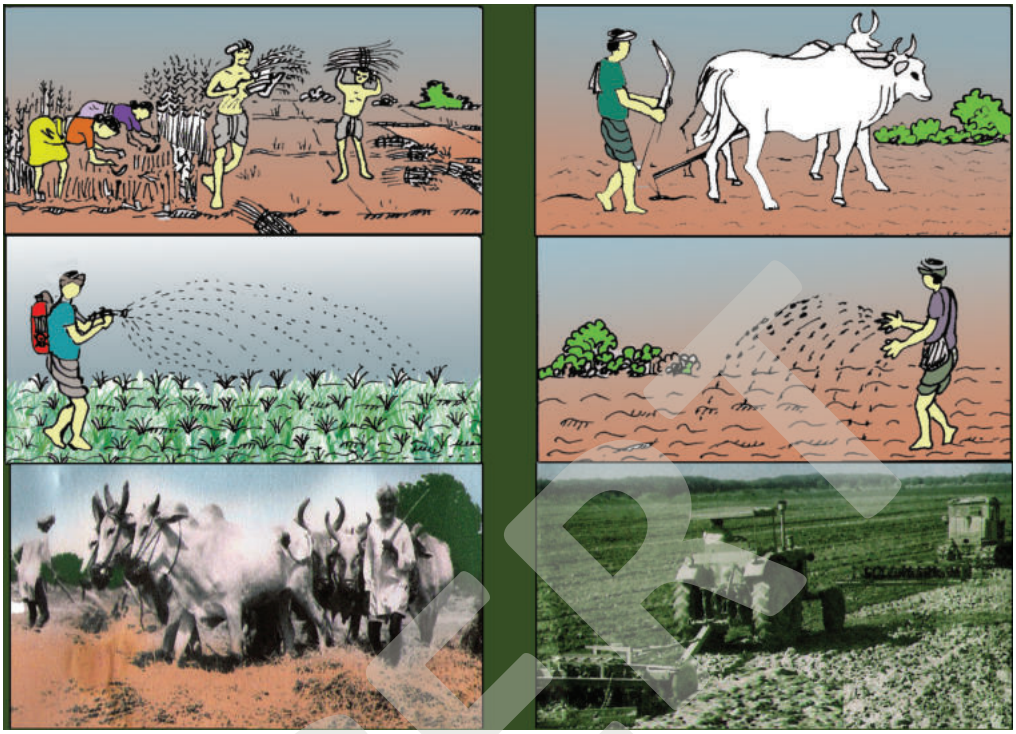
5. مزدور کون مہیا کریں گے؟

زمین کے بعد پیداوار عمل کے لیے مزدور اگلا ضروری جزو ہے۔ کاشت کاری کے لیے سخت محنت کی ضرورت ہوتی ہے۔ چھوٹے کسان اپنے خاندان کے افراد کے ساتھ مل کر خود اپنے کھیتوں پر کاشت کاری کرتے ہیں۔ اس طرح، وہ خود کاشتکاری کے لیے مطلوبہ مزدور مہیا کرتے ہیں۔ اوسط درجہ کے اور بڑے کسان اپنے کھیتوں پر کام کرنے کے لیے اجرت پر زرعی مزدوروں کا تقرر کرتے ہیں۔

آیئے بحث کریں

- تصویر 1.6 میں دیے گئے کاموں کی شناخت کیجیے اور ان کو مناسب ترتیب دیجیے۔

زرعی مزدور کا تعلق یا تو بے زمین خاندانوں سے آتے ہیں یا پھر ان خاندانوں میں سے جن کے پاس کھیتی کے لیے چھوٹے چھوٹے قطعے ہوتے ہیں۔

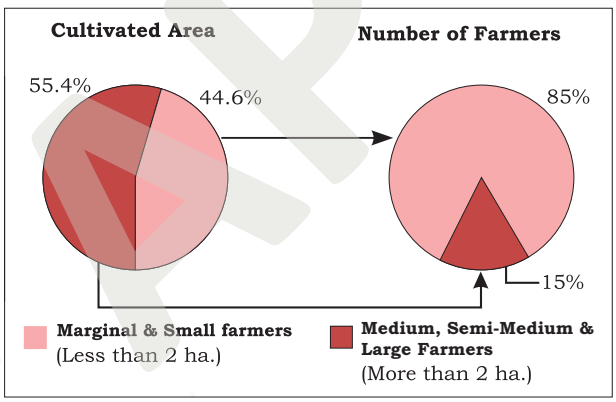


Picture 1.6 *Work on the fields: Wheat crop—ploughing by bullocks, sowing, spraying of insecticides, cultivation by traditional method, cultivation by modern method, and cutting of crops.*

Let's Discuss

- In the Picture 1.5, can you shade the land cultivated by the small farmers?
- Why do so many families of farmers cultivate such small plots of land?
- The distribution of farmers in India and the amount of land they cultivate is given in the following Graph 1.1. Discuss in the classroom.

Graph 1.1: *Distribution of Cultivated Area and Farmers*



Source: Pocket Book of Agriculture Statistics 2020 and State of Indian Agriculture 2020, Department of Agriculture, Cooperation and Farmers Welfare.

Let's Discuss

- Would you agree that the distribution of cultivated land is unequal in Palampur? Do you find a similar situation for India? Explain.

5. Who will provide the labour?

After land, labour is the next necessary factor for production. Farming requires a great deal of hard work. Small farmers along with their families cultivate their own fields. Thus, they provide the labour required for farming themselves. Medium and large farmers hire farm labourers to work on their fields.

Let's Discuss

- Identify the work being done on the field in the Pictures 1.6 and arrange them in a proper sequence.

Farm labourers come either from landless families or families cultivating small plots of land. Unlike farmers, farm labourers do not have a right over the

(دالا اور رام کلی نامی لوگ گاؤں میں رہنے والے انتہائی غریب لوگ ہیں

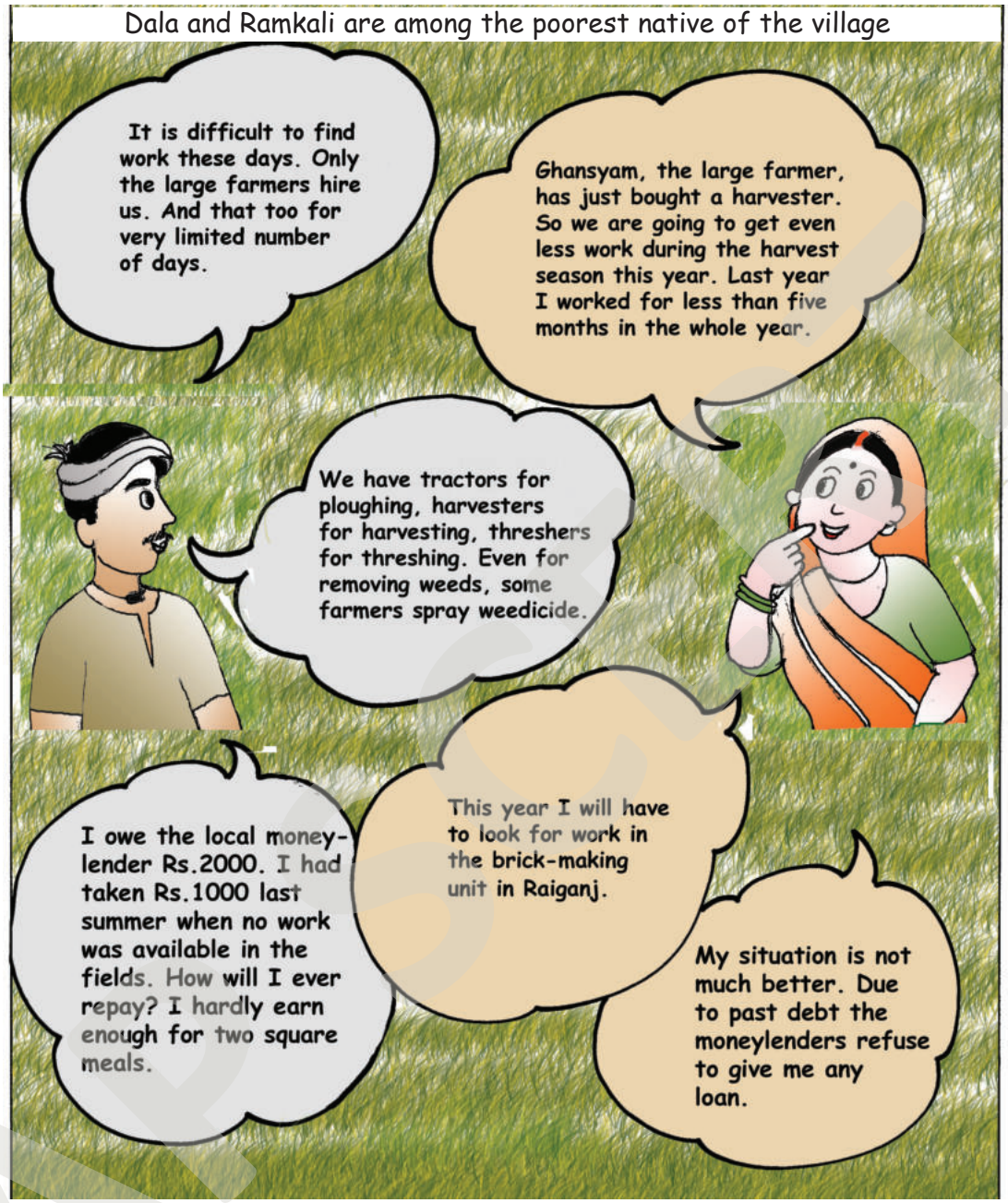


شکل 1.7 : دالا اور رام کلی کے درمیان ایک مکالمہ

کسانوں کے برعکس زرعی مزدوروں کا زمین پر اگائی ہوئی فصل پر کوئی حق نہیں ہوتا۔ اس کی بجائے وہ کسان ان کو اجرت ادا کرتے ہیں جن کے لیے وہ کام کرتے ہیں۔ یہ اجرت نقد اناج کی شکل میں ہو سکتی ہے۔ کبھی کبھی مزدوروں کو کھیتوں پر کام کرنے کے بعد کھانا بھی دیا جاتا ہے۔ اجرتیں ایک علاقے سے دوسرے علاقے تک، ایک فصل سے دوسری فصل تک اور کسی ایک نوعیت کی کاشت کا رانہ سرگرمی سے دوسری تک مختلف ہوتی ہیں (مثلاً بوائی اور کٹائی) ساتھ ہی ساتھ ملازمت کی مدت میں بھی کافی فرق پایا جاتا ہے۔

مثلاً ایک کھیت پر کام کرنے والے کو یومیہ شرط پر ملازم رکھا جا سکتا ہے یا مخصوص زراعتی کام کے لیے مثلاً کٹائی کے کے لیے یا پھر پورے سال کے لیے۔

دالا ایک ایسا بے زمین زرعی مزدور ہے جو پالم پور میں یومیہ اجرت پر کام کرتا ہے۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ اس کو مسلسل کام کی تلاش کرنی پڑتی ہے۔ کسی زرعی مزدور کے لیے سرکاری طور پر متعینہ اجرت 300 روپیہ یومیہ (مارچ 2019) طے کر دی گئی ہے، لیکن دالا کو صرف 160 روپیہ ہی ملتے ہیں۔



Picture 1.7 *The conversation between Dala and Ramkali*

crops grown on the land. Instead they are paid wages by the farmer for whom they work. Wages can be in cash or in kind e.g. crop. Sometimes labourers get meals also. Wages vary widely from region to region, from crop to crop, from one farm activity to another (like sowing and harvesting). There is also a wide variation in the duration of employment. A farm labourer might be employed on a daily basis, or for one particular farm activity like harvesting, or for the whole year.

Dala is a landless farm labourer who works on daily wages in Palampur. This means he must regularly look for work. The minimum wages for a farm labourer set by the government is Rs 300 per day (March 2019), but Dala gets only Rs 160. There is

پالم پور میں زرعی مزدوروں کے مابین بہت مقابلہ آرائی رہتی ہے، یہی وجہ ہے کہ مزدور کم اجرتوں پر کام کرنے کو راضی ہوجاتے ہیں۔ دالا اپنی حالت کو دوسری زرعی مزدور رام کالی سے اس طرح بیان کرتا ہے۔

والا اور رام کلی دونوں گاؤں کے غریب ین لوگوں میں سے ہیں۔

آیئے بحث کریں

- زرعی مزدور دالا اور رام کلی غریب کیوں ہیں؟
- گوسائی پور اور مجولی شمالی بہار کے دو گاؤں ہیں۔ ان گاؤں میں جملہ 850 خاندانوں میں سے 250 سے زیادہ مرد ایسے ہیں جو پنجاب اور ہریانہ کے دیہی علاقوں یا دہلی، ممبئی، سورت، حیدرآباد یا ناگپور میں ملازمت کرتے ہیں۔ ہندوستان بھر میں اس نوعیت کی نقل مکانی ایک عام بات ہے۔ لوگ نقل مکانی کیوں کرتے ہیں؟ کیا آپ کو بیان کر سکتے ہیں (اپنے تخیل کی بنیاد پر) کہ گوسائی پور اور مجولی کے مہاجر اپنی منزل پر پہنچنے کے بعد کیا کام کرتے ہوں گے؟

6. کاشت کاری کے لیے ضروری سرمایہ

آپ یہ دیکھ ہی چکے ہیں کہ جدید طرز کی کاشت کاری میں بڑا سرمایہ ضروری ہوتا ہے۔ اس طرح اب کسان کو پہلے سے زیادہ پیسے کی ضرورت ہوتی ہے۔

1. زیادہ تر کسانوں کو سرمایہ کے لیے روپیہ قرض لینا پڑتا ہے۔ وہ بڑے بڑے کسانوں یا گاؤں کے ساہوکاروں سے روپیہ قرض لیتے ہیں یا پھر ان تاجروں سے جو کاشت کاری کے لیے مختلف سامان مہیا کرتے ہیں۔ ایسے قرضوں پر شرح سود بہت زیادہ ہوتی ہے اور ایسے قرض کی ادائیگی کے لیے ان پر کافی ذہنی دباؤ پڑتا ہے۔

سویتا ایک چھوٹی کسان ہے۔ وہ اپنے ایک ہیکٹیر کے کھیت پر گیہوں بونے کا منصوبہ بناتی ہے۔ بیجوں، کھاد اور کیڑے مار دوا کے علاوہ اس کو پانی خریدنے اور فارم کے آلات کی مرمت کرانے کے لیے نقد روپئے کی ضرورت ہے۔ وہ اندازہ لگاتی ہے کہ ان تمام اخراجات کے لیے اس کو کم سے کم 3,000 روپیہ کی ضرورت ہوگی۔ اس کے پاس روپیہ تو ہے نہیں اس لیے وہ ایک بڑے کسان تیج پال سنگھ کے پاس قرضہ لینے کا فیصلہ کرتی ہے۔

تیج پال سنگھ سویتا کو چار ماہ کے لیے 24 فیصد سود کی شرح پر روپیہ دینے کو راضی ہوجاتا ہے جو سود کی ایک بہت اونچی شرح ہے۔ سویتا کٹائی کے موسم میں اس کے کھیت پر زرعی مزدور کی حیثیت سے -/100 روپیے یومیہ پر کام کرنے کو بھی راضی ہوجاتی ہے۔ آپ یہ سمجھ ہی سکتے ہیں کہ یہ اجرت بہت کم ہے۔ سویتا جانتی ہے کہ اس کو خود اپنے کھیت پر کٹائی کا کام مکمل کرنے کے لیے کڑی محنت کرنی پڑے گی اور اس کے بعد تیج پال کے لیے زرعی مزدور کی حیثیت سے کام کرنا ہوگا۔ کٹائی کا زمانہ کافی مصروفیت کا وقت ہوتا ہے۔ تین بچوں کی ماں کی حیثیت سے اس کی اپنے خاندان کے لیے بڑی ذمہ داریاں ہیں۔ سویتا ان سخت شرائط پر راضی اس لیے ہوجاتی ہے کہ وہ یہ اچھی طرح جانتی ہے کہ ایک چھوٹے کسان کے لیے قرض حاصل کرنا ایک مشکل کام ہے۔

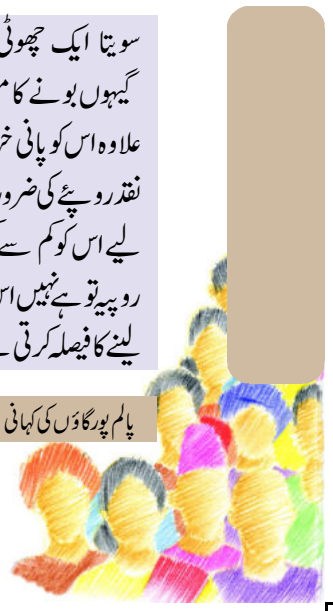
2. چھوٹے کسانوں کے برعکس اوسط درجہ کے اور بڑے کسانوں کو کاشت کاری سے خود اپنی بچت ہوتی ہے۔ اس لیے وہ ضروری سرمایہ مہیا کرتے ہیں۔ کس طرح یہ کسان خود کی اپنی بچت کرتے ہیں؟ آپ کو اگلے حصے میں اس کا جواب مل جائے گا۔

آیئے اب تک کی کہانی سے متعلق بحث کریں گے.....

ہم نے پیداوار کے تین عوامل زمین، محنت، اور سرمایہ کے بارے میں پڑھا ہے اور یہ بھی معلوم کیا ہے کہ کاشتکاری میں ان کا استعمال کیسے ہوتا ہے۔ آیئے درج ذیل خالی جگہوں کو پر کریں گے۔

پیداوار کے تین عوامل میں سے، ہم نے دیکھا کہ محنت پیداوار کا سب سے بڑا عامل ہے۔ بہت سے ایسے لوگ ہیں جو گاؤں میں مزدوروں کی حیثیت سے بخوشی کام کرنے پر راضی ہوجاتے ہیں جبکہ کام کے مواقع محدود ہیں۔ ان کا تعلق یا تو بے زمین خاندانوں سے یا پھر ____ سے ہے۔ ان کو بہت کم اجرت دی جارہی ہے اور وہ بڑی تکلیف دہ زندگی گزارتے ہیں۔

محنت سے بالکل مختلف، ____ پیداوار کا ایک کمیاب عامل ہے۔ زمین کا کاشت شدہ رقبہ ____ ہے۔ مزید برآں، کاشت کاری میں لگے لوگوں کے درمیان موجودہ زمین کی تقسیم بھی ____ (مساوی / غیر مساویانہ) طور پر ہوئی ہے۔ چھوٹے کسانوں کی ایک بڑی تعداد ایسی ہے جو زمین کے چھوٹے چھوٹے قطعوں پر کاشت کاری کرتی ہے۔ یہ لوگ اپنا



heavy competition for work among the farm labourers in Palampur, so people agree to work for lower wages. Dala complains about his situation to Ramkali, who is another farm labourer.

Both Dala and Ramkali are among the poorest people in the village.

Let's Discuss

- Why are farm labourers like Dala and Ramkali poor?
- Gosaipur and Majauli are two villages in North Bihar. Out of a total of 850 households in the two villages, there are more than 250 men who are employed in rural Punjab and Haryana or in Delhi, Mumbai, Surat, Hyderabad or Nagpur. Such migration is common in most villages across India. Why do people migrate? Can you describe (based on your imagination) the work that the migrants of Gosaipur and Majauli might do at the place of destination?

6. The capital needed in farming

You have already seen that the modern farming methods require a great deal of capital, so that the farmer now needs more money than before.

1. Most small farmers have to borrow money to arrange for the capital. They borrow from large farmers or the village moneylenders or the traders who supply various inputs for cultivation. The rate of interest on such loans is very high. They are put to great distress to repay the loan.

Savita is a small farmer. She plans to cultivate wheat on her 1 hectare of land. Besides seeds, fertilizers and pesticides, she needs cash to buy water and repair her farm instruments. She estimates that the working capital itself would cost a minimum of Rs 3,000. She doesn't have the money, so she decides to borrow from Tejpal Singh, a large farmer. Tejpal Singh agrees to give Savita the loan at an interest rate of 24 per cent for four months, which is a very high interest rate. Savita also has to promise to work on his field as a farm labourer during the harvest season at Rs 100 per day. As you can tell, this wage is quite low. Savita knows that she will have to work very hard to complete harvesting on her own field, and then work as a farm labourer for Tejpal Singh. The harvest time is a very busy time. As a mother of three children she has a lot of household responsibilities. Savita agrees to these tough conditions as she knows getting a loan is difficult for a small farmer.

2. In contrast to the small farmers, the medium and large farmers have their own savings from farming. They are thus able to arrange for the capital needed. How do these farmers have their own savings? You shall find the answer in the next section.

Let's discuss the story so far....

We have read about the three factors of production—land, labour and capital—and how they are used in farming. Let us fill in the blanks given below.

Among the three factors of production, we found that labour is the most abundant factor of production. There are many people who are willing to work as farm labourers in the villages, whereas the opportunities of work are limited. They belong to either landless families or _____. They are paid low wages, and lead a difficult life.

In contrast to labour, _____ is a scarce factor of production. Cultivated land area is _____. Moreover, even the existing land is distributed _____ *(equally/unequally)* among the people engaged in farming. There are a large number of small farmers who cultivate small plots of land and live in

گزارہ ایسے حالات میں کرتے ہیں جو بے زمین زرعی مزدوروں سے کچھ زیادہ بہتر نہیں۔ موجودہ زمین کا استعمال زیادہ سے زیادہ کرنے کے لیے کسان ——— اور ——— کا استعمال کرتے ہیں۔ ان دونوں نے فصلوں کی پیداوار میں کافی اضافہ کیا ہے۔

جدید طریقہء کاشت کاری کے لیے کافی ——— کی ضرورت ہوتی ہے۔ چھوٹے چھوٹے کسانوں کو عام طور پر سرمایہ کے لیے روپیہ قرض لینا پڑتا ہے اور یہ کسان قرض کی ادائیگی کو لے کر ذہنی دباؤ کا شکار رہتے ہیں۔ اس لیے چھوٹے کسانوں کے لیے سرمایہ بھی پیداوار کا ایک کمیاب عامل ہے۔

اگر چہ زمین اور سرمایہ دونوں کمیاب ہیں لیکن پھر بھی پیداوار کے ان دونوں عوامل کے درمیان ایک بنیادی فرق ہے۔ ——— ایک قدرتی وسیلہ ہے جبکہ انسان کا بنایا ہوا ہے۔ سرمایہ کو بڑھانا ممکن ہے جبکہ زمین مقررہ ہے۔ اس لیے زراعت مین استعمال ہونے والی زمین اور دیگر قدرتی وسائل کے تئیں ہمیں احتیاط برتنی ہوگی۔

7. زائد زرعی اشیاء کی فروخت

آیئے فرض کرتے ہیں کہ کسانوں نے اپنی زمین پر پیداوار کے تین عوامل استعمال کرتے ہوئے گیہوں کی فصل اگائی ہے۔ گیہوں کی کٹائی کی جاتی ہے اور فصل کی اگائی کا کام مکمل ہوجاتا ہے۔ یہ کسان گیہوں کا کیا کرتے ہیں؟ وہ خاندان کے خرچ کے لیے گیہوں کا ایک حصہ رکھ لیتے ہیں اور زائد گیہوں فروخت کردیتے ہیں۔ سویتا اور گوبند کے بیٹوں جیسے چھوٹے کسانوں کے پاس زائد گیہوں کی مقدار بہت کم ہوتی ہے کیونکہ ان کی جملہ پیداوار بہت کم ہوتی ہے۔ اس میں سے ایک بڑا حصہ اپنے خاندان کی ضروریات کے لیے بچالیا جاتا ہے۔ اس لیے صرف اوسط اور بڑے کسان ہی گیہوں کی سربراہی ٹھوک فروش بازار میں لاتے ہیں۔ تصویر 1.1 میں آپ دیکھ سکتے ہیں کہ گیہوں کی بوریاں لدی ہوئی بیل گاڑی جو بازار کی جانب جارہی ہے۔ بازار میں تاجر یہ گیہوں خرید کر دوبارہ اس گیہوں کو قصبات اور شہروں کے دوکانداروں کو فروخت کرتے ہیں۔

بڑے کسان تیج پال سنگھ کے پاس اس کی اپنی تمام زمینوں کی 350 کوئنٹل زائد گیہوں کی پیداوار ہے وہ اپنے پاس موجود زائد گیہوں کو رائے گنج کی مارکیٹ میں فروخت کرتا ہے اور اچھی خاصی آمدنی حاصل کرتا ہے۔

تیج پال سنگھ اپنی کمائی ہوئی آمدنی کا کیا کرتا ہے؟ پچھلے سال تیج پال سنگھ نے اپنی زیادہ تر رقم بینک کھاتہ میں ڈال دی تھی۔ اس کے بعد اس نے اپنی بقیہ رقم سویتا جیسے کسانوں کو قرض دینے کے لیے استعمال کیا۔ جن کو قرض کی ضرورت تھی۔ اس نے اپنی بچت کو آنے والے سال کی کاشت کاری کے لیے کاروباری اصل میں لگانے کے لیے بھی استعمال کیا۔ اس سال تیج پال سنگھ نے اپنی کمائی سے دوسرا ٹریکٹر خریدنے کا منصوبہ بنایا ہے۔ دوسرا ٹریکٹر اس کی مقررہ سرمایہ یا مادی سرمایہ کو بڑھائے گا۔

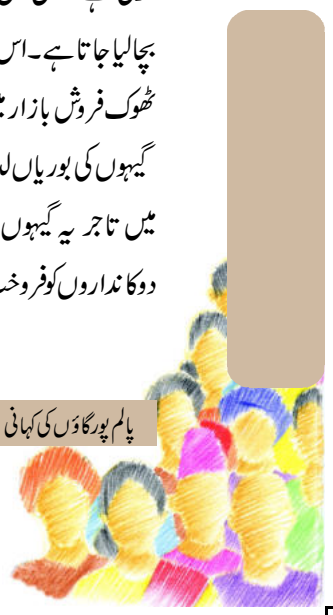
تیج پال سنگھ کی طرح دوسرے بڑے اور اوسط کسان اپنی زائد زرعی پیداوار کو فروخت کردیتے ہیں۔ اس طرح وہ خود اپنی ہی بچت سے کاشت کاری کے لیے سرمایہ جٹانے کے اہل ہوتے ہیں۔ کچھ کسان ایسے بھی ہیں جو موبیشی یا ٹرک خریدنے یا دوکان شروع کرنے کے لیے بھی اپنی بچت کو استعمال کرسکتے ہیں۔ جیسا کہ ہم نے دیکھا ہے کہ یہ غیر زرعی سرگرمیوں کے لیے سرمایہ ہوتا ہے۔

پالم پور میں غیر زرعی پیداواری سرگرمیاں

ہم پالم پور میں اہم پیداواری سرگرمی کی حیثیت سے کاشت کاری کے بارے میں علم حاصل کرچکے ہیں۔ اب ہم چند غیر زرعی پیداواری سرگرمیوں پر نظر ڈالیں۔ پالم پور میں رہنے والے صرف 25 فی صدی لوگ زراعت کے علاوہ دیگر سرگرمیوں میں مشغول ہیں۔

1. ڈیری۔ ایک دوسری عام سرگرمی

پالم پور میں ڈیری فارمنگ ایک عام سرگرمی ہے۔ لوگ اپنی بھینسوں کو مختلف قسم کی گھاس اور بارش کے موسم میں اگنے والی جوار اور باجرے کو بطور چارہ کھلاتے ہیں۔ ایک بڑے قریبی گاؤں رائے گنج میں دودھ فروخت کیا جاتا ہے۔ شاہ پور قصبہ کے دو تاجروں نے رائے گنج میں دودھ وصولی کے مراکز اور سرد خانے قائم کیے ہیں جہاں سے دودھ دور دراز کے قصبات اور شہروں کو منتقل کیا جاتا ہے۔



conditions not much better than the landless farm labourer. To make the maximum use of the existing land, farmers use _____ and _____. Both these have led to increase in production of crops.

Modern farming methods require a great deal of _____. Small farmers usually need to borrow money to arrange for the capital, and are put to great distress to repay the loan. Therefore, capital too is a scarce factor of production, particularly for the small farmers.

Though both land and capital are scarce, there is a basic difference between the two factors of production. _____ is a natural resource, whereas _____ is man-made. It is possible to increase capital, whereas land is fixed. Therefore, it is very important that we take good care of land and other natural resources used in farming.

7. Sale of Surplus Farm Products

Let us suppose that the farmers have produced wheat on their lands using the three factors of production. The wheat is harvested and production is complete. What do the farmers do with the wheat? They retain a part of the wheat for the family's consumption and sell the surplus wheat. Small farmers like Savita and Gobind's sons have little surplus wheat because their total production is small and from this a substantial share is kept for their own family needs. So it is the medium and large farmers who supply wheat to the market. In the Picture 1.1, you can see the bullock cart streaming into the market each carrying loads of wheat. The traders at the market buy the wheat and sell it further to shopkeepers in the towns and cities.

Tejpal Singh, the large farmer, has a surplus of 350 quintals of wheat from all his lands! He sells the surplus wheat at the Raiganj market and has good earnings.

What does Tejpal Singh do with his earnings? Last year, Tejpal Singh had put most of the money in his bank account. Later he used the savings for lending to farmers like Savita who were in need of a loan. He also used the savings to arrange for the working capital for farming in the next season. This year Tejpal Singh plans to use his earnings to buy another tractor. Another tractor would increase his fixed capital.

Like Tejpal Singh, other large and medium farmers sell the surplus farm products. A part of the earnings is saved and kept for buying capital for the next season. Thus, they are able to arrange for the capital for farming from their own savings. Some farmers might also use the savings to buy cattle, trucks, or to set up shops. As we shall see, these constitute the capital for non-farm activities.

Non-Farm Activities in Palampur

We have learnt about farming as the main production activity in Palampur. We shall now take a look at some of the non-farm production activities. Only 25 per cent of the people working in Palampur are engaged in activities other than agriculture.

1. Dairy — the other common activity

Dairy is a common activity in many families of Palampur. People feed their buffalos on various kinds of grass and the *jowar* and *bajra* that grows during the rainy season. The milk is sold in Raiganj, the nearby large village. Two traders from Shahpur town have set up collection cum chilling centres at Raiganj from where the milk is transported to far away towns and cities.

© NCERT

آیئے بحث کریں

- آیئے تین کسانوں پر غور کرتے ہیں۔ ہر ایک نے اپنے اپنے کھیت پر گیہوں اگایا ہے، اگرچہ کہ پیداوار مختلف ہے (کالم 2 دیکھیے) ہر کسان کے خاندان کے گیہوں کا خرچ (صرفہ) یکساں ہے (کالم 3) اس سال کا تمام زائد گیہوں اگلے سال کی پیداوار کے لیے سرمایہ کی حیثیت سے استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ بھی فرض کیجیے کہ حاصل شدہ پیداوار زیرکار سرمایہ سے دگنی ہے جو پیداوار میں استعمال کیا جاتا ہے۔ جدول کو مکمل کیجیے۔

کسان 1

	پیداوار	خرچ (صرفہ)	زائداناج = پیداوار – خرچ	آئندہ سال کے لیے سرمایہ
پہلا سال	100	40	60	60
دوسرا سال	120	40		
تیسرا سال		40		

کسان 2

	پیداوار	خرچ (صرفہ)	زائداناج = پیداوار – خرچ	آئندہ سال کے لیے سرمایہ
پہلا سال	80	40		
دوسرا سال		40		
تیسرا سال		40		

کسان 3

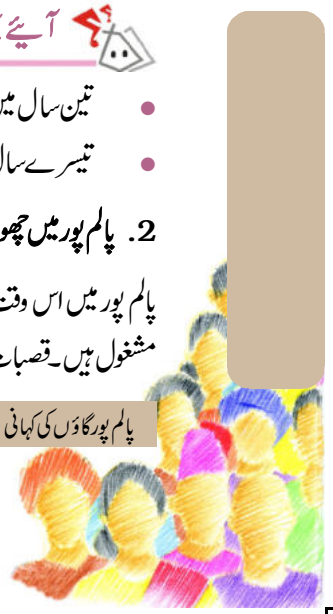
	پیداوار	خرچ (صرفہ)	زائداناج = پیداوار – خرچ	آئندہ سال کے لیے سرمایہ
پہلا سال	60	40		
دوسرا سال		40		
تیسرا سال		40		

آیئے بحث کریں

- تین سال میں تینوں کسانوں کی پیداوار کا آپس میں تقابل کیجیے۔
- تیسرے سال میں کسان نمبر 3 کے ساتھ کیا ہوا؟ کیا وہ پیداوار جاری رکھ سکتا ہے؟ اسے پیداوار جاری رکھنے کے لیے کیا کرنا ہوگا؟

2. پالم پور میں چھوٹے پیمانے کی اشیا سازی کی ایک مثال

پالم پور میں اس وقت پچاس لوگوں سے بھی کم لوگ اشیا سازی کے کام میں مشغول ہیں۔ قصبات اور شہروں میں قائم بڑے بڑے کارخانوں میں اشیا سازی کے برعکس، پالم پور میں اشیا سازی کے کام میں طریقہ پیداوار نہایت سادہ ہوتا ہے اور یہاں یہ کام چھوٹے پیمانے پر چلتا ہے۔ اس نوعیت کے زیادہ تر کام گھروں یا کھیتوں میں افراد خاندان کی مدد سے انجام دیا جاتا ہے۔



Let's Discuss

- Let us take three farmers. Each has grown wheat on his field though the production is different (see Column 2). The consumption of wheat by each farmer family is the same (Column 3). The whole of surplus wheat this year is used as capital for next year's production. Also suppose, production is twice the capital used in production. Complete the tables.

Farmer 1

	Production	Consumption	Surplus = Production – Consumption	Capital for the next year
Year 1	100	40	60	60
Year 2	120	40		
Year 3		40		

Farmer 2

	Production	Consumption	Surplus	Capital for the next year
Year 1	80	40		
Year 2		40		
Year 3		40		

Farmer 3

	Production	Consumption	Surplus	Capital for the next year
Year 1	60	40		
Year 2		40		
Year 3		40		

Let's Discuss

- Compare the production of wheat by the three farmers over the years.
- What happens to Farmer 3 in Year 3? Can he continue production? What will he have to do to continue production?

2. An example of small-scale manufacturing in Palampur

At present, less than fifty people are engaged in manufacturing in Palampur. Unlike the manufacturing that takes place in the big factories in the towns and cities, manufacturing in Palampur involves very simple production methods

AP SCERT

مزدوروں کو شاذ و نادر ہی اجرت پر لیا جاتا ہے۔

مشری لال نے بجلی سے چلنے والے گنے کو نچوڑ کر گڑ بنانے والی مشین خرید کر اس کو اپنے کھیت پر ہی لگایا ہے۔ بیش تر گنے سے رس نکالنے کا کام بیلوں کی مدد سے کیا جاتا تھا لیکن آج کل لوگ اس کاموں کو مشینوں سے کرنے کو ترجیح دیتے ہیں۔ مشری لال دوسرے کسانوں سے بھی گنا خرید لیتا ہے اور اس سے گڑ بناتا ہے۔ یہ گڑ شاہ پور کے تاجروں کو فروخت کرتا ہے۔ اس عمل سے مشری لال کو تھوڑا بہت نفع حاصل ہو جاتا ہے۔

آیئے بحث کریں

- مشری لال کو گڑ سازی یونٹ قائم کرنے میں کس قسم کے مادی سرمایہ کی ضرورت پیش آئی؟
- اس صورت میں محنت (مزدور) کی فراہمی کون کرتا ہے؟
- کیا آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ مشری لال اپنے نفع میں اضافہ کیوں نہیں کر سکا؟
- کیا آپ ایسی وجوہات کا اندازہ لگا سکتے ہیں جن کی بنا پر اس کو نقصان بھی اٹھانا پڑ سکتا ہے؟
- مشری لال اپنا گڑ شاہ پور میں تاجروں کو کیوں فروخت کرتا ہے خود اپنے گاؤں میں کیوں نہیں؟

3. پالم پور کے دوکاندار

پالم پور میں تجارت (اشیا کا تبادلہ) کرنے والے بہت کم لوگ ہیں۔ پالم پور کے دوکاندار تاجر ہوتے ہیں جو شہروں میں واقع تھوک بازاروں سے مختلف اشیا خرید کر گاؤں میں فروخت کرتے ہیں۔ آپ اس گاؤں میں چھوٹے چھوٹے جنرل اسٹور دیکھیں گے جہاں چاول، گیہوں، چینی، چائے، تیل بسکٹ، صابن، ٹوتھ پیسٹ، پیسٹریاں، موم بتی، کاپیاں، پین، پنسل اور یہاں تک کہ کپڑے جیسی مختلف اشیا فروخت کی جاتی ہیں۔ چند ایسے خاندان جن کے گھر بس اسٹانڈ کے قریب ہوتے ہیں وہ اپنی جگہ کے کچھ حصے کو چھوٹی دکانیں کھولنے کے لیے استعمال کیا ہے۔ یہاں وہ کھانے پینے کی اشیاء فروخت کرتے ہیں۔

کریم نے اپنے گاؤں میں کمپیوٹر کلاس کا ایک مرکز قائم کیا ہے۔ آج کل شاہ پور قصبہ میں طلباء کی ایک بڑی تعداد کالج میں تعلیم حاصل کر رہی ہے۔ کریم کو پتہ چلا کہ گاؤں کے متعدد طلبا بھی قصبہ میں کمپیوٹر کلاسوں میں جاتے ہیں۔ گاؤں میں دو عورتیں ایسی بھی تھیں جن کے پاس ڈگری ان کمپیوٹر اپلیکیشن کی قابلیت تھی۔ اس نے ان کو اپنے پاس ملازم رکھنے کا فیصلہ کیا۔ اس نے کمپیوٹر خریدے اور بازار کے سامنے اپنے مکان کے حصے میں کلاسیں شروع کر دیں۔ ہائی اسکول کے طلباء کی ایک اچھی خاصی تعداد نے ان کلاسوں میں داخلہ لے لیا ہے۔

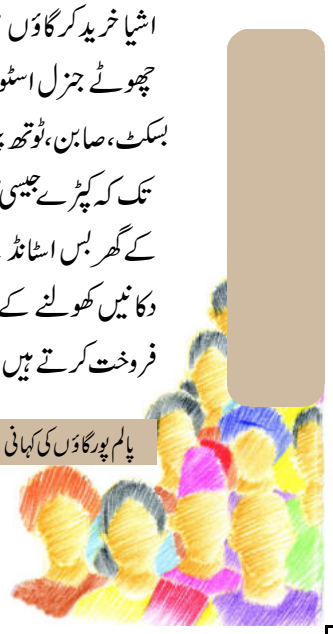
آیئے بحث کریں

- کریم کا سرمایہ اور محنت کس طرح سے مشری لال سے مختلف ہے؟
- اس سے پہلے کسی نے کمپیوٹر مرکز قائم کیوں نہیں کیا؟ ممکنہ دلائل سے بحث کیجیے

4. حمل و نقل ایک تیزی سے ترقی کرتا ہوا شعبہ

ہم نے سڑک پر چلتی ہوئی بہت سی گاڑیاں دیکھی ہیں جو پالم پور کو رائے گنج سے جوڑتی ہیں۔ رکشے والے، تانگے والے، جیپ، ٹریکٹر، ٹرک ڈرائیور اور روایتی بیل گاڑیوں اور بوگیاں چلاتے ہوئے لوگ نقل و حمل کی خدمات انجام دیتے ہیں۔ وہ لوگوں اور مال کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جاتے ہیں اور اس کے بدلے میں کرایہ وصول کرتے ہیں۔ گذشتہ کئی سالوں سے حمل و نقل سے وابستہ لوگوں کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے۔

کشور ایک زرعی مزدور ہے۔ اس کو دوسرے مزدوروں کی طرح اپنی اجرت سے اپنے خاندان کی ضروریات کو پورا کرنا بڑا مشکل معلوم ہوتا ہے۔ چند سال پہلے کشور نے بینک سے قرض لیا تھا، یہ قرضہ اس کو سرکاری پروگرام کے تحت ملا تھا جس میں بے زمین غریب خاندانوں کو سود کی سستی شرح پر قرض مہیا کیا جاتا تھا۔ کشور نے اس رقم سے بھینس خرید لی۔ اب وہ بھینس کا دودھ فروخت کرتا ہے۔



and are done on a small scale. They are carried out mostly at home or in the fields with the help of family labour. Rarely are labourers hired.

Mishrilal has purchased a mechanical sugarcane crushing machine run on electricity and has set it up on his field. Sugarcane crushing was earlier done with the help of bullocks, but people prefer to do it by machines these days. Mishrilal also buys sugarcane from other farmers and processes it into jaggery. The jaggery is then sold to traders at Shahpur. In the process, Mishrilal makes a small profit.

Let's Discuss

- What capital did Mishrilal need to set up his jaggery manufacturing unit?
- Who provides the labour in this case?
- Can you guess why Mishrilal is unable to increase his profit?
- Could you think of any reasons when he might face a loss?
- Why does Mishrilal sell his jaggery to traders in Shahpur and not in his village?

3. The shopkeepers of Palampur

People involved in trade (exchange of goods) are not many in Palampur. The traders of Palampur are shopkeepers who buy various goods from wholesale markets in the cities and sell them in the village. You will see small general stores in the village selling a wide range of items like rice, wheat, sugar, tea, oil, biscuits, soap, toothpaste, batteries, candles, notebooks, pen, pencil, even some cloth. A few of the families whose houses are close to the bus stand have used a part of the space to open small shops. They sell eatables.

Kareem has opened a computer class centre in the village. In recent years a large number of students have been attending college in Shahpur town. Kareem found that a number of students from the village are also attending computer classes in the town. There were two women in the village who had a degree in computer applications. He decided to employ them. He bought computers and set up the classes in the front room of their house overlooking the market. High school students have started attending them in good numbers.

Let's Discuss

- In what ways is Kareem's capital and labour different from Mishrilal's?
- Why didn't someone start a computer centre earlier? Discuss the possible reasons.

4. Transport: a fast developing sector

There are variety of vehicles on the road connecting Palampur to Raiganj. *Rickshawallahs*, *tongawallahs,* jeep, tractor, truck drivers and people driving the traditional bullock cart and bogey are people in the transport services. They ferry people and goods from one place to another, and in return get paid for it. The number of people involved in transport has grown over the last several years.

Kishora is a farm labourer. Like other such labourers, Kishora found it difficult to meet his family's needs from the wages that he received. A few years back Kishora took a loan from the bank. This was under a government programme which was giving cheap loans to poor landless households. Kishora bought a buffalo with this money. He now sells the buffalo's milk.



ساتھ ہی ساتھ وہ اپنی بھینس کو گاڑی سے باندھ کر اسے اشیاء کے حمل و نقل میں استعمال کرتا ہے۔ ہفتہ میں ایک بار وہ گنگاندی بھی جاتا ہے جہاں سے وہ کمہار کے لیے چکنی مٹی لاتا ہے یا کبھی کبھی وہ گڑ یا دوسری اشیا لاد کر شاہ پور لے جاتا ہے۔ ہر ماہ اس کو نقل وحمل سے پہلے کی بہ نسبت کچھ زیادہ کمائی ہو جاتی ہے۔

آیئے بحث کریں

- کشور کا اصل سرمایہ کیا ہے؟
- آپ کے خیال میں اس کا کاروباری سرمایہ کیا ہوگا؟
- کشور کتنے قسم کی پیداواری سرگرمیوں میں لگا ہوا ہے؟
- کیا آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ پالم پور کی بہتر سڑکوں کی وجہ سے کشور نے نفع حاصل کیا ہے؟

خلاصہ

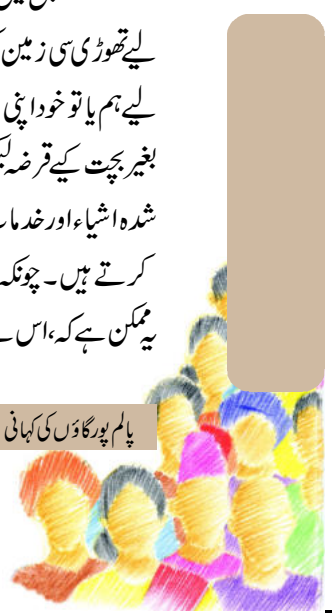
گاؤں میں کاشت کاری ایک اہم پیداواری سرگرمی ہے۔ پچھلے کئی سالوں سے طریقہ کاشت کاری میں متعدد اہم تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں۔ اس کے نتیجہ میں کسان ایک ہی قطعہ زمین سے زیادہ فصل پیدا کرنے کے اہل ہو گئے ہیں۔ یہ ایک اہم حصول یابی ہے کیونکہ زمین متعین، محدود اور کمیاب ہے۔ لیکن پیداوار کو بڑھانے کے نتیجہ میں زمین اور دوسرے قدرتی وسائل پر کافی دباؤ پڑا ہے۔

کاشت کاری کے نئے طریقوں میں کم زمین درکار ہوتی ہے لیکن زائد سرمایہ کی ضرورت زیادہ پیش آتی ہے۔ وسط اور بڑے کسان اگلی فصل کے لیے سرمایہ مہیا کرنے کے لیے پیداوار سے حاصل اپنی بچت کا استعمال کرنے کے اہل ہوتے ہیں۔ اس کے برعکس چھوٹے کسان جو ہندوستان میں موجود جملہ کسانوں کا تقریباً 80 فیصد ہیں، سرمایہ حاصل کرنے میں مشکل محسوس کرتے ہیں۔ ان کے چھوٹے زمینی رقبوں کی وجہ سے، ان کی پیداوار کافی نہیں ہوتی۔ زائد پیسے کی کمی کا یہ مطلب ہے کہ وہ اپنی ہی بچت سے سرمایہ حاصل کرنے سے قاصر رہتے ہیں اور انہیں مجبوراً قرضہ لینا پڑتا ہے۔ قرض کے علاوہ، بہت سے چھوٹے کسانوں کو اپنا اور اپنے خاندان کا پیٹ بھرنے کے لیے کھیتوں میں مزدوروں کی حیثیت سے اضافی کام کرنا پڑتا ہے۔

چونکہ محنت پیداوار کا سب سے بڑا عنصر ہے، اس لیے بہتر ہوگا کہ کاشت کاری کے نئے طریقوں میں زیادہ مزدوروں کا استعمال ہو لیکن بدقسمتی سے ایسا کچھ نہیں ہوا۔ کھیتوں پر مزدوروں (محنت) کا استعمال محدود ہے، اس لیے مزدور مواقع کی تلاش میں قریبی گاؤں، قصبات اور شہروں کی جانب نقل مکانی کر رہے ہیں۔ کچھ مزدور ایسے بھی ہیں جو گاؤں میں غیر زرعی کاموں میں داخل ہو گئے ہیں۔

موجودہ دور میں، گاؤں کے اندر غیر زرعی شعبہ کافی بڑا نہیں ہے۔ ہندوستان میں دیہی علاقوں میں 100 کام کرنے والوں میں سے صرف 24 غیر زرعی سرگرمیوں میں مشغول ہیں۔ اگرچہ گاؤں میں متعدد قسم کی غیر زرعی سرگرمیاں موجود ہیں (ہم چند مثالیں دیکھ چکے ہیں) ایسی ہر سرگرمی میں ملازم لوگوں کی تعداد بہت چھوٹی ہے۔

مستقبل میں ہم گاؤں میں زیادہ سے زیادہ، غیر زرعی پیداواری سرگرمیاں دیکھنا چاہیں گے۔ کاشت کاری کے برعکس غیر زرعی سرگرمیوں کو کم زمین کے لیے تھوڑی سی زمین کی ضرورت ہوتی ہے۔ لوگ چھوٹے سرمایہ کی مدد سے غیر زرعی سرگرمیاں قائم کر سکتے ہیں۔ ہمیں یہ سرمایہ کہاں سے حاصل ہوتا ہے؟ اس کے لیے ہم یا تو خود اپنی بچت استعمال کر سکتے ہیں، لیکن اکثر ہمیں قرضہ لینا پڑتا ہے، ضرورت اس بات کی ہے کہ قرضہ کم شرح سود پر دستیاب رہے۔ تب جا کر لوگ بغیر بچت کیے قرضہ لیکر کوئی بھی ایک غیر زرعی کام کا آغاز کر سکتے ہیں۔ غیر زرعی سرگرمیوں کی توسیع کے لیے ضروری ہے کہ ایسے مارکٹ موجود ہوں جہاں پر پیدا شدہ اشیاء اور خدمات کو فروخت کیا جا سکے۔ پالم پور میں ہم نے دیکھا کہ دودھ، گڑ اور گیہوں وغیرہ کے لے قرب و جوار کے گاؤں، قصبات اور شہر بازار مہیا کرتے ہیں۔ چونکہ اچھی سڑکوں، نقل وحمل اور ٹیلی فون کی خدمات کے ذریعہ زیادہ سے زیادہ لوگ گاؤں، قصبات اور شہروں سے جڑے ہوئے ہیں۔ جس سے یہ ممکن ہے کہ، اس لیے ممکن ہے کہ آنے والے سالوں میں غیر زرعی سرگرمیوں کے مواقعوں میں ترقی ہونے کی امید ہے۔



Further, he has attached a wooden cart to his buffalo and uses it to transport various items. Once a week, he goes to the river Ganga to bring back clay for the potter. Or sometimes he goes to Shahpur with a load of jaggery or other commodities. Every month he gets some work in transport. As a result, Kishora is able to earn more than what he used to do some years back.

Let's Discuss

- What is Kishora's fixed capital?
- What do you think would be his working capital?
- In how many production activities is Kishora involved?
- Would you say that Kishora has benefitted from better roads in Palampur?

Summary

Farming is the main production activity in the village. Over the years there have been many important changes in the way farming is practiced. These have allowed the farmers to produce more crops from the same amount of land. This is an important achievement, since land is fixed and scarce. But in raising production a great deal of pressure has been put on land and other natural resources.

The new ways of farming need less land, but much more of capital. The medium and large farmers are able to use their own savings from production to arrange for capital during the next season. On the other hand, the small farmers who constitute about 80 per cent of total farmers in India, find it difficult to obtain capital. Because of the small size of their plots, their production is not enough. The lack of surplus means that they are unable to obtain capital from their own savings, and have to borrow. Besides the debt, many of the small farmers have to do additional work as farm labourers to feed themselves and their families.

Labour being the most abundant factor of production, it would be ideal if new ways of farming used much more labour. Unfortunately, such a thing has not happened. The use of labour on farms is limited. The labour, looking for opportunities is thus migrating to neighbouring villages, towns and cities. Some labour has entered the non-farm sector in the village.

At present, the non-farm sector in the village is not very large. Out of every 100 workers in the rural areas in India, only 24 are engaged in non-farm activities. Though there is a variety of non-farm activities in the villages (we have only seen a few examples), the number of people employed in each is quite small.

In the future, one would like to see more non-farm production activities in the village. Unlike farming, non-farm activities require little land. People with some amount of capital can set up non-farm activities. How does one obtain this capital? One can either use his own savings, but more often has to take a loan. It is important that loan be available at low rate of interest so that even people without savings can start some non-farm activity. Another thing which is essential for expansion of non-farm activities is to have markets where the goods and services produced can be sold. In Palampur, we saw the neighbouring villages, towns and cities provide the markets for milk, jaggery, wheat, etc. As more villages get connected to towns and cities through good roads, transport and telephone, it is possible that the opportunities for non-farm activities in the village would increase in the coming years.

© NCERT

مشقیں

1. ہر دس سال میں ایک مرتبہ مردم شماری میں تمام دیہاتوں کا سروے کیا جاتا ہے اور ذیل میں دیے گئے نمونے کے مطابق تفصیلات دیے جاتے ہیں۔ جدول کو پالم پور کی تفصیلات کی بنیاد پر پُر کیجیے۔

a. وقوع

b. گاؤں کا کل رقبہ

c. زمینی استعمال (ہیکٹیر میں)

کاشت شدہ زمین		زمین جو کاشت کاری کے لیے دستیاب نہیں (رہائش گاہوں، سڑکوں، تالابوں اور چراگاہوں کا زمینی رقبہ)
آب پاشی	غیر آب پاشی	
		26 ہیکٹر

d. سہولتیں

تعلیم	
طب (میڈیکل)	
بازار	
بجلی کی فراہمی	
مواصلات	
قریبی شہر	

2. جدید طریقہ کاشت کاری میں زیادہ اوزاروں کی ضرورت ہوتی ہے جو کارخانوں میں تیار کیے جاتے ہیں۔ کیا آپ اس سے متفق ہیں؟
3. پالم پور میں بجلی کی توسیع نے کس طرح کسانوں کی مدد کی ہے؟
4. کیا آب پاشی کے تحت رقبے کو بڑھانا ضروری ہے؟ کیوں؟
5. پالم پور کے 450 کنبوں میں زمین کی تقسیم پر ایک جدول بنائیے۔
6. کیوں پالم پور میں کھیت مزدوروں کی اجرتیں کم سے کم اجرتوں سے بھی کم ہیں؟
7. اپنے علاقے کے دو مزدوروں سے بات کیجیے۔ زرعی مزدوروں یا پھر تعمیراتی مقامات پر کام کرنے والے مزدور میں سے انتخاب کیجیے۔ ان کو کیا اجرتیں ملتی ہیں؟ کیا ان کو دی جانے والی اجرت نقد یا پھر یا اشیاء کی صورت میں ہوتی ہے؟ کیا ان کو کام مسلسل ملتا رہتا ہے؟ کیا وہ مقروض ہیں؟
8. ایک ہی قطعہ زمین پر پیداوار بڑھانے کے کیا مختلف طریقے ہیں؟ وضاحت کے لیے مثالیں بھی دیجیے۔
9. ایک ہیکٹیر زمین رکھنے والے کسان کے کام کو بیان کیجیے
10. اوسط درجہ کے اور بڑے کسان کاشت کاری کے لیے سرمایہ کس طرح حاصل کرتے ہیں؟ یہ چھوٹے کسانوں سے کس طرح مختلف ہیں؟
11. سویتا نے گری راج سنگھ سے کن شرائط پر قرض حاصل کیا؟ اگر سویتا سود کی کم شرح پر بینک سے قرض لیتی تو کیا اس کی حالت مختلف ہوتی؟
12. اپنے علاقے کے چند بزرگوں سے بات کیجیے اور ایک چھوٹی سی رپورٹ ان تبدیلیوں پر تیار کیجیے جو گذشتہ 30 سالوں کے دوران طریقہ کاشت کاری میں رونما ہوئی ہیں۔ (اختیاری)



Exercises

1. Every village in India is surveyed once in ten years during the Census and some of details are presented in the following format. Fill up the following based on information on Palampur.
   a. LOCATION:
   b. TOTAL AREA OF THE VILLAGE:
   c. LAND USE (in hectares):

Cultivated Land		Land not available for cultivation (Area covering dwellings, roads, ponds, grazing ground)
Irrigated	Unirrigated	
		26 hectares

   d. FACILITIES:

Educational	
Medical	
Market	
Electricity Supply	
Communication	
Nearest Town	

2. Modern farming methods require more inputs which are manufactured in industry. Do you agree?
3. How did the spread of electricity help farmers in Palampur?
4. Is it important to increase the area under irrigation? Why?
5. Construct a table on the distribution of land among the 450 families of Palampur.
6. Why are the wages for farm labourers in Palampur less than minimum wages?
7. In your region, talk to two labourers. Choose either farm labourers or labourers working at construction sites. What wages do they get? Are they paid in cash or kind? Do they get work regularly? Are they in debt?
8. What are the different ways of increasing production on the same piece of land? Use examples to explain.
9. Describe the work of a farmer with 1 hectare of land.
10. How do the medium and large farmers obtain capital for farming? How is it different from the small farmers?
11. On what terms did Savita get a loan from Tajpal Singh? Would Savita's condition be different if she could get a loan from the bank at a low rate of interest?
12. Talk to some old residents in your region and write a short report on the changes in irrigation and changes in production methods during the last 30 years. (Optional)

© NCERT not to be republished

13. آپ کے علاقے میں ہونے والی غیر زرعی پیداواری سرگرمیاں کونسی ہیں؟ ایک پروگرام کو منتخب کر کے چھوٹی فہرست بنائیے۔

14. دیہاتوں میں مزدور مزید غیر زرعی سرگرمیوں کا آغاز کرنے کے لیے کیا اقدامات انجام دے سکتے ہیں؟

حوالہ جات

Etienne, Gilbert. 1985. Rural Development in Asia: Meetings with Peasants, Sage Publications, New Delhi.

Etienne, Gilbert. 1988. Food and Poverty: India's Half Won Battle, Sage Publications, New Delhi.

Raj, K.N. 1991. 'Village India and its Political Economy' in C.T. Kurien (Edited) Economy, Society and Development, Sage Publications, New Delhi

Thorner, Daniel and Alice Thorner. 1962. Land and Labour in India, Asia Publishing House, Bombay.

http://economictimes.indiatimes.com/news/policy/government-hikes-minimumwage-for-agriculture-labourer/articleshow/57408252.cms

AP SCERT

13. What are the non-farm production activities taking place in your region? Make a short list.

14. What can be done so that more non-farm production activities can be started in villages?

References

Etienne, Gilbert. 1985. *Rural Development in Asia*: *Meetings with Peasants*, Sage Publications, New Delhi.

Etienne, Gilbert. 1988. *Food and Poverty: India's Half Won Battle*, Sage Publications, New Delhi.

Raj, K.N. 1991. 'Village India and its Political Economy' in C.T. Kurien (Edited) *Economy, Society and Development*, Sage Publications, New Delhi

Thorner, Daniel and Alice Thorner. 1962. *Land and Labour in India*, Asia Publishing House, Bombay.

http://economictimes.indiatimes.com/news/policy/government-hikes-minimumwage-for-agriculture-labourer/articleshow/57408252.cms

AP SCERT

باب 2

انسان بطور وسیلہ

E8Y2N4

عمومی جائزہ

باب ''انسان بطور وسیلہ'' ایک کوشش ہے جس میں واضح کیا گیا ہے کہ آبادی معشیت کے لیے ایک اثاثہ ہے نہ کہ بوجھ۔ آبادی اس وقت سرمایہ بن جاتی ہے جب کہ تعلیم، تربیت اور طبی سہولیات کی شکل میں سرمایہ کاری کی جاتی ہے۔ درحقیقت، انسانی سرمایہ، مہارت اور پیداواری علم کا ذخیرہ ہے جو کہ ان میں موجود ہے۔

'انسان بطور وسیلہ ملک کے کام کرنے والے عوام کو ان میں موجود پیداواری مہارتوں اور صلاحیتوں کی اصطلاح میں حوالہ دینے کا ایک طریقہ ہے۔ اس پیداواری پہلو سے آبادی پر نظر ڈالتے ہوئے جملہ قومی پیداوار (GNP) کی تخلیق میں اشتراک کرنے کی اس کی (آبادی) اہلیت پر زور دیتا ہے۔ دوسرے وسائل کی طرح آبادی بھی ایک وسیلہ ہے جس کو ہم **''انسانی وسیلہ''** کہہ سکتے ہیں۔ یہ بڑی آبادی کا ایک مثبت پہلو ہے جس کو اکثر نظر انداز کیا جاتا ہے۔ یہ اس وقت ہوتا ہے جب ہم آبادی کو غذا، تعلیم اور طبی سہولیات مہیا کرنے جیسے مسائل کو نظر میں رکھتے ہوئے صرف اس کے منفی پہلو ہی کو دیکھتے ہیں۔ جب موجودہ انسانی وسیلہ زیادہ تعلیم یافتہ اور صحت مند ہونے کے ذریعہ مزید ترقی پاتا ہے تو ہم اس کو ''انسانی سرمایے کی تشکیل'' کہتے ہیں جو 'مادی تشکیل اصل'' کی طرح ملک کی پیداواری قوت میں اضافہ کرتا ہے۔

انسانی سرمایہ (تعلیم، تربیت اور طبی نگہداشت کے ذریعہ) بالکل وہی پھل دیتا ہے جیسا کہ مادی سرمایہ میں سرمایہ کاری کرتا ہے۔ اس کو براہ راست زیادہ تعلیم یافتہ یا بہتر تربیت یافتہ لوگوں کی اعلی پیداواری صلاحیتوں کے ساتھ ساتھ صحت مند لوگوں کی اعلیٰ پیداواری صلاحیت کی وجہ سے حاصل ہونے والی زیادہ آمدنی کی شکل میں دیکھا جاسکتا ہے۔

ہندوستان کا سبز انقلاب اس بات کی ایک ڈرامائی مثال ہے کہ کس طرح بہتر پیداواری ٹکنالوجی کی شکل میں زیادہ سے زیادہ علم کی سرمایہ کاری زمینی وسائل کی پیداواری صلاحیت کو کس طرح تیزی سے فروغ دیا جاسکتا ہے۔ ہندوستان کی انفارمیشن ٹکنالوجی (IT) انقلاب اس بات کی حیرت انگیز مثال ہے کہ کس طرح انسانی سرمایہ کی اہمیت مادی پلانٹ اور مشینری کے مقابلے ایک اعلیٰ مقام حاصل کر چکی ہے۔

ماخذ: پلاننگ کمیشن، گورنمنٹ آف انڈیا



2
Chapter

People as Resource

Overview

The chapter 'People as Resource' is an effort to explain population as an asset for the economy rather than a liability. Population becomes human capital when there is investment made in the form of education, training and medical care. In fact, human capital is the stock of skill and productive knowledge embodied in them.

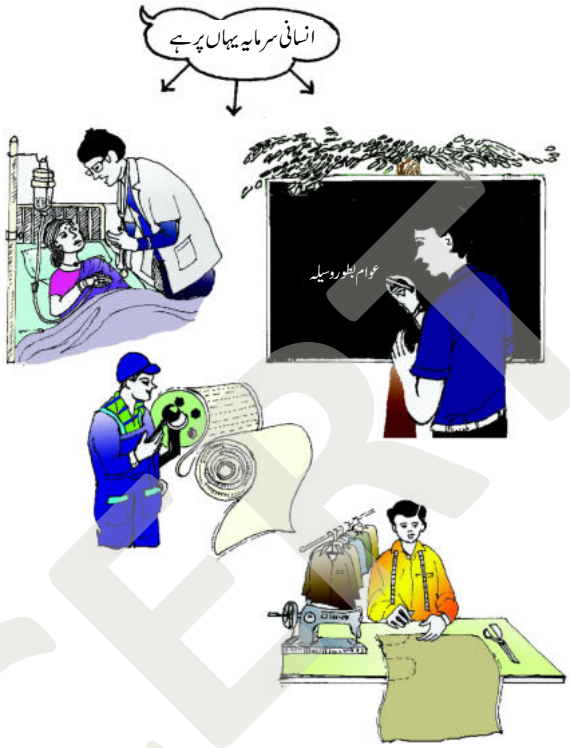
'People as Resource' is a way of referring to a country's working people in terms of their existing productive skills and abilities. Looking at the population from this productive aspect emphasises its ability to contribute to the creation of the Gross National Product. Like other resources population also is a resource — a '**human resource**'. This is the positive side of a large population that is often overlooked when we look only at the negative side, considering only the problems of providing the population with food, education and access to health facilities. When the existing 'human resource' is further developed by becoming more educated and healthy, we call it 'human capital formation' that adds to the productive power of the country just like 'physical capital formation'.

Investment in human capital (through education, training, medical care) yields a return just like investment in physical capital. This can be seen directly in the form of higher incomes earned because of higher productivity of the more educated or the better trained persons, as well as the higher productivity of healthier people.

India's Green Revolution is a dramatic example of how the input of greater knowledge in the form of improved production technologies can rapidly increase the productivity of scarce land resources. India's IT revolution is a striking instance of how the importance of human capital has come to acquire a higher position than that of material, plant and machinery.

Source: Planning Commission, Govt. of India.





شکل 2.1

آیئے بحث کریں

- مذکورہ بالا تصویر دیکھ کر کیا آپ وضاحت کر سکتے ہیں کہ معشیت کے لیے ایک ڈاکٹر، معلم، انجینئر اور درزی کس طرح ایک اثاثہ ہیں۔

زیادہ آمدنی سے نہ صرف اعلیٰ تعلیم یافتہ اور صحت مند لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں بلکہ سماج بھی بالواسطہ طور پر اس سے فائدہ اٹھاتا ہے، کیونکہ اعلیٰ تعلیم یافتہ اور صحت مند آبادی سے ہونے والے فوائد راست طور پر نا خواندہ اور حفظان صحت نہ رکھنے والے لوگوں تک بھی پہنچتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ایک طرح سے انسانی سرمایہ زمین اور مادی سرمایہ جیسے دیگر وسائل سے کہیں بہتر ہے۔ انسانی وسیلہ زمین اور سرمایہ کو استعمال کر سکتا ہے جبکہ زمین اور سرمایہ بذات خود کارآمد نہیں ہو سکتے۔

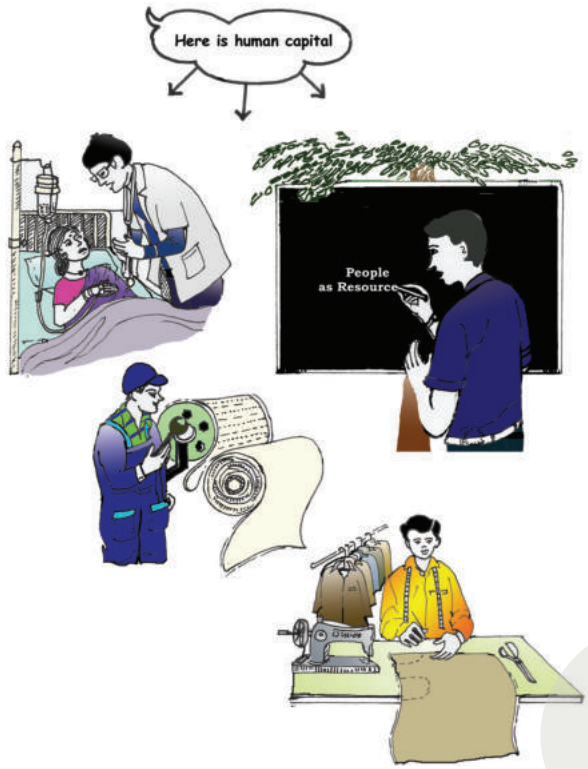
ہندوستان میں کئی دہائیوں تک آبادی کو اثاثہ کے بجائے ایک بوجھ سمجھا جاتا رہا ہے۔ لیکن یہ ضروری نہیں کہ ایک بڑی آبادی ایک بوجھ ہو۔ اس کو انسانی سرمایہ میں اصل کاری کے ذریعہ پیداواری اثاثہ میں تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ (مثلاً وسائل کو: سب کے لیے تعلیم، صحت، صنعتی اور زرعی مزدوروں کو جدید ٹکنالوجی کے استعمال میں تربیت دینے اور فائدہ مند سائنٹفک تحقیقات وغیرہ میں استعمال کیا جا سکتا ہے)

مندرجہ ذیل دو صورتیں واضح کرتی ہیں کہ کس طرح لوگ زیادہ پیداواری وسیلہ بننے کی کوشش کر سکتے ہیں۔

ساکل کی کہانی

دو دوست وِلاس اور ساکل تھے جو ایک ہی گاؤں سیماپور میں رہتے تھے۔ ساکل کی عمر بارہ سال تھی۔ اس کی ماں شیلا گھریلو کام کاج کرتی تھی۔ اس کا باپ بوٹا چودھری ایک کھیت میں کام کرتا تھا۔ ساکل گھر یلو کام میں اپنی ماں کی مدد کرتا تھا۔ وہ اپنے چھوٹے بھائی جیتو اور بہن سیتو کی بھی دیکھ بھال کرتا تھا۔ اسکا چچا شیام دسویں جماعت پاس تھا لیکن وہ گھر میں بیٹھا رہتا تھا کیونکہ وہ بیکار تھا۔ بوٹا اور شیلا نے ساکل کو تعلیم دلانے کا فیصلہ کر رکھا تھا۔ جلد ہی ساکل نے گاؤں کے اسکول میں داخلہ لے لیا۔ اس نے پڑھنا شروع کیا اور اپنی ہائیر سیکنڈری کی تعلیم مکمل کر لی۔ ساکل کو کمپیوٹر میں پیشہ وارانہ تعلیم دلوانے کے لیے اس کے والد نے قرضہ لیا۔ ساکل ہونہار بچہ تھا اور شروع ہی سے تعلیم میں دلچسپی رکھتا تھا پوری قوت اور جوش و خروش کے ساتھ اس نے کمپیوٹر میں اپنی تعلیم مکمل کر لی۔ تھوڑی مدت بعد اس کو ایک پرائیویٹ کمپنی میں ملازمت مل گئی۔ اس نے بالکل ایک نئے طرز کا سافٹ ویئر ڈیزائن کیا۔ اس سافٹ ویئر نے کمپنی کی فروخت بڑھانے میں مدد کی۔ اس کے مالک نے اس کی خدمات کو تسلیم کیا اور اس کی ترقی کی صورت میں اس کو انعام دیا۔





Picture 2.1

Let's Discuss

- Looking at the photograph can you explain how a doctor, teacher, engineer and a tailor are an asset to the economy?

Not only do the more educated and the healthier people gain through higher incomes, society also gains in other indirect ways because the advantages of a more educated or a healthier population spreads to those also who themselves were not directly educated or given health care. In fact, human capital is in one way superior to other resources like land and physical capital: human resource can make use of land and capital. Land and capital cannot become useful on its own!

For many decades in India, a large population has been considered a liability rather than an asset. But a large population need not be a burden for the economy. It can be turned into a productive asset by investment in human capital (for example, by spending resources on education and health for all, training of industrial and agricultural workers in the use of modern technology, useful scientific researches and so on).

The two following cases illustrate how people can try to become a more productive resource:

Story of Sakal

There were two friends Vilas and Sakal living in the same village Semapur. Sakal was a twelve-year-old boy. His mother Sheela looked after domestic chores. His father Buta Chaudhary worked in an agricultural field. Sakal helped his mother in domestic chores. He also looked after his younger brother Jeetu and sister Seetu. His uncle Shyam had passed the matriculation examination, but, was sitting idle in the house as he had no job. Buta and Sheela were eager to teach Sakal. They forced him to join the village school which he soon joined. He started studying and completed his higher secondary examination. His father persuaded him to continue his studies. He raised a loan for Sakal to study a vocational course in computers. Sakal was meritorious and interested in studies from the beginning. With great vigour and enthusiasm he completed his course. After some time he got a job in a private firm. He even designed a new kind of software. This software helped him increase the sale of the firm. His boss acknowledged his services and rewarded him with a promotion.



شکل 2.2 : ساکل اور ولاس کی کہانیاں

ولاس کی کہانی

ولاس ایک ایسا گیارہ سال کا لڑکا تھا جو ساکل کی طرح اسی گاؤں میں رہتا تھا۔ ولاس کا باپ مہیش ایک مچھیرا تھا۔ جب وہ صرف دو سال کا تھا تو اس کا باپ فوت ہوگیا تھا۔ اس کی ماں گیتا اپنی فیملی کا پیٹ بھرنے کے لیے مچھلیاں فروخت کرتی تھی۔ وہ زمین کے مالک کے تالاب سے مچھلیاں خریدتی تھی جن کو وہ نزدیکی منڈی میں بیچ اتی تھی۔ وہ مچھلیاں فروخت کر کے یومیہ صرف 150 روپیہ تک کما لیتی تھی۔ ولاس گٹھیا کا مریض ہوگیا۔ اس کی ماں علاج کا خرچ برداشت نہیں کرسکتی تھی اور نہ ہی وہ اسکول جاسکتا تھا۔ اس کو تعلیم سے بھی کوئی دلچسپی نہ تھی۔ وہ کھانا پکانے میں اپنی ماں کی مدد کرتا تھا۔ وہ اپنے چھوٹے بھائی موہن کی بھی دیکھ بھال کرتا تھا۔ تھوڑی مدت بعد اس کی ماں بیمار پڑگئی۔ اب ان کی دیکھ بھال کرنے والا کوئی بھی نہ تھا اور رشتہ داروں میں کوئی ایسا بھی نہ تھا جو ان کو سہارا دیتا۔ ان حالات میں ولاس بازار میں مچھلیاں فروخت کرنے پر مجبور ہوگیا۔ وہ بھی اپنی ماں کی طرح معمولی سی رقم کما پاتا تھا۔

آیئے بحث کریں

- کیا آپ نے دونوں دوستوں میں کوئی فرق محسوس کیا؟ وہ کیا ہے؟

مشغلہ

اپنے قریبی گاؤں یا کسی گندی بستی (سلم) کا دورہ کیجیے۔ ولاس یا ساکل کے مشابہ حالات کا سامنا کرنے والے اپنے ہم عمر ایک لڑکے یا لڑکی کی کیس اسٹڈی لکھیے۔

ان دو مطالعوں میں ہم نے ساکل کو اسکول جاتے ہوئے دیکھا۔ ولاس اسکول نہیں گیا۔ ساکل جسمانی طور سے مضبوط اور صحت مند تھا۔ اس کو اکثر و بیشتر ڈاکٹر کے پاس جانے کی ضرورت نہ تھی۔ ولاس گٹھیا کا مریض تھا وہ ڈاکٹر کے پاس جانے کیلئے ضروری وسائل سے محروم تھا۔ ساکل نے کمپیوٹر میں ڈگری حاصل کرلی۔ اس کو ایک پرائیویٹ کمپنی میں ملازمت مل گئی جبکہ ولاس نے اپنی ماں کا پیشہ اختیار کیا۔ اپنی ماں کی طرح اپنی فیملی کو سہارا دینے کے لیے اس کی آمدنی نہایت کم تھی۔

ساکل کے معاملے میں، کئی سالوں کی تعلیم نے اس کی محنت کے معیار کو بڑھا دیا۔ جس کی وجہ سے اس کی کل پیداواریت میں اضافہ ہوا۔ کل پیداواریت معیشت کی ترقی میں اضافہ کرتی ہے۔ یہ دوبارہ کسی فرد کو تنخواہ یا کسی





Picture 2.2 *Stories of Vilas and Sakal*

Story of Vilas

Vilas was an eleven-year old boy residing in the same village as Sakal. Vilas's father Mahesh was a fisherman. His father passed away when he was only two years old. His mother Geeta sold fish to earn money to feed the family. She bought fish from the landowner's pond and sold it in the nearby *mandi*. She could earn only Rs 150 a day by selling fish. Vilas became a patient of arthritis. His mother could not afford to take him to the doctor. He could not go to school either. He was not interested in studies. He helped his mother in cooking and also looked after his younger brother Mohan. After some time his mother fell sick and there was no one to look after her. There was no one in the family to support them. Vilas, too, was forced to sell fish in the same village. He like his mother earned only a meagre income.

Let's Discuss

- Do you notice any difference between the two friends? What are those?

Activity

Visit a nearby village or a slum area and write down a case study of a boy or girl of your age facing the same condition as Vilas or Sakal.

In the two case studies we saw Sakal went to school and Vilas did not go. Sakal was physically strong and healthy. There was no need for him to visit the doctor frequently. Vilas was a patient of arthritis. He lacked the means to visit the doctor. Sakal acquired a degree in computer programming. Sakal found a job in a private firm while Vilas continued with the same work as his mother. He earned a meagre income like his mother to support a family.

In the case of Sakal, several years of education added to the quality of labour. This enhanced his total productivity. Total productivity adds to the growth of the economy. This in turn pays an

دوسری شکل میں مدد دیتی ہے۔ جہاں تک ولاس کا تعلق ہے ابتدائی زندگی میں اس کو نہ تو کوئی تعلیم مل سکی اور نہ ہی صحت کی دیکھ بھال۔ وہ اپنی ماں کی طرح اپنی زندگی مچھلیاں فروخت کر کے گزارتا ہے اور وہ اپنی ماں کی طرح اس کو بھی وہی بے ہنر مزدور کی تنخواہ ملتی ہے۔

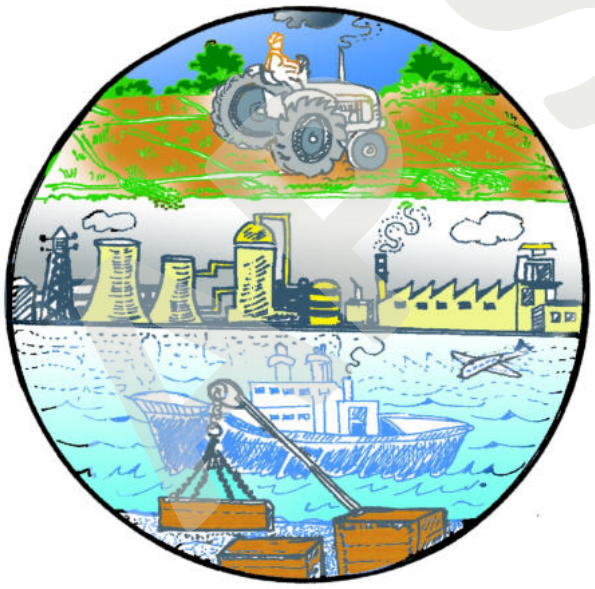
انسانی وسیلہ (بذریعہ تعلیم اور طبی دیکھ بھال) پر سرمایا کاری مستقبل میں اونچی شرح میں منافع بخش ہوتی ہے۔ آبادی پر رکھی گئی یہ سرمایہ کاری زمین اور اصل سرمایہ کاری کے مترادف ہوتی ہے۔

ایک بچہ بھی جس کی تعلیم اور صحت پر سرمایہ کاری کی گئی ہو، مستقبل میں اعلیٰ کمائی اور سماج کی مدد کی شکل میں زیادہ پیداوار فراہم کرسکتا ہے۔ تعلیم یافتہ والدین اور سرپرست اپنے بچوں کی تعلیم پر زیادہ خرچ کرتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ خود ان کو بھی اپنی تعلیم کا احساس رہا ہے۔ وہ مناسب غذا اور حفظان صحت کی جانب بھی حساس اور باخبر رہتے ہیں۔ اپنے اسی مزاج کے مطابق وہ اپنے بچوں کی اسکولی تعلیم اور ان کے بہتر صحت کی دیکھ بھال کرتے ہیں۔ جس سے ان کی زندگی میں بہتر حالات پیدا ہوجاتے ہیں اس کے برعکس وہ والدین جن کو یہ سہولیات میسر نہیں ہیں اور وہ خود غیر تعلیم یافتہ ہیں، حفظان صحت کے اصولوں سے عاری ہیں، وہ اپنے بچوں کے لیے نا قابل عبور حالات پیدا کرتے ہیں۔

جاپان جیسے ممالک نے انسانی وسیلہ پر سرمایہ کاری کی ہے۔ اس ملک میں قدرتی وسائل نہیں ہیں۔ ایسے ممالک ترقی یافتہ اور امیر ہیں وہ اپنے ملک میں ضروری قدرتی وسائل درآمد کرتے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ وہ امیر اور ترقی یافتہ کیوں بن گیے؟ انہوں نے تعلیم اور صحت کے میدان میں اپنے ملک کے عوام پر سرمایہ کاری کی ہے۔ ان اقوام نے زمین اور سرمایہ جیسے دوسرے وسائل کا بہتر استعمال کیا ہے۔ مہارتیں اور ٹکنالوجی کے ارتقاء نے ان ممالک کو امیر اور ترقی یافتہ بنا دیا ہے۔

مردوں اور عورتوں کی معاشی سرگرمیاں

دلاس اور ساکل کی طرح لوگ مختلف سرگرمیوں میں مشغول رہتے ہیں۔ ہم نے دیکھا کہ دلاس مچھلی فروخت کرتا ہے اور ساکل کسی ادارے میں نوکری کرتا ہے۔ مختلف سرگرمیوں کی درجہ بندی تین اہم شعبوں میں کی گئی ہے۔ یعنی ابتدائی، ثانوی اور ثالثی۔ ابتدائی شعبہ میں زراعت، جنگلات، مویشی پالن، ماہی گیری، مرغی پالن اور کان کنی جیسی سرگرمیاں شامل ہیں۔ ثانوی شعبہ میں صنعت وحرفت شامل ہیں۔ تجارت، حمل ونقل، ترسیل بینکنگ، تعلیم، صحت، سیر وتفریح، خدمات اور بیمہ وغیرہ جیسی سرگرمیاں ثالثی شعبہ کے تحت آتی ہیں۔ ان شعبوں کی سرگرمیوں کے نتیجہ میں اشیا اور خدمات وجود میں آتی ہیں۔ یہ تمام سرگرمیاں قومی آمدنی کی قدر و قیمت میں اضافہ کرتی ہیں۔ ان تمام سرگرمیوں کو معاشی سرگرمیاں کہتے ہیں۔ معاشی سرگرمیوں کے دو حصے ہوتے ہیں۔ مارکٹ سرگرمیاں اور غیر مارکٹ سرگرمیاں۔ مارکٹ سرگرمیوں کو انجام دینے والے شخص کو معاوضہ دیا جاتا ہے۔ یعنی وہ سرگرمی جو تنخواہ یا نفع کے لیے کی جاتی ہے۔ ان میں اشیا یا خدمات کی پیداوار شامل ہے جن میں سرکاری ملازمت بھی آتی ہے۔



شکل 2.3 : اس تصویر کی بنیاد پر کیا آپ ان سرگرمیوں کی درجہ بندی تین شعبوں میں کر سکتے ہیں؟

individual through salary or in some other form of his choice. In case of Vilas, there could not be any education or health care in the early part of his life. He spends his life selling fish like his mother. Henceforth, he draws the same salary of unskilled labourer as his mother.

Investment in human resource (via education and medical care) can give high rates of return in future. This investment on people is the same as investment in land and capital.

A child, too, with investments made on her education and health, can yield a high return in future in the form of higher earnings and greater contribution to the society. Educated parents are found to invest more heavily on the education of their child. This is because they have realised the importance of education for themselves. They are also conscious of proper nutrition and hygiene. They accordingly look after their children's needs for education at school and good health. A virtuous cycle is, thus, created in this case. In contrast, a vicious cycle may be created by disadvantaged parents, who themselves uneducated and lacking in hygiene, keep their children in a similarly disadvantaged state.

Countries, like Japan, have invested in human resource. They did not have any natural resource. These countries are developed/rich. They import the natural resource needed in their country. How did they become rich/developed? They have invested on people, especially in the field of education and health. These people have made efficient use of other resources, like land and capital. Efficiency and the technology evolved by people have made these countries rich/developed.

Economic Activities by Men and Women

Like Vilas and Sakal, people have been engaged in various activities. We saw that Vilas sold fish and Sakal got a job in the firm. The various activities have been classified into three main sectors i.e., primary, secondary and tertiary. Primary sector includes agriculture, forestry, animal husbandry, fishing, poultry farming, mining and quarrying. Manufacturing is included in the secondary sector. Trade, transport, communication, banking, education, health, tourism, services, insurance, etc. are included in the tertiary sector. The activities in this sector result in the production of goods and services. These activities add value to the national income. These activities are called economic activities. Economic activities have two parts — market activities and non-market activities. Market activities involve remuneration to anyone who performs i.e., activity performed for pay or profit. These include production of goods or services, including government service. Non-market activities are the production for self-consumption. These can be



Picture 2.3 *Based on the picture can you classify these activities into three sectors?*

غیر مارکٹ سرگرمیاں خود استعمال کی پیداوار ہوتی ہیں۔ یہ صرف، ابتدائی اشیا کی تیاری اور اپنے لیے قائم اثاثوں کی پیداوار ہو سکتے ہیں۔

مشغلہ

اپنے رہائشی علاقہ کے قریب واقع کسی گاؤں یا کالونی کا دورہ کیجیے اور اس گاؤں یا کالونی کے لوگوں کی مختلف سرگرمیاں نوٹ کیجیے۔

اگر ایسا ممکن نہ ہو تو اپنے پڑوسی سے اس کا پیشہ پوچھئے۔ آپ کون سے تین سیکٹروں میں ان کے کام کی زمرہ بندی کریں گے؟

بتائیے یہ سرگرمیاں معاشی ہیں یا غیر معاشی

دلاس بازار میں مچھلیاں فروخت کرتا ہے۔

دلاس اپنی فیملی کے لیے کھانا بناتا ہے۔

ساکل ایک خانگی ادارے میں کام کرتا ہے۔

ساکل اپنے چھوٹے بھائی اور بہن کی دیکھ بھال کرتا ہے۔

خاندان کے مردوں اور عورتوں کے درمیان محنت (کام) کی تقسیم یا ربنجی اور ثقافتی اسباب کی بنا پر پائی جاتی ہے۔ عام طور پر عورتیں گھریلو کام کاج کرتی ہیں۔ جبکہ مرد کھیت میں کام کرتے ہیں۔ ساکل کی ماں شیلا کھانا بناتی ہے، برتن صاف کرتی ہے، کپڑے دھوتی ہے، گھر کی صفائی کرتی ہے اور بچوں کی دیکھ بھال کرتی ہے۔ ساکل کا باپ بوٹا کاشت کاری کرتا ہے، مارکٹ میں اپنی پیداوار کو فروخت کرتا ہے اور اپنی فیملی کے لیے روپیہ کماتا ہے۔

شیلا کو اپنی کنبے کی پرورش اور دیکھ بھال کے لیے کی گئی خدمات کے بدلے رقم کی شکل میں کوئی ادائیگی نہیں ہوتی۔ بوٹا روپیہ کماتا ہے جس کو وہ اپنی کنبے کی پرورش پر خرچ کر دیتا ہے۔ کنبے میں کی گئی خدمات کے لیے عورتوں کو کوئی ادائیگی نہیں کی جاتی۔ ان کی خدمات قومی آمدنی کا حصہ نہیں بنتیں۔ قومی آمدنی آپ کے ملک میں پیدا کی ہوئی اشیاء اور خدمات کا مجموعہ ہوتی ہیں۔

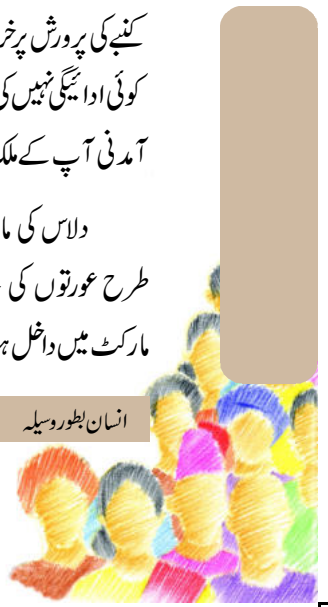
دلاس کی ماں گیتا کو مچھلیاں فروخت کرنے سے آمدنی ہوئی۔ اس طرح عورتوں کی خدمات کے لیے اس وقت ادائیگی ہوتی ہے جب وہ مارکٹ میں داخل ہوتی ہیں۔ کام کرنے والے مردوں کی طرح ان کی تعلیم اور مہارت کی بنیاد پر ان کی کمائی طے کی جاتی ہے۔ تعلیم کسی فرد کو حاصل معاشی مواقعوں کو بہتر طور پر استعمال کرنے میں مدد کرتی ہے۔ تعلیم اور مہارت مارکٹ میں کسی فرد کی کمائی کو طے کرنے والے اہم عوامل ہیں۔ عورتوں کی اکثریت کم تعلیم یافتہ ہوتی ہے اور ان کی مہارتی تشکیل نچلے درجے کی ہوتی ہے۔ مردوں کے مقابلے عورتوں کو کم ادائیگی ہوتی ہے۔ زیادہ تر عورتیں ایسی جگہ کام کرتی ہیں جہاں ملازمت کا تحفظ نہیں ہوتا۔ قانونی تحفظ سے متعلق بہت سی سرگرمیاں نہ کے برابر ہوتی ہیں۔ مسلسل اور کم آمدنی اس شعبہ کی خصوصیات ہیں، ان شعبوں میں زچگی کی چھٹی، بچے کی دیکھ بھال اور دوسرے سماجی تحفظ کے نظام جیسی بنیادی سہولیات کا فقدان ہے، تاہم اعلی تعلیم، ہنرمند اور ماہر خواتین کو مردوں کے برابر ادائیگی ہوتی ہے۔ منظّم شعبہ سے متعلقہ تدریس اور طب کے پیشے انہیں اپنی جانب سب سے زیادہ مائل کرتے ہیں۔ چند خواتین انتظامیہ اور دیگر خدمات میں بھی داخل ہو چکی ہیں ۔بشمول ایسی ملازمتیں جن کے لیے اعلیٰ سطح کی سائنسی اور تکنیکی مہارتوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ اپنی بہن یا اپنی کلاس کی ساتھی سے پوچھئے کہ وہ کونسا پیشہ اختیار کرنا چاہتی ہے۔

آبادی کا معیار

آبادی کا معیار شرح خواندگی، زندگی کی معیاد، فرد کی صحت اور مہارتی تشکیل پر منحصر ہوتا ہے جو کسی ملک کے لوگوں کو حاصل ہو۔ آخر کار آبادی کا معیار کسی ملک کی شرح ترقی کو طے کرتا ہے۔ ناخواندہ اور غیر صحت مند آبادی معیشت کے لیے ایک بار بن جاتی ہے۔ خواندہ اور صحت مند آبادی ملک کا اثاثہ ہوتی ہے۔

تعلیم

زندگی کے ابتدائی سالوں میں ساکل کی تعلیم نے بعد کے سالوں میں اسے اچھی ملازمت اور تنخواہ کی شکل میں اسے اس کا پھل دیا۔ ہم نے دیکھا کہ تعلیم ساکل کی ترقی کے لیے ایک اہم جز تھی۔ اس نے اس کے لیے نئے مواقع کی راہیں ہموار کیں، نئی تمنائیں اور خواہشات مہیا کیے اور زندگی کی اقدار کو ترقی دی۔ تعلیم صرف ساکل ہی کو فیض نہیں پہنچاتی بلکہ یہ سوسائٹی کی نشوونما میں بھی



consumption and processing of primary product and own account production of fixed assets.

Activity

Visit a village or colony located near to your residential area and note down the various activities undertaken by the people of that village or colony.

If this is not possible, ask your neighbour what is their profession? In which of the three sectors will you categorise their work?

Say whether these activities are economic or non-economic activities:

Vilas sells fish in the village market.
Vilas cooks food for his family.
Sakal works in the private firm.
Sakal looks after his younger brother and sister.

Due to historical and cultural reasons there is a division of labour between men and women in the family. Women generally look after domestic chores and men work in the fields. Sakal's mother Sheela cooks food, cleans utensils, washes clothes, cleans the house and looks after her children. Sakal's father Buta cultivates the field, sells the produce in the market and earns money for the family.

Sheela is not paid for the services delivered for upbringing of the family. Buta earns money, which he spends on rearing his family. Women are not paid for their service delivered in the family. The household work done by women is not recognised in the National Income.

Geeta, mother of Vilas, earned an income by selling fish. Thus women are paid for their work when they enter the labour market. Their earning like that of their male counterpart is determined on the basis of education and skill. Education helps individual to make better use of the economic opportunities available before him. Education and skill are the major determinants of the earning of any individual in the market. A majority of women have meagre education and low skill formation. Women are paid low compared to men. Most women work where job security is not there. Various activities relating to legal protection is meagre. Employment in this sector is characterised by irregular and low income. In this sector there is an absence of basic facilities like maternity leave, childcare and other social security systems. However, women with high education and skill formation are paid at par with the men. Among the organised sector, teaching and medicine attract them the most. Some women have entered administrative and other services including job, that need high levels of scientific and technological competence. Ask your sister or your classmate what she would like to take up as a career?

Quality of Population

The quality of population depends upon the literacy rate, health of a person indicated by life expectancy and skill formation acquired by the people of the country. The quality of the poulation ultimately decides the growth rate of the country. Literate and healthy population are an asset.

Education

Sakal's education in the initial years of his life bore him the fruits in the later years in terms of a good job and salary. We saw education was an important input for the growth of Sakal. It opened new horizon for him, provided new aspiration and developed values of life. Not only for Sakal, education contributes towards the growth of society also. It enhances the



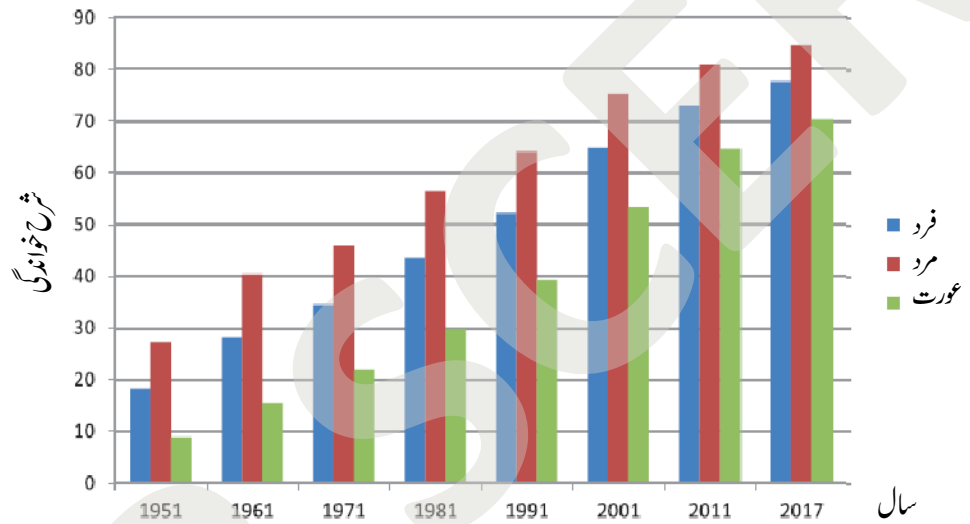
شکل 2.4 : اسکولی بچے

.....انسان ایک مثبت اثاثہ اور قیمتی قومی وسیلہ ہے جس کی پوری پرورش، تربیت اور احتیاط کے ساتھ دیکھ بھال کی ضرورت ہے۔ ہر فرد کی نشوونما کے لیے الگ الگ مسائل اور ضروریات درپیش ہوتی ہیں۔ اس پیچیدہ اور متحرک ترقی کے عمل میں تعلیم کی ترغیب دینے والے رول کو احتیاط کے ساتھ منصوبہ بندی کرنے اور اسے انتہائی حساسیت کے ساتھ انجام دینے کی ضرورت ہے۔

ماخذ : نیشنل ایجوکیشن پالیسی 1986

مدد کرتی ہے۔ یہ قومی آمدنی اور ثقافتی خوش حالی کو بڑھاتی ہے اور حکومت کی انتظامی صلاحیت بڑھاتی ہے۔ ابتدائی تعلیم میں ہمہ گری کے ساتھ، اسے

گراف 2.1 : آزادی کے بعد ہندوستان میں شرح خواندگی کے رجحانات



ماخذ : سینسس آف انڈیا، آفس آف رجسٹرار جنرل، انڈیا۔ (mospi.gov.in)

برقرار رکھنے اور معیار کا اہتمام کیا گیا ہے، جس میں لڑکیوں پر خاص توجہ دی گئی ہے۔ اسکول میں تعلیمی سلسلہ کو برقرار رکھنے کے لیے ہر ضلع میں ایک نو دیا ودھیالیہ بھی قائم کیا گیا ہے۔ علم اور مہارتوں سے وابستہ پیشے کے ساتھ ہائی اسکول کے طلباء کی ایک بڑی تعداد کے لیے پیشہ وارنہ سلسلہ کو ترقی دی گئی۔ تعلیم پر منصوبہ کا خاکہ پہلے منصوبے میں 151 کڑور روپے سے 2020-21 تک یہ بڑھ کر 99,300 کروڑ روپے ہوگئی۔ تعلیم پر اخراجات GDP کے فیصد کے طور پر 52-1951 میں 0.64 فیصد سے بڑھ کر 2019-20(B.E) تک 3.1 فیصد ہوگئے۔ یہ گذشتہ سالوں سے تقریباً 3% پر مستحکم ہے۔

آیئے بحث کریں

اس گراف کو پڑھیے اور مندرجہ ذیل سوالات کے جواب دیجیے

1. کیا 1951 سے آبادی کی شرح خواندگی میں اضافہ ہوا ہے؟
2. ہندوستان کس سال میں سب سے اونچی خواندگی شرح پر تھا؟
3. ہندوستان کے مردوں میں خواندگی شرح زیادہ کیوں ہے؟
4. عورتیں، مردوں سے کم تعلیم یافتہ کیوں ہیں؟
5. آپ ہندوستان میں خواندگی شرح کا تخمینہ کس طرح کروگے؟
6. 2025 میں ہندوستان کی شرح خواندگی کے بارے میں آپ کا کیا اندازہ ہے؟





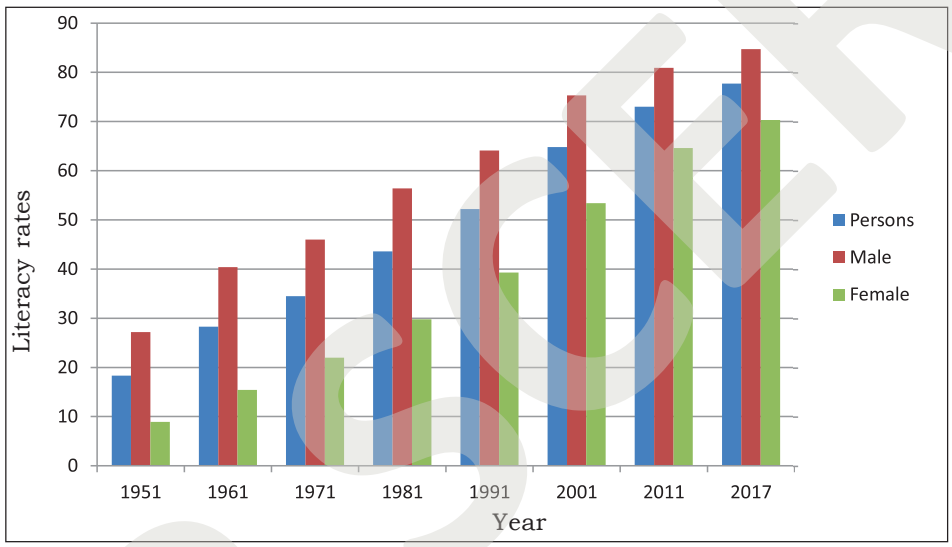
Picture 2.4 *School children*

national income, cultural richness and increases the efficiency of governance. There is a provision made for providing universal access, retention and quality in

> ...human being is a positive asset and a precious national resource which needs to be cherished, nurtured and developed with tenderness and care, coupled with dynamism. Each individual's growth presents a different range of problems and requirements. ... The catalytic action of education in this complex and dynamic growth process needs to be planned meticulously and executed with great sensitivity.

***Source*:** National Education Policy, 1986.

Graph 2.1: Trends in Literacy Rates In Post-Independent India



***Source*:** Census of India, Office of Registrar General, India (mospi.gov.in)

elementary education with a special emphasis on girls. There is also an establishment of pace setting of schools like Navodaya Vidyalaya in each district. Vocational streams have been developed to equip large number of high school students with occupations related to knowledge and skills. The plan outlay on education has increased from Rs 151 crore in the first plan to Rs 99,300 crore in 2020–21. The expenditure on education as a percentage of GDP rose from 0.64% in 1951–52 to 3.1% in 2019–20 (B.E.) and has remained stagnant around 3% from past few years. The Budgetary Estimate

Let's Discuss

Study the graph and answer the following questions:

1. Has the literacy rates of the population increased since 1951?
2. In which year India has the highest literacy rates?
3. Why literacy rate is high among the males of India?
4. Why are women less educated than men?
5. How would you calculate literacy rate in India?
6. What is your projection about India's literacy rate in 2025?

مشغلہ

اپنی جماعت یا قریبی اسکول میں مخلوط زیر تعلیم لڑکے اور لڑکیوں کی تعداد معلوم کیجیے۔

اسکول کے انتظامیہ سے کمرۂ جماعت میں تعلیم حاصل کررہے لڑکے اور لڑکیوں سے متعلق معلومات حاصل کیجیے۔ ان میں اگر کوئی فرق ہے تو اس کا مطالعہ کیجیے اور وجوہات کو کمرۂ جماعت میں وضاحت کیجیے۔

مرکزی، ریاستی حکومت اور ریزرو بینک آف انڈیا کے بجٹ دستاویزات کے مطابق GDP کا فیصد تعلیم پر اخراجات میں (B.E.)2020-21 تک 2.8% کی کمی واقع ہوئی ہے۔ شرح خواندگی 1951 میں 18% سے 2018 میں بڑھ کر 85% ہوگئی۔ خواندگی نہ صرف ایک حق ہے، بلکہ اس لیے بھی ضروری ہے کہ اس صورت میں تمام شہری اپنے فرائض انجام دے سکیں اور اپنے حق سے صحیح طور پر استفادہ حاصل کرسکیں۔ تاہم آبادی کے مختلف طبقات میں کافی فرق دیکھا گیا ہے۔ مردوں میں خواندگی عورتوں کی بہ نسبت تقریباً 16.1% زیادہ ہے اور یہ دیہی علاقوں کے مقابلے شہری علاقوں میں تقریباً 14.2% زیادہ ہے۔ 2011 کی مردم شماری کے مطابق کیرلا میں شرح خواندگی جہاں 94% تھی، وہیں بہار میں 62% ہے۔ پرائمری اسکولوں کی تعداد (I-V) 2019-20 تک بڑھ کر 7,78,842 لاکھ تک ہوگئی۔

بدقسمتی سے اسکولوں کی یہ زبردست توسیع اسکولی تعلیم کے کمزور معیار اور درمیان میں اسکول چھوڑنے والے طلباء کی اونچی شرح کے سبب بے اثر ہورہی ہے۔ سروشکشا ابھیان (سب کے لیے تعلیم) 2010..... تک چھ سے چودہ سال کی عمر کے تمام بچوں کے لیے ابتدائی تعلیم مہیا کرنے کی جانب ایک قدم ہے.... یہ مرکزی حکومت کا ایک متعینہ مدد کا اقدام ہے جو ریاستی اور مقامی حکومت اور کمیونٹی کی شراکت کے ساتھ ابتدائی تعلیم کی ہمہ گیریت کے مقصد کی حصولیابی سے متعلق ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ابتدائی تعلیم میں طلباء کے داخلہ کی تعداد بڑھانے کے لیے ارتباطی (برج) کورس اور اسکول چلوکیمپ شروع کیے گیے ہیں۔ اسکول میں طلباء کی حاضری کی اور تعلیم جاری رکھنے کی حوصلہ افزائی اور ان کی غذائی حالت میں بہتری پیدا کرنے کے لیے دوپہر کی کھانے کی اسکیم نافذ کی گئی ہے۔ حکومت کی یہ پالیسیاں ہندوستان میں خواندہ شہریوں کی تعداد بڑھا سکتی ہیں۔

18 سے 23 سال کے بچوں کی اعلیٰ تعلیم میں داخلہ کا مجموعی تناسب 2019-20 میں (GER) 27% تھا جو کہ عالمی اوسط کے برابر ہے۔ یہ حکمت عملی بڑھتی ہوئی رسائی، معیار، ریاستوں کے مخصوص اصلاح نصاب اختیار کرنے، تعلیم کو پیشہ وارانہ رخ دینے اور انفارمیشن ٹکنالوجی کے استعمال کے لیے نیٹ ورک کو بڑھانے پر مرکوز ہے۔ اس طرح یہ یہ منصوبہ فاصلاتی تعلیم پر، رسمی اور غیر رسمی تعلیم، فاصلاتی اور اطلاعاتی ٹکنالوجی تعلیمی نظاموں کو ہم آہنگ کرنے پر توجہ مرکوز کرتا ہے۔

جدول 2.1 : اعلیٰ تعلیمی ادارے، داخلے اور اساتذہ کی تعداد

سال	کالجوں کی تعداد	یونیورسٹیوں کی تعداد	طلبا	اساتذہ
1950–51	750	30	2,63,000	24,000
1990–91	7,346	177	49,25,000	2,72,000
1998–99	11,089	238	74,17,000	3,42,000
2010–11	33,023	523	186,70,050	8,16,966
2012–13	37,204	628	223,02,938	9,25,396
2014–15	40,760	711	265,85,437	12,61,350
2015–16	41,435	753	284,84,741	14,38,000
2016–17	42,338	795	294,27,158*	14,70,190*
2017–18	41,012	851	366,42,378	12,84,957
2018–19	39,931	993	37,399,388	14,16,299
2019–20	44,374	1,236	38,275,207	12,07,204
2020 - 21	46,007	1,074(as on 2023)	39,434,256*	1,482,890

ماخذ : یو جی سی سالانہ رپورٹ 2019-20 اور منتخبہ شماریات، وزارت برائے فروغ انسانی وسائل۔ www.ugc.ac.in_Annual Report.2021-22.pdf

* اعلیٰ تعلیم سے متعلق کل ہند سروے کے عارضی اعداد و شمار 2017-18 ، 2018-19

*Enrollment estimated simple average increase during the last years



Activity

Count the number of boys and girls studying in your school or in your neighbouring co-ed school.

Ask the school administrator to provide you with the data of boys and girls studying in the classroom. Study the difference if any and explain for reasons in the classroom.

as stated in the Budget Documents of Union State Governments, Reserve Bank of India, the expenditure on education as a percentage of GDP has declined to 2.8% in 2020–21 (B.E.) The literacy rates have increased from 18% in 1951 to 85% in 2018. Literacy is not only a right, it is also needed if the citizens are to perform their duties and enjoy their rights properly. However, a vast difference is noticed across different sections of the population. Literacy among males is nearly 16.1% higher than females and it is about 14.2% higher in urban areas as compared to rural areas. As per 2011 census, literacy rates varied from 94% in Kerala to 62% in Bihar. The primary school system (I–V) has expanded to over 7,78,842 lakh in 2019–20. Unfortunately, this huge expansion of schools has been diluted by the poor quality of schooling and high dropout rates. "*Sarva Siksha Abhiyan* is a significant step towards providing elementary education to all children in the age group of 6–14 years by 2010... It is a time-bound initiative of the Central government, in partnership with the States, the local government and the community for achieving the goal of universalisation of elementary education." Along with it, bridge courses and back-to-school camps have been initiated to increase the enrolment in elementary education. Mid-day meal scheme has been implemented to encourage attendance and retention of children and improve their nutritional status. These policies could add to the literate population of India.

The **Gross Enrolment Ratio** (GER) in higher education in the age group of 18 to 23 years is 27% in 2019–20, which would be broadly in line with world average. The strategy focuses on increasing access, quality, adoption of state-specific curriculum modification, vocationalisation and networking on the use of information technology. There is also focuse on distance education, convergence of formal, non-formal, distance and IT education institutions.

Table 2.1: Number of Institutions of Higher Education, Enrolment and Faculty

Year	Number of Colleges	Number of Universities	Students	Teachers in Universities & Colleges
1950–51	750	30	2,63,000	24,000
1990–91	7,346	177	49,25,000	2,72,000
1998–99	11,089	238	74,17,000	3,42,000
2010–11	33,023	523	186,70,050	8,16,966
2012–13	37,204	628	223,02,938	9,25,396
2014–15	40,760	711	265,85,437	12,61,350
2015–16	41,435	753	284,84,741	14,38,000
2016–17	42,338	795	294,27,158*	14,70,190*
2017–18	41,012	851	366,42,378	12,84,957
2018–19	39,931	993	37,399,388	14,16,299
2019–20	44,374	1,236	38,275,207	12,07,204
2020 - 21	46,007	1,074(as on 2023)	39,434,256*	1,482,890

***Source*:** UGC Annual Report 2019–20 and Selected Educational Statistics, Ministry of HRD. www.ugc.ac.in_Annual Report.2021–22.pdf

* *Provisional Data from All India Survey on Higher Education, 2017–18, 2018–19.*

** Enrolment estimated simple average increase during the last five year.*

پچھلے 60 برسوں میں مخصوص میدانوں میں اعلیٰ تعلیم کے لیے یونیورسٹیوں اور اداروں کی تعداد میں قابل ذکر اضافہ ہوا ہے۔ آیئے ہم 1951 سے 2019-20 تک کالجوں، یونیورسٹیوں، طلباء کے داخلے اور اساتذہ کی تقرری کو دیکھنے کے لیے پچھلے صفحہ پر دی گئی جدول کا مشاہدہ کریں گے۔

آیئے بحث کریں

کمرۂ جماعت میں اس جدول پر بحث کیجیے اور مندرجہ ذیل سوالات کا جواب دیجیے۔

1. طلباء کی بڑھتی ہوئی تعداد کے داخلہ کے لیے کیا کالجوں کی تعداد میں مناسب اضافہ ہوا ہے؟
2. کیا آپ کے خیال میں یونیورسٹیوں کی تعداد بڑھنی چاہیے؟
3. کیا سال 16-2015 میں اساتذہ کی تعداد میں اضافہ نظر آرہا ہے؟
4. کالجوں اور یونیورسٹیوں کے مستقبل کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

صحت

تجارتی کمپنیاں زیادہ سے زیادہ منافع کمانا چاہتی ہیں۔ کیا آپ کو لگتا ہے کہ کوئی بھی کمپنی غیر صحت مند لوگوں کو ملازمت دینے کو ترجیح دے گی جو صحت مند کارکنوں کی طرح اتنا اچھا کام نہیں کر سکتے؟

کسی شخص کی صحت مرض سے لڑنے کی اس کی امکانی صلاحیت اور اہلیت کا احساس دلاتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ایک غیر صحت مند آدمی کسی تنظیم کے لیے ایک بوجھ بنا رہتا ہے۔ صحت ایک لازمی بنیاد ہے جس کے ذریعہ کسی کو اپنی آسودگی و خیر و عافیت سے واقفیت حاصل ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آبادی کی صحت کی حالت کو بہتر کرنا ملک کا اولین فریضہ رہا ہے۔ آبادی کے کم مراعات یافتہ طبقہ پر مخصوص توجہ کے ساتھ ہماری قومی پالیسی کا بھی مقصد طبی دیکھ بھال تک رسائی، خاندانی فلاح اور تغذئی خدمات کی اصلاح ہے۔ سابقہ پانچ دہائیوں سے سرکاری اور نجی شعبہ میں ابتدائی، ثانوی اور ثالثی دیکھ بھال کے میدان میں صحت سے متعلق مطلوبہ وسیع بنیادی ڈھانچے اور افرادی قوت کو فروغ دیا گیا ہے۔



شکل 2.5 : صحت کی جانچ کے لیے قطار میں کھڑے بچے

اپنائے گئے ایسے اقدامات سے 2016 تک اوسط معیاد زندگی بڑھ کر 69.4 سال سے بھی زیادہ ہوگئی ہے۔ اموات اطفال کی شرح (IMR) جو 1951 میں 147 تھی 2020 تک گھٹ کر 36 ہوگئی۔ اس مدت کے دوران کل شرح پیدائش گھٹ کر 20(2018) اور شرح اموات بھی گھٹ کر 6.2 (2018) ہوگئی ہے۔ زندگی کے معیاد میں اضافہ اور بچوں کی دیکھ بھال میں اصلاح ملک کے مستقبل کے ترقی کا اندازہ لگانے میں مفید ہوتے ہیں۔ زندگی کی معیاد میں اضافہ خود اعتماد پر مبنی اچھے معیار کی زندگی کا اشارہ ہے۔ بچوں کی شرح اموات میں کمی کے لیے انفکشن سے بچوں کا تحفظ اور ماں و بچوں کی دیکھ بھال کے ساتھ ان کی غذائیت یا تغذیہ کو بھی یقینی بنانا شامل ہے۔

Source: National Health Profile 2021, 2022 Human Development Report, UNDP mohfw.gov.in (Office of Registrar General and Census Commission,india MoHA (accessed on 29.09.2021, 6.02.2024)

آیئے بحث کریں

جدول 2.2 کا مطالعہ کیجیے اور مندرجہ ذیل سوالات کے جواب دیجیے۔

1. 1951 سے 2020 تک دواخانوں میں کتنے فیصد اضافہ ہوا ہے؟
2. 1951 سے 2020 تک ڈاکٹروں اور نرسوں کے عملے میں کتنے فیصد اضافہ ہوا ہے؟

* شرح اموات اطفال سے مراد ایک سال سے کم عمر کے بچوں کی شرح اموات ہے۔ ** ایک مخصوص مدت میں ہر 1000 افراد میں پیدا ہونے والے بچوں کی تعداد شرح پیدائش کہلاتی ہے۔
*** مخصوص مدت کے دوران فی 1000 فوت ہوئے لوگوں کی تعداد شرح اموات کہلاتی ہے۔



Over the past 60 years, there has been a significant growth in the number of university and institutions of higher learning in specialised areas. Let us read the table to see the increase in the number of college, universities, enrolment of students and recruitment of teachers from 1951 to 2019–20.

Let's Discuss

Discuss this table in the classroom and answer the following questions.

1. Is the increase in the number of colleges adequate to admit the increasing number of students?
2. Do you think we should have more number of universities?
3. What is the increase noticed among the teachers in the year 2015–16.
4. What is your idea about future colleges and universities?

Health

Firm maximise profit: Do you think any firm would be induced to employ people who might not work efficiently as healthy workers because of ill health?

The health of a person helps him to realise his/her potential and the ability to fight illness. He/She will not be able to maximise his/her output to the overall growth of the organisation. Indeed; health is an indispensable basis for realising one's well-being. Henceforth, improvement in the health status of the population has been the priority of the country. Our national policy, too, aims at improving the accessibility of healthcare, family welfare and nutritional service with a special focus on the underprivileged segment of the population. Over the last five decades, India has built a vast healt infrastructure and has also developed the manpower required at primary, secondary and tertiary sector in government, as well as, in the private sector.



Picture 2.5 *Children standing in queue for health check-up*

These measures, which have been adopted, have increased the life expectancy to over 69.4 years in 2016. *Infant mortality rate (IMR) has come down from 147 in 1951 to 36 in 2020. **Crude birth rates have dropped to 20.0 (2018) and ***death rates to 6.2 (2018) within the same duration of time. Increase in life expectancy and improvement in childcare are useful in assessing the future progress of the country. Increase in longevity of life is an indicator of good quality of life marked by self-confidence. Reduction in infant mortality involves the protection of children from infection, ensuring the nutrition of both the mother and the child, and childcare.

Source: National Health Profile, 2021, 2022 Human Development Report, UNDP mohfw.gov.in (office of Registrar General & Census Commission, India MoHA (accessed on 29.09.2021, 6.02.2024)

Let's Discuss

Study Table 2.2 and answer the following questions.

1. What is the percentage increase in dispensaries from 1951 to 2020?
2. What is the percentage increase in doctors and nursing personnel from 1951 to 2020?

* *Infant mortality rate is the death of a child below one year of age.*
** *Birth rates is the number of babies born for every 1,000 people during a particular period of time.*
*** *Death rate is the number of people per 1,000 who die during a particular period of time.*

جدول 2.2 : مختلف سالوں میں صحت سے متعلق ضروری بنیادی ڈھانچے

	2014	2015	2016	2017	2018	2019	2021
SC/PHC/CHC	182,709	184,359	185.933	187,505	189,784	1,78,548	1,94,349
دواخانے اور ہسپتال	29,715	29,957	30,044	31,641	31,773	31,986 Ayush کے تحت	36,068 Ayush کے تحت
بستر (سرکاری)	675,779	754,724	6,34,879	710,761	713,986	818,396	849,206
میڈیکل کاؤنسل میں رجسٹرڈ ڈاکٹرس	41,070	43,929	48,076	48,747	56,417 (PHC پر رجسٹرڈ الوپتی ڈاکٹرس)	63,809 (PHC پر رجسٹرڈ الوپتی ڈاکٹرس)	-
نرسوں کا عملہ (ANM+RN& RM+LHV)	2,621,981	2,639,229	2,778,248	2,878,182	2,966,375	12,01,393 (2020)	3,514,373

Abbreviation(s): SC: Sub centre, PHC: Primary Health Centre, CHC: Community Health Centre. ANM: Auxiliary Nurse Hydrides, RN&RM: Registered Nurses & Registered Midwives, LHV: Lady Health Visitors.
Source: National Health Policy, 2016, 2017, 2018, 2020, Central Bureau of Health Intelligence, Ministry of Health and Family Welfare.

3. کیا آپ سمجھتے ہیں کہ ہندوستان کے لیے ڈاکٹروں اور نرسوں کی تعداد میں اضافہ کافی ہے؟ اگر نہیں، تو کیوں؟
4. آپ ہسپتال میں دوسری کون سی سہولیات مہیا کرنا پسند کریں گے؟
5. آپ کلاس روم میں ایک ایسے ہسپتال پر بحث کیجیے جہاں آپ دورہ کر چکے ہوں؟
6. کیا آپ اس جدول کو استعمال کرتے ہوئے گراف بنا سکتے ہیں؟

ہندوستان میں بہت سے مقامات ایسے ہیں جو ان بنیادی سہولیات سے محروم ہیں۔ ملک میں کل 542 میڈیکل کالج اور 313 ڈینٹل کالج موجود ہیں۔ صرف چار صوبوں یعنی کرناٹک، آندھرا پردیش، تامل ناڈو اور مہاراشٹر میں سب سے زیادہ میڈیکل کالج ہیں۔

مشغلہ

اپنے کسی قریبی سرکاری یا پرائیویٹ ہسپتال کا دورہ کیجیے اور مندرجہ ذیل تفصیلات نوٹ کیجیے۔

آپ کے دورہ کیے گئے ہسپتالوں میں مریضوں کے کتنے بستر ہیں؟

اس ہسپتال میں ڈاکٹر کتنے ہیں؟

اس ہسپتال میں کتنی نرسیں کام کرتی ہیں؟

اس کے علاوہ درج ذیل مزید معلومات حاصل کرنے کی کوشش کیجیے۔

آپ کے علاقے میں کتنے ہسپتال ہیں؟

آپ کے علاقے میں کتنی ڈسپنسریاں (دواخانے) ہیں؟

بے روزگاری

ساکل کی ماں شیلا اپنے گھریلو کام کاج، بچوں کی دیکھ بھال، اور اپنے شوہر بوٹا کی کھیت پر مدد کرتی تھی۔ ساکل کا بھائی جیتو اور بہن سیتو اپنا وقت کھیل کود اور آوارہ گردی میں گزارتے تھے۔ کیا آپ شیلا یا جیتو یا سیتو کو بے روزگار یا بیکار کہہ سکتے ہیں۔ اگر نہیں تو کیوں؟

کوئی شخص بے روزگار اس وقت ہوتا ہے جب وہ رائج اجرتوں پر کام



Table 2.2: Health infrastructure over the years

	2014	2015	2016	2017	2018	2019	2021
SC/PHC/CHC	182,709	184,359	185,933	187,505	189,784	1,78,548	1,94,349
Dispensaries and Hospitals	29,715	29,957	30,044	31,641	31,733	31,986 (under Ayush Management)	36,068 (under Ayush Management)
Beds (Govt.)	675,779	754,724	6,34,879	710,761	713,986	818,396	849,206
Doctor Registered with the State Medical Council of India	41,070	43,929	48,076	48,747	56,417	63,809	–
Nursing Personnel (ANM+RN& RM+LHV)	2,621,981	2,639,229	2,778,248	2,878,182	2,966,375	1,201,393 (2020)	3,514,373

Abbreviation(s): SC: Sub centre, PHC: Primary Health Centre, CHC: Community Health Centre. ANM: Auxiliary Nurse Hydrides, RN&RM: Registered Nurses & Registered Midwives, LHV: Lady Health Visitors.
Source: National Health Policy, 2016, 2017, 2018, 2020, Central Bureau of Health Intelligence, Ministry of Health and Family Welfare.

3. Do you think the increase in the number of doctors and nurses is adequate for India? If not, why?
4. What other facilities would you like to provide in a hospital?
5. Discuss about the hospital you have visited?
6. Can you draw a graph using this table.

There are many places in India which do not have even these basic facilities. There are only 542 medical colleges in the country and 313 dental colleges. Just four states, like Andhra Pradesh, Karnataka, Maharastra and Tamil Nadu have the maximum number of medical colleges.

Activity

Visit a nearby hospital, either government or private and note down the following details.

How many beds are there in the hospital you have visited?

How many doctors are there in the hospital?

How many nurses work in that hospital?

Besides, try to gather the following additional information:

How many hospitals are there in your locality?

How many dispensaries are there in your locality?

Unemployment

Sakal's mother Sheela looked after the domestic chores, children and helped her husband Buta in the field. Sakal's brother, Jeetu, and sister, Seetu, spend their time playing and roaming. Can you call Sheela or Jeetu or Seetu unemployed? If not, why?

Unemployment is said to exist when people who are willing to work at the going wages cannot find jobs. Sheela is not interested in working outside her

کرنے کو راضی ہو لیکن اس کو کام نہ ملے۔ شیلا کو اپنی گھریلو حدود سے باہر کام کرنے میں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ جیتو اور سیتو ابھی بچے ہیں، ان کا شمار کام کرنے والی آبادی میں نہیں کیا جا سکتا اور نہ تو جیتو اور سیتو اور نہ ہی شیلا کو بے روزگاری کے زمرہ میں رکھا جا سکتا ہے۔ کام کرنے والی آبادی میں 15 سے 59 سال کے لوگ شامل ہوتے ہیں۔ ساکل کے بھائی اور بہن اس عمر کے زمرہ میں نہیں آتے۔ اس لیے ان کو بے روزگار نہیں کہا جا سکتا۔ ساکل کی ماں شیلا اپنی فیملی کے لیے کام کرتی ہے وہ پیسے کے لیے اپنے گھر کی حدود سے باہر کام نہیں کرنا چاہتی۔ اس کو بھی بے روزگار نہیں کہا جا سکتا۔ ساکل کے دادا دادی کو بھی جن کا ذکر کہانی میں نہیں آیا ہے، بے روزگار نہیں کہا جا سکتا۔

ہندوستان کی صورت حال یہ ہے کہ یہاں دیہی اور شہری علاقوں میں بے روزگاری تو ہے، تاہم دیہی اور شہری علاقوں میں اس کی نوعیت مختلف ہے۔ دیہی علاقوں کے معاملے میں اس کی نوعیت **موسمی** اور **بھیس بدل بے روزگاری** کی ہے۔ شہری علاقوں میں زیادہ تر تعلیم یافتہ بے روزگار ہیں۔

موسمی بے روزگاری اس وقت ہوتی ہے جب لوگوں کو سال کے چند مہینوں کے دوران کام نہیں یا ملازمت نہیں مل پاتی۔ زراعت پر منحصر لوگوں کو ایسے مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ زراعت میں بے حد مشغول موسم اس وقت ہوتا ہے جب بوائی، کٹائی، گھاس پوس کی صفائی اور گاہنا کیا جاتا ہے۔ زراعت پر منحصر لوگوں کو بعض مہینے ایسے ہیں جن میں کوئی کام نہیں ملتا۔

بھیس بدل بے روزگاری میں لوگ دیکھنے میں برسر روزگار لگتے ہیں۔ ان کے پاس زراعتی پلاٹ ہوتے ہیں۔ جہاں ان کو کام مل جاتا ہے۔ ایسا عام طور سے ان خاندانی ارکان میں ہوتا ہے جو زراعتی سرگرمیوں میں لگے ہوتے ہیں۔ جب کھیت کے کام کی نوعیت ایسی ہو کہ وہاں پانچ لوگوں کی خدمات کی ضرورت ہو لیکن آٹھ لوگ رکھ لیے جائیں تو یہ تین لوگ زائد ہوتے ہیں۔ یہ تینوں لوگ اسی پلاٹ پر کام کرتے ہیں، جیسے کے دیگر لوگ۔ تین زائد لوگوں کا تعاون اس میں اضافہ نہیں کرتا جو پانچ لوگ دے رہے ہیں۔ اگر ان تینوں زائد لوگوں کو ہٹا دیا جائے تو کھیت کی پیداوار میں کمی نہیں ہوگی۔ کھیت کو پانچ لوگوں کی ضرورت ہے، یہاں تین زائد لوگ بھیس بدل بے روزگار ہیں۔

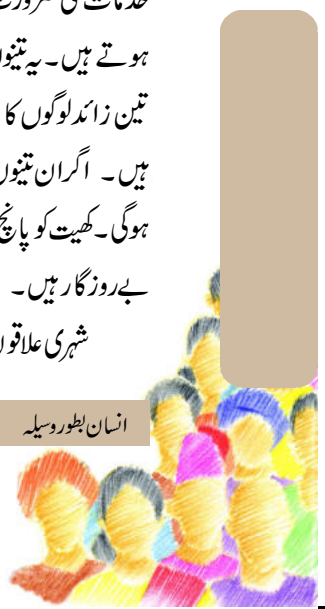
شہری علاقوں میں، تعلیم یافتہ بے روزگاری ایک عام بات ہے۔ بہت سے ایسے نوجوانوں کو جنہوں نے اپنے دسویں، بی۔ اے اور ایم۔ اے کے امتحان پاس کر لیے ہیں، ملازمتیں نہیں مل پاتے۔ مطالعہ بتاتا ہے کہ دسویں پاس نوجوانوں کی بہ نسبت بی۔ اے اور ایم۔ اے پاس نوجوانوں میں بے روزگاری میں تیزی سے اضافہ ہوا ہے۔ افرادی قوت کی بات کی جائے تو ایک متضاد منظر ابھر کر آتا ہے جہاں کچھ جگہوں پر مزدوری کی کمی ہے تو کہیں پر زائد مزدور موجود ہوتے ہیں۔ ایک طرف تو تکنیکی طور پر اہل افراد میں بے روزگاری ہے اور دوسری طرف معاشی نمو کے لیے مطلوبہ تکنیکی مہارتوں کی کمی بھی پائی جاتی ہے۔

بے روزگاری سے کسی ملک میں موجود افرادی قوت کے وسائل ضائع ہو جاتے ہیں۔ وہ لوگ جو کہ معیشت کے لیے ایک اثاثہ ہیں ملک کے لیے بوجھ بن جاتے ہیں۔ ملک کے نوجوانوں میں بے بسی، ناامیدی چھائی رہتی ہے۔ لوگوں کے پاس اتنا پیسہ بھی نہیں ہے جس سے وہ خاندان کی کفالت کر سکیں۔ تعلیم یافتہ افراد کا کام کرنے اور منافع بخش روزگار کی تلاش میں آمادہ نہ ہونا ایک عظیم سماجی بربادی کی نمائندگی کرتا ہے۔

بے روزگاری معاشی بوجھ میں اضافہ کرتی ہے۔ کام کرنے والی آبادی پر بے روزگاروں کا انحصار بڑھتا رہتا ہے۔ جس سے کسی فرد کا معیار زندگی اور سماج بری طرح سے متاثر ہوتا ہے۔ جب کسی خاندان کو محض گزارے لائق سطح پر زندگی گزارنے پر مجبور ہونے کی صورت میں صحت کی حالت میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے اور اسکولی نظام سے انخلاء میں اضافہ ہوتا ہے۔

اس لیے، بے روزگاری بحیثیت مجموعی معیشت پر نقصان دہ اثر ڈالتی ہے۔ بے روزگاری میں اضافہ ایک بدحال معیشت کا اشارہ کرتی ہے۔ یہ اس وسیلے کی بھی بربادی ہے جس کو ملک کے فائدے کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اگر افراد کو بطور وسیلہ استعمال نہ کیا جا سکے تو یہ صورت حال ملک کی معیشت کے لیے ایک بوجھ بن جاتی ہے۔

ہندوستان کے معاملے میں اعداد و شمار کے مطابق بے روزگاری کی شرح کم ہے۔ کم آمدنی اور پیداواری صلاحیت کے حامل لوگوں کی ایک بڑی تعداد کو برسر روزگار کے زمرہ میں رکھا جاتا ہے۔ وہ سال بھر کام کرتے نظر آتے ہیں لیکن ان کی صلاحیت اور آمدنی کے لحاظ سے یہ ان کے لیے کافی نہیں ہے۔ وہ جو کام کر رہے ہیں، لگتا ہے مجبوری میں کیا جا رہا ہے۔ اس لیے



domestic domain. Jeetu and Seetu are too small to be counted in the work force population. Neither Jeetu, Seetu or Sheela can be counted as unemployed. The workforce population includes people from 15 years to 59 years. Sakal's brother and sister do not fall within this age group so they cannot be called unemployed. Sakal's mother Sheela works for the family. She is not willing to work outside her domestic domain for payment. She too cannot be called unemployed. Sakal's grandparents (although not mentioned in the story) cannot be called unemployed.

In case of India we have unemployment in rural and urban areas. However, the nature of unemployment differs in rural and urban areas. In case of rural areas, there is **seasonal** and **disguised unemployment**. Urban areas have mostly educated unemployment.

Seasonal unemployment happens when people are not able to find jobs during some months of the year. People dependant upon agriculture usually face such kind of problem. There are certain busy seasons when sowing, harvesting, weeding and threshing is done. Certain months do not provide much work to the people dependant on agriculture.

In case of **disguised unemployment** people appear to be employed. They have agricultural plot where they find work. This usually happens among family members engaged in agricultural activity. The work requires the service of five people but engages eight people. Three people are extra. These three people also work in the same plot as the others. The contribution made by the three extra people does not add to the contribution made by the five people. If three people are removed the productivity of the field will not decline. The field requires the service of five people and the three extra people are disguised unemployed.

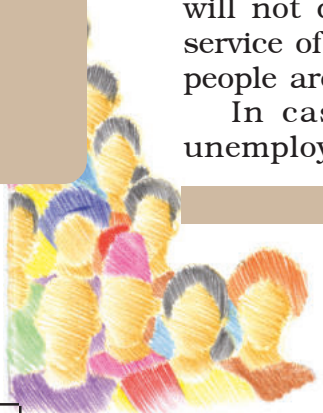
In case of urban areas educated unemployment has become a common phenomenon. Many youth with matriculation, graduation and post graduation degrees are not able to find job. A study showed that unemployment of graduate and post-graduate has increased faster than among matriculates. A paradoxical manpower situation is witnessed as surplus of manpower in certain categories coexist with shortage of manpower in others. There is unemployment among technically qualified person on one hand, while there is a dearth of technical skills required for economic growth.

Unemployment leads to wastage of manpower resource. People who are an asset for the economy turn into a liability. There is a feeling of hopelessness and despair among the youth. People do not have enough money to support their family. Inability of educated people who are willing to work to find gainful employment implies a great social waste.

Unemployment tends to increase economic overload. The dependence of the unemployed on the working population increases. The quality of life of an individual as well as of society is adversely affected. When a family has to live on a bare subsistence level there is a general decline in its health status and rising withdrawal from the school system.

Hence, unemployment has detrimental impact on the overall growth of an economy. Increase in unemployment is an indicator of a depressed economy. It also wastes the resource, which could have been gainfully employed. If people cannot be used as a resource they naturally appear as a liability to the economy.

In case of India, statistically, the unemployment rate is low. A large number of people represented with low income and productivity are counted as employed. They appear to work throughout the year but in terms of their potential and income, it is not adequate for them. The work that they are pursuing



وہ اپنی پسند کے کسی دوسرے کام کی خواہش کر سکتے ہیں۔غریب لوگ بیکار نہیں رہتے۔وہ اپنی کمائی کی صلاحیت کا لحاظ کیے بغیر کسی نے کسی کام میں لگ جانے کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ان کی کمائی ان کو محض گذارے لائق سطح پر ہی رکھتی ہے۔



شکل 2.6 : کیا آپ کو یاد ہے کہ اپنے جوتے یا چپل مرمت کرانے پر آپ موچی کو کتنے پیسے دیے تھے؟

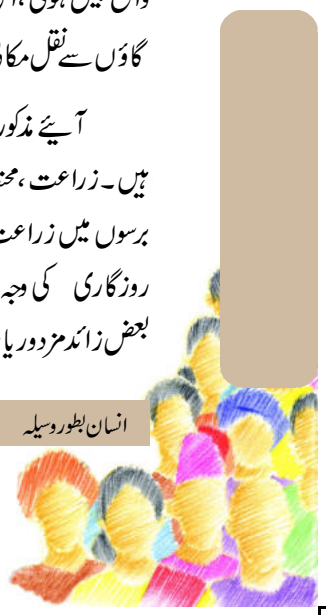
مزید براں ، ابتدائی شعبہ میں خود روزگار کے ذریعہ ہی روزگار کی ڈھانچے کی خصوصیت کا تعین ہوتا ہے۔پورا کنبہ کھیت پر کام کرتا ہے، چاہے حقیقت میں ہر شخص کی ضرورت پیش نہ آتی ہو،اس لیے، زراعتی شعبہ میں چھپی بے روزگاری ہوتی ہے،لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ کنبے کے تمام افراد کھیت کی پیداوار کے عمل میں شریک ہوتے ہیں۔دیہی سیکٹر میں کھیت کے کام میں ہاتھ بٹانے کا تصور اور اس سے حاصل پیداوار بے روزگاری کی مصائب سے چھٹکارہ دلاتی ہے۔لیکن اس صورت حال سے فیملی کی غربت میں کمی واقع نہیں ہوتی،اس لیے بتدریج ہر گھر کے زائد فرد کا ملازمت کی تلاش میں گاؤں سے نقل مکانی (ہجرت) کا رجحان رہتا ہے۔

آیئے مذکورہ تینوں شعبوں میں روزگار کے منظر نامے پر بحث کرتے ہیں۔زراعت ،محنت کی سب سے زیادہ کھپت کرنے والا شعبہ ہے۔حالیہ برسوں میں زراعت پر منحصر آبادی میں کافی کمی آئی ہے۔یہ بھیس بدل بے روزگاری کی وجہ سے ہوا ہے جس کا پہلے ذکر کیا جا چکا ہے۔زراعت میں بعض زائد مزدور یا ثانوی یا پھر ثالثی شعبہ میں چلے گئے ہیں۔ثانوی شعبہ میں چھوٹے پیمانے کی اشیاء سازی مزدوروں کو بہتات روزگار کے مواقع فراہم کر رہی ہے۔ثالثی شعبہ کی صورت میں بایوٹکنالوجی اور اطلاعاتی ٹکنالوجی وغیرہ جیسی نئی خدمات ابھر کر آرہی ہیں۔

آیئے یہ جاننے کے لیے ایک کہانی پڑھتے ہیں کہ لوگ گاؤں کی معیشت کے لیے کس طرح اثاثہ بن سکتے ہیں۔

ایک گاؤں کی کہانی

ایک ایسا گاؤں تھا جس میں متعدد خاندان رہتے تھے۔ ہر خاندان اپنے ارکان کا پیٹ بھرنے کے لیے کافی رقم کما لیتا تھا۔خاندان کے افراد اپنے کپڑے خود سی کر اور اپنے بچوں کو خود پڑھا کر اپنی ضروریات پوری کرتے تھے۔خاندان میں سے ایک نے اپنے ایک بیٹے کو زراعت کالج میں بھیجنے کا فیصلہ کیا۔اس کو ایک قریبی زراعتی کالج میں داخلہ مل گیا۔تھوڑی مدت کے بعد اس نے ایگرو انجینئرنگ میں اپنا امتحان پاس کر لیا اور گاؤں واپس لوٹ آیا۔وہ اس درجہ تخلیقی ذہن کا ثابت ہوا کہ اس نے ایک ایسے ہل کا ڈیزائن بنا ڈالا جو گیہوں کی پیداوار کو بڑھا سکتا تھا۔اس طرح گاؤں میں ایگرو انجینئرنگ کی ایک نئی ملازمت نکالی گئی اور اس کو گاؤں میں ہی ملازمت دے دی گئی۔ خاندان میں زائد پیداوار قریبی گاؤں میں فروخت کر دی۔ جس سے ان کو کافی منافع ہوا اور سب نے مل کر فائدہ اٹھایا۔اس کامیابی سے تحرک پا کر ،تھوڑی مدت بعد تمام خاندانوں کے لوگ گاؤں میں ایک میٹنگ منعقد کی۔ وہ بھی اپنے بچوں کے لیے ایک بہتر مستقبل کے خواہاں تھے۔انہوں نے پنچایت سے گاؤں ہی کے اندر ایک اسکول کھولنے کی درخواست کی۔انہوں نے پنچایت کو یقین دلایا کہ وہ سبھی اپنے اپنے بچوں کو اسکول ضرور بھیجیں گے۔ پنچایت نے حکومت کی مدد سے ایک اسکول کھول دیا۔قریبی قصبے سے ایک معلم کو ملازمت پر رکھا گیا۔اس گاؤں کے تمام بچوں میں اسکول جانا شروع کر دیے۔تھوڑی مدت بعد ایک خاندان نے اپنی بیٹی کو کپڑے سینے کی تربیت دی۔اس نے گاؤں کے ان تمام خاندانوں کے



seems forced upon them. They may therefore want other work of their choice. Poor people cannot afford to sit idle. They tend to engage in any activity irrespective of its earning potential. Their earning keeps them on a bare subsistence level.



Picture 2.6 *Can you remember how much did you pay when you asked him to mend your shoes or slippers?*

Moreover, the employment structure is characterised by self-employment in the primary sector. The whole family contributes in the field even though not everybody is really needed. So there is disguised unemployment in the agriculture sector. But the entire family shares what has been produced. This concept of sharing of work in the field and the produce raised reduces the hardship of unemployment in the rural sector. But this does not reduce the poverty of the family, gradually surplus labour from every household tends to migrate from the village in search of jobs.

Let us discuss about the employment scenario in the three sectors mentioned earlier. Agriculture, is the most labour absorbing sector of the economy. In recent years, there has been a decline in the dependence of population on agriculture partly because of disguised unemployment discussed earlier. Some of the surplus labour in agriculture has moved to either the secondary or the tertiary sector. In the secondary sector, small scale manufacturing is the most labour-absorbing. In case of the tertiary sector, various new services are now appearing like biotechnology, information technology and so on.

Let us read a story to know how people could become an asset for the economy of a village.

Story of a Village

There was a village inhabited by several families. Each family produced enough to feed its members. Each family met its needs by the members making their own clothes and teaching their own children. One of the families decided to send one of its sons to an agriculture college. The boy got his admission in the nearby college of agriculture. After some time he became qualified in agro-engineering and came back to the village. He proved to be so creative that he could design an improved type of plough, which increased the yield of wheat. Thus a new job of agro-engineer was created and filled in the village. The family in the village sold the surplus in a nearby neighbouring village. They earned good profit, which they shared among themselves. Inspired by this success all the families after some time held a meeting in the village. They all wanted to have a better future for their children too. They requested the panchayat to open a school in the village. They assured the panchayat that they would all send their children to school. The panchayat, with the help of government, opened a school. A teacher was recruited from a nearby town. All the children of this village started going to school. After sometime one of the families gave training to his daughter in

افراد کے لیے کپڑے سینے شروع کر دیے جو اچھے سلے کپڑے خریدنا اور پہننا چاہتے تھے۔اس طرح ایک اور نئی ملازمت یعنی ایک درزی کی ملازمت پیدا ہوگئی۔اس کا دوسرا مثبت اثر پڑا۔گاؤں والوں کا وہ وقت جو دور دراز علاقوں میں کپڑے خریدنے میں لگتا تھا، اب بچ گیا۔اس کے بعد تو کسان اپنے کھیتوں پر مزید وقت دے سکتے تھے۔اب کھیتوں میں پیداوار بڑھ گئی۔یہ تو خوش حالی کی ابتداء تھی۔اب کسانوں کے پاس اپنی ضرورت اور خرچ سے زیادہ پیداوار موجود تھی۔اب وہ اپنی پیداوار ان لوگوں میں فروخت کر سکتے تھے جو گاؤں کے بازار میں آتے تھے، وقت کے ساتھ ساتھ اس گاؤں میں جہاں پہلے کبھی ملازمت کے مواقع نہیں تھے، استاد، درزی، زراعتی انجینئر اور دوسرے کئی کاموں کے مواقع پیدا ہوگئے۔یہ ایک ایسے چھوٹے گاؤں کی کہانی تھی جہاں انسانی سرمایہ کی بڑھتی سطح نے اسے پیچیدہ اور جدید معاشی سرگرمیوں سے مالا مال جگہ میں تبدیل کرنے کے قابل بنایا۔

خلاصہ

آپ نے دیکھا کہ تعلیم اور صحت جیسی پیداوار نے کس طرح معیشت کے لیے ایک اثاثہ بنانے میں لوگوں کی مدد کی۔اس باب میں ان معاشی سرگرمیوں پر بھی بحث ہوئی ہے جو معیشت کے تین شعبوں میں کی جاتی ہیں۔ہم نے ان مسائل کے بارے میں مطالعہ کیا ہے جو بے روزگاری کے ساتھ وابستہ ہیں۔آخر میں یہ باب ایک ایسے گاؤں کی کہانی کے ساتھ ختم ہوتا ہے جو پہلے روزگار کے مواقع سے محروم تھا لیکن بعد میں ایسے مواقع سے مالا مال ہوگیا۔

مشقیں

1. ''انسان بطور وسیلہ'' سے آپ کیا مراد لیتے ہیں؟
2. زمین اور مادی سرمایہ جیسے دوسرے وسائل سے انسانی وسیلہ کس طرح مختلف ہے؟
3. انسانی سرمایہ کی تشکیل میں تعلیم کا کیا کردار ہے؟
4. انسانی سرمایہ کی تشکیل میں صحت کا کیا کردار ہے؟
5. کسی فرد کے کام کرنے کی زندگی میں صحت کا کیا کردار ہے؟
6. ابتدائی شعبہ، ثانوی شعبہ اور ثالثی شعبہ میں کونسی مختلف سرگرمیاں کی جاتی ہیں؟
7. معاشی اور غیر معاشی سرگرمیوں میں کیا فرق ہے؟
8. عورتوں کو کم تنخواہ کے کام پر کیوں رکھا جاتا ہے؟
9. اصطلاح ''بے روزگاری'' کو آپ کس طرح واضح کریں گے؟
10. بھیس بدل بے روزگاری اور موسمی بے روزگاری میں فرق بتائیے؟
11. تعلیم یافتہ بے روزگاری ہندوستان کا ایک خصوصی مسئلہ کیوں ہے؟
12. آپ کے خیال میں وہ کونسا میدان ہے جہاں ہندوستان روزگار کے زیادہ سے زیادہ مواقع پیدا کر سکتا ہے؟
13. کیا آپ تعلیم یافتہ بے روزگاروں کے مسئلہ کی شدت کو گھٹانے کے لیے چند اقدامات تجویز کر سکتے ہیں؟
14. کیا آپ کسی ایسے گاؤں کا تصور کر سکتے ہیں جو ابتداء میں ملازمت کے مواقع سے محروم تھا لیکن بعد میں وہاں متعدد مواقع فراہم ہوئے؟
15. زمین، محنت، مادی سرمایہ اور انسانی سرمایے میں سے آپ کے خیال میں کون سا سرمایہ سب سے بہتر ہے؟ کیوں؟



tailoring. She started stitching clothes for all the families of the village for everyone now wanted to buy and wear well-tailored clothes. Thus another new job, that of a tailor was created. This had another positive effect. The time of the farmers in going far for buying clothes was saved. As the farmers spent more time in the field, the yield of the farms went up. This was the beginning of prosperity. The farmers had more than what they could consume. Now they could sell what they produced to others who came to their village markets. Over time, this village, which formally had no job opportunities in the beginning, had many like teacher, tailor, agro–engineer and many more. This was the story of a simple village where the rising level of human capital enabled it to evolve into a place rich with complex and modern economic activities.

Summary

You have seen how inputs like education and health helped in making people an asset for the economy. The chapter also discusses about the economic activities undertaken in the three sectors of the economy. We also study about the problem associated with unemployment. Finally the chapter ends with the story of a village which formally had no job but later had plenty.

Exercises

1. What do you understand by 'people as a resource'?
2. How is human resource different from other resources like land and physical capital?
3. What is the role of education in human capital formation?
4. What is the role of health in human capital formation?
5. What part does health play in the individual's working life?
6. What are the various activities undertaken in the primary sector, secondary sector and tertiary sector?
7. What is the difference between economic activities and non-economic activities?
8. Why are women employed in low paid work?
9. How will you explain the term unemployment?
10. What is the difference between disguised unemployment and seasonal unemployment?
11. Why is educated unemployed, a peculiar problem of India?
12. In which field do you think India can build the maximum employment opportunity?
13. Can you suggest some measures in the education system to mitigate the problem of the educated unemployed?
14. Can you imagine some village which initially had no job opportunities but later came up with many?
15. Which capital would you consider the best — land, labour, physical capital and human capital? Why?

حوالہ جات

Gary, S. Becker. 1966. Human Capital: A Theoretical and Empirical Analysis with Special Reference to Education, General Series. Number 80. New York. National Bureau of Economic Research.

Theodore, W. Schultz. 'Investment in Human Capital'. American Economic Review. March 1961.

Economic Survey 2015–2016. Ministry of Finance, Government of India, New Delhi.

India Vision 2020. The Report. Planning Commission. Government of India, New Delhi.

Mid-Term Appraisal of the Tenth Five Year Plan (2002–2007). Planning Commission, Part II. New Delhi.

Tenth Five Year Plan (2002–2007). Planning Commission, New Delhi.

Twelth Five Year Plan (2012–2017). Planning Commission, New Delhi.

NCERT. 2016. Trilingual Dictionary of Economics, p. 62.

حوالہ جات

Dev, S. Mahendra, Kannan, K.P. and Ramchandran, Neera (Eds.). 2003. *Towards a Food Secure India: Issues and Policies.* Institute for Human Development, New Delhi.

Sagar, Vidya. 2004. '*Food Security in India*', Paper presented in ADRF-IFRI Final Meeting on Food Security in India, September 10–11, New Delhi.

Saxena, N.C. 2004. '*Synergising Government Efforts for Food Security*' in Swaminathan, M.S. and Medrano, Pedro (Eds.), Towards Hunger Free India, East-West Books, Chennai.

Saxena, N.C. 2004. '*Reorganising Policies and Delivery for Alleviating Hunger and Malnutrition*' Paper presented at National Food Security Summit, New Delhi.

Sen, A.K. 1983. *'Poverty and Famines: An Essay on Entitlement and Deprivation'.* Oxford University Press.

Sharma, Rekha and Meenakshi, J.V. 2004. '*Micronutrient Deficiencies in Rural Diets*'. *Towards Hunger Free India: From Vision to Action.* Proceedings of Consultation on 'Towards Hunger-free India: Count Down from 2007'. New Delhi.

FAO 1996. *World Food Summit 1995.* Food and Agricultural Organisation, Rome.

Government of India. Economic Survey. 2002–03, 2003–04, 2004–05. Ministry of Finance. New Delhi.

IIPS 2000. *National Health and Family Survey*–2. International Institute of Population Sciences. Mumbai.

UN 1975. *Report of the World Food Conference 1975.* (Rome), United Nations, New York.

Food Corporation of India: (fci.gov.in/stocks.php?view=18)

© NCERT